تسہیل

تربیت السالک

تالیف:
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

صاحب تسہیل
حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی
استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

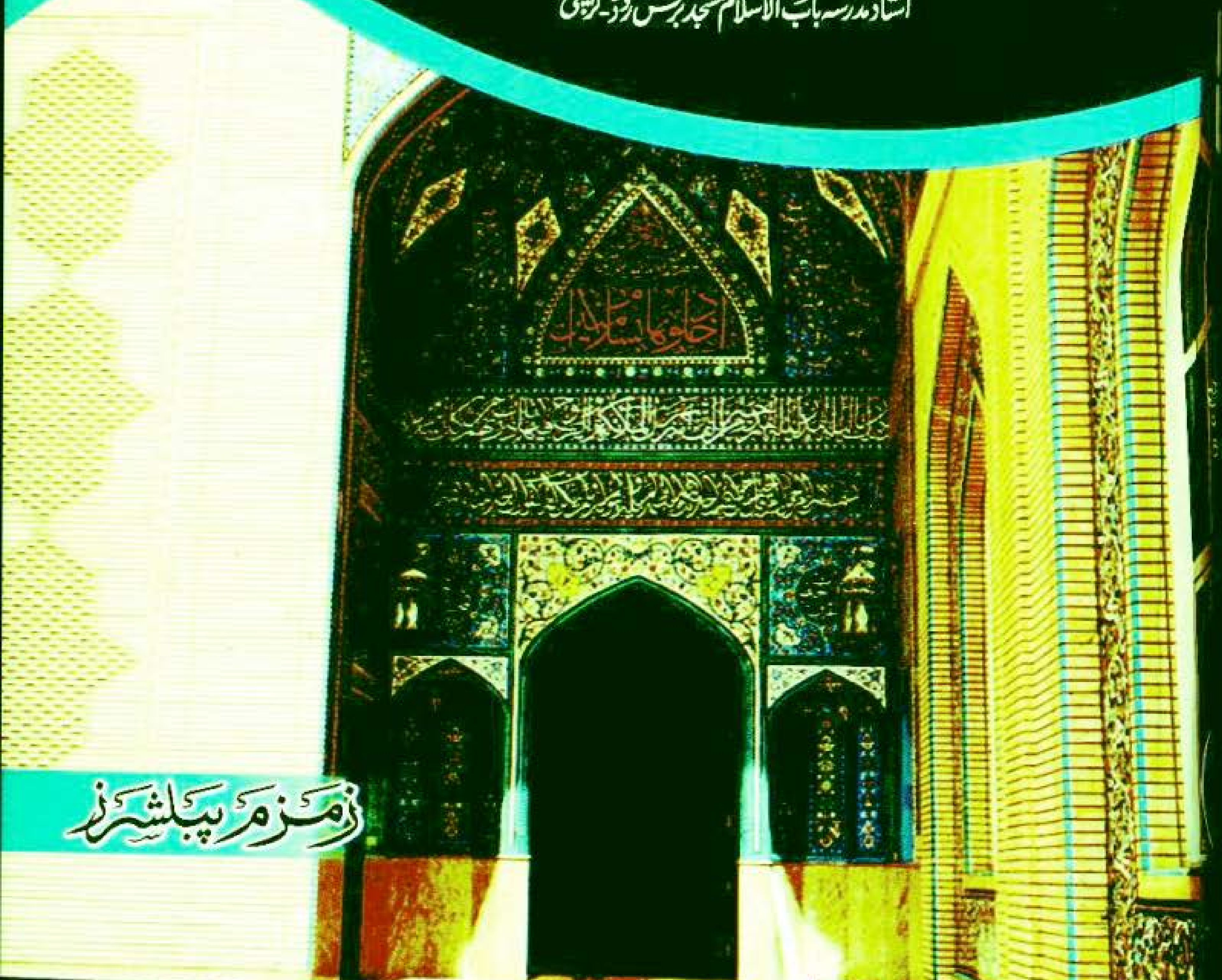

زمزم پبلشرز

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی

تسہیل
تربیت السالک

جلد اوّل
دوسرا حصہ

شیخ و مُرید کے آداب، آدابِ
طریقت، نسبتِ ولایت کے
حُصول کا طریقہ اور علامات،
ذکر و اشغال کے طریقے، مراقبات
کی ضرورت و افادیت۔

اِصطلاحاتِ تصوف
کے معانی کے
اشاریہ کے ساتھ

حال و مقام، صحو و سکر
فنا و بقاء، عروج و نزول
ذکر کے انوار و امثال
قبض و بسط کی کیفیات
مختلف تجلیات کی تحقیق۔

سالک کیلئے اِس کتاب کا مُطالعہ بہت ضروری ہے

راہِ سلوک میں سالک کو پیش آنے والے احوال کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے
قلم سے گراں قدر تحقیقات کا مجموعہ

تالیف:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

صاحب تسہیل
حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی
اُستاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ۔ کراچی

ناشر
زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد اُردو بازار، کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام ـــــ تسہیل تربیت السالک جلد اوّل تیسرا حصّہ

تاریخ اشاعت ـــــ جون ۲۰۰۹ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی
فون: 021-2760374 - 021-2725673
فیکس: 021-2725673
ای میل: zamzam01@cyber.net.pk
ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- ■ دار الہدیٰ اردو بازار کراچی۔ فون: 2726509
- ■ دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- ■ قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- ■ مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرِ کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی جَزَاءً جَمِیْلًا جَزِیْلًا

ـــــ مِنجانب ـــــ

احبابِ زمزم پبلشرز

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
36,Rolleston Street Leicester
LE5-3SA
Ph: 0044-116-2537640
Fax: 0044-116-2628655
Mobile: 0044-7855425358

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax 01204-389080
Mobile: 07930-464843

فہرست مضامین

پیش لفظ ۲۴
تسہیل میں جو کام کیا گیا ۲۷
تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی ۲۹
تمہید ۴۰
خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک ۴۴

چوتھا باب

اعمال کے بیان میں

واعظ کا (وعظ کے) قبول ہونے نہ ہونے کی طرف نظر نہ کرنا ۴۵
مدارس کے قائم کرنے کا افضل الاعمال ہونا ۴۵
عمل کے ہمیشہ ہونے کی حقیقت ۴۵
نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھنا افسوس کے قابل نہیں ہے ۴۶
عشاء کے بعد تہجد کے نوافل ۴۶
جو چیز واجب نہ ہو اس کو چھوڑنا شیطان کے غلبہ کی وجہ سے نہیں ہے ۴۹
بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے تکلیف اٹھانا بھی مجاہدہ ہے ۴۹
تعلیم وتلقین کا مفید ہونا اور اس میں تکلیف کا مصیبت نہ ہونا ۵۰
فجر کی نماز سے پہلے تلاوت قرآن، مناجات مقبول پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۵۲
آنحضرت ﷺ کے دیدار کی تمنا سے مقدم ضرورت عمل کی ہے ۵۲
ذکر وتلاوت قرآن کے بعد دعا ۵۲
سفر کے عذر کی وجہ سے (اوراد واذکار کا) ناغہ نقصان دہ نہیں ہے ۵۳
طلبہ کو پڑھانا اور نصیحت کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے ۵۴
قرآن کی تلاوت کی ترکیب ۵۴
شہرت طلب کرنے کے لئے وعظ کرنا منع ہے ۵۴
ہمیشہ عمل کرنے کی ضرورت ۵۵

اخلاق کی اصلاح کی ضرورت ۷۹
افضل اعمال کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں موافقت ۸۰
تہجد میں کاہلی کا علاج ۸۰
نماز کے سجدہ میں تصور ۸۰
منعم حقیقی سے تعلق دلی اطمینان کا سبب ہے ۸۱
کم نہ سونا ۸۳
فطری طور پر ناغہ ہو جانا دوام کے خلاف نہیں ہے ۸۴
طالب علمی (کے زمانے) میں تہجد اور نوافل پڑھنا ۸۴
نماز میں یکسوئی نہ ہونا ۸۵
سنت کی اتباع کرنا تمام مصلحتوں پر مقدم ہے ۸۵
سلسلہ کے مشائخ کو ثواب پہنچانا ۸۶
کام کی غرض سے نفس سے وعدہ ۸۶
روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا ۸۶
درود شریف کثرت سے پڑھنا ۸۷
اگر اردو سے مناجات سے دلچسپی ہو تو وہ بہتر ہے ۸۷
تلاوت استحضار کے باقی رہنے کے بغیر بھی کافی ہے ۸۷
دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج ۸۸
حفظ قرآن اور تلاوت قرآن میں کس ترجیح ہے ۸۸
نماز میں آنکھ بند کرنا ۸۹
استقامت کی ضرورت ۸۹
باجماعت نماز میں دل سے درود کا جاری ہونا ۸۹
اتباع سنت بڑی نعمت ہے ۸۹
دل کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے ۹۱
شیخ کے ذریعے سے اعمال پر استقامت فضل ربانی ہے ۹۱
معانی کے تدبر کے ساتھ بلا تکلف تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے ۹۲
اشعار پڑھنے میں کمی کرنا ۹۲
سہولت کی طلب کا نفس کی بندگی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی پر ترجیح دینا ہے ۹۲

مستحبات کو ترک کرنا بری حالت نہیں ہے ۹۳
جماعت کی پابندی (کرنا) سنت کے موافق حالت ہے ۹۳
سلوک کے راستے کی قابلیت کی علامات اور عمل کی ضرورت ۹۴
عمل کو کیفیت پر ترجیح ۹۶
نوافل واذکار کا اس لئے چھوڑنا کہ لوگ اچھا سمجھیں گے صرف شیطانی خیال ہے ۹۷
اصل چیز شریعت کے اتباع کی مضبوطی ہے نہ کیفیات ہیں ۹۷
بغیر جی لگے بھی تلاوت درست ہے ۹۸
رات کو جاگنے والے کو سونا بھی چاہئے ۹۹
خاص وقت میں مقرر کیے ہوئے اور عارضی کام میں سے کس کو مقدم کیا جائے ۹۹
نفلی عبادت برداشت کے بقدر کرنی چاہئے ۹۹
نماز میں دل کی یکسوئی اور مبتدی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطرناک ہونا ۱۰۰
ترجمۂ قرآن کی تعلیم جدید طرز پر اور تصنیف کا خیال مشغلوں سے فارغ ہونے کے بعد ہونا چاہئے ۱۰۲
قرآن کی تلاوت کی کثرت ۱۰۳
کبھی فعل کا عزم بھی علاج ہوتا ہے ۱۰۳
نسبت حاصل ہونے کی دعا مطلوب ہے ۱۰۴
فرض، سنت اور نفل نماز کی ادا میں طبعی فرق ۱۰۴
نماز میں بھول جانے کا علاج ۱۰۵
صرف خط لکھنے کے لئے وضو کرنا شرعی حدود میں تصرف کرنا ہے ۱۰۵
اعمال پر استقامت حال سے بہتر ہے ۱۰۵
گناہ گار سے نفرت و نہی عن المنکر (بری باتوں سے منع کرنا) مبتدی کے لئے نقصان دہ ہے ۱۰۶
معمولات کو ہمیشہ کرنے سے رسوخ پیدا ہوتا ہے ۱۰۶
مبتدی کے لئے اخبار پڑھنا نقصان دہ ہے ۱۰۷
تمکین مقصود ہے جبکہ اعمال اور تقویٰ پر ہمیشگی ہو ۱۰۷
عمل کو قبولیت کے قابل ہونے کا حقدار نہیں سمجھنا چاہئے ۱۰۸
معنی سوچ کر قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا عین سنت ہے ۱۰۹
دل لگے (یا) نہ لگے کام پورا کرنا چاہیے ۱۰۹
ہمت کی ضرورت ۱۱۰

عوام کو خود کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے ۱۱۱
استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے ۱۱۱
کتابیں پڑھنے اور تلاوت کرنے میں درمیانی توجہ کافی ہے ۱۱۱
حق واجب کو ادا کرنے کی صورت میں معافی مانگ لینا ضروری ہے ۱۱۱
نابالغ کا حق ادا کرنا (بھی) ضروری ہے ۱۱۲
اصلی مقصود کام ہے ۱۱۲
مواعظ کے مطالعہ کا مفید طریقہ ۱۱۲
تہجد، ذکر وشغل میں ناغہ کی تلافی ۱۱۲
تہجد کی رکعت کی تعداد ۱۱۳
ایک رکعت میں ایک سورت بار بار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے ۱۱۴
دن میں تہجد کے بدلے نوافل ۱۱۴
کھانا کم کرنا ۱۱۴
بیوی کا تنگ کرنا بھی مجاہدہ ہے ۱۱۵
بغیر غور وفکر کے تلاوت میں حرج نہیں ہے ۱۱۵
درود شریف منقول پڑھنا افضل ہے ۱۱۵
ترقی کے اسباب کا مختلف ہونا ۱۱۶
لوگوں سے کم میل جول رکھنا ۱۱۶
حقوق معاف کرانے کا طریقہ ۱۱۷
بلاضرورت میل جول کا علاج ۱۱۷
خدا کی بے ادبی کا علاج ۱۱۸
شیخ کی وضع قطع (ہیئت طور طریقہ) اختیار کرنا ۱۱۹
(اپنے) سلسلے کے مشائخ کو ایصال ثواب (ثواب پہنچانا) ۱۱۹
عمل پر اعتماد (کرنا) عبدیت کے خلاف ہے ۱۲۰
انہماک کے معنی ۱۲۰
قرض کے ادا ہونے کی دعا کرنا ۱۲۱
ہمت کی ضرورت ۱۲۱
عمل میں کوتاہی کا خیال مطلوب ہے ۱۲۱

بدقسمتی کہنا خدا پر الزام ہے ۱۲۲
تہجد کے نوافل عشاء کے بعد ۱۲۲
اعمال اختیاریہ کی ضرورت ۱۲۳
کوشش کا ضروری ہونا ۱۲۳
دل سے غافل نہیں ہونا چاہئے ۱۲۴
نماز قضا ہو جانے پر جرمانہ ۱۲۴
نفلی روزے ۱۲۴
مواعظ کا مطالعہ ۱۲۴
تہجد کا وقت ۱۲۵
سری نماز میں بھی جہری (نماز) کی طرح ترتیل (قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا) ۱۲۵
تہجد پڑھنے کی تاکید ۱۲۵
اعتکاف میں معمولات ۱۲۶
دلائل الخیرات پڑھنا ۱۲۶
دھن کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے ۱۲۶
نماز کے وقت تصور ۱۲۷
تشہد کے وقت تصور ۱۲۷
ہول قبر کی نماز کا بے اصل ہونا ۱۲۷
شیخ سے دعا کی طلب ۱۲۸
شیخ کا تصور ۱۲۹
شیخ کی صحبت ۱۲۹
عشاء کے بعد تہجد کے نوافل ۱۳۰
اعمال میں کوتاہی کی وجہ ۱۳۳
تہجد کے نوافل میں آنکھ بند کرنا ۱۳۳
فرائض وسنن موکدہ کے مقابلے میں تہجد میں زیادہ دلی یکسوئی کی حکمت ۱۳۴
تہجد کی رکعات ۱۳۴
تہجد کی نماز کا مخصوص طریقہ نہ ہونا ۱۳۵
تہجد کے بعد سونا ۱۳۵

دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا عبدیت کے خلاف ہے ۱۳۵
غفلت کی حقیقت ۱۳۵
دل کی سختی کے وسوسے کا علاج ۱۳۶
علم کے دعوی کے چھوڑنے کا پسندیدہ ہونا ۱۳۶
توجہ اور تصرف پر عمل کو ترجیح ۱۳۶
تربیت السالک کے مطالعے کی ترغیب ۱۳۷
دھن کی ضرورت ۱۳۸
نماز میں سہو (بھول جانا) نقصان دہ نہیں ہے ۱۳۹
نفل نماز کی تاکید ۱۳۹
دعا میں الحاح (عاجزی ازاری) کی تفسیر ۱۳۹
اصلاح اخلاق کتب کا مطالعہ ۱۴۰
بات کم کرنا ۱۴۰
دعا میں غلو (مبالغہ) نہیں کرنا چاہئے ۱۴۱
قضا نماز کا پڑھنا ۱۴۲
دعا کا رضا کے خلاف نہ ہونا ۱۴۲
نماز میں آنکھ بند کرنا ۱۴۲
مشکل کے حل ہونے کی دعا ۱۴۳
فرائض ونوافل کے قضا ہونے میں فرق ۱۴۳
سونے سے نماز قضا ہوجانا ۱۴۵
لوگوں سے کم میل جول کرنا اور مبتدی کے لئے وعظ کا طریقہ ۱۴۵
قرآن یاد کرنے کا طریقہ ۱۵۱
سلوک میں درمیانی یا آخری درجہ ہو تو اس وقت دوبارہ مجاہدہ کی ضرورت (ہوتی ہے) ۱۵۱
فکر وکوشش کی ضرورت ۱۵۳
قضا شدہ نمازوں کی قضا میں سستی کرنا باطن کے لئے نقصان دہ ہے ۱۵۴
دعا عبدیت کے خلاف نہیں ہے ۱۵۴
گناہ گار کو استغفار کی ضرورت ہے نہ کہ تسلی کی تمنا کی ضرورت ہے ۱۵۵
اشراق وچاشت بغیر فاصلہ کے پڑھنا ۱۵۶

دوام کا مختلف قسم کا ہونا ۱۵۶
حفظ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھ سکنے کا علاج ۱۵۸
نماز میں کثرت سے بھول ہونے کا علاج ۱۵۸
ذکر اور عمل کثرت سے کرنے کو کتب کے مطالعہ پر ترجیح ۱۵۹
اتباع کے اہتمام کی ضرورت ۱۶۰
مواعظ کے مطالعہ کی ضرورت ۱۶۱
فرائض ونوافل میں طبعی فرق ۱۶۱
کھانا کم نہ کرنا ۱۶۲
جہری اور سری نماز میں فرق ۱۶۳
طالب علمی میں اعمال کی اصلاح کا ضروری ہونا ۱۶۳
طبیعت پر بوجھ کی حالت میں عبادت میں ثواب کا زیادہ ہونا ۱۶۴
طاقت کے بعد تھوڑے اور زیادہ عمل کا اثر میں برابر ہونا ۱۶۵
علمی کام ۱۶۵

پانچواں باب

احوال کے بیان میں

لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا اور حال اور مقام میں فرق ۱۶۶
لذت مطلوب نہیں ہے ۱۶۶
لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا ۱۶۶
غیر اختیاری باتوں پر پکڑ نہ ہونا ۱۶۸
حالات کا مقصود نہ ہونا ۱۶۸
احوال میں تعدیل (برابری، درستگی) کا مطلوب ہونا ۱۶۹
نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج ۱۶۹
گناہ گار کو مایوس نہیں ہونا چاہئے ۱۷۰
اعمال پر استقامت بلند حالت ہے ۱۷۱
تنگدستی وتنگدلی کا علاج ۱۷۱
فنا کے آثار ۱۷۱

کیفیات مقصود نہیں (ہیں) ۱۷۴
واردات محمودہ وآثار ذکر قلب ۱۷۹
دل کی یکسوئی کا طریقہ ۱۷۹
شوق وضعف کے آثار اور ضعف کا علاج ۱۸۰
پسندیدہ حالات ۱۸۱
حصول تمکین کا علاج ۱۸۷
نیند کی کثرت کا علاج ۱۸۷
دل کی سختی اور بناوٹ کی حقیقت ۱۸۹
خشکی اور گرمی کے غلبہ کے آثار ۱۹۱
اسباب پر نظر حال کی کمی کی علامت ہے نہ کہ عقائد کی خرابی کی علامت ہے ۱۹۱
رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہے ۱۹۲
قبض (تنگی) اور بسط (کشادگی) کے آثار ۱۹۲
غیبت اور فنا کے آثار ۱۹۳
تلوین میں تصنیف وغیرہ مشاغل سے ذہن خالی کرنے کی ضرورت ۱۹۴
جوش چھوڑ کر ہوش سے کام لینا ضروری ہے ۱۹۵
مبتدی (ابتدا کرنے والے) اور منتہی (آخر تک پہنچنے والے) کے حالات میں فرق ۱۹۶
ایک منتہی کا حال ۱۹۶
یکسوئی نہ ہونے کا علاج ۱۹۷
کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں ۱۹۷
قبض کی حالت کا لمبا ہونا ضروری نہیں ہے ۱۹۷
مثالی انوار توجہ کے قابل نہیں ۱۹۸
شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ کہ اہتمام سے بڑھنا مفید ہے ۱۹۸
کیفیات سے (مقصود تک) پہنچنے یا محروم رہنے پر استدلال کا غلط ہونا اور اللہ تعالیٰ پر بدظنی کا علاج ۱۹۹
پھر ان صاحب کا خط آیا جو جواب کے ساتھ نیچے لکھا جاتا ہے ۲۰۱
خشکی کے آثار ۲۰۱
جو ہمت جانے بھول جانے کی وجہ سے ہو وہ برا نہیں ہے ۲۰۲
ناغہ ہونے سے دل ٹوٹنے کا علاج ۲۰۲

انہیں جید عام کا دوسرا خط ۲۰۵
غم خصوصی قید کے ساتھ مجاہدہ ہے ۲۰۶
یکسوئی کی اقسام ۲۰۶
قبض کے آثار ۲۰۷
خلوت کا مفید ہونا ۲۰۷
ہیبت وانس کا غلبہ ۲۰۷
نزول تجلی ۲۰۸
اسماء متقابلہ کی تجلی ۲۰۸
رونا روکنا نہیں چاہئے ۲۰۹
نزول کے آثار ۲۰۹
صحیح نہ ہونے کا خوف بھی صحیح ہونے کی علامت ہے ۲۱۰
شوق وانس میں فرق ۲۱۱
عالم غیب سے جذب کی کیفیت ۲۱۱
اعمال میں بے توجہی اور گھبراہٹ کا علاج ۲۱۲
موت کے یاد آنے سے دماغ میں بے چینی پیدا ہونے کا علاج ۲۱۳
نوافل میں بیوی کی طرف میلان میں حرج نہیں ہے ۲۱۳
باطنی حالات کے آثار ۲۱۴
دل کی شہادت پر عمل کی شرط ۲۱۴
وارد کو روکنا نہیں چاہئے بلکہ اس پر عمل کرنا چاہئے ۲۱۵
خشیت کے آثار ۲۱۵
احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے ۲۱۶
مایوس کرنے والی باتیں شیطان کی ڈالی ہوئی ہیں ۲۱۶
رقت (نرمی) کی علامات ۲۱۷
طبعی سستی نقصان دہ نہیں ہے ۲۱۷
دل کی حالت پر افسوس رہنا خیر کی علامت ہے ۲۱۸
خوشخبری کے انتظار میں کھانا نہ حرام ہے ۲۱۹
مستقل مزاجی کے حاصل ہونے کا طریقہ ۲۱۹
قبض کا علاج ۲۱۹

دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا بلند حالت ہے ۲۲۲
انوار توجہ کے قابل نہیں ہیں ۲۲۳
موت کے خیال کے غالب ہونے کا علاج ۲۲۳
ہاتھوں میں کسی چیز کے رینگنے کی حقیقت ۲۲۴
دینی کاموں میں مستقل مزاجی نہ ہونے کا علاج ۲۲۴
محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج ۲۲۴
فنا کے مقام کی تحقیق ۲۲۵
تمکن اور سکون عقل کے غالب ہونے کی دلیل ہے ۲۲۸
انوار اور رنگوں کا نظر آنا ۲۲۹
رحمانی تجلی اور شیطانی تجلی کی پہچان ۲۳۰
بسط کی حالت میں اعمال کی زیادتی ۲۳۱
فنا کی نسبت کا ٹھہرنا ۲۳۱
فنا و زہد میں فرق ۲۳۱
فنا کس کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے ۲۳۲
بقا کی تفسیر ۲۳۲
احوال کا غلبہ ابتداء والے اور آخر والے سب کو ہوتا ہے ۲۳۲
رقت (نرمی) مقصود نہیں ۲۳۳
استقامت اور تمکن آہستہ آہستہ ہونے والے کام ہیں ۲۳۳
قبض کے کچھ اسباب ۲۳۴
نماز میں لذت آنا ۲۳۴
دل کی نرمی (کی حالت) مبارک حالت ہے ۲۳۴
اپنا حال بے اختیار ظاہر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے ۲۳۵
دلی اطمینان کی تقسیم وتفسیر ۲۳۵
اعمال کے ضائع ہو جانے کا خوف ایمان کی علامت ہے ۲۳۶
دنیاوی پریشانی کا علاج ۲۳۶
دل کی جلن کا علاج ۲۳۷
وہم کا علاج ۲۳۸
گانا، موسیقی کے آلات اور شرعی حرام چیزیں دل کے انوار کا ذریعہ نہیں ہوتے ۲۳۸

کیفیات نہ ہونے سے پریشان نہیں ہونا چاہئے ۲۳۸
ثمرات (نتائج) کا ظہور استعداد کے مطابق مختلف ہوتا ہے ۲۳۹
ہیبت کے آثار ۲۳۹
دل کی یکسوئی کا مقصود ہونا ۲۴۲
قبض کے فائدے ۲۴۳
انوار کو دیکھنا ۲۴۵
بیوی سے محبت (کا) بڑھنا تقویٰ کی علامت ہے ۲۴۶
تڑپنے اور بھاگنے کا علاج ۲۴۶
دل کی کمزوری کا علاج ۲۴۷
ادب کے آثار ۲۴۷
مجبوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں کمی نقصان دہ نہیں ہے ۲۴۸
دماغ کی کمزوری کے آثار ۲۵۳
دعا کی قبولیت نعمت ہے ۲۵۳
ذاتی تجلی ۲۵۴
دماغ کے تصرف کا غلبہ ۲۵۴
کبھی وارد کے ہونے سے نہ ہونا زیادہ مفید ہوتا ہے ۲۵۵
گناہوں سے ڈرا کر مایوس کر دینا شیطانی دھوکہ ہے ۲۵۶
دعا میں گھبراہٹ کا علاج ۲۵۶
غیر اللہ کی طرف عقلی توجہ بری ہے نہ کہ طبعی توجہ بری ہے ۲۵۷
وارد کو غلبہ کے وقت نہیں روکنا چاہئے ۲۵۷
یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ ۲۵۸
بھول دل کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے ۲۵۹
تنہائی اور میل جول میں فرق ۲۶۰
وجد کے آثار ۲۶۰
گذشتہ حالت کے لوٹانے کا اہتمام باطن کے لئے نقصان دہ ہے ۲۶۰
شوق خوف سے افضل ہے ۲۶۱
یکسوئی نہ ہونے کا علاج ۲۶۲
یکسوئی نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے ۲۶۳

احوال کا مطلوب نہ ہونا ۲۶۳

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور لذت کی طلب مرض ہے ۲۶۴

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور احوال کی تمنا لغو ہے ۲۶۶

بلند حالات ۲۶۶

غیر اختیاری باتیں شرمندگی کے قابل نہیں ہیں ۲۶۷

اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں آخرت کے سفر کی جلدی تمنا کرنا صحیح ہے ۲۶۷

نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے اور شیخ کا تصور ۲۶۸

پسندیدہ آثار ۲۶۸

سینہ میں گرمی محسوس ہونے کا علاج ۲۶۹

ذکر میں شوق کی زیادتی کی اصلاح ۲۶۹

ذکر میں لذت مقصود نہیں ہے ۲۶۹

روشنی نظر آنا ۲۷۰

کامیابی کی علامت ۲۷۰

فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب ۲۷۲

کسی دن آنکھ نہ کھلنا نقصان دہ نہیں ہے ۲۷۳

نیند کی زیادتی کا علاج ۲۷۴

انوار اور کشف توجہ کے قابل نہیں ہیں ۲۷۵

بعض وجہوں سے موت کی تمنا کرنا عبدیت کے خلاف ہے ۲۷۷

فنا، تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) اور عشق کے آثار ۲۷۸

بیوی سے ہم بستری کی وجہ سے پریشان ہونے کا علاج ۲۸۰

خالق سے زیادہ مخلوق کا خوف طبعی باتوں میں سے ہے ۲۸۱

خوف و رجا دونوں کی ضرورت ۲۸۲

محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے ۲۸۳

شوق اور انس کی حالت ۲۸۴

خوش فہمی ۲۸۴

حق تعالیٰ کا خوف مرض نہیں ہے ۲۸۵

انکساری کی حالت ... ۲۸۵
مدح وذم (برائی اور تعریف) کے اثر نہ ہونے کی ترکیب ... ۲۸۵
خوش فہمی کا مطلب ... ۲۸۵
خوف کے غلبہ کا علاج ... ۲۸۶
محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے ... ۲۸۷
دماغ کی کمزوری پریشانی کا سبب نہیں ہونی چاہئے ... ۲۸۷
جذبہ کی حقیقت ... ۲۸۸
کرامت کے بارے میں ایک تحقیق ..... مقدمہ ... ۲۸۸
قبض کی بعض اقسام کا علاج ... ۲۹۲
دل کی سوزش (جلن) اور وحشت کی بعض اقسام کا علاج ... ۲۹۴
حد سے زیادہ صدمہ کا علاج ... ۲۹۵
عجیب مضامین اور ارادہ کو برداشت کرنا ... ۲۹۶
میت کی حالت کے بارے میں غم کا علاج ... ۲۹۷
شوق کی کیفیت ... ۲۹۷
سالک کو خاص وارد پیش آنے پر اس کا اتباع کرنا ... ۲۹۷
فنا کے آثار ... ۲۹۸
ایک صالحہ کا حال ... ۳۰۳
کیفیات ہمیشہ نہیں رہتی ہیں ... ۳۰۹
کاہلی کا علاج ... ۳۱۰
وقت کو ضائع ہونے سے بچانا پسندیدہ ہے ... ۳۱۱
بلند حالات ... ۳۱۲
کیفیات کا مقصود نہ ہونا ... ۳۱۴
بازاری لوگوں کو دیکھ کر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا ... ۳۱۷
غیر اختیاری بات کے حاصل ہونے پر غم نہیں ہونا چاہئے ... ۳۱۷
دل کی یکسوئی حاصل نہ ہونے کا علاج ... ۳۱۸
قابلیت کے آثار ... ۳۱۸
طبیعتوں کی مختلف خصوصیات ... ۳۱۸
افسوس دل کا روگ ہے ... ۳۱۹

اللہ تعالیٰ کے کمالات کے استحضار کے وقت سبحان اللہ پڑھنا ٣١٩

دل کی اصلاح اور صحیح مقاصد کے بارے میں وضاحت ٣١٩

سالک کو دیوانے کہے جانے سے شرم نہیں کرنا چاہئے ٣٢٠

حضوری کا غلبہ بہت ساری مطلوبہ باتوں کے لئے رکاوٹ ہے ٣٢٠

تلوینیات مقصود نہیں ٣٢١

فنا کے حاصل ہونے کا طریقہ ٣٢١

انوار مقصود نہیں ہیں ٣٢١

غیر اختیاری باتوں کا فوت ہو جانا محرومی کا سبب نہیں ہے ٣٢٢

قبض کا علاج ٣٢٢

مزاج کی گرمی کے آثار ٣٢٦

مبتدی کا گناہوں کو یاد کر کے رونا ٣٢٦

رونا نہ آنا ٣٢٦

اختیاری باتوں میں کوتاہی کی اصلاح کا ضروری ہونا اور غیر اختیاری باتوں کا توجہ کے قابل نہ ہونا ٣٢٧

چھاتی کے نیچے حرکت کا نظر آنا ٣٢٨

حضور (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور دھیان) واسطے اور بغیر واسطے کے ساتھ ٣٢٨

ہیبت وانس ٣٢٨

موت کے خوف کے غلبہ کا علاج ٣٢٨

شرعی عقلی باتوں کا ذوقی باتوں پر غالب ہونا پسندیدہ ہے ٣٢٩

قرآن مجید کی تلاوت سے دلچسپی نہ ہونے کا علاج ٣٢٩

مبتدی کا دوسرے سلسلہ والے بزرگوں سے ملنا ٣٣٠

اپنے اندر ندامت کا بڑھنا مفید ہے ٣٣٠

طبعی وحشت اور عقلی توجہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں ٣٣٠

چوری کی تہمت لگنے سے پریشانی کا علاج ٣٣٠

نکاح نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف ہونے کا علاج ٣٣١

لوگوں سے تعلق نہ رکھنا ٣٣١

مجبوری کی وجہ سے حال کوئی کمی نہیں ہے ٣٣٣

حالات کا پیش آنا ترقی کی علامت ہے ٣٣٤

دل کی یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ ٣٣٤

پڑھائی میں طبیعت کی گھبراہٹ کا علاج ۳۳۵

بے اختیاری مجاہدہ یعنی مرض، غم اور فکر وغیرہ کا مفید ہونا ۳۳۵

اچھے اور پسندیدہ حالات ۳۳۸

دینی مشکلات اور وساوس سے بچنے کی تدبیر ۳۴۷

حضور قلبی (دلی توجہ) ۳۵۰

یکسوئی حاصل ہونے کا علاج ۳۵۱

کم ہمتی کا علاج ۳۵۱

فاقہ کی برکات ۳۵۲

دنیوی باتوں میں رونا آنے اور دینی باتوں میں نہ آنے کے فرق کی وجہ ۳۵۵

طلب کی علامات کے آثار ۳۵۵

جذب کا طریق (راستہ) ۳۵۷

شیخ کی اتباع نہ کرنے کا علاج ۳۵۸

ہیبت کے آثار ۳۵۸

معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کی کیفیت) کے غلبہ کے آثار ۳۵۹

غفلت کا علاج ۳۵۹

قساوت (دل کی سختی) کی تفسیر ۳۵۹

قساوت (دل کی سختی) کے آثار ۳۶۰

قساوت قلبی کی حقیقت ۳۶۰

فنا کے غلبہ کے آثار ۳۶۱

اچھی عقلی باتیں عمل کے ساتھ کافی ہیں ۳۶۱

موت کی فکر ۳۶۲

حزن (غم وغیرہ) کا مجاہدہ کرنا ۳۶۲

حزن کی زیادتی کا علاج ۳۶۲

موت کی تمنا ۳۶۳

طبعی رنج ۳۶۳

جو حال بغیر اختیار کے ہو ترقی ہے ۳۶۳

نظافت (پاکیزگی، صفائی) پسندی ۳۶۴

اپنی صفت پر نظر نہیں ہونی چاہیے ۳۶۴

حالات کی تفصیل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے ۳۶۵
دعا میں رک جانے کے اسباب ۳۶۵
بیوی سے تعلق رکھنا ۳۶۶
بیوی سے صحبت کا نفس کشی (نفس کو مارنے) کے خلاف نہ ہونا ۳۶۷
غلبہ حال ۳۶۷
غلبہ نیند کا علاج ۳۶۸
بیٹھ کر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج ۳۶۸
شیخ سے حضور وغیبوبت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) میں فرق ۳۶۸
شیخ سے حضور وغیبویت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) کا فرق ۳۶۹
عبدیت کا حال اور مقام ۳۶۹
نسبت کا سلب نہ کرسکنا اور صاحب تصرف ۳۶۹
اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت حاصل ہونے کا طریقہ ۳۷۱
وجودی اور فنا کی توحید کا غلبہ، کبر کا علاج اور لطائف کا ذکر یہ ایک اجازت یافتہ منتہی کے سوالات کا جواب ہے .. ۳۷۱
رجاء (امید) ۳۷۲
رجاء وخوف سے متعلق چند شبہات کا ازالہ (جس کا نام) الجلاء والشوف فی احکام الرجاء والخوف جس میں سوال وجواب ہیں ۳۷۲
اوپر کی تحقیق کے بارے میں چند شبہات کا دفعیہ ۳۸۰
حضور کا مختلف درجے والا ہونا ۳۸۱
نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت ۳۸۲
کم ہمتی کا علاج ۳۸۳
خوش فہمی ۳۸۶
ابتدائی حالات ۳۸۹
ترقی عقلی مطلوب ہے اگرچہ واسطے کے ساتھ ہو اور طبعی ترقی مطلوب نہیں ہے ۳۸۹
جسمانی مرض سے نفسانی مرض کا علاج ہوجانا ۳۹۰
آثار کا غیر مطلوب ہونا ۳۹۱
یکسوئی کا پسندیدہ ہونا ۳۹۱
مواعظ کے اثر کا باقی رہنا کافی ہے ۳۹۱
آثار انس ۳۹۲

منتہی میں کیفیات روحانیہ کا غالب ہونا اور ان کے نفع میں قوت و بقاء کا مشروط ہونا ۳۹۲
اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونے کا سبب ۳۹۳
نیند کے بعد روشنی نظر آنا ۳۹۳
قرآن مجید کی تلاوت میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج ۳۹۳
نیند غالب ہونے کا علاج ۳۹۴
سینہ میں حرکت کا توجہ کے قابل نہ ہونا ۳۹۴
نکاح کا سلوک میں رکاوٹ ہونا یا رکاوٹ نہ ہونا ۳۹۴
کامیابی کے آثار ۳۹۵
ضرورت فہم سلیم، ایک طالب کا خط ۳۹۵
ان صاحب کا دوسرا خط ۳۹۶
ان ہی صاحب کا تیسرا خط ۳۹۸
قبض کی علامات ۳۹۹
ایک اہل حدیث صاحب کی طرف سے ۴۰۱
منافع و مصالح قبض ان ہی صاحب کا دوسرا خط ۴۰۲
قبض کے فوائد ۴۱۰
مطلوبیت مقامات ہے نہ حالات ۴۱۱
التماس ۴۱۳
حالات ۴۱۳
خاکسار کے اشعار ۴۱۴
دیگر ۴۱۵
نماز میں روشنی دیکھنا ۴۱۷
مال اور اولاد و صحت کے فوات میں تفاوت اثر ۴۱۶
مقصودیت اعمال نہ احوال ۴۱۸
مضمون کلی ۴۱۸
خط طالب مع جواب ۴۲۰
غیر صاحب حال کا جنت سے بے پروا ہونا مذموم ہے ۴۲۵
آثار فنا ۴۲۵
دل کے رونے کا مقصود ہونا ۴۲۹

اپنے ہی سلسلے کے سمجھدار آدمی کو اپنے باطنی حالات بتانے کا جائز ہونا ۴۳۰
حالات مبارکہ ۴۳۰
انوار کا توجہ کرنے کے قابل نہ ہونا ۴۳۱
خلوت کی ضرورت ۴۳۳
ذکر کے انوار ۴۳۳
پریشانی کا علاج ۴۳۴
خوراک زیادہ کھانے کی اجازت ۴۳۵
عاجزی انکساری اور شیخ کی عظمت کے غلبہ کے آثار ۴۳۵
اصطلاحی تشبیہ اور وجودی توحید میں فرق ۴۳۶
درد کا محبوب ہونا ۴۳۷
دل کی صفائی کا محسوس ہونا ۴۳۷
علاج نہ کرانے کے مقابلے میں علاج کرانے کی فضیلت ۴۳۸
بدحالی کا علاج ۴۳۸
گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ندامت ہونا ۴۴۲
شدید مصروفیت کی وجہ سے وظیفوں کے ادا کرنے میں تاخیر ہونا باطن کے لئے نقصان پہنچانے والا نہیں ہے ۴۴۲
اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونا ۴۴۳
نماز، ذکر میں دلجمعی ۴۴۳
آثار جذب ۴۴۳
دیوانگی کا خود مطلوب نہ ہونا ۴۴۴
تسکین و پریشانی کا سبب ۴۴۴
تلاوت قرآن پاک اور وظیفہ میں یکسوئی کا فرق ۴۴۴
وظیفہ میں روشنی نظر آنا ۴۴۵
وحشت کا علاج ۴۴۵
انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے) کے آثار ۴۴۶
خوشخبری کی آیات پر رونا آنا ۴۴۶
وارد کا اتباع کرنا ۴۴۶
حضور قلب (دل کی یکسوئی) کی ضرورت ۴۴۹
حالات باطنہ و علوم ظاہرہ کا خلط نہ ہونا ۴۵۰

آثار شوق ومحبت ۴۵۰
احوال میں دوام (ہمیشگی) نہ ہونا ۴۵۰
توحید وجودی کے غلبہ کے آثار ۴۵۱
حضور دائمی کا مقصود ہونا ۴۵۱
تلوین (غیر مستقل مزاجی، حالات کا بدلتے رہنا) تمکین (سکون اطمینان حالت کا یک حال پر رہنا) کی ابتدا ہے ۴۵۲
غیر شرعی بات پر غصہ اور رحم آنا ۴۵۲
اپنے نفس پر غصہ آنا ۴۵۲
جدید وارد کا نہ ہونا ۴۵۳
اشعار کے اثر کے اتباع کرنے سے بچنا ۴۵۳
دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا فرق ۴۵۳
دل کے انقباض کا علاج ۴۵۴
موت کی محبت کا ولایت کی علامت ہونا ۴۵۸
دل کی فراغت کا اہتمام ۴۵۹
بیداری اور خواب میں طبعی فرق ۴۵۹
اپنے نفس سے بدگمانی رکھنا ۴۶۰
اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونے کا علاج ۴۶۱
نماز میں دل کے جوش کو برداشت کرنا ۴۶۴
دل کی نرمی کے آثار ۴۶۴
خشیت کے غلبہ کے آثار ۴۶۵
اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا میں سفر آخرت کی دعا ۴۶۶
پہلے کاتب کا دوسرا خط ۴۶۷
تلونیات ۴۶۷
بیوی سے صحبت نقصان دہ نہ ہونا ۴۶۷
امور طبعیہ کا قابل التفات ہونا ۴۶۹
عقلی خوشی کا مطلوب ہونا نہ کہ طبعی خوشی کا مطلوب ہونا ۴۷۰
دعاء میں جی نہ لگنے کا علاج ۴۷۱
یاد الٰہی ۴۷۱
حسی کیفیت کا محسوس نہ ہونا ۴۷۱

اختلاج قلب کا علاج ۴۷۲
موت کا شوق ۴۷۲
گوشہ نشینی ۴۷۲
سستی کا علاج ۴۷۳
دل کی کمزری کا علاج ۴۷۳
قلب کا جاری ہونا ۴۷۴
محبت وعظمت کے آثار ۴۷۴
تجلی تنزیہ کے آثار ۴۷۴
آثار ہیبت ۴۷۵
مبتدی کو کسی کے کام کا واسطہ (ذریعہ) بننا ۴۷۶
کیفیات کا غیر مقصود ہونا ۴۷۶
کیفیات فنا ۴۷۹
حالات محمودہ ۴۷۹
پسندیدہ حالات ۴۸۰
یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ ۴۸۶
ڈھول کی آواز بے خودی کی کیفیت طاری ہونا ۴۸۶
دل کی کمزوری کے آثار ۴۸۷
جذب الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنا) ۴۸۸
عشقیہ کیفیت ۴۸۸
غیر اختیاری کیفیات نہ ہونے کا علاج ۴۸۹
نماز میں حضور قلبی نہ ہونے کا علاج ۴۸۹
اللہ تعالیٰ کے مکمل استحضار کی تمنا ۴۸۹
دل کی کدورت (میلے پن) کا علاج ۴۹۰
سلوک کی انتہاء کے احوال ایک اجازت یافتہ صاحب کا خط ۴۹۱
جواب خط ۴۹۱
تلاوت کے وقت غلبہ حال میں لفظ اللہ بلند آواز سے کہنا ۴۹۱
تنگی معاش کے فکر کا علاج ۴۹۱
مسلمانوں سے ہمدردی ۴۹۲

ذوق وخشوع کا مختلف الوان (مختلف رنگوں والا) ہونا ۴۹۲
حضور دائمی ہونا ۴۹۲
آثار عبادت ۴۹۲
مایوسی کا علاج ۴۹۳
طبعی اور عقلی چیزوں میں فرق ۴۹۴
اتباع سنت ۴۹۴
آثار شیطانی ۴۹۴
دینی کتابوں کے اثر کا مطلوب ہونا ۴۹۵
استقامت کے آثار ۴۹۵
مایوسی کا برا ہونا ۴۹۶
خالق سے مخلوق کا ڈر طبعی طور پر زیادہ ہونے کی وجہ ۴۹۶
حقوق العباد کا فکر ہونا ۴۹۶
تمکین کے آثار ۴۹۷
آثار عروج ونزول ۴۹۹
اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح کی خدمت کی وجہ سے سلوک میں ترقی ہونا ۴۹۹
خشیت اور دل کی کمزوری کے آثار ۵۰۰
نماز کی قبولیت کے آثار ۵۰۰
انس وہیبت کے آثار ۵۰۱
تتمہ علاج کا فرض نہ ہونا ۵۰۲
دل کے سکون کا باقی نہ رہنا ۵۰۲
فرائض ونوافل میں خشوع کے فرق کی وجہ ۵۰۲
اختیاری امور کا علاج کے قابل ہونا نہ کہ غیر اختیاری امور علاج کے قابل ہوتا ہے ۵۰۳
اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے ۵۰۴
ذکر الٰہی ۵۰۵

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد و ستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون و راحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الٰہی کی منازل طے کر کے تازیست سیر الی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفی ﷺ پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس و غمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ ﷺ کی آل و اولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء و صلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر و باطن کی بقا و استحکام کا انتظام فرمایا۔

امابعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف و سلوک اسی ظاہری و باطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر و شکر، قناعت، تواضع و انکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بےصبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود و موضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد و تربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد و تربیت میں جو مقام آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف و سلوک میں حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو ”تربیت السالک“ کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے نشیب و فراز قبض و بسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر و شغل کے انوار و اثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید و گرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط و کتابت سوال و جواب اور حال و تحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم و فنون کے قواعد و ضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی کے بے شمار الفاظ نظم و نثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی و عربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم و محترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زید مجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرما دیا کہ ”دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔“ یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلیٰ رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل و کرم اور بلا استحقاق انعام و احسان سے یہ کام ابتدا سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی و کوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو ”سحر آفریدی“ کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص و عام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل و عیال اعزاء و اقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت و شفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا اللّٰہ عنہ، وعافاہ و وفقہ لما یحب و یرضاہ واجعل الاخرتہ.

خیرا من اولاہ واجعل خیر ایامہ یویلقاہ.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی

۲۴/ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

- تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔
- وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصرا وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متبادل الفاظ ذکر کیے گئے۔
- عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔
- کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصرا کر دی گئی ہے۔
- حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکا یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔
- ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تا کہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
- عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔
- جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تا کہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تا کہ مقصود مفقود نہ ہو۔

- تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

* * *

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

اِتِّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔

آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔

احتمال: شک وشبہ، گمان۔

اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اختلاط: لوگوں سے میل جول۔

اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔ فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔

استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔

اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ”اللہ“۔

اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔

اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔

اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں ”کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا۔“

امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔ جمع اوامر۔

اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔

اَنَانِیَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں "بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کو انس کہتے ہیں۔"

اِنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین "تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کرکے اس وقت پر کام کرنا" جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوار مِثالیه: سالک کو جو انوار ذکر وشغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوار خفیفه: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْهِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں "اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہوکر دوسری چیزوں سے گم ہو جانا۔"

الهام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں "اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔"

(ب)

بَسْطْ: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں "ذات حق کے لطف وفضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کرکے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق وشوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے" اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْدْ: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰہ کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلِّی: چمک دمک، نورالٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور و تکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں "اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔"

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصور شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم و تربیت، تصوف میں "شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔"

تَفْوِیْضْ: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں "اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا" سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم و تربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْسْ: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْنْ: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں "سالک کی حالت میں جو تغیر و تبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔" اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْنْ: مرتبہ، رتبہ، وقار و عزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں "یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔"

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔ آگاہی۔

توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔

توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔

توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزارہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔

جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔

جہلِ بَسِیْط:

جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔

خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔

خشیت: ڈر، خوف۔

خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔

خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔

خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دارومدار: انحصار، موقوف

دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بےفکری۔ یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرلے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دو ضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی و فیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُھد: پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب وغریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔

حق الیقین: تصوّف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوار غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ’’سکر‘‘ کہلاتا ہے۔

سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔

سُلوك: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔

سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔

سوداوِیَّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔

سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلیٰ کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔

شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہو گیا۔

شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔

شوخی: شرارت، چلبلا پن۔

شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحُوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوار غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی ''صدق'' کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: ''باطنی اعمال (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔''

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح ''میں عالم ارواح'' کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں ''حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔'' (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین ''علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔''

(غ)

غَیبَتْ: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں ''کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔"

(ف)

فِدوی: جانثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جائے کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔"

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنا فی الرسول کے بعد آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباع رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضور ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتبہ [illegible] سے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو کم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرْب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفَّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم وملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① **لطیفۂ نفس:** ناف کے مقام سے نقط اللہ نکالنا۔
② **لطیفۂ قلب:** جس کا مقام دل ہے۔
③ **لطیفۂ روح:** جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ **لطیفۂ سِر:** جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ **لطیفۂ خَفِی:** جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ **لطیفۂ اَخْفٰی:** جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماھیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتَاخَرِین: وہ عطاء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخِرین ہونگے۔

مَحْوْ، مَحْوِیّتْ: گم ہو جانے کی کیفیت بے خبری۔ فن تصوف میں ’’تقریباً وہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔‘‘

مُراقبہ: مراقبہ ’’رقوب‘‘ سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ’’کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہو اس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔‘‘

مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: روئیت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ روئیت یہ ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللّٰہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہمیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت وکمال) حاصل ہو جائے۔

مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔

مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔

مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانگے۔

مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔

مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔

مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔

مُشاهده: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ’’اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا‘‘

مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔

مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جا سکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔

مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔

مُلَقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یادرکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔ اس طرح یادرکھنا کبھی بھول نہ ہو۔

مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کر کے دعا مانگی جائے۔ دعائیں۔

مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔

مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔

مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔

مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔

میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بے کار، فضول۔

نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ”سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا۔“

نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔ کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ”مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔“

نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔

نَھی: روک، منع کرنا۔ وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔ جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔ صوفیاء کے ہاں ”وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے“ جمع واردات۔

وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ”کسی عجیب و غریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔“

وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔

وضع قطع: شکل و صورت۔

وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔ یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔ جمع وظائف۔

تمہید

بتویب تربیت السالك و تنجية المهالك.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ'' (تَرْجَمَۃ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند   نہ ہر کہ آئینہ مازد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک ترز موا ینجاست   نہ کہ ہر سربتر اشد قلندری داند

① ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

② اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۸/۳۷۶)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعویٰ کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ ''آداب الشیخ والمرید'' قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں ''ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تاکہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعویٰ بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریبا مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنت قامع البدعت سیدی و مولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت و ارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں ''تربیت السالک'' خصوصیت کے ساتھ بے نظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح و تربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول و فروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو بہت دیر تک اس خیر و خوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مبینہ کے (رسالے) تربیت السالک وتنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

① ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔

② دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔

③ تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد و تربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

* * *

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

اما بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللّٰہ تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا به وهو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارها کما قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علما وعملا قریب قریب مفقود ہو رہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش وہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتاً فوقتاً شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال وجواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آ سکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

چوتھا باب

اعمال کے بیان میں

واعظ کا (وعظ کے) قبول ہونے نہ ہونے کی طرف نظر نہ کرنا

حال: جمعہ کی نماز کے بعد وعظ کا معمول تھا۔ لوگوں کی بے توجہی دیکھ کر خیال آیا کہ یہ میرا ذاتی تصور ہے ورنہ لوگ خود گرویدہ (عاشق) ہوتے۔

تحقیق: برا کیا۔ پھر شروع کر دیجئے اور یہ مسلک (قاعدہ، دستور) رکھئے۔

ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم

ترجمہ: "سناتا ہوں اپنی بات کوئی سنے یا نہ سنے۔"

مدارس کے قائم کرنے کا افضل الاعمال ہونا

حال: مدرسہ میں قیام وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی فکر کر رہا ہوں لیکن خود کو کورا پاتا ہوں۔

تحقیق: (لوگوں کو) نفع پہنچانے کی برکت سے (آپ بھی) ان شاء اللہ تعالیٰ کورے نہیں رہیں گے۔ اسی طرح اس زمانے میں مدرسہ میں قیام کرنے سے بڑا کوئی عمل نہیں ہے۔

عمل کے ہمیشہ ہونے کی حقیقت

حال: پہلے تو میں کرتا ہی کیا تھا۔ مگر جو کچھ بھی کرتا تھا آج کل بعض رکاوٹوں کی وجہ سے الٹ پلٹ ہوگیا ہے۔ ابھی تک لازمی طور سے پڑھنا نہیں ہوتا ہے جب لازمی طور پڑھتا ہوں رکاوٹیں آ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے لازمی کیا پڑھنا ہی بالکل رک جاتا ہے۔

تحقیق: یہ بھی ایک قسم کی ہمیشگی ہے کہ کبھی ہو اور کبھی نہ ہو خصوصاً جب کہ (نہ ہونے کی وجہ) عذر ہو۔ دوسرے یہ کہ کامیابی اس پر موقوف نہیں ہے کہ کبھی ناغہ ہی نہ ہو۔ (بلکہ) اس دھن سے لگا رہے کہ (ناغہ نہ ہو) اگرچہ ناغہ بھی ہو مگر اس (ناغہ نہ ہونے) کے پیچھے لگا رہے ایک دن مقصود حاصل ہوگا۔

نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھنا افسوس کے قابل نہیں ہے

حال: مجھے یہ خیال بہت لگا رہتا ہے کہ شاید بڑی نعمت میری تقدیر میں نہیں ہے۔ اس وقت بہت ہی افسوس ہوتا ہے اور ناامیدی کی حالت ہو جاتی ہے۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ صرف آپ کی ذات مقدس کی دعا پر بھروسہ کروں اور اپنی بری عادتوں سے درگزر کروں۔ اکثر یہ بات ہوتی کہ تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

تحقیق: حدیث میں ہے کہ "لا تفریط فی النوم"۔

حال: اب یہ (تہجد پڑھنا) بھی حاصل نہیں ہے تو کسی دوسری چیز کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ افسوس ہی افسوس ہے۔

تحقیق: یہ (افسوس ہونا) کیا تھوڑی دولت ہے۔ ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی
کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: "محبوب کو ہماری یہ پریشاں حالی محبوب ہے تو ہماری ناکام کوشش بے کار ہے تو بھی بہتر ہے۔" (افاضات یومیہ ۴/ ۶۸۶) ؎

اسی تگ ودو میں رہو یونہی عمر بھر
بے ڈھنگی کچھ نہ کرنے سے ہے بہتر

عشاء کے بعد تہجد کے نوافل

حال: دوسری کوئی ایسی صورت ضرور تحریر فرمائیں کہ تہجد میں ضرور اٹھوں اور اپنے کام میں لگوں۔

تحقیق: فی الحال شروع رات ہی میں کرلیا جائے۔

حال: میرے لئے دعا فرمائیں کہ اشغال کی توفیق اور ہمیشگی نصیب ہو۔ دین کے کاموں میں (میری) ہمت کم ہے۔ جی بہت چاہتا ہے کہ رات میں کسی معین وقت میں نوافل ادا کروں۔ جاگتا رہتا ہوں مگر نفس و شیطان دونوں مل کر اس ارادہ کو ایسا ختم کردیتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا کروں؟ کچھ تدبیر بتائیں۔ عملی طور پر کچھ نوافل عشاء کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ عشاء کی نماز کے بعد نوافل اور ذکر و شغل سب کرلیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہوتے ہوتے آخر رات میں بھی توفیق ہونے لگے گی۔

◆

سوال: کبھی کبھی تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ اس لئے عشاء کی نماز کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ جس دن تہجد کے وقت اٹھنا نصیب ہو جاتا ہے اس وقت بھی آٹھ رکعت پڑھ لیتا ہوں اس کے بعد اسم ذات کا ذکر کرتا ہوں۔ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بہت مناسب ہے۔

* * *

سوال: بالکل تہجد کے وقت پر پڑھنے کی پابندی نصیب نہیں ہوتی ہے کیا کروں؟ عشاء کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں اور کبھی تہجد کے وقت پر بھی پڑھ لیتا ہوں۔

جواب: سب کافی ہے پریشان نہ ہوں۔

* * *

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولات پڑھ رہا ہوں صرف تہجد کی نماز اور بارہ تسبیح میں خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں بیمار ہوگیا تو یہ خیال آیا کہ اب تو تہجد کی نماز پڑھے بغیر ہی ثواب ملے گا کیونکہ مرض میں صحت کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ تندرست ہونے کے بعد ایک دو دن آنکھ نہیں کھلی سویا رہ گیا۔ پھر ایک دو دن عشاء کے بعد ہی پڑھ لی۔ پھر ایک آدھ دن وقت پر پڑھی پھر ناغہ ہونے لگا۔

غرض تقریباً ایک مہینہ اسی پریشانی میں گزرا۔ بہت دعا کی مگر مقصود حاصل نہیں ہوا۔ اب حضرت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس (تہجد کی) نماز اور بارہ تسبیح کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کوئی تدبیر بھی بتائیں۔ اس کے گڑبڑ ہونے سے دل بہت پریشان رہتا ہے۔ سردی کے بہت ہونے کی وجہ سے بھی سستی ہو جاتی ہے۔ صبح شرمندگی ہوتی ہے کہ کیوں سوتا رہا۔ (حضرت!) میرے معالج! اب حضرت ہی توجہ فرمائیں اور اس خاکسار کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: دعا (کرنے) سے تو انکار نہیں ہے مگر اس کا اصل علاج ہمت ہے۔ کیونکہ یہ (تہجد کی نماز پڑھنا اور بارہ تسبیح وقت پر کرنا) اختیاری کاموں میں سے ہے جیسے کھانا پینا (اختیاری ہے) کبھی اس کے لئے دعا کرائی کہ میں روٹی توڑ کر کھا لیا کروں۔ اگر ہمت کرنے سے بھی آخر رات میں آنکھ نہ کھلے تو عشاء کے بعد پڑھ لیا کریں۔ بیماری میں تندرستی کا ثواب ملنا وہ عاجز کے لئے ہے نہ کہ جو کر سکتا ہو اس کے لئے وہ وسوسہ تھا اس کو دور کریں۔

* * *

حال: خاکسار کی حالت آج کل بہت خراب ہے۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ تہجد کے تنگ وقت میں آنکھ کھلتی تھی

مگر صبح کی نماز سے پہلے پہلے بارہ تسبیح کر لیتا تھا۔ اس کے بعد پھر صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور بارہ تسبیح کی آدھی تسبیح صبح کی نماز تک بڑی مشکل سے پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد حالت ایسی خراب ہوئی کہ بہت زیادہ ناغہ ہونے لگا۔ (اور) بہت ہی فضول اور بے ہودہ خیال دل میں یہ بس گیا کہ کوئی اچھی حالت ہوگی تو حضور کو بتاؤں گا، ایسی بری حالت کو کیا بتاؤں۔ اسی خیال میں کچھ عرصہ اور گزر گیا۔ ایک دن تربیت السالک کے مطالعہ میں مشغول تھا اس سے معلوم ہوا کہ حالت جیسی بھی ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور بتانا چاہئے۔ پھر دل میں یہ خیال خود ہی آیا کہ اگر بری حالت نہ لکھی تو اصلاح کس حالت کی ہوگی۔

اس لئے حضور کی خدمت میں بہت ہی شرمندگی سے مرض عرض کرتا ہوں۔ علاج اور دعائے خیر فرمائیں۔ آج کل بھی مسلسل بارہ تسبیح قضا ہو رہی ہے۔ مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو کسی دوسرے وقت ادا نہیں ہو سکتی تھی لیکن آج طبیعت پر بہت ہی زبردستی کر کے صبح کی نماز کے بعد ادا کی تو تسلی ہوئی۔ میں اپنی طرف سے تو اس بات کی جتنی کوشش کر سکتا ہوں کرتا ہوں کہ معمولات قضا نہ ہوں۔ اگر کبھی قضا ہو جائیں تو فوراً ادا کر لوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرمائیں تو وہ مالک کریم مجھے ضرور کامیابی عطا فرمائیں گے۔ اول وقت بھی صبح سویرے آنکھ لگ جاتی ہے۔ اب میں بہت ہی حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر بہت ہی شرمندہ ہوں۔ بجائے ترقی کے الٹا تنزل (نیچے جانے) کا حال لکھتے ہوئے اور بھی شرم آتی ہے۔

تحقیق: ایسی رکاوٹیں بڑوں بڑوں کو ان کے مرتبہ کے مناسب پیش آتی ہیں۔ پریشان اور مایوس نہ ہوں۔ اگر آخر رات میں اٹھنا مشکل ہو تو پہلے وقت عشاء کی نماز کے بعد تہجد اور سارے معمولات پورے کر لئے جائیں۔ اگر اس میں بھی مشکل ہو تو تہجد عشاء کے بعد اور دوسرے معمولات مغرب کے بعد کر لئے جائیں۔ ایسی تبدیلیوں کو تنزل نہیں کہتے ہیں۔ غیر اختیاری بات سے کبھی نقصان نہیں ہوتا ہے۔

حال: شوال کے مہینہ سے تہجد چھوٹ گئی ہے۔ جب پڑھاتا تھا تو مدرسہ کے کام یعنی طلبہ کی پڑھائی میں کمی ہوتی تھی۔ سارا دن سستی رہتی تھی۔ ایک منزل قرآن بھی (روزانہ) پڑھتا تھا۔ اب جب سے شوال کے مہینے سے تہجد چھوٹ گئی ہے پڑھائی بھی اچھی ہوتی ہے اور سستی بھی نہیں رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزانہ (ایک) سپارہ پڑھ لیتا ہوں اور تندرستی بھی رہتی ہے پہلے کبھی کبھی بیمار بھی ہو جاتا تھا اب حضور والا ارشاد فرمائیں کیا کروں؟ تہجد کے چھوٹنے کا بہت دکھ ہے۔

تحقیق: (تہجد) عشاء کے بعد پڑھ لیجئے۔

جو چیز واجب نہ ہو اس کو چھوڑنا شیطان کے غلبہ کی وجہ سے نہیں ہے

حَال: عشاء کی نماز کے بعد نام کے لئے تہجد کی نماز کچھ رکعتیں پڑھ لیتا ہوں اگر آخری رات میں (بھی) اٹھتا ہوں مگر نماز و ذکر کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ دن میں اپنے نفس کو برا بھلا سب کچھ کہتا ہوں مگر کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ شیطان و نفس غالب ہو رہے ہیں۔

تحقیق: جو چیز واجب نہ ہو اس کو چھوڑنا نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہے۔ یہ علامت اور شرمندگی ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کام کرے گی۔ اس وقت اگر زیادہ نہ ہو (تو کم از کم) چار پائی پر بیٹھ کر ایک دو تسبیح پڑھ لیا کیجئے۔

بیوی کی نااتفاقی کی وجہ سے تکلیف اٹھانا بھی مجاہدہ ہے

حَال: جناب کی بزرگانہ شفقت پر بھروسہ کرکے اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے جس عورت سے میرا نکاح ہوا ہے وہ اور میں متضاد (مخالف) طبیعتوں کے مالک ہیں۔ میں نہ ہی اپنی شریک قسمت (یعنی بیوی) کو الزام دیتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی ہے بلکہ میں ایک انوکھی (سب سے الگ) طبیعت کا مالک ہوں۔ اس خیالات کے مختلف ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں انس (پیدا ہونے) کے بجائے غیریت کی ایسی دیوار کھڑی ہوگئی جو روزانہ مضبوط ہی ہوتی جارہی ہے۔ ان گھریلو پیچیدگیوں نے میری زندگی اور کاروبار پر جو بہت اثر ڈالا ہے اس کو تحریر میں لانا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک ہمیشہ کی مایوسی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور دن بدن میری زندگی میں خوف آتا گیا۔ میں بچپن سے اپنے مستقبل کو روشن چمکدار سمجھتا رہا تھا مگر اب میرا مستقبل بہت ہی تاریک ہوگیا ہے۔ اس مایوسی اور ناامیدی کی حالت نے میری دنیا اور دین دونوں تباہ کردیا ہے۔ کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جناب بزرگ ہیں مقدس ہیں کچھ تصرف فرمائیے دعا کیجئے۔ خدا مجھے اس پریشانی سے نجات دے کسی طرح دل کو سکون حاصل ہو جائے۔ ۲ سال سے مسلسل اس دردناک عذاب میں مبتلا ہوں، اپنی موت کی آرزو کرتا ہوں۔ مجبور ہوکر یہ ارادہ کیا کہ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں مگر مجھے کوئی ایسا صاف، باطن والا نہیں ملتا جو مجھے اپنے رنگ میں رنگ لے۔ ارادہ کررہا ہوں کہ کچھ دن کے لئے خدمت والا میں حاضر ہوکر حضور کی توجہات سے فائدہ اٹھاؤں۔

تحقیق: آنعزیز کا خط آیا۔ برخوردار ماشاء اللہ آپ (تو) ایک مستقل (مزاج اور) ہمت والے آدمی ہیں پھر یہ بے صبری اور بے استقلالی (کیوں) عزم و ہمت دکھانے کے یہی تو مواقع ہوتے ہیں۔ آنے کے لئے جو لکھا

میرے سر آنکھوں پر۔

ع کرم نماؤ فرد آ کہ خانہ خانۂ تست

ترجمہ: ''کل کرم فرمایئے کہ یہ گھر آپ ہی کا ہے۔''

مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کے لئے ایسا خیال کیا ہے (یعنی رنگ میں رنگ جانے کا) وہ (تو) خود مجاہدہ پر موقوف ہے اور جو ناگواری آپ کو پیش آ رہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کے لئے موجودہ حالت میں آپ خوب تیار ہو سکتے ہیں۔ اس لئے برداشت کیجئے پھر (کسی) وقت یہاں پر آیئے کہ تھوڑی توجہ میں کام بن جائے گا۔

تعلیم وتلقین کا مفید ہونا اور اس میں تکلیف کا مصیبت نہ ہونا

حَالؔ: دن میں اکثر اوقات لکھنے پڑھنے اور کچھ نہ کچھ تعلیم میں صرف ہوتے ہیں۔ دن بدن بندہ کی طرف لوگوں کی توجہ نظر آتی ہے۔ دور دور سے لوگ بندہ کے پاس کچھ دن قیام کر کے اذکار و شغل (کی) تعلیم حاصل کرنے کے لئے امیدوار نظر آتے ہیں۔ اس وقت بھی صرف اسی غرض سے دور کے قصبے سے تین آدمی دس دن رہ کر رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ یہ آدمی جب آئے تھے تو بندہ کے دل میں بہت شرم آئی تھی اور دل بہت پریشان ہوا تھا کہ اپنا کام تو نامکمل ہے اور حالت خراب ہے۔ بندہ کے پاس لوگوں کے سفر کر کے آنے کا بندہ قابل نہیں ہے۔

خدا کی قسم! بندہ کیونکہ (حضرت کی طرف سے اس کام کا) مامور ہے اس لئے ان لوگوں کا آنا قبول کیا۔ (دوسری بات یہ ہے کہ) ملک میں جگہ جگہ دنیادار فقراء لوگوں کو ٹھگتے ہیں اس لئے بھی (لوگوں پر) رحم آتا ہے۔ کمی اگرچہ خود میں (بھی) ہے لیکن راستے سے بٹا ہوا نہیں ہوں خصوصاً اس قسم کے متوسلین سے مال کی لالچ نہیں کیا۔ ان کی خدمت بندہ پر بہت ہی بھاری ہے۔ آئندہ بھی (ان لوگوں سے) تعلق رکھ کر اپنا گزارہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ صرف توکل سے بندہ عاجز اور عاری (خالی) کی تائید فرماتے رہیں تا کہ طالبین کے کام بن جایا کریں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حَالؔ: بندہ کے بارے میں حضور نے یہ فرمایا تھا کہ تجھے دوام حضور حاصل ہے اس لئے بارہ تسبیح میں اللہ حاضری اللہ معی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نفی اثبات وغیرہ کافی ہے۔ اسی طرح قصد السبیل میں سادہ افکار لکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا بندہ کبھی کبھی پڑھتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: (مگر) حضور عالی کی تعلیم، تعلیم الدین اور قصد السبیل میں کچھ اختلاف ہے۔

تحقیق: ایسے امور میں گنجائش ہے۔

حال: جن لوگوں کو اب تک تعلیم کی گئی ہے ان کو صرف نفی اثبات کے درمیان پڑھنے کو کہا گیا تھا لیکن کچھ تردد تھا۔ اگرچہ (یہ شک) ضروری باتوں میں نہ ہو لیکن حضور کی تعلیم ہے۔ ایک مولوی صاحب جو اکیاب شہر کے ہیں (انہوں) نے پوچھا کہ وہ اللہ حاضری کس کس جگہ میں پڑھیں۔ اس لئے عرض ہے کہ کیا وہ صرف نفی اثبات میں پڑھا جائے گا۔

تحقیق: منقول تو یوں ہی ہے۔

حال: یا اثبات جہر (یعنی الا اللہ) ایک ضرب والا اور دو ضرب والا سب جگہ (اللہ حاضری کا) ورد رکھا جائے۔

تحقیق: اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: ایک شخص جو اکیاب شہر کے ہیں جن سے بندہ کا میل جول نہیں ہے کسی سے سن کر بندہ سے قرض ادا ہونے کی دعا طلب کرنے آئے ہیں۔ اس کے جواب میں بعض منقول دعائیں لکھنے کا ارادہ ہے۔

تحقیق: ہاں! ہاں!۔

حال: بندہ نے (خود) جب حضور عالی سے (قرض ادا ہونے کی دعا) طلب کی تھی تو (حضور کی طرف سے) یا وہاب ۱۴۱۴ مرتبہ ورد رکھنے کا ارشاد ہوا تھا۔ اگر کسی ضرورت مند کو یہی بتایا جائے تو اس کو نفع ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہاں! انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال: کیوں کہ غیر (یعنی جو بیعت نہ ہو یا اس سے میل جول نہ ہو اس) کو تعلیم کرنے کی اجازت نہیں تھی اس لئے اب اس شخص کو خط نہیں لکھوں گا۔

تحقیق: سب اجازت ہے۔

حال: بندہ آج قیام گاہ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ لوگوں کی چاہت کی وجہ سے آیا ہے۔ دریا کا سفر کر کے یہاں پہنچا ہے۔ طبیعت بہت پریشان ہے۔ اپنے وظائف میں خلل ہوتا ہے۔ کھانے پینے میں بے انتظامی، کھانا بے وقت، سونے کا موقع نہیں مل رہا ہے، طلبہ کے سبق میں خرابی اور ہر قسم کے لوگوں کا سامنا وغیرہ وغیرہ۔ آج جی برا ہو گیا کچھ ضروری بات عرض کرنا تھی (مگر) طبیعت کے انتشار نے عرض کرنے نہیں دیا ہے۔ فرصت بھی کم ڈاک خانے کی تکلیف بھی زیادہ بھگتنی پڑی۔ تین شخص جو دور سے آئے ہیں وہ بھی ساتھ آئے ہیں ان کو چھوڑ آنے سے وہ بے چین ہوئے ساتھ لانے سے داعی (بلانے والے) پر بوجھ ہوتا ہے۔ بندہ اس قسم کے مصائب میں گرفتار

ہے۔

تحقیق: یہ مصائب نہیں ہے۔

برند از برائے دلے بارہا خورند از برائے گلے خارہا

ترجمہ: ”اپنے دل کو بار بار اس کے راستہ پر چلا پھول حاصل کرنے کے لیے بہت سے کانٹوں کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔“

مشقت اٹھاتے ہیں بار بار اک دل کی خاطر کانٹوں کو سہتے ہیں ہر گاہ اک گل کی خاطر

فجر کی نماز سے پہلے تلاوت قرآن، مناجات مقبول پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے

حال: اس ناکارہ نے کچھ دنوں سے حضور کی توجہات اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تہجد پڑھنا شروع کی ہے۔ مگر صبح کو کچہری جلدی جانے کی وجہ سے دعا حزب البحر، دلائل الخیرات، دعا مغنی، مناجات مقبول اور قرآن مجید فجر کی نماز سے پہلے پڑھتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے؟)

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے دیدار کی تمنا سے مقدم ضرورت عمل کی ہے

حال: اس کمترین کی خواہش ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دیدار سے خواب میں مشرف ہو۔ آنجناب سے اللہ تعالیٰ کے واسطے درخواست ہے کہ (اس کے لئے) دعا یا درود کی ترکیب مرحمت فرمائیے۔

تحقیق: اس (دیدار اور اس کی تمنا) سے زیادہ ضروری دعا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضروریات میں مشغول اور متوجہ فرمائیں۔

ذکر و تلاوت قرآن کے بعد دعا

سوال: شجرہ کے بھیجنے کی درخواست کے جواب میں حضور نے ربیع الاول کے مہینے میں یاد دہانی کے بارے میں فرمایا تھا۔ امید غالب ہے کہ اب حضور وطن میں تشریف رکھتے ہوں گے (تواب) شجرہ مرحمت فرمائیے۔

جواب: بھیج دیا ہے۔

سوال: ذکر ختم ہونے کے بعد کوئی دعا پڑھ کر اٹھنا چاہئے یا یونہی؟ (اٹھنا چاہئے)

جواب: یہ دعا کیجئے ”اے اللہ! اپنی محبت اور معرفت اور توفیق ذکر و طاعت نصیب فرمائیے۔

سوال: قرآن مجید کی تلاوت کے بعد کیا دعا مانگنی چاہئے۔

جواب: اوپر والی دعا کے ساتھ اتنا اور اضافہ کیجئے کہ "(قرآن کی) تلاوت اور قرآن پر عمل کی توفیق مل جائے۔"

سفر کے عذر کی وجہ سے (اوراد واذکار کا) ناغہ نقصان دہ نہیں ہے

حال: احقر سلام کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ بندہ تقریباً ایک ہفتہ سے ایک عزیز کو لینے کے لئے کلکتہ آیا ہوا ہے۔ بارش کی وجہ سے ابھی تک واپس نہیں جا سکا۔ غالباً چار یا چھ دن اور ٹھہرنا پڑے۔ سفر کی وجہ سے تمام معمولات بند ہیں صرف اسم ذات خفی کا ورد ۲۴ ہزار مرتبہ مسلسل ہو رہا ہے۔ قرآن شریف اور مناجات مقبول ہمیشہ پڑھتا تھا مگر (اب) سفر کی وجہ سے مشکل لگتا ہے۔ اس لئے کہ اور بھی کام ہیں ان سب (اوراد و اذکار) کے چھوڑنے کا بہت رنج ہے۔ جلد ہی مکان واپس جانے کا ارادہ ہے پھر وہاں جا کر جو حال ہوگا اطلاع کرتا رہوں گا۔ دعا فرمائیے۔ اسی سے امید ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ والسلام

تحقیق: مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سفر کے عذر کی وجہ سے ناغہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ یہ بھی آپ کی ہمت ہے کہ اسم ذات ۲۴ ہزار مرتبہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

* * *

حال: حضرت مولانا قبلہ دام اقبالہ۔ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ (میری) طبیعت کی عجیب حالت ہے (جو) اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے بخار مسلسل آتا ہے۔ اوراد کا سلسلہ بالکل گم ہو گیا ہے (یعنی اوراد نہیں ہو رہے ہیں) بہت کوشش کرتا ہوں مگر دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ خدا کا شکر ہے میرے کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ کبھی نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور تیمم کر لیتا ہوں۔ قرآن مجید (کا پڑھنا) بالکل چھوٹ گیا ہے۔ صرف نماز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اب کیا کیا جائے۔

اوراد نہ ہونے سے طبیعت میں ایک بے چینی ہوتی ہے۔ جب تک پوری طاقت استعمال نہ کروں (کچھ کر نہیں سکتا ہوں) کام کرنے سے مجبور ہوں۔ ذرا کچھ پڑھنے بیٹھا اور دماغ بے چین ہو گیا۔ سر میں در ہو گیا۔ ایک دن زبردستی کر کے اوراد پورے کئے مگر سارے سینہ میں درد پیدا ہو گیا۔ کچھ پہلے سے تھا اور کچھ بڑھ گیا۔ حضور میرے لئے جو صورت مناسب ہو تجویز کر کے اطلاع فرمائیں۔

تحقیق: السلام علیکم۔ موجودہ حالت میں بخار اور کمزوری کی وجہ سے جو بے کاری ہے یہ نفع میں اس چیز سے کم نہیں ہے جو آپ پہلے (اوراد واذکار) کر رہے تھے۔ بالکل پریشان نہ ہوں۔ جب مکمل صحت حاصل ہو جائے پھر شروع کر دیجئے۔ والسلام۔

حال: میں اس وقت سفر میں ہوں۔ حضور نے جو اشغال پڑھنے کے لئے فرمائے تھے (وہ) بے وقت کرنے کی باری آتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کا بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: عذر کی وجہ سے ایسا ہوگا نا افسوس کے قابل نہیں ہے۔

طلبہ کو پڑھانا اور نصیحت کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے

حال: میرا حال آج کل میرے خیال میں بہت برا لگتا ہے۔ وہ (حال) یہ ہے کہ طلباء کو تعلیم دینے اور عوام کو نصیحت میں بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے کبھی (میں) تنگ اور پریشان ہو جاتا ہوں اور کبھی کبھی سخت بات بھی کرتا ہوں۔ اس میں ضرور گناہ گار ہوں گا۔ اس میں تباہی کا خوف ہوتا ہے اور اذکار و اشغال غالبًا ناغہ ہو جاتے ہیں مگر پورا کر لیتا ہوں۔ اس لئے دل ہمیشہ دردناک رہتا ہے۔

اس سال خدا کے فضل سے (میں نے) باغ جس میں مکان (بھی) ہے اور کچھ پیداواری زمین خریدی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ گزر اوقات کے لئے دوسرے کی محتاجگی کی ضرورت نہیں رہے گی۔

تحقیق: طلبہ کی تعلیم اور (عوام کو) نصیحت (کرنے) کو نہ چھوڑیئے اگرچہ تنگی اور پریشانی ہو۔ جہاں تک ہو سکے غیظ وغصہ میں شرعی حدود سے آگے نہ بڑھا جائے اور جو غلطی ہو جائے اس کی استغفار سے تلافی کی جائے۔ اذکار و اشغال کو بالکل نہ چھوڑا جائے کہ اس سے اعمال میں بے برکتی ہو جاتی ہے لیکن اگر کمی ہو جائے تو نقصان دہ نہیں ہے۔ (لیکن تعلیم و نصیحت کے ذریعے) نفع پہنچانا اس سے افضل ہے۔

(اور) اس بات سے دل خوش ہوا کہ آپ کو معاش کا اطمینان حاصل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں سے محفوظ رکھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب آپ کی نیت خالص ہے اور عزم بھی تقویٰ کا ہے تو برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔

قرآن کی تلاوت کی ترکیب

حال: حضور نے قرآن شریف پڑھنے کی جو ترکیب تحریر فرمائی ہے کہ جو (کچھ) پڑھو (یہ) خیال کرو کہ یہ زبان سے نکل رہا ہے۔ حضرت! (اس طرح پڑھنے سے) بہت مزہ آتا ہے۔ اللہ پاک حضور کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ (اور) زیادہ برکت عطا فرمائیں۔

شہرت طلب کرنے کے لئے وعظ کرنا منع ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حقیر ناچیز بندے کی گزارش یہ ہے کہ بندہ حضور کے ارشاد کے مطابق (کتاب)

احیاء العلوم کا مطالعہ کرتا ہے۔ تیسری جلد میں جاہ اور ریاء کی برائی کی کتاب میں اس (نیچے ذکر کئے گئے) مضمون سے میرے دل پر بڑی چوٹ لگی۔ وہ (مضمون) یہ ہے کہ۔

”وقد وعد الله ان يوئيد هذ الدين باقوام لاخلاق لهم فلا تشغل قلبك بامر الناس فان الله لا يضيعهم وانظر لنفسك.“

ترجمہ: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی تائید کا ارادہ ایسے لوگوں کے ذریعے (بھی) فرمایا ہے اس لئے تم اپنے دل کو لوگوں کے بارے میں مشغول نہ رکھو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرمائیں گے (بلکہ) تم اپنے آپ کو دیکھو (یعنی اپنی اصلاح کی فکر رکھو)۔“

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے (اس) کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم) نہ کیا جائے۔ (حالانکہ) قرآن مجید جگہ جگہ اس کی خوبی بیان فرمائی ہے (جیسے): ﴿كنتم خير امة اخرجت للناس﴾ آخر آیت تک اور ﴿ومن احسن قولا ممن دعا الى الله﴾ آخر آیت تک۔ (اب احیاء العلوم کی عبارت اور قرآن مجید کے ارشادات میں جو مخالفت ہے) اس مخالفت کا جواب ارشاد فرمائیں اور ساتھ ہی بندہ کے حق میں کیا حکم ہے؟ (کہ اپنا ہی خیال رکھوں یا لوگوں کو بھی کہتا رہوں)۔

میری عادت یہ ہوگئی ہے کہ جس کو شریعت کے خلاف چلتا دیکھتا ہوں اس کو فوراً یہ بات بتا دیتا ہوں۔ اس کی وجہ سے اپنے پرائے سب میں قابل نفرت ہوگیا ہوں۔ یہاں کے لوگ شریعت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اب (ایسی حالت میں) میں خاموش رہوں یا اپنی عادت کے موافق شریعت کے احکام بیان کرتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! (احیاء العلوم کی عبارت سے) حضرت امام صاحب کا مقصد خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کرنا ہے جو شہرت حاصل کرنے کے لئے وعظ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کی طرف بالکل ہی توجہ نہیں دیتے ہیں۔ اس لئے اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ آپ اپنا طرز نہ بدلئے۔

ہمیشہ عمل کرنے کی ضرورت

حال: بندہ عرصہ اپنا حال خراب دیکھتا ہے توجہ فرمائیں۔ پہلے (میری) حالت یہ تھی کہ کوئی چیز یا کوئی کتاب بھی (میرے پاس) زائد ہوتی تو (وہ) کسی کو دے دیتا تھا۔ نہ دینے میں دل میں یہ خیال آتا تھا کہ آخرت کا نقصان ہوگا۔ (اور) اب یہ حالت ہے کہ کسی کو دینا تو کیا بلکہ اگر حلال طریقے سے (جو کچھ) مل جائے تو اور بڑھانے کی فکر ہے۔

مجھے اپنے میں (ایک) خرابی (یہ بھی) ہوتی ہے کہ غصہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ غصہ میں کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں ہوتا ہے اور حواس (بھی) پوری طرح اختیار میں رہتے ہیں۔ لڑکوں کو مار پیٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ گرمیوں میں جب تک پنکھا ہوتا ہے تو نیند آتی ہے اس کے بعد مشکل ہوتی ہے۔ کھانے میں اگر گوشت نہ ہو تو پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا جاتا ہے۔ بارہ تسبیح کا ذکر ہمیشہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہوں۔ کبھی اطمینان ہوا تو دل کی توجہ کے ساتھ کیا اور کوئی فکر ہوئی تو بغیر دل کی توجہ کے کرلیا اگر ناغہ ہوگیا تو قضا کرلیا۔ پہلے ہر کسی سے اختلاط (ملنے جلنے) سے نفرت تھی اب بھی ہے (لیکن) پہلے جیسی نہیں رہی۔ کوئی نیک ذکر ہوتا ہے تو سننے والوں کو رونا آتا ہے مگر میرا ایک آنسو بھی نہیں نکلتا ہے۔ اب حضور میری بیماریوں کا علاج فرمائیں اور پرہیز تحریر فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات کا ایک ایک حرف پڑھا۔ آپ کو بلاوجہ فکر ہوگئی ہے جب تک گناہوں سے حفاظت ہے بالکل بھی بدحالی نہیں ہے۔ جائز و حلال چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے استعمال کرنے ہی کے لئے بنایا ہے۔ باقی حالات اور احساسات کا ایک ہی حال پر رہنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں جس کام (یعنی کسی عمل ذکر وغیرہ) کو اپنے اوپر لازم کرلیا جائے جس قدر ہو سکے اس کو ہمیشہ کرنا چاہئے خواہ دل لگے یا نہ لگے۔ اس کے علاوہ حال میں جو اس قسم کی تبدیلی ہو اس کی طرف بالکل بھیونہ کریں۔

◆

سوال: خادم حضور کی دعا سے سارے معمولات کرتا ہے۔ مگر کبھی وسوسے بہت آتے ہیں اور ذکر کرتے وقت اس میں مشغولیت ہو جاتی ہے۔ مگر میں اپنی دھن میں لگا رہتا ہوں۔ (وہ وسوسے) کچھ دن بعد خود ہی ختم ہو جاتے ہیں بلکہ غلام نے اسی پریشانی میں (حضرت سے) حبس دم (سانس روکے ہوئے ذکر کرنے) وغیرہ کے بارے میں پوچھا تھا (لیکن) جب بعد میں یکسوئی ہونے لگی تو بہت ہی شرمندگی ہوئی کہ اس فضول تحریر سے حضور کو تکلیف ہوئی ہوگی۔ میں اس کی معافی مانگتا ہوں۔ کیا عرض کروں ایک عجیب پریشانی کی حالت میں لکھ دیا تھا۔

(اب) طبیعت (ایک اور بات و) چاہتی ہے اگر مناسب اور بہتر سمجھئے تو تحریر فرمائیے وہ یہ ہے کہ اب میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول رہا کروں اور تہجد وغیرہ بھی وقت آنے پر پڑھ لیا کروں کیونکہ رات میں یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ کی عظمت و ہیبت بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو تمام رات عبادت میں مشغول رہا کروں۔

آج کل حضور کی یاد بہت آتی ہے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد ہر وقت حضور کا ذکر کرتا ہوں اور حضور کی یاد سے دل کو ایک عجیب سی خوشی اور فرحت ہوتی ہے۔ پریشانی کے وقت کبھی خوف اور ہیبت زیادہ لگتی ہے جی چاہتا

ہے کہ کپڑے چیر پھاڑ کر جنگل میں چلا جاؤں۔

جواب: ذکر کی کیفیت مطلوب ہے لیکن اس سے زیادہ اس کا دوام (ہمیشگی) مطلوب ہے اور دوام کیونکہ صحت کی حفاظت پر موقوف ہے اس لئے وہ (صحت کی حفاظت) بھی مطلوب ہے اگرچہ اصلی نہیں ہے۔

اور زیادہ جاگنے سے صحت محفوظ نہیں رہ سکتی ہے۔ اس لئے رات بھر جاگنے کا بالکل ارادہ نہ کریں (یہ) سنت کے خلاف بھی ہے۔ دن رات میں آٹھ گھنٹہ ورنہ کم از کم چھ گھنٹے سونا ضروری ہے ورنہ اب تو کپڑے پھاڑ کر جنگل میں نکل جانے کو صرف دل چاہتا ہے اس وقت خشکی کے غلبہ کی وجہ سے سچ مچ ایسا ہونے لگے گا۔

◆

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق معمول اب تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ باقی رکھیں۔ (رسالہ) الامداد میں بعض متوسلین کے حالات دیکھ کر رشک آیا اگر یہ اذکار و اشغال کی دولت حاصل ہو جائے اور اس کے ثمرات مرتب نہ ہوں تو غبطہ کیوں نامناسب ہے۔ یہاں قابل افسوس بات یہ ہے کہ نہ عمل ہے، نہ قرب ہے نہ آگے بڑھنا ہے اور نہ ہی مکمل صلاحیت ہے۔ مگر حضرت کے لطف سے اپنے حال کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنے آپ کو پوری طرح حضرت کے حوالے کر دیا ہے جیسا مناسب خیال فرمائیں۔

تحقیق: بچہ خود اپنی نشو و نما کو محسوس نہیں کرتا ہے بلکہ والدین اس کو محسوس کرتے اور خوش ہوتے ہیں۔ بحمد للہ! آپ ترقی کی طرف چل رہے ہیں جو چیز آسان ہو جاتی ہے وہ دوام اور التزام اختیار کر لیتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں خود تسلی ہو جائے گی۔ اگر تربیت سالک کی دونوں جلدیں منگوا کر مطالعہ میں رکھیں (تو اچھا ہے)۔

◆

سوال: فجر کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ اسم ذات آہستہ پڑھ لیتی ہوں۔ عرصہ ہوا خواب میں دیکھا کہ والد صاحب فرماتے ہیں: ایک تسبیح اسم ذات پڑھ لیا کرو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد خیال آیا کہ یہ بہت کم ہے۔ بس (اس کے بعد) ایک ہزار پڑھنے لگی۔ اب جو ارشاد ہو وہ کروں۔

جواب: ایک ہزار کا جو معمول ہے کافی ہے پھر بھی اطلاع دیں۔

حال: پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ دل میں بھی اللہ اللہ کے سوا کچھ نہ ہو مگر کوشش کے باوجود تمام خیالات کا مجمع لگ جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے کئے جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ سارے خیالات مرضی کے موافق ہو جائیں گے پریشان

نہ ہو۔

حَالؒ: یہی حالت نماز میں ہوتی ہے۔ ایک ایک لفظ سوچ کر پڑھنے سے کچھ فائدہ ہوتا ہے لیکن پوری یکسوئی (حاصل) نہیں ہوتی ہے۔

تحقِیقؒ: اس میں زیادہ مبالغہ نہ کریں۔

◆

حَالؒ: میں تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھتا اور چھ ہزار (۶۰۰۰) مرتبہ اسم ذات اور پانچ ہزار (۵۰۰۰) مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں۔ یہ تعداد دن رات میں پوری کر لیتا ہوں۔ اب گزارش یہ ہے کہ میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرتبہ استغفار پڑھنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اتنا پڑھ لیا کروں۔

تحقِیقؒ: جتنا پہلے معمول ہے ذمہ تو اتنا ہی سمجھئے باقی بغیر ذمہ داری کے جس دن چاہیں یا روزانہ جتنا چاہیں خواہ اتنا ہی جتنا لکھا ہے (بارہ ہزار اسم ذات اور دس ہزار استغفار) پڑھ لیا کریں یہ مصلحت ہے۔

◆

حَالؒ: (میری) حالت اب یہ ہے کہ قرآن شریف کے یاد کرنے اور نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا ہے۔ سستی اور غفلت پیدا ہوگئی ہے۔ اس بات کے لئے بہت کوشش کی کہ یہ سستی اور غفلت دور ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا۔

تحقِیقؒ: غفلت اور سستی کا مادہ اگر ختم نہ ہو اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ اس بات کا غم نہ کیجئے کیونکہ یہ اختیار میں نہیں ہے باقی ضروری اعمال پر اختیار ہے اس میں کوتاہی نہیں کیجئے بس اتنا ہی حکم ہے پریشان ہونے کا وقت نہیں ہے۔

حَالؒ: اب تو ان میں بھی ہائے ہائے نکلتی ہے مگر آہستہ (نکلتی ہے)۔

تحقِیقؒ: کیا حرج ہے یہ سب مطلوب ہے۔

حَالؒ: دل چاہتا ہے کہ وقت ملتا تو تنہائی میں جنگل میں ذکر کرتا مگر کوئی وقت نہیں ملتا ہے۔

تحقِیقؒ: (اس کام کے لئے) تھوڑا سا وقت نکال لیجئے تاکہ کچھ تسلی ہو جائے۔ اس تسلی سے کیفیت میں اعتدال ہو جائے گا اور دوام کے لئے کیفیت کی ضرورت ہے ورنہ کبھی کیفیت عمل پر غالب آ جاتی ہے اور اس دنیوی زندگی میں اصل مقصود عمل ہے مگر اس عالم (آخرت) میں کیفیت اپنے نتائج کے ساتھ مطلوب ہے۔

حَالؒ: (بندہ کا) حال بہت برا ہے کیا کہوں، دوسرے سے (اپنے) شریر نفس کی شرارت کی کیا شکایت کروں۔ یہ نفس تو بہانہ ڈھونڈتا ہے۔ موجودہ مرض کے بہانے معمولات میں کوتاہی کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ باری یہاں تک

پہنچی ہے کہ اوقات مقرر نہ رہے اور معمولات خصوصاً تہجد، بارہ تسبیح (کے نہ ہونے یا مقررہ وقت پر نہ ہونے کی) ابتدا مرض کی وجہ سے ہوئی اور مرض کے بعد سستی کی وجہ سے قضا ہونے لگے۔ (خادم جو) خادموں کے پاؤں کی خاک ہے نے (حضور کی خدمت میں) اس خیال سے حال عرض نہیں کیا کہ شاید بیماری کے بعد اعمال کی پابندی ہو جائے گی۔ اب بھی اگرچہ صحت پوری طرح حاصل نہیں ہوئی ہے (پھر بھی) پہلے کے مقابلے میں سینے کے درد اور بدن کی کمزوری میں کچھ کمی ہے لیکن (اعمال کی) پابندی کی دولت ابھی تک حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے اس شعر کی حالت ہے۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند   سعدی از دست خویشتن فریاد

ترجمہ: "ہر ایک دوسرے کی زیادتی کی وجہ سے روتا ہے ـــــ سعدی اپنی ہی زیادتی کی فریاد کرتا ہے۔"

حضرت مرشدی میرے دنیا و آخرت کے وسیلہ! اپنا خود ساختہ (خود بنایا ہوا) حال عرض کرتا ہوں کہ اپنی شامت اعمال سے وہ دولت (جلن) جو پہلے تھی اب اس کا اثر نہیں ہے۔ معمولات کے ادا کرتے وقت خصوصاً نماز میں خیالات اور وسوسہ بہت آتے ہیں۔ نیک اور محنتی لوگ کشف و کرامت کے طالب ہوتے ہیں اور میں بندۂ گناہگار پابندی اعمال اور دل کی یکسوئی کو کشف و کرامت سمجھتا ہے۔ بہرحال شامت اعمال سے اس دولت سے بہت دور ہوں۔

تحقیق: (آپ نے) وجہ خود ہی لکھی ہے۔ جو کوئی اوراد نہیں کرتا اس کا کوئی حال بھی نہیں ہوتا ہے۔

حال: عرصے سے (اپنی) حالت عرض کرنے کو جی چاہتا تھا مگر شرمندہ ہوتا ہوں کہ کیا عرض کروں آخر کار دل میں یہی آیا کہ جو کچھ بھی حالت ہے عرض کر دوں۔ (میری) حالت آج کل یہ ہے کہ کچھ حالت نہیں ہے۔ دل میں کوئی الہامی بات محسوس نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی کوئی نئی کیفیت محسوس کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل کی بنیاد میں ہے اس کی دھن تو شاید کسی وقت بھی غائب نہیں ہوتی ہے اور اسی سے بہت کچھ تسلی اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ کبھی مراقبہ کے وقت دل میں بہت زیادہ وسعت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسا تغیر اور ایسی تبدیلی تو سلوک کے راستے کی لازمی چیزوں میں سے ہے۔

حال: مگر پریشانی اس بات سے ہوتی ہے کہ کبھی اعمال میں سستی ہو جاتی ہے تہجد کی نماز چھوٹ جاتی ہے، کبھی اشراق کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔ کبھی اس کی وجہ دل میں یہ آتی ہے کہ طبیعت کی کمزوری ہے مگر (ساتھ ہی) یہ

خوف ہوتا ہے کہ اس کی وجہ شوق کی کمی نہ ہو۔ جب غور کرتا ہوں تو شوق بھی پاتا ہوں۔ (اعمال کے) فوت ہونے سے بے چینی اور افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: (اعمال کے چھوٹنے کا سبب) کچھ بھی ہو اعمال میں بغیر مجبوری کے رکاوٹ آنا نقصان دہ ہے جس طرح بھی ہو اعمال ادا کر لینے چاہئیں ورنہ تھوڑے دنوں میں تعلق بھی نہیں رہتا ہے۔

◆

حال: کیفیت کی وہ دولت جو حضور کی خدمت مبارک سے لے کر آیا تھا کئی دن ہو گئے وہ چھین لی گئی ہے۔ اگرچہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے چھینی گئی ہے مگر دل کو بے چینی اور افسوس ہے۔ لیکن الحمدللہ معمولات میں زیادہ فرق تو ابھی تک نہیں آیا ہے۔

تحقیق: احوال اعمال کے تابع ہیں۔ اعمال پر استقامت کا اہتمام رکھنا ضروری ہے۔ اس سے ہر وقت کے مناسب پسندیدہ احوال خود بخود پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی حال سالک کی طبیعت کے موافق نہ ہو لیکن مصلحت کے موافق ضرور ہوتا ہے۔ اس مصلحت کو سمجھنا محقق کا کام ہے پیروی کرنے والے اور (اس راستے کی) ابتدا کرنے والے کو صرف محقق کا اتباع کرنا چاہئے اس کے مختصر کہنے کو مصلحت سمجھ لینا کافی ہے۔ جب تحقیقی دولت ملے گی تو خود بخود سمجھ آنے لگے گا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کے معمولات چل رہے ہیں۔ یہی بڑی چیز ہے اطمینان سے کام میں لگے رہیے۔

◆

حال: احقر حکم کے مطابق عشاء کی نماز کے بعد روزانہ بلاناغہ تین ہزار مرتبہ اسم ذات جہرا (آواز سے) کر لیتا ہے۔ کوئی نئی حالت نہیں ہے جس کی حضور کو اطلاع دوں۔ صاف بات تو یہ ہے کہ میں خود اپنی حالت پوری طرح نہیں لکھ سکتا ہوں۔ اور نہ ہی کوئی حالت سمجھ میں آتی ہے۔ میری حالت کیا ہے بلکہ میں تو خود کو پہلے جیسا ہی گندہ محسوس کرتا ہوں۔ پہلے کے مقابلے میں اتنا فرق ہے کہ اب روزانہ ذکر کر لیتا ہوں۔ یہ بھی صرف حضور کی دعا ہی کی برکت ہے ورنہ میں کسی قابل نہیں ہوں۔

تحقیق: کام کے لیے جاتیں انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ سمجھ میں آئے گا۔

حال: نفلوں کی طرف دل بالکل مائل نہیں ہوتا ہے۔ بڑی زبردستی دو چار رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ اس کا علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: تکلیف برداشت کر کے کچھ (تھوڑی) نفلیں اپنے اوپر لازم کر لیں۔ آہستہ آہستہ شوق پیدا ہو جائے گا۔

خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ اس وقت چند سوالات عرض کرنے کے قابل ہیں۔ مگر آج کل میری حالت کچھ ایسی گندی لگتی ہے کہ حالات اور پیش آنے والے احوال بیان کرتے ہوئے بہت شرم آتی ہے بلکہ مجھے تو تعجب وحیرت ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے رحمت کے خزانے کتنے کشادہ ہیں کہ مجھ گندہ پر میری کوتاہیوں کے باوجود مسلسل رحمت کی بارش جاری ہے۔ والحمد للہ العلی الکبیر۔ اس لئے پہلے اپنی گندی حالت عرض کرکے پھر دلی کیفیت عرض کروں گا۔

تحقیق: (گندی حالت کی) تلافی ضروری ہے جس کا تعلق ارادے اور اختیار سے ہے۔

حال: حالت یہ ہے کہ عرصے سے تہجد کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو۔

حال: زبانی ذکر بھی تقریباً رکا ہوا ہے کبھی ہو گیا کبھی نہیں ہوا۔

تحقیق: یہ ٹھیک نہیں کرنا چاہئے چاہے وقت بدل دیا جائے چاہے مقدار کچھ کم کردی جائے۔

حال: کبھی نماز میں وسوسوں کی بھیڑ بھاڑ بہت ہوتی ہے۔

تحقیق: اگر بغیر ارادے ہے تو فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ارادے سے ہے تو ارادہ کو ختم کرنا چاہئے۔

حال: کبھی کلام اللہ (کے پڑھنے) میں کوتاہی ہوگئی۔

تحقیق: اس کا جواب بھی وہی ہے جو ذکر کے مسئلہ میں دیا گیا ہے۔

◆

حال: جناب والا نے تحریر فرمایا تھا کہ مواعظ اور تربیت السالک ہمیشہ مطالعہ کیا کرو۔ کچھ دن تک اس پر عمل رہا لیکن طبیعت نہیں لگی۔ تھوڑا سا ہی پڑھا کہ طبیعت گھبرانے لگتی ہے۔ لیکن دیوان حافظ اور مثنوی شریف کی شرح دیکھنے میں طبیعت بہت لگتی ہے۔ مواعظ کے مضامین میں اگرچہ بہت مفید اور عجیب ہیں طبیعت تو چاہتی ہے خوب دیکھوں لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔

تحقیق: (مواعظ اور تربیت السالک کے دیکھنے میں) طبیعت اگرچہ نہ لگے مگر زیادہ وقت ان میں لگانا چاہئے اور دیوان اور مثنوی میں دل اگرچہ لگے مگر ان میں وقت کم لگانا چاہئے۔ مواعظ کے بارے میں جو لکھا کہ ''اس پر عمل نہیں ہوتا'' اس مضمون سے بہت تکلیف ہوئی افسوس! پار ہو کر ڈوب جانا کیا مطلب ہے۔ کیا عمل کی قدرت نہیں یا عمل کی رغبت نہیں ہے جلدی جواب دیں۔

◆

حَال: اسم ذات کے ذکر میں لطائف میں سے کوئی ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ جب تک طبیعت کا زور (جوش) رہتا ہے ذکر کرنے سے طبیعت بھرتی نہیں ہے لیکن نفی اثبات میں دل نہیں لگتا ہے لیکن جہر کے ساتھ طبیعت متوجہ رہتی ہے۔ (لیکن) میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا ہوں (کیونکہ جہر کے ساتھ تو بہت سی بری چیزیں (جیسے) غزلیات بھی رات کے وقت میں اعلیٰ درجہ کی فرحت اور توجہ عام لوگوں کو دیتی ہیں (اس لئے یہ) کسی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

تحقیق: یہ سب وقتی باتیں ہیں۔ ذاکر کو تمکین (کی کیفیت) سے پہلے ایسی باتیں پیش آتی ہیں اور ان میں تبدیلی بھی آتی رہتی ہے۔ مگر استقامت کے ساتھ مشغول رہنے سے آخر میں جیسی استعداد ہوتی ہے ویسی ہی پسندیدہ حالت پر ٹھہر جاتی ہے اس لئے ان انقلابات سے بالکل نظر نہیں کرنا چاہئے۔ مقصود صرف دو چیزوں کو رکھنا چاہئے ① دوام طاعت ② کثرت ذکر فقط۔

* * *

حَال: جناب والا! حضرت مولانا صاحب دام ظلہ العالی سلام کے بعد خدمت عالی میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جناب والا کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ میری اصلاح کیجئے۔ میرا حال یہ ہے کہ جب بچے وغیرہ میرے پاس رہتے ہیں تو (میرا) دل ان کے کام اور ان کی محبت میں زیادہ لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اب میرا حال یہی ہے۔ اپنے خیال میں بہت کوشش کرتی ہوں مگر دل اس طرح (جیسا بچوں کے پاس نہ ہونے کے وقت تھا) نہیں ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ میرے پاس نہیں ہوتے ہیں تو دل کا رجوع اور اس پر (اللہ تعالیٰ کی) محبت، دہشت زیادہ غالب رہتی ہے۔ دل اسی حالت میں خوش اور بے خوف رہتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ سے زیادہ رجوع نہیں رہتا ہے دل میں پریشانی اور الجھن سی رہتی ہے۔ اسی طرح جب گناہ ہو جاتا ہے تو دل میں شرمندگی اور گھبراہٹ رہتی ہے مگر گناہ کرنے سے طبیعت رکتی نہیں ہے۔ کبھی تو گناہ کر کے دل سے بہت توبہ ہوتی ہے اور کبھی پریشانی سی رہتی ہے اور دل سے زیادہ استغفار نہیں ہوتا ہے۔ اب (آج کل) اس بات ذرا سے میری طبیعت بہت گھبرا رہی ہے اور جی چاہتا ہے کہ دل پھر اسی طرح اللہ کی طرف رجوع ہو جائے۔

تحقیق: یہ سارے حالات اچھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل میں حیات ہونے کی علامات ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کریں۔ ایسی تبدیلیاں سب کو پیش آتی ہیں کبھی کمی کبھی زیادتی اس کا کچھ غم نہ کریں۔ اولاد کی محبت اور ان کی خدمت یہ ان کا حق ہے۔ اس سے باطنی حالت میں جو کمی ہو جائے وہ بری نہیں (بلکہ) طبعی بات ہے لیکن جو

گناہ کی بات ہے (اس سے خواہ) اس (باطنی حالت) میں کمی بھی نہ ہو (تب بھی) وہ بری ہے۔ اس کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو آئندہ اس سے بچنے کی ہمت کرنا چاہئے۔ اگر پھر ہو جائے تو پھر (بھی) ایسا ہی کرنا چاہئے۔ اسی طرح ساری عمر ہمت نہ ہارنا چاہئے۔ اس طریقے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن کامیابی ہو جائے گی اطمینان رکھیں اور جو اوراد اپنے ذمہ کر لئے ہیں وہ جس طرح بھی ہو پورے کر لئے جائیں میرے مواعظ کے مطالعے کو بھی اوراد میں شامل سمجھیں۔

* * *

حال ؎

ای خسرو خوباں نظری سوئے گدا کن   رحمی بمن سوختہ بے سروپا کن

ترجمہ: "اے حسینوں کے بادشاہ! اس فقیر کی طرف نظر کیجیے اس جلے ہوئے بے سروپا پر رحم کیجیے۔"

دارد دل درویش تمنائے نگاہے   زاں چشم سیہ مست بیک غمزہ روا کن

ترجمہ: "درویش کا دل آپ کی نگاہ کی تمنا رکھتا ہے اس مدہوش پر اک نظر کرم کا اشارہ کر دیجیے۔"

شمع و گل و پروانہ بلبل ہمہ جمع اند   اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن

ترجمہ: "باہم جمع ہیں سارے عاشق و معشوق یہاں ــــ ہم ہی تنہا ہیں فقط تو بھی آ جا او ہمدم۔"

میرے پیر و مرشد، قبلہ و کعبہ دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اس سے پہلے ایک خط خدمت میں بھیجا تھا۔ جس میں اپنی حالت کا کچھ رونا رویا تھا۔ اس کا جواب جو دیا گیا تھا اس نے ایسا اثر کیا کہ گویا آگ پر پانی گر گیا یہ (اثر) کوئی عجیب اور نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ جب (بھی) تقریر یا تحریر میں جو بھی جواب دیا گیا ہے وہ تسلی بخش ہی ہوتا ہے۔ خداوند کریم اس ذات کو دائم و قائم رکھے جس سے یہ فیوض اور برکات ہم غلاموں پر ہو رہے ہیں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سے پہلے خط میں جو لکھا تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو بار اسم ذات کے ورد کا معمول ہے۔ وہ (معمول) حق تعالیٰ کی مدد سے پورا ہو جاتا ہے۔ اُس خط بعد (ایک تبدیلی یہ آئی) کہ پانچ سو پورا کرنے کے بعد دل (ذکر سے) بھرتا نہیں تھا بلکہ طبیعت کسی چیز کو تلاش کرتی رہتی تھی اور دل کی حالت اچھی نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے بندے نے پانچ سو کی جگہ (تعداد) ہزار کر لی۔ دوسری تبدیلی یہ آئی کہ پہلے تو (یہ تعداد) ٹہلتے ہوئے، لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے غرض کسی حالت میں بھی کر لیا کرتا تھا۔ مگر اب حضرت کی دعا اور حق تعالیٰ کی مدد سے یہ کیا کہ ایک جگہ بیٹھ کر تھوڑی سے ضرب کے ساتھ پورا کر لیتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج

تک اسی طرح یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے۔

یہ سب اس توجہ کی برکت سے ہے جو حضرت کو اس ناکارہ خادم پر ہے۔ واللہ! (میں) کسی قابل نہیں ہوں۔ مگر اس در کا کتا ہوں۔ گھر والے کو جس طرح گھر والوں کا خیال ہوتا ہے اسی طرح کتے کی طرف بھی ہو جاتی ہے۔ میں بالکل اس قابل نہیں کہ یہاں رہ بھی سکوں مگر صرف حضرت کی توجہ اور حق تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے پڑا ہوا ہوں۔

اب صرف اس (بات) کی تمنا ہے کہ جناب دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنی محبت، کامل ایمان اور دین پر استقامت عطا فرمائیں۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ اسی امید پر عرض کر دیا۔ جناب کو معلوم ہے کہ میں نالائق ہمیشہ ورد کو ترک کر دیتا ہوں مگر اب تو حق تعالیٰ سے اکثر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ہمیشہ استقامت عطا فرمائیں اور جناب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! یہ حق تعالیٰ کا انعام ہوا (کہ معمولات کی پابندی عطا ہوئی) جہاں تک ممکن ہو استقامت کی کوشش رکھیں۔ اس میں مددگار یہ ہے کہ اس نعمت پر شکر کریں (تاکہ) ''لازیدنکم'' (کہ میں شکر پر نعمت میں ضرور اضافہ کروں گا) کا وعدہ پورا ہو اور دعا بھی کرتے رہیں (تاکہ ''استجب'' (کہ میں دعا ضرور قبول کروں گا) کا ظہور ہوتا رہے (یعنی وعدۂ قبولیت کے مطابق دعا قبول ہوتی رہے)۔

حال: میرے اندر جو امراض ہیں (میں) ان کی فہرست تو بالکل گنوا ہی نہیں سکتا ہوں بلکہ بہت سارے عیوب ایسے ہیں جن کی مجھے خبر ہی نہیں ہے ان کے بارے میں مگر ان امراض میں سے کچھ حضرت کے سامنے علاج کے لئے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ حضرت ان کے ختم ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص اوقات میں دعا بھی فرمائیں گے اور غلام کو کوئی تدبیر بھی بتائیں گے جس سے یہ امراض ختم ہو جائیں گے یا جو دل چاہیں وہ کریں مگر جس طرح بھی ہو کہ امراض ختم ہو جائیں۔ مگر اس کی درخواست سے شرماتا ہوں کہ میں کون ہوں جو تجویزات پیش کروں۔ بس اب ان امراض کو عرض کرتا ہوں جو دل چاہے وہ کیجئے۔

(حضرت!) میرے اندر تکبر، عجب (خود پسندی) خود بینی، ریا، بدنظری، اور گناہوں کی طرف رغبت وغیرہ (قسم کے) عیوب ہیں۔ جو ذکر کئے وہ تو ایسے ہیں جو بالکل ظاہر ہیں جن کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد میں سچ عرض کرتا ہوں دنیا میں جتنے عیوب ہیں وہ مجھ اکیلے میں ہیں۔ یہ ایسی بات ہیں جس کو میں یقینی طور سے جانتا ہوں کیونکہ جب کبھی تربیت السالک میں لوگوں کے حالات دیکھتا ہوں تو وہ جس بر حالت کو لکھتے ہیں واللہ! وہ میرے اندر موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح جو کوئی زبانی بیان کرتا ہے وہ بھی (میرے اندر)

موجود ہوتی ہے۔ ایسے ہی جناب جو اپنی تقریر میں بیان فرماتے ہیں وہ بھی (میرے اندر) موجود ہو تو بھلا پھر کون سے گناہ سے میں بچا ہوا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے عیوب کی گٹھڑی میرے سر پر ہے۔ تواضع میرے اندر بالکل بھی نہیں ہے جو سمجھا جائے کہ یہ اس تواضع میں کہہ رہا ہوں۔ پھر شیخ کے سامنے حالات بیان کرنے میں تواضع کیسی بالکل (سار) کچا چٹھا بیان کر دینا ضروری ہے۔ اس لئے ہر طرح (سے) ثابت ہے کہ سارے عیوب میرے اندر ہیں۔

تحقیق: سارے عیوب (آپ کے اندر) سہی مگر (مرض) لاعلاج نہیں ہے۔ علاج معلوم ہیں ان میں لگے رہو۔ ساری عمر اس کی ضرورت ہے۔ کامل لوگ بھی اس سے فارغ نہیں ہیں۔ فرق (صرف) قوت اور ضعف کا ہے۔ الامن شاء اللہ تعالیٰ۔ نہ نا امیدی ہونی چاہئے اور نہ فارغ ہوں اور بے فکری کا ارادہ یا لالچ کرنا ممکن ہے۔

* * *

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے اللہ اللہ کا ذکر ایک ہزار مرتبہ، قرآن پاک کی تلاوت آدھا پارہ اور عشاء کے بعد تہجد پڑھنا معمول ہے۔

تحقیق: حق تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

حال: ابھی تک دل میں فرحت پیدا نہیں ہوئی۔

تحقیق: رحمت تو پیدا ہوئی جو رہبری کر رہی ہے۔ فرحت خود اس کی باندی ہے اپنی باری پر وہ بھی حاضر ہو جائے گی۔

* * *

حال: میرا حال پہلے ہی کی طرح ہے۔ وظیفہ جو مقرر ہے پڑھ لیتی ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نفع عطا فرمائیں۔

حال: تقریباً ہر وقت کبھی دل میں اور کبھی زبان سے اللہ اللہ کرتی رہتی ہوں۔ دھیان اکثر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ!

حال: اس کے باوجود دنیا کی جو بات میرے متعلق ہوتی ہے اس کا بھی بہت اور دھیان لگا رہتا ہے یا (اگر) کوئی کام ذمہ ہوتا ہے تو اس کا بھی دھیان لگا رہتا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے۔ اس کا کچھ ڈر نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے جیسے ذکر کا غلبہ ہوگا اس کا اثر بھی خود بخود کم

ہو جائے گا۔

حَالؒ: اس فکر اور دھیان کی وجہ سے دل میں بہت الجھن رہتی ہے۔

تحقیقؒ: یہی اس بات کی علامت ہے کہ اس کا اثر ان شاء اللہ تعالیٰ کم ہو جائے گا جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

حَالؒ: دل یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی کسی بات کی فکر دل میں زیادہ نہ ہوا کرے، اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام فکروں زیادہ اپنا دھیان دل میں بسا دے۔

* * *

حَالؒ: جمال المحبوبین مراد المحسبن، محبوبی و مرشدی حضرت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مکن اے صبا مشوش سرزلف آں پری را　　کہ ہزار جان حافظ بفدائے تارموئے
ایکہ با سلسلہ زلف دراز آمدۂ　　فرصت باد کہ بس بندہ نواز آمدۂ
آفریں بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب　　کشتۂ غمزدۂ خود را بنماز آمدۂ
زہد من با تو چہ سنجد کہ بہ نعمائے دلم　　مست آشفتہ بخلوت گہ راز آمدۂ
میش بالائے تو میرم چہ بصلح وچہ جنگ　　کہ بہر حال براندازۂ ناز آمدۂ

تَرجَمہ

❶ اے صبا اس پری کی زلف کے کنارے کو مت بکھیر کہ حافظ اس کے ایک ایک بال پر ہزار جان سے فدا ہے۔

❷ اے وہ محبوب جو کہ لمبی زلفوں کی زنجیر لے کر آیا ہے ـــــ خدا کرے تجھے فرصت رہے کہ تو بندہ نواز بن کر آیا ہے۔

❸ تیرے نرم دل کو شاباس ہے کہ تو ثواب کی خاطر ـــــ اپنی ادا کے شہید کی نماز پڑھنے آیا ہے۔

❹ تیرے سامنے میرے زہد کا کیا وزن ہے جبکہ تو میرا دل لوٹنے ـــــ مست اور برہم ہو کر راز کی خلوت گاہ میں آیا ہے۔

❺ میں تیرے قد پر جان دیتا ہوں خواہ صلح ہو خواہ جنگ ـــــ اس لئے کہ تو ہر حال میں ناز کے ایک انداز کے ساتھ آیا ہے۔

از چشم زخم زہر گزندت مبادا زآنگہ　　در دلبری بغایت خوبی رسیدۂ
پایم نمی رسد بزمیں دیگر از نشاط　　تاسوئے من بلطف وعنایت تو دیدۂ

ساقیا یک جرعہ دہ زاں آب آتشگوں کہ من　　درمیان پختگان عشق او خامم ہنوز

ترجمہ

❶ تجھے نظر نہ لگے اور نہ کوئی تکلیف پہنچے کہ تو محبوب کے دروازے پر خوب حسین بن کر آیا ہے۔

❷ خوشی سے میرے پاؤں زمیں پر نہیں رکھتے ہیں کہ تو نے میری طرف لطف و مہربانی سے دیکھا ہے۔

❸ اے ساقی اس سرخ شراب کا ایک گھونٹ مجھے بھی دے کہ اس کے پختہ عاشقوں کے درمیان میں ابھی تک ناپختہ ہوں۔

سحر کرشمۂ وصلش بخواب میدیدیم　　زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداریست

ترجمہ: ''رات کو ہم نے اس کی ملاقات کا کرشمہ دیکھا —— ہائے کیا خوب ہیں ایسے خواب جو کہ جاگنے سے بہتر ہے۔''

خواب اگرچہ مقصود نہیں اور نہ ہی مقصود اس پر موقوف ہے لیکن اپنی حالت کے اعتبار سے کبھی کبھی لگتا ہے کہ بعض خواب پسندیدہ حالات کی وجہ سے ہوتے ہیں اسی طرح کبھی کوئی پسندیدہ حالت بھی خواب کی وجہ سے پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے مزید فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی کبھی عرض کر دیا جاتا ہے۔ ابھی دو خواب عرض ہیں۔ اگرچہ وہ خواب اپنی دلالت میں ظاہر ہیں لیکن زیادہ اطمینان کے لئے عرض کئے جاتے ہیں۔

پہلا خواب کافی دن ہو گئے تھانہ بھون میں دیکھا تھا لیکن شرم کی وجہ سے زبانی نہیں پوچھا تھا۔ خواب یہ دیکھا تھا کہ آپ نے میرے منہ پر بوسہ دیا۔ (دوسرا خواب) آج کل اسی قسم کا یہ (خواب) دیکھا کہ میں تھانہ بھون گیا ہوں اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اس وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ مصافحہ کے ساتھ ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور خوب جی بھر کر کھل کر معانقہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا ''تم اپنا سارا بدن میرے سے ملاؤ'' معانقے کے بعد اندر آ جانے کو فرمایا۔ وہ مکان حضرت حاجی صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى کا مکان لگا اور اس کا نقشہ...... کے مکان کی طرح تھا۔ بہت ہی زیادہ یکسانیت کا جیسا کہ خواب سے فہم ناقص میں (یہ سمجھ میں) آتا ہے کہ یہ (میرے اور آپ کے درمیان) ارشاد ہے اس یکسانیت کے آثار بے اختیاری طور پر اپنے اندر پاتا ہوں۔ اپنے اخلاق صاف (اور واضح) طور پر آپ کے اخلاق کا اثر نظر آتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے جب کبھی آپ کسی پر کسی بے قاعدگی کی وجہ غصہ فرماتے تھے تو مجھے یہ خیال آتا تھا کہ ان کا مزاج تیز ہے جلدی غصہ آ جاتا ہے مگر اب حال اور ذوق کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہی کچھ اور تھی۔

در نیا بدحال پختہ ہیچ خام　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

ترجمہ: ''تجربہ کار آدمی کی حالت وہ غیر تجربہ کار آدمی نہیں سمجھ سکتا ہے اس لیے بات مختصر کرنی چاہیے۔''

(بڑوں کی شان میں گستاخی کرنے سے اپنی زبان کو روکے رکھنا چاہیے اسی میں خیریت ہے۔) (دعوات عبدیت ۴/۴۴ تبصرف)

(نا پختہ پہنچ سکتا نہیں پختہ گام کو   بات یہ ہے مختصر اب سلام ہو)

آپ سے جدا ہوکر جب سے پنجاب آیا ہوں کئی باتوں کا تجربہ ہوا ہے۔ اکثر لوگ رسمی اور عام پھرنے والے مولویوں کی بعض باتوں کہ وجہ سے اس گروہ کو حقیر جاننے لگے ہیں۔ لیکن یہاں اس کی کسی کو پروانہیں ہے۔ مجھے اگر کسی شخص کے برتاؤ سے ذرا بھی تحقیر کی بو آتی ہے تو (میرے) مزاج بہت تبدیلی آجاتی ہے اور غیرت سے طبیعت بل اٹھتی ہے۔ ایسے لوگوں سے بالکل کوئی چیز لینے کو نہیں چاہتا ہے۔ یہ لگتا ہے یہ صاف طور سے اللہ تعالیٰ کے نام کی بے قدری (بے قیمتی) ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ بعض لوگ تحقیر کی نیت اور ارادہ بھی نہیں رکھتے ہیں رسم کی پیروی کی وجہ سے ان کا برتاؤ اچھا نہیں ہوتا ہے۔ میں اگر بحمد اللہ کسی سے اس قسم کا لینے دینے کا برتاؤ نہیں رکھتا ہوں لیکن لوگ پھر بھی جان بوجھ کر یا بغیر جانے ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور غصہ حد کو پہنچ جاتا ہے لیکن (ہوتا یہ ہے کہ) قہر درویش برجان درویش (کہ درویش کا غصہ درویش ہی کی جان پر ہوتا ہے) آخرکار عوام کی ان باتوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور عرض یہ ہے کہ اب حال اور ذوق کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو خیال کیا ہے اور جو دعا میرے حق میں کی ہے (اس کے بارے میں) جی اندر سے گواہی دیتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ پوری ہوگی اور اس کے آثار کبھی کبھی (موقع کی مناسبت سے) ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دنوں حالت کی ترقی کی ایک شان تھی۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کوئی بات اعتدال سے زیادہ منہ سے نکل گئی ہو۔ اسی طرح آج کل کچھ کوتاہیاں بھی ہیں۔ اس لئے دل کو مکدر (میلا) پاتا ہوں۔ اسی طرح حق کے علاوہ میں مشغول پاتا ہوں۔

ایں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا   پیش از گلیم خویش مگر پاکشیدۂ

ترجمہ: ''حافظ! تجھے جو دوست نے تنبیہ کی ہے شاید تو نے اپنی چادر سے زیادہ پیر پھیلائے ہیں۔''
(تو نے کیونکہ اپنے مرتبہ سے اونچی کوئی حرکت کی ہے اسی لیے دوست نے تجھے جھڑک دیا ہے۔)

(حاشیہ دیوان حافظ ص ۳۶۲)

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائیں اور دنیا کی جو نعمت عطا فرمائیں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی جانب

بخشش ہو اور اس نعمت میں برکت عطا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! میں بروں میں برا ہوں مگر آپ کے نیک بندوں نے جن کے بارے میں ارشاد ہے۔ "انتم شهداء الله في الارض" (کہ زمین اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) مجھ بدکار کو نیک گمان کرلیا ہے۔ وہ میرے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ میرے اللہ! میری دعائیں اگرچہ قابل قبول نہیں ہیں لیکن اے خداوند عالم! آپ اپنے ان نیک بندوں کی دعائیں میرے لئے قبول فرمائیں کہ جن کے دلوں میں آپ نے میرے بارے میں نیک گمان ڈال دیا ہے۔

﴿وافوض امری الی اللّٰه علیه توکلت والیه انیب.﴾

جواب آنے پر عنقریب تھانہ بھون آنے کا ارادہ کررہا ہوں جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائیں:

شاد باد ارواح آں رندے کہ او برسر کوئی مغاں یابد وفات

تَرجَمَہ: ''اس عاشق کی روح خوش رہے جس نے معشوق کی گلی میں وفات پائی ہے۔''

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات شکر کے قابل ہیں۔ حق تعالیٰ اس میں برکت، آئند اور حرکت اور ان (حالات) میں کیفیت کے اعتبار سے استقامت اور مقدار کے اعتبار سے دوام عطا فرمائیں۔

خط کے ختم ہونے قریب کچھ اسباب کدورت (میلے پن) کے لکھے ہیں ان سے احتیاط ضروری ہے۔ اگر قوت حال اور آئندہ کی کمزوری کی وجہ سے کچھ بات ہو جائے تو فوراً استغفار کی کثرت اور (اللہ تعالیٰ سے) حفاظت اور مدد کی دعا کی جائے (اس سے) گذشتہ کا تدارک اور آئندہ کی حفاظت کی امید ہے مگر (ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ) اس ماضی اور مستقبل کی فکر میں زیادہ نہ پڑیں۔

ع ماضی و مستقبلت پردہ خدا است

تَرجَمَہ: ''تیرا ماضی و مستقبل خدا سے پردہ ہے۔''

السلام واللّٰه معكم فى كل مقال و مقام۔

◆

حَال: آج کل غالب جب نیک کام میں مشغول ہوتا ہے تو جی بہت گھبراتا ہے اور وہ کام نہیں ہوتا ہے۔ خصوصاً جب قضا نمازوں کی ادا کرتا ہوں تو دل اتنا تنگ ہو جاتا ہے کہ بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ قبلہ گاہا! بندہ ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ نمازوں کا قرض سر پر ہے۔ اگر ان کے ادا کرنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے تو ان کے بدلے شاید کیا حال ہو۔ بہت خوف ہے کہ اب یہ حالت ہے آئندہ اس سے بھی بری حالت نہ ہو جائے۔

اپنے گناہوں کی وجہ سے بہت ہی پریشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بہت ہی الحاح وزاری سے توبہ کرتا رہتا ہوں مگر پھر بھی احکام الٰہی میں چستی سے کام نہیں لیا جاتا ہے۔ بہت بہت دعا فرمائیں اور ہر کام کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: تھوڑا تھوڑا قضا کرتے رہیں انشاء اللہ تنگی خودبخود ختم ہو جائے گی۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ایک دن کے ناغہ سے شروع کریں یہ بہت آسان ہو جائے گا۔ کام اگر چستی سے نہ ہو تو سستی ہی سے سہی جس طرح بھی ہو کر لیا جائے۔ دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: معمول کے اوراد کا بہت ہی پابند ہے۔ (معمول یہ ہے) بارہ ہزار اسم ذات، بارہ تسبیح اور دلائل الخیرات وغیرہ۔

تحقیق: ان شاء اللہ مقصود کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔ کسی رسالے کے مطالعے کا ذکر نہیں لکھا۔

* * *

حال: خاکسار کا حال رحم کے قابل ہے۔ دل اور اعضاء مریض اور سخت مریض ہو رہے ہیں۔ تھوڑا بہت ذکر اللہ و تلاوت کلام اللہ کیا کرتا تھا مگر اب تو وہ بھی چھوڑ بیٹھا ہوں نہ دوام رہتا ہے۔ حضور انور میں گزارش ہے کہ خاکسار کو اس ہلاکت اور مہلک مرض سے نجات دلائیں اور اس بدحال دل و اعضاء کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: مولانا! مجھ سے جس اصلاح کی طلب ہے وہ اصلاح تعلیمی ہے جس کے بعد عمل کرنا آپ کا کام ہوگا یا (وہ اصلاح) اصلاح تصرفی (جو شیخ اپنے باطن کے زور سے کرتا ہے) جس میں آپ کو کچھ عمل نہ کرنا پڑے؟

حال: (مجھے) یہ خیال آتا ہے کہ اگر ساری عمر اسی آٹے دال کی فکر میں گزر گئی تو اصلاح ساری عمر نصیب نہیں ہوگی۔ اس کا بہت خیال رہتا ہے۔ (میرے لئے) بہت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت عطا فرمائیں کہ کچھ دن کے لئے ایک حجرہ ہو اور میں ہوں تنہا بیٹھ کر ذکر میں مشغول رہوں۔ کتاب ہو تو حضرت کے مواعظ اور ملفوظات ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت کے علاوہ کسی سے بات نہ کروں۔ خاموش رہوں۔ حجرہ کی زنجیر (یعنی کنڈی) بند ہو جائے۔ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روی به از آنکہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہائے

ترجمہ: ”ایک لمحہ کے لیے بھی محبوب کی یاد میں لگنا شاہی شان و شوکت ہٹو بچو میں رہنے سے بہتر ہے۔“

یہ وقت حق تعالیٰ بہت ہی جلدی عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔ (اللہ تعالیٰ) اپنا عشق اتباع شریعت کے ساتھ

عطا فرمائیں اور ہمیشہ اپنی مرضی کے موافق کاموں پر لگائے رکھیں۔

تحقیق: یوں ہی لگے رہو ان شاء اللہ ایسا وقت بھی آجائے گا۔

◆

حال: حضرت کے سفر کے دوران بندہ ظہر کے بعد (اسم ذات) بارہ ہزار مرتبہ پڑھتا تھا۔ اب تک نہ کوئی حالت ہے نہ کوئی کیفیات ہیں جس کو لکھا جائے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ پہلے کے مقابلے میں کیا تغیر وتبدیل ہوا۔ برے اخلاق جیسے بغض، کبر، ریا، وغیرہ میں کیا کمی زیادتی ہوئی؟ بندہ پریشان ہے۔ حضور والا دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مقصود تک پہنچنا نصیب فرمائیں اور اخلاص وعمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحقیق: اگر حال سمجھ میں نہ آئے تو نقصان دہ نہیں ہے کام میں لگے رہیں یہی مقصود ہے۔ چند دنوں میں خود بخود سب سمجھ میں آنے لگے گا اس کی فکر میں نہ پڑیں۔

◆

حال: ایک شخص نے اپنی یہ حالت لکھ کر بھیجی کہ کاروبار کے زیادہ ہونے کی وجہ سے معمولات اور اوراد پوری طرح ادا نہیں کرسکتا ہوں۔ اکثر ناغہ ہوجاتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔

تحقیق: جتنا ہوسکے کرتے رہیے جو کمی رہ جائے (اس پر) استغفار اور ندامت کیجیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہیں گے۔ (اشرف علی)

حال: خداوند تعالیٰ کی یاد تو پہلے بھی رہتی تھی مگر اب اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ سوتے بیٹھتے ہر وقت ہی (اللہ تعالیٰ کی یاد) دل میں ہے۔ دل سے رونا آتا ہے۔ کبھی سوتے ہوئے جاگ جاتا ہوں اور دل یہ چاہتا ہے کہ ذکر چھوڑ دوں ، بیٹھ کر سوچتا رہوں۔ ذکر میں طبیعت کم لگتی ہے۔ ہر وقت وہی خیال رہتا ہے کہ چھوڑ دو اور بیٹھے رہو۔ اس کے بارے میں جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: یہ جو لکھا ہے کہ ”ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھ کر سوچتا رہوں“ یہ ذکر کی برکت ہے کہ فکر سے انسیت (شوق و رغبت) ہوگئی ہے۔ (اس لئے) ذکر کو ہرگز نہ چھوڑنا ورنہ بنیاد کے نہ ہونے سے عمارت گر جائے گی۔ چاہے دل لگے یا نہ لگے معمولات پر استقامت رکھیں۔

◆

حال: حضرت والا! میری کم ہمتی بلکہ ہمت کا نہ ہونا تقریباً مایوسی کے درجہ تک پہنچ گیا ہے۔

تحقیق: ے

کوئے نومیدے مرو کامید ہا است سوئے تاریکی مرو خورشید ہا است

ترجمہ: ''کیوں یاس کی گلیوں میں رہتے ہو ــــ امید کی گلیاں ابھی بہت ہیں۔'' (یعنی اللہ تعالی سے ناامید نہ ہو۔)

حال: جس دن سے تھانہ بھون سے آیا ہوں روزانہ ارادہ کرتا تھا کہ (حضور کی) خدمت میں خط بھیجوں گا مگر نفس کی شرارت اور شیطان کی دشمنی کی وجہ سے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا۔

تحقیق: آخر میں تو آپ ہی غالب رہے۔ والعاقبة للمتقین (کہ انجام کار تو متقیوں کے لئے ہے)۔

حال: حضرت والا نے مجھے بہت آسان تین باتیں فرمائیں تھیں۔

① کم از کم قرآن شریف کا پاؤ پارہ۔ چلتے پھرتے لا الہ الا اللہ کا ذکر۔ کبھی کبھی ساتھ میں محمد رسول اللہ کو بھی ملا لینا، کم از کم چار (رکعت) نوافل روزانہ پڑھنا۔

② ہر وقت اصلاح کے اہتمام و انتظام میں مشغول رہنا۔

تحقیق: بڑی چیز یہ (آخری) ہے۔

حال: ③ اپنے حالات سے تفصیلی طور پر اطلاع دینا۔

تحقیق: یہ بھی گذشتہ کی تکمیل کے لئے ہے۔

حال: مگر افسوس ہے کہ تینوں باتوں کو جیسا کہ ان کے کرنے کا حق تھا نہ کر سکا۔

تحقیق: خیر جیسا آپ کا حق تھا ویسا تو کر لیا۔

حال: لیکن پہلے کے مقابلے میں میری حالت بہت اچھی ہے۔

تحقیق: زیادہ آہستہ آہستہ ہی ہوتی ہے۔

حال: کچھ دن قرآن شریف بھی پڑھا، اکثر نوافل پڑھے اور تھوڑا بہت چلتے پھرتے حکم کے مطابق ذکر بھی کیا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا بے انتظامی ہی سے کرتے جائیں۔

حال: حضرت والا! کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کی بہت چاہت اور مادہ میرے دل میں اور اعضاء و جوارح میں نہ ہو۔ مجھ میں ریاکاری، مکاری، عیاری اور چالاکی بہت ہے۔ یہاں تک کہ اس خط میں بھی بلکہ اس قول میں بھی ان مذکورہ برائیوں کا اثر (موجود ہے)۔ میں اگر تواضع کرتا ہوں یا ادب سے پیش آتا ہوں تو اس میں نیت خراب ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے مخلوق مجھے اچھا سمجھے گی۔ دین کی باتوں کی طرف توجہ حقیقت کے

اعتبار سے کم ہے بلکہ دل متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اپنے امراض کا احساس صحت کی ابتدا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی اور مضبوط صحت ہوگی۔ اطلاع اور اتباع کا سلسلہ نہ چھوڑا جائے گو بدانتظامی سے ہی ہو۔

ع کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ”بے ڈھنگی کوشش کچھ نہ کرنے سے بہتر ہے۔“

حال: حضرت والا اور حضرت والا کے متوسلین (تعلق والوں) کے علاوہ طبیعت کسی کی معتقد نہیں ہوتی ہے۔ اگرچہ (کسی سے) بداعتقادی بھی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ ”انا عند ظن عبدی بی“ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حدیث قدسی میں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے) کا ظہور ہوگا۔

حال: مجھے حضرت والا کی شفقت کا کچھ احساس ضرور ہے۔ اسی وجہ سے مجھے اپنی ایسی حالت ہونے کے باوجود کامیابی کی امید ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: مجھ سے جماعت کی پابندی جیسی ہونی چاہئے نہیں ہوتی ہے لیکن نفس کو ملامت ضرور کرتا ہوں بلکہ ان چند سالوں کے عرصے میں کئی مرتبہ نماز قضا ہوئی، اکثر فجر کی اور کبھی صرف وتر قضا ہوئی۔ حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: نفس پر کچھ جرمانہ مقرر کرلیا جائے جیسے جماعت کے فوت ہونے پر آٹھ رکعت نفل اور قضا ہوجائے تو بیس رکعت نفل (پڑھ لیں)

حال: گناہ کا جتنا احساس پہلے تھا اب نہیں ہے۔

تحقیق: احساس کی کمی کا احساس اثر میں احساس ہی کے برابر ہے یہ تو ساری تدابیر ہیں ان کے ساتھ دعا اور التجاء کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فضل ہوجائے گا۔

حال: کبھی تہجد کی نماز تک تو خوب جی لگا رہتا ہے مگر اس کے بعد ذکر شروع کرنے سے پہلے طبیعت پر بہت بوجھ لگتا ہے۔ بہت زیادہ سخت کام معلوم ہوتا ہے کام اتنا اہم معلوم ہوتا ہے کہ لگتا ہے کہ کیسے پورا ہوگا۔ جی گھبراتا ہے اور یکسوئی باقی نہیں رہتی ہے۔ کبھی یہ کیفیت ایک یا دو تسبیح پڑھنے کے بعد ہوتی ہے اس کیفیت کا نتیجہ مایوسی اور رنج ہوتا ہے۔ طبیعت پر یہ بوجھ کبھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

تحقیق: بوجھ ایک مشقت ہے۔ مشقت میں اگر جی نہ لگے (تو کوئی بات نہیں کیونکہ) مشقت بھی مفید ہونے میں جی لگنے سے کم نہیں ہے۔ جس طرح بھی ہو جہاں تک ممکن ہو (ذکر) پورا کرلیا جائے۔ آہستہ آہستہ ساری مشکل آسانی سے بدل جائے گی۔

◆

حال: حضرت قبلہ وکعبہ دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کچھ دنوں سے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اپنا برا حال کچھ عرض نہ کرسکا۔ ایک دو دن سے بندے پر سرور (خوشی، انبساط) کا ایسا غلبہ ہے کہ اکثر اوقات ہنسنے کا دل چاہتا ہے تنہائی میں کسی بات کے بغیر ہنستا ہوں۔ اس میں ایک خاص (قسم کا) جوش ہوتا ہے اور اس جوش میں لفظ اللہ بہت زور سے کہنے کو جی چاہت ہے مگر برداشت کر کے آہستہ کہتا ہوں۔ اکثر بڑے بڑے ٹھنڈے سانس آتے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ اللہ نکلتا ہے۔ اس سرور میں استغفار کرنے کو بہت جی چاہتا ہے اس لئے استغفار کی کثرت کرتا ہوں۔ کبھی ذکر کرنے کو دل چاہتا ہے تو ذکر کرنے لگتا ہوں۔

طبیعت تنہائی چاہتی ہے۔ اگر کوئی حجرہ میں آجاتا ہے تو دل پریشان ہوجاتا ہے مگر پھر یہ حالت اس میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے دیر تک نہیں رہتی بلکہ بہت جلد اس آنے والے ہی کی طرح ہو جاتا ہوں۔ پہلے جو ناگواری ہوتی تھی (وہ نہیں رہتی ہے) اس سے کھل کر باتیں ویسے ہی کرنے لگتا ہوں۔ اس کے لئے قوت اور استقامت کی دعا فرمائیں۔

تنہائی پسندی کی یہ حالت پہلے سے تو تھی ہی مگر آج کے وعظ سے طبیعت اور بھی زیادہ تنہائی پسند ہوگئی ہے۔ اب دل میل جول سے بھاگتا ہے۔ وہ سرور آج اور زیادہ ہے ساتھ ہی استغفار اور ذکر کی کثرت بھی بحمد للہ ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: بندہ جو اسم ذات ایک ہزار مرتبہ کرتا تھا وہ بحمد للہ جاری ہے۔ مگر اس کو اتنی زور سے کرنے میں جیسے پہلے کرتا تھا۔ سر بہت درد کرنے لگتا ہے۔ اس لئے اکثر آہستہ ہلکی ضرب سے کرلیتا ہوں۔ کبھی ضرب کے ساتھ بھی کرلیتا ہوں۔

تحقیق: ضرب بالکل چھوڑ دو۔

حال: اس وقت بندہ نے مثنوی اٹھا کر یہ سوچ کر فال نکالی کہ آج کے وعظ پر عمل بھی کروں گا یا نہیں تو یہ شعر

نکلا۔ ؎

قابل تغیر اوصاف تن است   روح باقی آفتاب روشن است

ترجمہ: ’’بدلنے والے بدن کے اوصاف ہیں —— روح باقی آفتاب روشن ہے۔‘‘

امید ہے اس فال کی تعبیر بیان فرمائیں گے۔

تحقیق: (اس فال کا) معنی یہ ہیں کہ عمل کریں گے۔ (اس کی) تفصیل یہ ہے کہ (تفصیل سے پہلے دو باتیں سمجھ لیں ① روح باقی رہنے والی چیز ہے اور اس کی صفات بھی باقی رہنے والی ہوں گی اور جسم ختم ہونے والی ظاہری چیز ہے اس کی صفات بھی ختم ہونے والی ہوں گی) کیفیت جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے وہ جسم کی صفت نہیں ہے بلکہ روح کی صفت ہے۔ روح باقی رہنے اور روشنی کا نام ہے۔ اس لئے اس کی صفت بھی باقی رہنے والی ہی ہوگی۔ تغیر (جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے وہ) جسم کے ساتھ خاص ہے۔ (اور کیفیت) جسم کی (صفت) نہیں ہے اس لئے یہ زائل اور متغیر نہیں ہوگی۔

حال: اور صراط مستقیم پر استقامت کے لئے دعا فرمائیں اسی طرح یہ بھی دعا فرمائیں کہ خدا کرے مجھ کم بخت میں اختلاط اور میل جول کی عادت ختم ہو جائے اور یہ عادت چھوٹ جائے۔ جناب کو معلوم ہے کہ میں کم بخت اس میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے مگر ہمت اور تکلف کے ساتھ اس کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

◆

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے میں اپنے معمولات روزانہ کرتا ہوں مگر کچھ دنوں سے معمولات ادا کرتے ہوئے کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے معلوم نہیں ہے۔ اگر یہ حالت قبض کی ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ بہر حال معمولات کو پورا ضرور کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے کہ طبیعت ایک حالت سے اکتا جاتی ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ ان شاء اللہ خود بخود اس میں اعتدال پیدا ہو جائے گا۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے کرنے کے حکم اور نہ کرنے کے حکم کو جہاں تک ممکن ہو پورا کرتا ہوں۔

تحقیق: بڑا مقصود یہی ہے۔

حال: ایک دن ظہر کے بعد اللہ اللہ کر رہا تھا کہ دل میں یہ بات آئی کہ انسان جس کا احسان مانتا ہے (اس کے

لئے) دل سے چاہتا ہے کہ اگر محسن مجھے کام کرنے کو کہے تو میں بسر وچشم (سر اور آنکھ سے یعنی خوشی کے ساتھ) کروں گا اگر محسن نے کچھ فرمائش کی تو بہت ہی خوشی سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات تو لا تعدادو لاتحصیٰ (بے شمار) ہیں (اس لئے) ان کے اوامر اور نواہی کی تعمیل کیسی خوشی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس دن سے اطاعت خداوندی میں اس خیال سے ایک عجیب لذت ملتی ہے۔

تحقیق: الحمد للّٰہ علی ذلک۔

حال: میں ان حالات کو جو قلب سے تھے کہ دل میں تمام قرآنی آیات اور ذکر اللہ لکھا ہوا لگتا تھا ابتدا میں مقصود سمجھتا تھا۔ مگر اب اس خیال کو دل سے نکال دیا ہے۔ بحمد للہ اس کی برکت سے ایک عظیم فائدہ تو ہوا کہ میں مسلسل پندرہ سال سے اس بات کی جدوجہد میں تھا کہ تہجد کی نماز آخری رات میں اٹھ کر پڑھا کروں مگر اب تک کامیابی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اب جب سے ذکر کے لئے یہ وقت مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فکر کے ساتھ آنکھ کھل جاتی ہے اور اٹھ بھی جاتا ہوں۔ اس فکر میں کئی کئی مرتبہ آنکھ بھی کھل جاتی ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد ذکر میں خوب دل لگتا ہے۔ کوئی خاص بات اس درمیان میں نہیں ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت صرف مذکور (اللہ تعالیٰ) کی طرف خیال رہتا ہے۔ حضور کا تصور بھی زیادہ وقت رہتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ روزانہ ایک گھنٹہ لازمی طور پر حضرت اقدس کے وعظ یا تصانیف پڑھنے کے لئے الگ سے مخصوص کر دیا ہے۔ پہلے اکثر ناغہ ہو جاتا تھا۔ مگر اب نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: ان حالات سے (خوشی ہوتی اور) خصوصی طور پر مضمون کے پہلے حصے سے (تو) بہت ہی خوشی ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دن بدن ترقی ہوگی کام کرتے رہیں۔ کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہیں۔

حال: معمول بفضل خدا جاری ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے انقباض (طبیعت کی تنگی) بہت کم ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: التکشف (رسالہ کی) چوتھی جلد شروع کی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مفید فرمائیں۔

حال: حضرت والا! احقر کو ایسا طریقہ تحریر فرمائیے کہ تھانہ بھون کی حاضری سے جو فائدہ ہوا ہے وہ بالکل اسی طرح باقی رہے بلکہ اس میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے۔

تحقیق: معمولات کو لازم طور سے پورا کرنا اور میل جول میں کمی کرنا۔

حال: الحمد للہ تعالیٰ! بارہ تسبیح اور ۲۷ ہزار (مرتبہ) اسم ذات کا ذکر معمول کے مطابق جاری ہے اور آدھا پارہ قرآن مجید اور دوسرے معمولات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے (پورے) ہوتے رہتے ہیں۔ مگر نہ کوئی کیفیت ہے اور نہ کوئی حال ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کا غلبہ ہے مگر اپنی نا قابلیت اور نا اہلیت کی وجہ سے دوری محسوس کرتا ہوں۔ بندگی کا حق کیونکہ ادا نہیں ہوسکتا ہے اور سوچنے سے اپنے گناہ بہت محسوس ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت وغفاری کے خیال سے بچوں کی طرح تسلی نہ ہو تو زندگی وبال جان بن جائے۔

(دماغ کی) قوت خیالیہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خیال رہتا ہے۔ دل میں ذکر اسم ذات (یعنی اللہ اللہ) کی حرکت ہر وقت سنائی دیتی ہے۔ کسی امداد کے لئے غیر اللہ کی طرف توجہ نہیں پائی جاتی ہے۔ گناہ سے طبعی نفرت اور حق تعالیٰ کی طاعت کی رغبت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن مراقبہ رویت (دیدار کا مراقبہ) جتنا وقت مل جاتا ہے کر لیتا ہوں۔ اکثر دورہ پر رہنے کی وجہ سے جماعت کی نماز سے محروم ہوں جب کبھی مل جاتی ہے تو غنیمت سمجھتا ہوں۔ حضرت کی زیارت (کرنے) کو دل بہت چاہتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر رخصت مل سکی تو جمادی الثانی کے مہینہ میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ منع نہیں فرمائیں گے۔

ع بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے

تحقیق: ماشاء اللہ بہت سی کیفیات اور بہت سے احوال ہیں مبارک ہو۔ پھر اس (بات) کے کیا معنی کہ نہ کوئی کیفیت ہے نہ حال ہے۔

حال: بہت افسوس ہے کہ اس دس دنوں میں دونوں ہفتہ کی رات میں ایسا اتفاق ہوا کہ تہجد کی دو رکعت پڑھ کر فارغ ہوا تو بالکل صبح ہوگئی۔ آج کل بادل رہنے اور گھڑی نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات ہوئی۔ جب صبح ہوگئی اور جماعت میں دیر تھی تو بندہ نے ذکر پورا کر لیا۔ طبیعت میں اگرچہ کچھ جلدی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دو دنوں کے علاوہ روزانہ آٹھ رکعت تہجد اور تسبیح اطمینان سے کیا۔

تحقیق: پھر افسوس کی کیا بات ہے۔ دس روز میں اگر دو دن ایسا ہوگیا تو کیا یہ کامیابی نہیں ہے؟ اعتبار غالب کا

ہوتا ہے خدا کا شکر کیجئے۔

حال: دن میں عصر سے مغرب تک اکثر حصہ اور باقی اوقات میں کچھ درود شریف کا ورد رہا۔

تحقیق: اور کیا چاہئے۔

حال: پڑھانے کے اوقات میں اکثر غفلت ہو جاتی ہے۔ تقریر کرنے کی وجہ سے بھی مہلت نہیں ملتی ہے۔

تحقیق: یہ اوقات مستثنیٰ ہیں۔

◆

حال: احقر کی طبیعت کچھ دنوں سے بیمار رہتی ہے۔ دانت کے درد کی شکایت ہے۔ اس کی وجہ سے معمولات اکثر پورے نہیں ہوتے ہیں۔ اسی طرح طبیعت مسجد کے علاوہ کہیں مانوس نہیں ہوتی ہے۔ طبیعت کی چاہت بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر وقت مسجد میں سوئے بیٹھے رہو۔ معمولات ادا کرنے کی طرف طبیعت بالکل مائل نہیں ہوتی ہے۔ طبیعت یہی چاہتی ہے کہ دوسرے کے ذکر کو سنوں۔ کبھی کبھی لوگ مسجد میں ذکر کرتے ہیں اس کو سن کر بہت خوشی ہوتی ہے اور اس کی طرف طبیعت کا میلان بہت ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت انس اور ضعف سے مرکب ہے۔ اس لئے (ذکر میں) دل لگنے کا انتظار نہ کیا کیجئے۔ (ذکر) خود بھی کرنا چاہئے اگرچہ تھوڑا ہی ہو جی لگے یا نہ لگے۔ (اور) تربیت السالک کا مطالعہ ضرور کیا جائے۔

◆

حال: گذشتہ جمعرات کو عشاء کے بعد احقر درود شریف کا ورد کر رہا تھا کہ اچانک عالم غیب سے ایک آواز آئی کہ ’’قسم ہے! خدا تعالیٰ کو آخرت کے علاوہ دنیا میں نہیں دیکھو گے۔ تم بے فکر خدا کی عبادت کرو‘‘ یہ کیا چیز معلوم نہیں۔

تحقیق: یہ حق الہام ہے۔ اس میں اسی کی تعلیم ہے جو اہل حق اور اہل تحقیق فرماتے ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ کام کرتے رہو نتائج کی فکر میں مت پڑو وہ اپنے وقت پر (جب ان کا وقت ہوگا) خود ہی ہو کر رہیں گے۔ ان میں سے جو (نتائج) آخرت میں ہونے والے ہیں دنیا میں ان کی خواہش نہ کرو۔

◆

حال: حضور کی صورت مبارک کا بعض دنوں میں خود بخود اتنا استحضار ہوتا ہے کہ خود غلام کو (ایسا) لگتا ہے کہ میری صورت ویسی ہی ہے یہاں تک کہ نماز اور دوسری حالتوں میں آواز پر شبہ ہوتا ہے۔ کسی دن صورت تو اپنی ہی لگتی ہے لیکن بہت حسین۔ واللہ اعلم۔ (یہ) صرف خیال ہے یا کیا ہے؟

تحقیق: (یہ سب کچھ) توجہ کے قابل نہیں ہے۔ کام میں لگے رہئے اس طرف بالکل توجہ نہ کیجئے۔

حال: حضور والا! آج کل طبیعت میں کچھ کشش وغیرہ محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ایک قسم کا سکون اور خلاء (خالی پن) دل میں (محسوس) ہو رہا ہے۔ حضور والا! اس قسم کی کمی سے خدانخواستہ محرومی کا خوف تو نہیں کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ کمی نہیں ہے کام کئے جایئے۔ (یہ) سلوک کے رنگ ہیں۔

ع در طریقت ہرچہ پیش سالک خیر اوست

ترجمہ: "تصوف کی لائن میں سالک کو جو بھی پیش آئے وہ بہتر ہے۔"

حال: کبر، خود رائی اور حسد بھی کم درجہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ نفس کی ایسی شرارتیں موجود ہیں جن کو ظاہر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جن میں بعض اوقات بہت کمی ہو جاتی (لیکن) پورا پورا تزکیہ (صفائی) نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: جب اس کی تدبیر نہیں کی گئی تو تزکیہ کیسے ہوتا ہے؟

حال: یہ دو قبیح مرض شدت سے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے (آپ کے) خادموں میں داخل ہونے سے ایک عرصہ تک رکا رہا۔ بالکل (بیعت کے) وقت پر ان کا وجود کم ہو گیا امید ہوئی کہ بیعت کی برکت باقی کو ختم کر دے گی۔

تحقیق: (بیعت سے ختم ہونے کا) گمان بالکل غلط تھا۔ بیعت میں یہ (ختم کرنے کا) اثر دلیل کے بغیر ہے۔ بیعت صرف معاہدہ کے اتباع کا نام ہے۔ آگے (بیعت کے بعد) اتباع کی ضرورت ہے۔ اتباع عمل میں ہے اور عمل میں یہ (برائیوں کو ختم کرنے کی) خصوصیات ہیں۔

اخلاق کی اصلاح کی ضرورت

حال: مجھ میں یہ مرض بہت ہے کہ طلبہ کی بداخلاقی اور بداعمالی دیکھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کبھی سختی کی باری بھی آ جاتی ہے۔ اپنی حالت اس کے خلاف ہے کہ پہلے تو اپنی بداخلاقیوں اور بداعمالیوں پر نظر ہی نہیں ہوتی ہے۔ اگر اچانک نظر ہوئی بھی تو دل اپنے لئے ایسا متاثر نہیں ہوتا جیسا کہ دوسروں کے لئے ہوتا ہے نہ ہی کبھی ایسی جرأت ہوتی ہے کہ نفس کو ایسی سزا دی جائے جس سے آئندہ اس کو اپنا ہی خیال اور فکر رہے اور دوسروں سے اندھا ہو جائے۔ میرے لئے اس کا جو علاج مفید ہو ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ فرق تو طبعی ہے۔ طبعی باتوں پر کوئی برائی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اپنی اصلاح سے غافل اور سست نہیں ہونا چاہئے۔ جس پر قدرت ہو اس کی اصلاح کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ باقی دونوں جگہ (اپنے اور دوسروں کے معاملے میں) خرابی کے آثار ہیں۔ جو فرق ہو وہ نقصان وہ نہیں ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

افضل اعمال کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں موافقت

سوال: حدیث شریف میں قرآن شریف کی تلاوت کے فضائل دیکھیں تو تلاوت افضل معلوم ہوتی ہے درود کے فضائل دیکھیں تو درود شریف کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح تسبیح اور تقدیس کی (حالت ہے کہ ان کے فضائل دیکھنے سے یہ افضل معلوم ہوتے ہیں) ان میں موافقت کیا ہے؟

جواب: ایک دوسرے سے مقابلہ ہی کب ہے۔ فضیلت کی وجہیں مختلف ہیں۔ اسی لئے تو شیخ کے مشورہ اور تجویز کی ضرورت ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی طبیعت کی یکسوئی کس میں زیادہ ہوتی ہے۔

تہجد میں کاہلی کا علاج

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے خادم آخر رات میں تہجد اور بارہ تسبیح پڑھنے لگا ہے۔ غالباً جس دن حضرت کو خادم کا خط ملا ہوگا اسی دن سے ظہر کی نماز کے بعد (بندہ) دلائل الخیرات یا اسم ذات پڑھ رہا تھا کہ اچانک یہ خیال آیا کہ حضرت کی کسی کتاب میں ہے کہ ''اگر کسی کا نفس شرارت کرے تو اگر وہ کچھ خرچ کر سکتا ہے تو کچھ پیسہ خیرات کر کے نفس کی اصلاح کرے اور اگر کچھ خرچ نہیں کر سکتا ہے تو کچھ نفل نماز پڑھ کر یا روزے رکھ کر اس کی اصلاح کرے۔''

عشاء کی نماز کے بعد نفس سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ اگر آج تو نے تہجد کی نماز میں سستی کی تو کل دن میں دس رکعتیں نفلیں پڑھنی پڑیں گی۔ اور اگر اگلے دن بھی ایسا ہوا تو پرسوں بیس رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔ اس دن سے تہجد کی نماز میں سستی نہیں ہوئی مسلسل وقت پر اٹھنے لگا۔ الحمد للہ علی ذالك۔

تحقیق: الحمد للہ! کہ تدبیر نافع ہوئی۔

نماز کے سجدہ میں تصور

سوال: نماز کے سجدہ میں کبھی یہ (تصور کر کے) کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر رکھ دیا۔ یہ خیال جما کر بڑھ کر سجدہ کرتا ہوں کہ گویا اچانک خدا کے پیروں پر سر رکھ دیا ہے۔ اس صورت میں خوشامد کے ساتھ دل اندر سے کہتا ہے

کہ یا اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمائیے۔ مزہ بھی آتا ہے۔ کبھی سجدہ کے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی والا سر رکھ دیا۔ پہلی صورت فعل اور دوسری صورت میں خیال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: پہلی صورت میں یہ اعتقاد تو نہ کرے کہ حق تعالیٰ کے ایسے پاؤں ہیں لیکن اگر بغیر اعتقاد کو یا یہ تصور آجائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ دوسری صورت تو بالکل خطرہ سے خالی ہے۔

منعم حقیقی سے تعلق دلی اطمینان کا سبب ہے

سُؤال: حمد و نعت کے بعد عرض ہے کہ یہ احقر کیونکہ ظاہری اور باطنی علم سے محروم ہے۔ اگر چہ مولوی مولانا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی حضرت مرشدنا مولانا محمد رشید احمد صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ کا صدقہ ہے کہ حضرت مولوی کے لقب سے نام لینے اور لفافہ اور خط میں مولوی تحریر فرماتے تھے ورنہ میں حقیقت میں جاہل اور بہت ہی بڑا جاہل ہوں۔ حضرت صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ سے اپنے دل کا اطمینان کر لیا کرتا تھا۔ اب دوسرے حضرات سے اتنی عقیدت نہیں ہے کہ ان کے ارشاد سے مطمئن ہوں۔

یہ احقر حضرت مولانا قاسم صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ سے بیعت اور مولوی رشید احمد صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ سے مجاز (بیعت) ہے۔ اب یہ احقر اپنے گذشتہ حالات کی کچھ کیفیت عرض کرتا ہے اور اب دل کی جو حالت ہے اس میں شک میں ہے۔ اس کو عرض کر کے اطمینان چاہتا ہے۔ ”عرض یہ ہے کہ یہ احقر بیعت سے پہلے تو جنت اور اس کی حوروں کا طالب اور دوزخ کے عذاب سے ڈرتا تھا۔ لیکن حضرت مرشد برحق مولانا محمد قاسم صاحب رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ کے وعظ سے حضرت نے تشہد کے بارے میں وعظ فرمایا تھا۔ (اس میں) عبد کا مقدم ہونا (یعنی عبدہ کا پہلے ہونا) اور رسول کا بعد میں ہونا (یعنی ورسولہ کا بعد میں ہونا کے بارے میں فرمایا کہ) اس میں یہ اشارہ ہے کہ عبدیت کا نتیجہ عطیہ رسالت ہے اور یہ حضرت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ختم ہو چکی ہے۔ اب جو بندہ عبدیت کاملہ حاصل کرے تو اس کے بدلے میں حق تعالیٰ جو عطا فرماتے ہیں وہ ولایت ہے۔ لیکن اب معلوم یہ کرنا چاہئے کہ عبد کس کو کہتے ہیں؟ (تو) فرمایا: ”جو بندہ جنت کی طلب میں احکام پورے کرے یا دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے برے کاموں سے بچے تو حقیقت میں وہ بندہ نہیں ہے بلکہ عبد وہ ہے برے کاموں سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی اس کی نظر کے سامنے ہو۔“

حضرت کے بیان سے اس بات کی خواہش بے تکلف ہوئی مگر بے تکلف والا خیال بھی دل سے چلا گیا اور حق تعالیٰ کے دیدار کی طلب کا غلبہ دل پر ایسا طاری ہوا کہ لوگوں سے نفرت حتیٰ کہ بیوی بچوں سے بلکہ زندگی ہی سے

نفرت ہوگئی۔ صرف رونے سے الفت اور مخلوق سے بے قرار۔ بس یہ خواہش تھی کہ الٰہی اپنے دیدار کا شرف عطا فرما۔ ورنہ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا بس موت دے دے اور کیا عرض کروں شرعی عقیدہ جاتا رہا اور غیر کے وجود کا خیال شرک لگتا تھا بلکہ دل میں یہی نقش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی خود کو فرشتے نبی اور ولی وغیرہ سے تعبیر کر لیا ہے (یعنی فرشتہ، نبی ولی وغیرہ اپنا ہی نام رکھ لیا ہے) ورنہ حقیقت میں وہی ایک ذات ہے۔

بس عرصے تک اسی کا اثر رہا۔ پھر (بعد میں) یہ خیال بھی جاتا رہا اور وہ شرعی عقیدہ (جو چھوٹ گیا تھا اب) اس وجودی عقیدہ سے زیادہ پایا۔ اس وجودی عقیدہ سے پہلے جو شرعی عقیدہ تھا وہ صرف باپ دادا کا تقلیدی تھا۔

ع چہ نسبت خاک را باعالم پاک

ترجمہ: ''خاک کو پاک عالم سے کیا نسبت۔''

اس حالت سے اس کو کیا نسبت۔

جناب کے عزیز اوقات میں مخل تو ہوا ہوں تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اب اس عرض کا دلی اطمینان چاہتا ہوں کہ حضرت مرشد برحق مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے احقر کے دل کو قدر وقضا (تقدیر اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے) پر مطمئن کر دیا تھا حتیٰ کہ نہ دنیوی نعمتوں کی طلب ہے اور نہ ہی آخرت کی نعمتوں کی طلب ہے۔ نہ برے خاتمہ کا رنج وغم ہے اور نہ ہی دوزخ کے عذاب کا رنج وغم ہے۔ دل قدر وقضا سے مطمئن ہے۔

ہاں! یہ خیال ضرور ہے کہ حق تعالیٰ کی موجودہ نعمتیں، عقل، حواس، آنکھ، کان، زبان ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کی منزلت قدر دل میں ایسی سما گئی ہے کہ ان کے شکریہ کے لئے دل یہی چاہتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے) احکام پورے کروں تاکہ میرا معبود مجھ سے راضی رہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال صرف ان نعمتوں کے شکر کی وجہ سے ہے اگر اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو لے لیں تو یہ دل کا خیال نہ رہے۔

مصیبتوں پر شکر گزار تو کیا صبر کرنے والا بھی نہیں ہوں۔ مگر جسمانی اور دلی راحت کے سامان کی قدر و منزلت میں رقت (نرمی) محویت (گم ہونے) اور اکثر حضوری اور دل کی عجیب وغریب کیفیت ہے۔ جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے تو یہ موجودہ کیفیت کس شمار میں ہے۔ حالانکہ پہلی حالت جنت اور حور ہی کی طلب کی رہی۔ پھر دیدار کی طلب ہوئی اور اب رضا کی طلب ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ قدر وقضا ہی کا تھا۔ حضرت نے اکثر اطمینان قدر وقضا ہی سے فرمایا اور احقر کے دل میں بھی اسی کی بنیاد جمادی ہے۔ اس لئے دنیا وآخرت کی خواہشات بالکل دل میں نہیں ہیں۔ مثل مردہ بدست زندہ ہوں۔

اب یہ معلوم نہیں ہے کہ جنت وحور کے طلب کا خیال، دیدار کے طلب کا خیال اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل

کرنا۔ ان خیالات میں کون سا خیال افضل اور کون سی حالت بہتر ہے۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ احقر پیدائشی طور پر صاف گو ہے اپنے ہم جنس کی مدد اور ماتحتی اس کے لئے بہت عار ہے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا کہ میرے اعضا جوارح صحیح و سلامت ہیں اور پھر کرم پر کرم یہ فرمایا کہ غنا قلبی (دلی بے پرواہی) عطا فرمائی کہ اس پر قانع رہنا۔ گرمی سردی کے لباس اور جو کی نان پر قانع کر دیا ہے۔ اگرچہ سر اور پیر ننگے رہیں گے مگر کچھ پروا نہیں ہے اور حضوری اور مولی کی رضا سے مست ہوں۔ صرف اعضاء ہاتھ، پاؤں کے ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں۔ یہ صرف بے صبری ہے۔

جواب: تفصیلی حالات سے بہت خوشی ہوئی حق تعالیٰ استقامت کے ساتھ ترقی عطا فرمائیں۔ مجھ میں اکابر کے حالات کے بارے میں مشورہ دینے کی کیا صلاحیت ہے مگر حکم کو مجھے پورا کرنے کے لئے جو خیال میں آتا ہے عرض کرتا ہوں ”یہ سب حالات رفیعہ ہیں مگر اب بھی ارفع کی طلب اور دعا ہونا چاہئے۔ منعم کا تعلق جب بھی اور زیادہ غالب آئے گا تو اس کے کسی تصرف سے گھبراہٹ نہ ہوگی۔ سوائے اس کے فضل کہ جس میں اپنا فضل اور نامرضی کا بھی داخل ہے۔ میں بھی دعا کا طالب ہوں۔

کم نہ سونا

حال: (بندہ) گناہگار گناہوں سے بھرا ہوا نے چند سالوں سے یہ عادت بنالی تھی کہ رات میں دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سوئے بلکہ تلاوت اور نماز کے لئے رات بھر جاگتا رہے۔ اب (حال یہ ہے کہ) دل و دماغ کی کمزوری اس حد تک ہوگئی ہے کبھی کبھی منہ سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ عبادت میں سستی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود چار گھنٹہ سے زیادہ آرام نہیں کرتا ہوں۔ مجھ پر خوف اس طرح غالب ہے کہ ہر آن ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ۔

ع شاید ہمیں نفس نفس آخریں بود

ترجمہ: ”کہ شاید یہی سانس آخری سانس ہو۔“

مرنے کے بعد کیا معاملہ ہوگا۔ عبادت کی تھوڑی پونجی کام آئے گی یا نہیں۔ کبھی تو خوف کا غلبہ اتنا ہو جاتا ہے کہ ناامیدی کے قریب پہنچ جاتا ہوں۔

لہٰذا بہت ہی عاجزی کے ساتھ عرض ہے کہ احقر کے لئے دعا فرمائیں احقر کی روح اور جسم کا علاج کیا ہے؟ ارشاد فرمایئے تاکہ بندہ کو اس سے اطمینان حاصل ہو اور اس پر عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا و مال کی محبت بندے کے دل میں نہیں ہے اور نہ ہی بندے کو اس سے کوئی تعلق ہے۔ مسجد میں رہتا ہوں، بچوں کو تعلیم دیتا ہوں

اور مسجد کی خدمت کرتا ہوں اور کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہوں۔ خوف کے غلبہ کی وجہ سے اکثر اوقات پریشان رہتا ہوں۔ ضعف اور کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے کیا عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بندہ کی ظاہری اور باطنی اصلاح فرمایئے۔ اس پریشانی سے نجات دلایئے۔

تحقیق: بہت ہی غلطی کی کہ آرام اور نیند میں ایسی کمی کی۔ ابھی تک اس پر اصرار بھی ہے۔ ایسی مشقت کے لئے تکلیف ومرض ضروری ہے۔ مرض کے بعد وسوسوں اور وہموں کے ایسے آثار بھی لازمی چیز ہے۔ آپ کو چاہئے کہ فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ سارے معمولات چھوڑ دیں یا مختصر کر دیں۔ اکثر اوقات آرام ونیند لازمی طور پر اختیار کریں اور تنہائی میں کم رہیں۔ کسی طبیب سے مشورہ کریں۔ احقر کی تالیفات میں سے رسالہ ''شوق وطن'' کا مطالعہ کریں۔ دو ہفتہ کے بعد (اپنے) حالات کی اطلاع دیں اور اس خط کو بھی اس خط کے ساتھ بھیجیں۔

فطری طور پر ناغہ ہو جانا دوام کے خلاف نہیں ہے

حال: میں صرف استغفار پانچ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانے کیا بات ہے کہ جب بھی کام اوقات کی پابندی سے کرنا چاہتا ہوں تو تین چار دن تو (اس میں) کامیابی ہوتی ہے (لیکن) پھر اتنی وحشت ہوتی ہے کہ پریشان ہو کر سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ تک یہ وحشت باقی رہتی ہے۔ کچھ دن بعد خیال آنے پر نفس کو غیرت وغیرہ دلا کر اوقات کی پابندی شروع کرتا ہوں۔ تین چار دن تک بہت عمدہ حالت رہتی ہے۔ اپنا مقررہ کام اچھی طرح کر لیتا ہوں (لیکن) پھر بھی جو وحشت ہوئی تو سب کچھ چھوٹ گیا۔ چنانچہ اس حالت سے میں بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: بعض طبیعتوں میں یہ پیدائشی خصوصیت ہوتی ہے۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایسے شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہوا اور کبھی نہیں ہوا۔ اسی طرح کرتے رہنے سے حقیقی دوام حاصل ہو جاتا ہے حاصل یہ ہے کہ وہ (کبھی ہونا اور کبھی نہ ہونا) اگرچہ دوام نہیں ہے لیکن اثر اور برکت میں دوام کے حکم میں ہے۔

طالب علمی (کے زمانے) میں تہجد اور نوافل پڑھنا

سوال: نظر کی کمزوری کی وجہ سے رات کو تعلیم کا کام تقریباً بالکل نہیں ہوتا ہے۔ کیا رات کو اٹھ کر تہجد پڑھ لیا کروں۔

جواب: ہاں ہاں۔

سوال: تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور عصر اور عشاء میں چار چار سنتیں پڑھ لیتا ہوں۔ (اسی طرح) عشاء کے بعد وتر سے پہلے چار رکعت (نفل) تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: اچھا ہے۔

سوال: طالب علم کے لئے نوافل بذات خود نامناسب ہیں یا تعلیم میں نقصان ہونے کی وجہ سے نامناسب ہیں؟ اگر تعلیم میں نقصان نہ جیسے اذان کے بعد ہی مسجد میں آ گئے اور جماعت دیر ہے تو (اس وقت) نوافل پڑھ لے تو کیا حرج ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں ہے (بلکہ) افضل و اکمل ہے۔

نماز میں یکسوئی نہ ہونا

حال: (میرا حال یہ ہے کہ) فجر اور عشاء کی نماز میں بہت دل لگتا ہے اور باقی تین نمازوں میں ایسا نہیں لگتا ہے۔

تحقیق: (ان اوقات میں) کیونکہ کاموں میں دل لگا رہتا ہے (اس لئے نماز میں دل نہیں لگتا ہے) مگر کچھ فکر نہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ خود لگنے لگے گا۔

حال: پانچ چھ دن تک عشاء کی نماز بالکل تنہائی میں پڑھی جان بوجھ کر نہیں پڑھی بلکہ موقع ہی ایسا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھنے میں اور خصوصاً الا اللہ پڑھتے وقت دل میں یہ خیال آتا تھا کہ میرے دائیں طرف ایک سفید پوش شخص کالا رنگ دبلا پتلا سر پر پٹے کی طرح بال کرسی پر بیٹھا ہے۔ جب میں مڑ کر دائیں طرف دیکھتی ہوں تو کچھ نہیں ہے۔ پھر پڑھنے میں مشغول ہو جاتی ہوں تو پھر وہی خیال آتا ہے۔ کوئی ڈر بھی نہیں لگتا ہے بلکہ اچھا لگتا ہے۔ پانچ یا چھ دن تک ایسا ہوا پھر میں نے صبح حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی دن سے وہ خیال بند ہو گیا۔ اب تنہائی میں نماز پڑھتی ہوں تو جب بھی یہ خیال نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ہونا بھی نقصان دہ نہیں تھا مگر نہ ہونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ غیر (اللہ) کی طرف مشغولی اگرچہ وہ پاک مخلوق ہی ہو پھر بھی (اللہ تعالیٰ سے) ایک قسم کا حجاب ہے۔

سنت کی اتباع کرنا تمام مصلحتوں پر مقدم ہے

حال: خادم پہلے تہجد کے وقت آٹھ رکعت پڑھتا تھا۔ ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتا تھا۔ ایک عرصہ ہوا خادم

نے ایک دن حضرت دادا پیر صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کتاب مبارک ''ضیاء القلوب'' کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ''تہجد کی بارہ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص (قل ھو اللّٰہ احد) پڑھے'' اس دن سے دل کی چاہت کی وجہ سے اس پر عمل کر رہا ہوں۔ اگر یہ عمل میرے مخدوم حضور اقدس کی رائے عالی اور تعلیم کے طریقے کے خلاف ہو تو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مشائخ نے یہ طریقہ ان پڑھ لوگوں کے لئے تجویز فرمایا ہے ورنہ افضل سنت کی موافقت کی وجہ سے یہی ہے کہ کوئی سورت متعین نہ کریں۔ ظاہر ہے کہ سنت کی اتباع کو تمام مصلحتوں پر ترجیح حاصل ہے۔

سلسلہ کے مشائخ کو ثواب پہنچانا

حال: سلسلہ کے مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو ثواب پہنچانا صرف محبت کی وجہ سے کوئی نفسانی غرض شامل نہیں ہے۔ ہاں! اسماء بدریین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس نیت سے شروع کیا تھا کہ مجھ پر غصہ کا غلبہ ختم ہو جائے اور حضرت والا میری خطا معاف فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں مقصد حاصل ہو گئے مگر اس وظیفہ سے محبت ہو گئی ہے اب کسی مقصد کے بغیر پڑھتا ہوں۔

تحقیق: وہ اغراض بھی دینی ہی تھیں۔

کام کی غرض سے نفس سے وعدہ

حال: خادم نے حضور کے وعظ دعوت و عبدیت کی اس حکایت سے (جو آگے آ رہی ہے) ایک تدبیر نکالی ہے۔ وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بزرگ کو حلوہ بہت پسند تھا۔ وہ اپنے نفس سے کہتے تھے کہ ''ایک گھنٹہ ذکر کر لے پھر تجھے حلوہ دوں گا۔ چنانچہ ذکر کرنے کے بعد حلوہ کھاتے تھے۔'' مجھ سے جو ذکر میں سستی ہو جاتی ہے اس کے لئے میں نے بھی اسی طرح سوچا کہ میرے نفس کو پان بہت پسند ہے جو اس وجہ سے شروع کیا تھا کہ تمبا کو نزلہ کی شکایت میں فائدہ دیتا ہے (اور مجھے نزلہ تھا) اب جب چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہوں اور کم کر دیتا ہوں تو پھر نزلہ شروع ہو جاتا ہے مگر ذکر کے دوران نہیں کھاتا ہوں۔ چنانچہ نفس کو پان اس وقت تک نہیں کھلایا جائے جب تک ذکر پورا نہ کر لیا جائے۔ اس تدبیر کو اختیار کرنے کے بارے میں حضور سے مشورہ کے لئے عرض کیا ہے۔

تحقیق: بہت بہتر ہے۔

روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا

حال: نہ جاننے یا کم جاننے کی وجہ سے اکثر اوقات خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت میں دل بہت پریشان ہوتا

ہے۔ بیان القرآن کامل دہلی سے منگوائی ہے۔ اگر اس کو پڑھنے کے لئے روزانہ اتنا وقت مقرر کرلوں جس میں پاؤ پارہ تفسیر کے ساتھ پڑھ لیا کروں اور اس طرح پڑھوں کہ اہلیہ بھی سنیں تو (کیا) مناسب ہے؟

تحقیق: بالکل مناسب ہے مگر جو جگہ سمجھ میں نہ آئے (اس میں اپنی) رائے سے مطلب نہ بتایا جائے۔

حال: چار دن سے ایک نئی حالت یہ ہے کہ سجدے میں جانے کے بعد دل چاہتا ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ چکے ہو دو مرتبہ اور کہہ لو پھر اور (مزید) دو مرتبہ (کہہ لو) اس میں ایک خرابی جو مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ بعض سجدوں میں پانچ مرتبہ بعض میں سات مرتبہ اور بعض میں تین مرتبہ ہی سبحان اللہ کہا۔ نفل نماز میں ایسا ہوتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

درود شریف کثرت سے پڑھنا

حال: ذکر کرنے کے بعد کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھنے کا جی چاہتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: ضرور (پڑھ لیا کریں)

اگر اردو سے مناجات سے دلچسپی ہوتو وہ بہتر ہے

سوال: مناجات مقبول عربی میں پڑھنا بہتر ہے یا اردو میں بہتر ہے؟ میں اردو میں پڑھتی ہوں کیونکہ عربی میں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہی ہوں اور اردو میں دلچسپی ہوتی ہے کہ یہ پڑھ رہی ہوں۔

جواب: اس خاص حالت میں اردو ہی بہتر ہے۔

تلاوت استحضار کے باقی رہنے کے بغیر بھی کافی ہے

حال: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت اپنے تمام معمولات روزانہ پورے کرتا ہوں۔ حضرت سے اجازت لے کر قصیدہ بردہ کی جگہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ پھر دل میں آیا کہ ایک منزل روزانہ پڑھوں۔ ایک منزل پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید بند کر کے تلاوت کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد یہ خیال آیا کہ قرآن مجید بند کر کے تلاوت ٹھیک نہیں ہوتی ہے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے ہیں اور جلدی ہوتی ہے (اس لئے) دیکھ کر پڑھوں۔

اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک منزل بہت ہی اطمینان سے دیکھ کر تلاوت کرتا ہوں اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت کا فیض سمجھتا ہوں۔ تلاوت کرتے ہوئے قرآن مجید کے مضامین اور نصائح دل میں مستحضر ہوتے

چلے جاتے ہیں مگر تلاوت کے بعد وہ استحضار نہیں رہتا ہے۔ اگر یہ خیال ٹھیک نہ ہو تو استحضار کی کوئی صورت تحریر فرمائیں۔

تحقیق: کچھ ضرورت نہیں ہے۔ استحضار کا ہونا ہی کافی ہے اگرچہ باقی نہ رہے جب اس کی استعداد ہوگی وہ بھی ہونے لگے گا۔ اگر (استحضار) نہ بھی ہو تو (یہ نہ ہونے کی صورت) بھی نقصان دہ نہیں ہے بلکہ کبھی تو جان بوجھ کر استحضار کو باقی رکھنا ایسی باتوں کے لئے حجاب بن جاتا ہے جو اس سے بھی اہم ہیں۔

حال: کبھی معمولات بہت ہی دلچسپی سے ادا ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے اس کی بھی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔

حال: فی الحال گناہوں کے نقصان دہ ہونے کا پکا یقین ہو گیا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! اللھم زد فزد (اے اللہ! اضافہ فرمائیے اور اضافہ فرمائیے)

دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج

حال: میں جب دعا مانگتا ہوں تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں طبیعت میں انقباض (تنگی) ہوتی ہے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ جلدی سے ہاتھ منہ پر پھیر لوں اور بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنے میں کوئی تنگی نہیں ہوتی ہے۔ یہ مرض کیا ہے؟ علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: اس ہیئت میں کیونکہ ایک قسم کی قید ہوتی ہے اور قید سے طبعی طور پر تنگی ہوتی ہے۔ ہاں! اس تنگی کی چاہت پر کبھی عمل نہیں کرنا چاہئے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اگرچہ تنگی ہو اور ذرا لمبی دعا کی جائے اس سے آہستہ آہستہ تنگی بھی ختم یا بہت کم ہو جائے گی۔

حفظ قرآن اور تلاوت قرآن میں کس ترجیح ہے

حال: زید روزانہ آدھا گھنٹہ تلاوت کرتا ہے اور اس میں ایک پارہ پڑھ لیتا ہے۔ زید امامت بھی کرتا ہے اور اس کو چھوٹی سورتیں یاد ہیں۔ اس (امامت کی) ضرورت اور ثواب کی وجہ سے وہ آدھا دن مشہور (مشہور) رکوع حفظ کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حفظ کرنے میں تلاوت کے ثواب کے مقابلے میں کمی نہیں ہوگی۔

تحقیق: ہر عمل کا ثواب الگ الگ ہے۔ ایک (عمل) دوسرے (عمل) سے کافی نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے حفظ میں مشغول ہونے سے تلاوت کے ثواب کی ضروری ہوگی۔ اب بات یہ رہ گئی ہے کہ ان دونوں عملوں میں کس (عمل) کو ترجیح دینی چاہئے۔ اس میں ہر شخص کی حالت الگ ہے۔ آپ کی مجموعی حالت (کے اعتبار) سے

تلاوت ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

نماز میں آنکھ بند کرنا

سوال: نماز میں آنکھیں بند کر کے قرات کرنے میں لذت آتی ہے۔ کیا یہ معمول رکھا جائے یا نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر دل سے اس کو افضل کے خلاف سمجھو۔

استقامت کی ضرورت

حال: ماوانا وملجانا حضرت والا صاحب! دامت برکاتہم وفیوضکم علینا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی برکت سے خادم اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے پر جما ہوا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے معمولات بھی استقامت سے پورے کرتا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك.

تحقیق: اللہ تعالیٰ توفیق شامل حال رکھیں۔

باجماعت نماز میں دل سے درود کا جاری ہونا

حال: میں جس وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور امام قرات شروع کرتا ہے اس وقت میرے دل سے خود بخود درود شریف جاری ہو جاتا ہے۔ کوئی حرج تو نہیں ہے۔ جب میں اکیلے پڑھتا ہوں اس وقت یہ بات نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے مگر زبان سے نہ پڑھیں۔

اتباع سنت بڑی نعمت ہے

حال: عرض یہ ہے کہ پہلے بھی کبھی کبھی یہ حالت ہوتی تھی کہ حضرت سرور عالم روحی فداہ ﷺ کی ذات بابرکات کے محبت کا غلبہ ہوتا تھا اور ایک خاص حالت ہوتی تھی لیکن آج کل یہ حال ہے کہ ایک کمال جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اس کا قریبی سبب اس طرح ہوا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دہلی کی جامع مسجد کی چھت پر دیکھا۔ اس وقت خواب ہی میں دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ عرب میں تو وہ مسجد نبوی مشہور ہے اور ہند میں یہ مسجد نبوی ہے۔ اس خواب کی تعبیر میں نے اپنی کم سمجھی میں یہ سمجھی کہ دہلی کی جامع مسجد کا نقشہ ایک پسندیدہ خیال تھا۔ اس خواب میں یہ ارشاد ہے کہ خواب دیکھنے والے کو اتباع نبوی نصیب ہوگا۔ اللھم ارزقنی وزدنی۔

اس خواب کے بعد سے یہ حال ہے کہ میرے نزدیک تمام احوال، کیفیات، ارشادات نکات اور تصوف کے مشہور لطائف رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ایک قدم چلنے کے مقابلے میں بہت ہی کم لگتے ہیں۔ یہ لگتا ہے کہ تمام انوارات و کیفیات اور تمام علوم کا وجود آفتاب رسالت کا طفیلی ہے اگر آفتاب رسالت کی شعاعیں نہ ہوں تو یہ تمام انوار و علوم اندھیرے سے بدل جاتے۔ چراغ نبوت کے فیضان کو چھوڑ کر دوسرے علوم وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا (ایسا ہے کہ) عین سورج کے ہوتے ہوئے سورج کو چھوڑ کر سہا (ایک چھوٹا تارا ہے) کو تلاش کرنا ہے۔ ولنعم ما قال ؎

مصطفیٰ اندر جہاں آنگہ کہ گوید زعقل　　　آفتاب اندر جہاں آنگہ کہ گوید سہا

ترجمہ: ''پھر دنیا میں مصطفیٰ کسے کہا جائے گا —— پھر دنیا میں آفتاب کسے کہا جائے گا۔''

یہ لگتا ہے کہ سنت کا راستہ سونا اور یاقوت لیکن اس زمانے میں سنت کے خلاف کا راستہ اسی طرح غالب ہوگیا ہے کہ (جو) روشن سنت (کے راستے) پر چلنے والا ہے وہ غلبۂ حال میں یہ پکار اٹھتا ہے ؎

روئے زمین زتاریکیٔ منکران عشق　　　محتاج شست وشوئی وگرشد کجاست نوح

ترجمہ: ''منکران عشق سے اندھیرے میں ہے پھر زمین —— نوح کی ضرورت ہے دھلنا چاہتی ہے پھر زمین۔''

بہت ہی عجیب بات یہ ہے کہ سنت پر چلنے والے کو کافر کہا جاتا ہے، لیکن وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے ؎

کافران را عشقیم اگر انصاف است　　　صد مسلماں تو اے خواجہ یک کافر ما

ترجمہ: ''کافر اگر ہمارے عشق سے انصاف کریں —— تو خواجہ تیرے سو مسلمان کے برابر ہمارا ایک کافر ہے۔''

لیکن اس حالت کے باوجود میں اپنے سنت کے اعمال کی بہت کمی پاتا ہوں ؎

ظلمت سنة من احیا الظلوم الی　　　ان اشکت قماہ

یبت یجا فی جنبہ عن فراشہ　　　اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

ترجمہ

① میں نے اس ذات کی سنت کو چھوڑ کر برا جس نے راتیں جاگ کر گذاریں جس کی وجہ سے قدموں پر ورم آ گیا۔

② انہوں نے راتیں جاگ کر بستر سے علیحدہ گذاریں جبکہ مشرکوں کے لیے اپنے بستروں سے نکلنا بوجھل ہوتا

ہے۔

لیکن اس بات کی تسلی ہے کہ حضور وحی فداﷺ امت کے ضعفا پر رحم آتا ہے ؎

دلا خوش باش کاں محبوب جاں را بدرویشاں و مسکیناں سرے ہست

ترجمہ: ’’اے دل خوش رہ کہ اس محبوبِ جان کو —— درویشوں اور مسکینوں کی سرداری حاصل ہے۔‘‘

تحقیق: ماشاء اللہ (یہ اتباع سنت) بڑی نعمت و بڑی غنیمت ہے ’’اللھم احینا علیه وامتنا علیه واحشرنا علیه‘‘ (کہ اے اللہ! آپ ہمیں اس پر زندہ رکھئے اس پر موت عطا کیجئے اور قیامت کے دن انہی لوگوں میں اٹھایئے۔

دل کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے

حال: حضور! دل کی صفائی کے لئے کوئی وظیفہ تحریر فرمائیں۔

تحقیق: دل کی صفائی کے لئے وظائف مقرر نہیں ہیں۔ دل کی صفائی اعمال کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ ظاہری اور باطنی اعمال کے ذریعہ سے (دل کی صفائی ہوتی ہے) اور وظیفے ان اعمال کی مدد کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر ان وظیفوں کا شوق ہو تو اپنے تفصیلی حالات لکھ کر بھیجیں تا کہ میں با قاعدہ تعلیم کروں۔

شیخ کے ذریعے سے اعمال پر استقامت فضل ربانی ہے

حال: بحمد للہ تمام معمولات چھ ہزار اسم ذات خفی کے ساتھ جاری ہیں۔ ہزار ہزار شکر ہے کہ بلا ناغہ جاری ہیں یہ صرف اعلیٰ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے۔

تحقیق: ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

ترجمہ: ’’عطاری اور مشک چھڑکنا تیری زلف کا کام ہے لیکن عاشقوں نے مصلحت کی وجہ سے چین کے ہرن کی طرف منسوب کر دیا ہے۔‘‘

(مطلب یہ ہے کہ معمولات پر استقامت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے جو شیخ کی طرف منسوب کی جارہی ہے۔)

قال علیه السلام انما انا قاسم واللّٰه معطی۔ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا

فرمانے والے ہیں۔

معانی کے تدبر کے ساتھ بلا تکلف تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے

حال: طبیعت کلام مجید کی تلاوت اور اس کے معانی میں تدبر (غور وفکر) کی طرف زیادہ مائل ہے۔ آنجناب سے کیونکہ اس کی اجازت حاصل نہیں کی ہے اس لئے معمول سے زیادہ تلاوت نہیں کرتا ہوں اور نہ (ہی) معانی میں زیادہ تدبر کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر خود بخود اس کی طرف کھنچاؤ (کشش) ہو تو میں اس منع کرنے سے رجوع کرتا ہوں (یعنی اب آپ کو اس صورت مذکورہ میں منع نہیں ہے)۔

اشعار پڑھنے میں کمی کرنا

سوال: عرصہ ہوا کہ احقر نے اپنے دل کے کچھ حالات لکھ کر حضور کی خدمت میں بھیجے تھے۔ جس میں ایک (حال) یہ بھی تھا کہ میرا دل کبھی کبھی دینی رنگ (ومزاج کے) اشعار کو خوش آوازی سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے جو جواب تحریر فرمایا تھا اس کا خلاصہ اجازت ہے لیکن تنہائی میں۔

جب سے میں نے یہی طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ جب کوئی آجاتا ہے جب ہو جاتا ہوں اگرچہ بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کبھی کسی نے آواز سن بھی لی تو استغفار کرلیا۔ اب عرض یہ ہے کہ اب بھی احقر تنہائی کا خیال رکھے۔ میرا حال یہ ہے کہ (اب) میری عمر بیس سال کے قریب ہے اور ڈاڑھی مونچھیں بھی نکل آئی ہیں۔ تو اب بھی میں تنہائی کا خیال رکھوں یا نہیں؟ جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: تنہائی تجویز کرنے کی شرط ڈاڑھی مونچھ نہ نکلنے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ فقہی مسئلے کی وجہ سے تھی اور (اب بھی) ہے۔ فقہاء نے لوگوں کے سامنے گانے سے منع کیا ہے اور تنہائی میں کبھی کبھی اجازت دی ہے۔ تنہائی کا موقع کیونکہ کم ملتا ہے (اس لئے) اس شرط کی وجہ سے اس (اجازت اور گانے) میں کمی ہوگی ورنہ (اس میں) مشغولیت بڑھ جائے گی۔ احادیث میں اشعار کی زیادتی کو ناپسند کیا گیا ہے۔

سہولت کی طلب کرنا نفس کی بندگی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی پر ترجیح دینا ہے

حال: (میرے) حالت کے بارے میں عرض ہے کہ شہوت، غضب، حسد اور بخل یہ چاروں خبیث (مرض) مجھے اکثر تنگ کرتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی شہوت کے آثار ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود اندر ہی اندر یہ ایک

قسم کی تیزی سے جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ کان، آنکھ سے کوئی گناہ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ کبھی ظاہری اسباب کے سامنے آ جانے کی وجہ سے وہ جوش پیدا ہو جاتا ہے۔

باقی (دوسری) صفتوں کا بھی اسی طرح ہوتا ہے لیکن توبہ و استغفار کے ساتھ حضور کی امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی کتابوں میں میں جو علاج لکھے ہیں ان کے مطابق علاج کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے ان صفات کی شرارت ہمیشہ نہیں ہے۔ ان صفات کے ختم ہو جانے کی کوئی آسان تیز اثر کرنے والا نسخہ تجویز ہو تو میری نجات کی جلد امید ہے۔

تحقیق: بری صفات کے ختم ہونے کی جو آسان تدبیر پوچھی ہے حق کے طالب کو سہولت کی قید لگانے کے کیا معنی ہیں؟ ہاں اگر مشکل تدبیر اختیار میں نہ ہوتی یعنی وسعت (انسان کی گنجائش سے باہر ہوتی) تو بھی اس فرمائش میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اختیار میں ہونے کے باوجود ایسی درخواست کرنا حق کی بندگی کے مقابلے میں نفس کی بندگی کو ترجیح نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

آپ جو تدبیر کر رہے ہیں اسی میں ہمت اور قوی کیجئے جب بھی (بری صفات) ختم ہوں گی اسی سے ہوں گی۔ ہاں ذکر سے اس (کے ختم ہونے) میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی بھی توفیق دے رکھی ہے۔

مستحبات کو ترک کرنا بری حالت نہیں ہے

حال: میری حالت بہت ہی گندی ہوتی جا رہی ہے۔ کبھی تہجد وغیرہ بالکل چھوٹ جاتی ہے پھر (دوبارہ) ہمت سے کام لیتا ہوں۔

تحقیق: مستحبات کے چھوٹ جانے کو گندی حالت ہونا نہیں کہا جاتا ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے گندی حالت وہ ہے۔

جماعت کی پابندی (کرنا) سنت کے موافق حالت ہے

حال: کبھی تنہائی کا شوق ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا بہت خیال (اہتمام) رہتا ہے حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ بھی نہیں چھوٹتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالت بالکل سنت کے موافق ہے۔

سلوک کے راستے کی قابلیت کی علامات اور عمل کی ضرورت

حَالؒ: غفلت، کم ہمتی اور نالائقی کے اعتراف کے بعد کچھ احوال (خدمت میں) عرض کرتا ہوں۔ (ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ جب لغو لوگوں پر گزرتے ہیں تو کریم ہو کر گزرتے ہیں) میں جب گذشتہ سال کے آخری چوتھے حصہ میں تھانہ بھون میں مقیم تھا تو بعض خلفاء حضرات کے کشف و خواب میرے بارے میں واقع ہوئے۔ حضرت نے جب ان کی تحقیق بیان فرمائی تو پہلے نفس میں عجب پیدا ہوتا تھا مگر فوراً اس حالت سے نفرت ہوتی تھی۔ استغفار سے اس کا علاج کرتا تھا۔ (کہ زمانہ بلوغ بلکہ بچپن ہی سے یہ بات حاصل ہے کہ گناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تنبیہ ضروری ہوتی رہی ہے)۔ پھر اپنی کاہلی کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتا تھا کہ بغیر کچھ محنت و کوشش کے یہ سب خوشخبریاں بے کار ہیں۔ اس کے بعد کچھ دن تک یہ حال رہا کہ ارے (خط لکھنے والے کا نام) تجھ پر پردہ ڈالا گیا ہے اور تو مستور الرحمٰن ہے (اللہ تعالیٰ کا چھپایا ہوا) پھر دل میں یہ بات آئی کہ مستور الرحمٰن ہونا ایک بلند مقام ہے اور تیری شان ہی کیا ہے؟ حقیقت میں میرے ساتھ یہ شان (صرف) ستاریت کا معاملہ کیا گیا تھا (فان التجلی باسمائه تعالٰی مذکور فی کتب الفن) اس کے بعد ساری خوشخبریاں حالت کے اعتبار سے ختم ہو گئیں۔

دوسری بات یہ کہ گذشتہ شوال میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کے مزار پر طبی طور پر حاضر ہوا تھا مگر فاتحہ کے بعد وغیرہ تلاوت لازمی طور پر کرنے کے ساتھ (سرسری توجہ سے قواعد کی پابندی کے بغیر) ذکر کیا تو دل کے انشراح وانبساط (خوشی راست) کے ساتھ اٹھا۔ شاید کئی گھنٹوں تک طبیعت میں خوشی باقی رہی۔ پھر صرف حضرت گنگوہی کے لئے گنگوہ کا سفر کیا۔ وہاں سے جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی اٹھا۔ میں نے اس فرق کی جانب بالکل توجہ نہیں کی۔ شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی طرف کچھ شوق نہیں تھا اور وقت کے تنگ ہونے کی وجہ سے بھی وہاں حاضری موقوف کر چکا تھا۔ مگر کچھ وقت نکل آیا تو مختصر فاتحہ پڑھ کر تبرکاً چند منٹ ذکر کرنے کا ارادہ کیا۔ (مزار پر داخل ہوتے ہی عظمت و ہیبت محسوس ہوئی میں نے اس کیفیت کو قبر کی ظاہری شان وشوکت کی وجہ سے سمجھا) جیسے میں پانچ سات بار اسم ذات یا نفی واثبات کی تکرار کی تھی دل میں طوفان کی طرح جوش اٹھا اور مزار کی صفت کی طرف خیال گیا (چھت سے آگے) ابھی تو اوپر اڑا جائے گا۔ میں نے ذکر روکنے کے بعد دوبارہ ذکر شروع کیا تو پھر وہی کیفیت ہوئی۔ میں گھبرا کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ مسجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت سے اس حالت کو بدلنے لگا۔ مزار سے آنے کے ۳ منٹ تک کان کے ساتھ (دائیں جانب) احتباس نقطہ کے برابر ریح (ہوا) کی

طرف احساس ہوتا رہا۔ میں نے اس شدید وجد کو خوف کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ مصلحتاً چھوڑا کیونکہ سفر تھا وقت میں گنجائش نہیں تھی ایسے وقت حالت خراب ہو جانا مناسب نہیں تھا۔

گنگوہ سے یہ شوق لے کر تھانہ بھون آیا کہ بہت جلد فرصت ملنے پر دوبارہ حاضر ہوں گا۔ مگر اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچ کر یہ شوق بالکل ختم ہوگیا۔ کیا حضرت گنگوہی سے مجھے تھوڑی سی مناسبت بھی نہیں ہے اور شیخ عبدالقدوس صاحب قدس سرہ سے قوی مناسبت ہے۔ کیا آپ سے مل کر شیخ صاحب کے شوق کا ختم ہو جانا میرے اوپر آپ کے اثر کے غلبہ کی دلیل نہیں ہے؟ اور ناف کے ساتھ والی جگہ کا رک جانا اس سے کیا مراد ہے۔

(تیسری بات) میں سرمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا منکر تھا۔ ان کے اشعار ذوق کے اعتبار سے لطیف لگتے تھے۔ انکار کی وجہ سے مگر پسند نہ آتے تھے۔ حضرت کی وجہ سے ۱۷، ۱۸ سال ہوئے انکار ختم ہوگیا اور ۲، ۳ سال سے ان کی طرف میلان زیادہ ہوگیا ہے۔ ان کے اشعار کو تلاش بھی کیا۔ مولوی ...... خان صاحب اعظم گڑھی نے ایک خواب دیکھا (جناب نے خواب کی تعبیر دی تھی) کہ میں نے (خط لکھنے والے کا نام) دوسری باتوں کے علاوہ حکیم سرمد صاحب کا مسلک ہنگامہ و مستی بیان کیا ہے۔ اس واقع کے بعد سے مزید میلان اور ان کے مزار پر حاضر ہونے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ وہاں جانے سے کوئی کیفیت پیدا ہو جائے گی کم از کم کھانے میں بے پروائی ہو جائیگی بقولہ ؎

سرمد کہ بکاسۂ گدائی نان را تر کردہ بآب میخورد میگزرد

ترجمہ: ”سرمد تو فقیری کی عجب شان رکھتا ہے پانی میں روٹی بھگو کر کھاتا ہے اور گذارہ کرتا ہے۔“

چوتھی بات یہ ہے کہ جب میرا قیام تھانہ بھون میں تھا تو بنئے سے جھگڑا ہوگیا اور میں حضرت سے روپوش ہوگیا۔ جھگڑا کی وجہ سے دن میں گزرنا مشکل ہوتا تھا۔ گردن نہیں اٹھتی تھی۔ آپ کے یہاں جوہڑ کے پاس سے چکر کاٹ کر جاتا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ لوگوں میں شرمندہ ہوں مگر جب حضرت سے معافی مانگ لی اس وقت سے اس جگہ سے گزرنا آسان ہوگیا صرف ہلکی سی شرمندگی تو کچھ دن باقی رہی۔ کیا یہ کیفیت شیخ کا باطن مرید کے ساتھ ہے کے بارے میں ہے؟

پانچویں بات یہ ہے کہ جب سے مولوی...... صاحب عربی شروع کی ہے ان کی طرف امید لگی ہوئی ہے کہ بریلی (میں) ان کے وعظ کی کیفیت ایک بار حضرت کو لکھی تھی۔ اب حضرت کے اعظم گڑھ کے سفر (گزشتہ گرمیوں کے آخر جو سفر ہوا تھا) کے ساتھ بریلی میں مولوی...... صاحب کا شفقت نامہ مجھے موصول ہوا۔ پڑھ کر ایک حالت طاری ہوئی۔ اپنے بڑوں کی شفقت اپنی نالائق مخلوق کا حسن ظن (مخلوق میں سے مولوی صاحب کے تھانہ

بھون میں خانقاہ کے حوض پر مجھ کو اور سعید...... صاحب کانپوری کو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھ کر یوں فرمایا کہ جانے چپکے چپکے کیا باتیں کرتے ہیں اگر مجھے یہ باتیں معلوم ہوئیں تو ساری کہہ دیتا)۔

ان ہی خیالت میں ڈوبا ہوا تھا کہ مخلوق کے حسن ظن کے سلسلہ میں ساتھ ہی مولوی...... صاحب کا قصہ یا (آیا کہ (خط ہاتھ ہی میں ہے) فوراً دل میں یہ بات آئی کہ مولوی...... صاحب کو ایسی نسبت حاصل ہوگی جیسی نسبت حضرت نجم الدین کبری کی ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان حضرت نجم الدین کبری کو سلوک کی ابتدا میں یہ اندیشہ ہوا کہ میں باطنی علوم حاصل کر کے منبر پر سب بیان کر دوں گا۔

مجھے صفراء ہونے کی وجہ سے خیالات کثرت سے آتے ہیں مگر پہلے کچھ طریق کے بڑوں کی صحبت میں دو خیالوں کی سچائی ظاہری ہو چکی ہے۔ اس وقت ایک طریق کے بڑے کا خط صحبت کی جگہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے طبیعت اس خیال کی طرف جمتی ہے اصلاح فرمایئے گا۔

چھٹی بات یہ ہے کہ کبھی کبھی آہستہ مناجات (دعاؤں) (حتیٰ کہ آہستہ سے بڑھ کر قلبی ہو جاتی ہے) میں میری حالت سونے جاگنے کے درمیان ہو جاتی ہے۔ (اس وقت) کسی کے پکارنے یا کسی چیز کے کرنے کی وجہ سے چونک کر ایسا لگتا ہے کہ میں سو گیا تھا اور اب مناجات کا آخری حصہ خواب کی طرح لگتا ہے۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں دو سرخ انڈے ایک دوسرے کے پیچھے چہرے کے سامنے سوا ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر نظر آئے اور حالت ختم ہوگئی۔ کیا یہ (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے؟

اس واقعہ کے ۲، ۳ مہینے کے بعد (رسول اللہ ﷺ کی نماز میں شیطان کے شعلہ کے واقعہ سے دلیل حاصل کرتے ہوئے) مجھے یہ خیال آیا کہ یہ شیطان نے مداخلت کی تھی۔ مرض کی وجہ سے مجھے بچپن ہی سے صورتیں کثرت سے نظر آتی تھیں۔ مگر وہ مختلف رنگ اور صورت کی ہوتی تھیں۔ یہاں تبدیلی نہیں تھی۔ باقی آئندہ۔

تحقیق: حالات معلوم کر کے اس وجہ سے دل خوش ہوا کہ مجموعی حالت طریق کی قابلیت والی شمار کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ فعلیت (کام کرنے کی صلاحیت) بھی نصیب فرمائے۔ عادۃً اس کا طریقہ صرف عمل ہے۔ اس عمل پر حق تعالیٰ کا فضل متوجہ ہو جاتا ہے۔ عمل کے بغیر یہ جو کچھ لکھا گیا ہے خیالات ہیں۔ مگر اچھے خیالات ہیں لیکن ضرورت عمل کی ہے۔

عمل کو کیفیت پر ترجیح

حال: آج دوپہر سے حزن (غم) تھا اس وقت دل یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح حضور کی صورت دیکھ لوں پھر دل چاہا

کہ نماز پڑھوں چنانچہ چار نفل پڑھنے سے تسلی ہوئی۔ ذکر ایک ہزار کرنے پر سکون حاصل ہوگیا۔ اب (یہ حالت ہے کہ) کیفیت تقریباً بالکل معلوم نہیں ہوتی ہے۔ جماعت کی نماز اور غیر جماعت کی نماز میں فرق صاف محسوس ہوتا ہے کہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ اب نماز راحت دینے والی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: ہزاروں کیفیات اس حالت پر نثار ہیں۔

نوافل واذکار کا اس لئے چھوڑنا کہ لوگ اچھا سمجھیں گے صرف شیطانی خیال ہے

سوال: اپنے قصبہ سے باہر کسی خاص آدمی مثلاً مولوی یا درویش یا سالک کے پاس کبھی کبھی جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو (میں) تہجد اور بارہ تسبیح اس خیال سے چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ خاص آدمی (مجھے) اچھا نہ سمجھیں۔ اس وقت چارپائی پر لیٹے ہوئے آہستہ آہستہ دل ہی دل میں زبانی ذکر کرتا رہتا ہوں۔ کیا میرا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

جواب: یہ صرف شیطانی خیال ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایمان افضل ہے یا مستحب ایمان کے ذیلی اعمال (افضل ہیں) ظاہر ہے کہ ایمان ہی افضل ہے تو جو شخص ایمان والا ہوگا وہ بھی افضل ہوگا تو کیا آپ اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ دوسرے مجمع میں جا کر فرض نماز نہ پڑھی جائے اور اللہ رسول کا نام نہ لیا جائے تاکہ مجھے لوگ مؤمن نہ سمجھیں۔ اگر آپ اس کو جائز نہیں سمجھتے تو ایمان کے ذیلی مستحب اعمال کو چھوڑنے کو اس لئے کیوں جائز سمجھتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ مشائخ یا مولوی کی زیارت کو جاتے ہی کیوں ہیں؟ اگر کوئی معقول وجہ ہو تو لکھئے۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

اصل چیز شریعت کے اتباع کی مضبوطی ہے نہ کیفیات ہیں

حال: فدوی ایک بہت ہی گناہ گار اور روسیاہ خدا کا بندہ ہے۔ میری حالت بہت ہی تباہ ہو رہی ہے۔ حضرت والا کی ذات میں اخلاق رسول کی جھلک نظر آتی ہے اس لئے اس گناہ گار کو امید ہوتی ہے کہ اپنی تباہ حالت کا اظہار کر کے آپ سے مناسب علاج طلب کروں اور جناب کے قیمتی وقت کو ضائع کروں۔

کمترین نے ابتدائے عمر میں اپنے ایک آبائی پیر سے بیعت کی اور ان کے فرمائے ہوئے وظائف واوراد پڑھتا رہا۔ جس وقت میں نے ان سے بیعت کی تھی اس وقت مجھے دین کی ضروری باتیں بالکل معلوم نہیں تھیں۔ جناب پیر صاحب بھی علم دین اور دین کی ضروری باتوں سے محروم تھے۔ کمترین اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا کیونکہ میرا سسرال وہیں تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد فدوی کو جب دین کی ضروری باتیں معلوم ہوئیں اور (پیر صاحب کے پاس) عام طور پر آنے جانے سے کئی قسم کی اخلاقی کمیاں نظر آئیں تو میری پہلے والی ساری

عقیدت ختم ہوگئی۔ ان کے قول وفعل کی تاویل کرکے بھی عقیدت نہ ہوئی۔ لیکن میں نے ان کے بتائے ہوئے معمولات پر آج تک عمل کیا ہے اور کرتا ہوں لیکن اس لمبی مدت میں کچھ فائدہ نظر نہ آیا۔

(بعد میں) سات سال سے کمترین ایک نقشبندی سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں جانے لگا لیکن ان سے بیعت نہیں کی۔ انہوں نے بہت مہربانی فرمائی اور اپنے اوراد و وظائف بھی پڑھنے کو دیئے۔ کمترین ان کو بھی پورا کر رہا ہے۔ شروع میں تو بہت کچھ روحانی ترقی نظر آئی اور حالت درست ہوگئی اور طبیعت میں خوب ذوق و شوق پیدا ہوگیا۔

اب ایک خاصہ عرصہ ہوا کہ اس ذوق وشوق کا پتہ نہیں ہے۔ اب شریعت کی حدوں سے باہر نکلتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی ہے۔ پہلے کے مقابلے میں حالت بہت بری ہوگئی ہے۔ دل کچھ اتنا مایوس ہو جاتا ہے کہ اس زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اکثر خطرہ لگا رہتا ہے کہ نفس وشیطان کے شرور سے کہیں ایمان ہی نہ کھو بیٹھوں۔ نعوذ باللہ منہا۔

تحقیق: اسی لئے تو محققین نے کیفیات کو معتبر نہیں سمجھا ہے، دیکھئے ذوق وشوق سب کچھ ہوا لیکن شریعت کا اتباع راسخ ہوتا جو اصل چیز ہے وہ نہیں ہوا۔ کاش اگر یہ ہوتا اور وہ نہ ہوتا تو نقصان دہ نہیں تھا مگر عام طور پر لوگ اس (شریعت کے اتباع والی) حالت کو درویشی سے دور سمجھ کر اس کی بے وقعتی کرتے ہیں۔

حال: کمترین دو سال سے ان نقشبندی بزرگ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔ شاید اس کی وجہ سے دل سیاہ ہوگیا ہو۔ جب (بھی) جانے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ احقر لوہار کا پیشہ کرکے اپنا گزر اوقات کرتا ہے۔ عیالدار ہونے کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جانے آنے میں کیونکہ چھ سات دن لگ جاتے ہیں اور رقم بھی اچھی خاصی خرچ ہو جاتی ہے۔ جس کا حصول مجھ جیسے نادار کے لئے مشکل ہے۔ اپنی حالت کے بارے میں ان کے پاس بہت خط لکھ چکا ہوں لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا ہے۔ ان کا ارشاد بھی ہے کہ ہم کسی کو خطوں کا جواب نہیں دیتے۔

تحقیق: ان مجموعی حالات سے ان کا شیخ ہونا ہی مشکوک لگتا ہے ان کو چھوڑنا چاہئے۔

بغیر جی لگے بھی تلاوت درست ہے

حال: کلام مجید پڑھنے کے لئے بہت ہمت کرتا ہوں اور اس کے نہ پڑھنے کو بہت برا سمجھتا ہوں لیکن پڑھنے میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ دس پندرہ سورتیں زبانی یاد تھیں ان کو اکثر پڑھ لیا کرتا تھا ان کو بھی نہیں پڑھا جاتا ہے اور

بھولتا جاتا ہوں۔ اس لئے حضور سے دعا چاہتا ہوں کہ کس طرح اس کام میں (میرا) جی لگے۔ اس کی فکر بہت ہے اور کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ نہ جائے رفتن کہ پائے ماندن (کہ نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے) کی کیفیت ہے۔

تحقیق: میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی ہمت کریں بغیر جی لگے پڑھا کریں۔ اگر کوئی سننے والا ملے تو اس کو سنا دیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں شکایت ختم ہو جائے گی۔

رات کو جاگنے والے کو سونا بھی چاہئے

حال: جب جناب ڈیگ میں تشریف فرما تھے ایک نظام الاوقات لکھ کر جناب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ساری رات جاگ کر گزاری جائے اور دن میں چھ گھنٹے سویا جائے۔ جناب نے اس کو اچھا فرمایا تھا۔ یہ نظام الاوقات جناب کے تشریف نہ لانے تک بنایا تھا۔ ظہر کے بعد بھی کچھ کام مقرر کیا تھا۔ لیکن روزانہ وقت میں شاید اتنی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے خیال آتا ہے کہ رات میں ایک گھنٹہ پونے بارہ بجے سے ایک بجے تک سویا جائے اور دن میں اس کے بدلے میں ظہر کے بعد جو کام تھا وہ کیا جائے۔ ظہر کے بعد مستقل کام صرف قرآن مجید کے دو پارہ قرآن مجید ایک پارہ خود تلاوت کرنا اور پارہ مولوی...... صاحب کا سنتا تھا۔

تحقیق: مناسب ہے لیکن کا وقت کچھ اور بڑھایا جائے۔

خاص وقت میں مقرر کیے ہوئے اور عارضی کام میں سے کس کو مقدم کیا جائے

حال: کبھی جس کام کا جو وقت مقرر ہے اس میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ کبھی سستی یا تھکن کی وجہ سے اور کبھی کسی وقتی کام کے پیش آ جانے کی وجہ سے۔ جیسے کسی جگہ سے خط آ گیا جس کا جواب لکھنا ضروری تھا اور وقت کسی خاص کام کا ہے۔ اگر (مقررہ) کام کیا جائے تو اس خط کا خیال آتا ہے۔ کبھی اس کے مضامین دل میں جوش مارنے لگتے ہیں کہ یہ لکھنا چاہئے۔ ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟ کیا مقررہ کام کو دوسرے وقت رکھنا چاہئے یا اسی وقت کام کو کر لینا چاہئے۔

تحقیق: اگر کبھی ایسا ہو اور چاہت زیادہ ہو تو وقتی کام سے فارغ ہو جانا چاہئے۔ اگر (ان دونوں شرطوں میں سے) ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو وقتی کام کو موخر رکھنا چاہئے۔

نفلی عبادت برداشت کے بقدر کرنی چاہئے

حال: اس وقت عبادت کا اتنا شوق ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جو جو سنت ہو اگرچہ اس کے ادا کرنے میں تکلیف

ہو ضرور ادا کروں اور نوافل کثرت سے پڑھوں۔ (جی چاہتا ہے کہ) ہر وقت یہی کام رہے۔ مگر کیا کیا جائے جسمانی کمزوری اور تھکن ہو جاتی ہے۔ کبھی سر میں درد ہونے لگتا ہے لیکن مستقل نہیں رہتا ہے۔ جب تھک گیا چھوڑ دیا، تھوڑی دیر کے بعد پھر کیا۔

دس رمضان شریف تک تو لگتا تھا کہ جسم میں پہلے سے زیادہ قوت آگئی ہے۔ لوگ دبلے ہوتے تھے تو بندہ کو لگتا تھا کہ بندہ موٹا ہو رہا ہے۔ بہت اچھی طرح اور بشاشت سے سارے کام ادا ہوتے تھے۔ اتفاق سے دس رمضان شریف کو عصر کے بعد پیٹ میں اتنی شدت سے درد ہونے لگا کہ جس کا برداشت کرنا مشکل تھا۔ بے چین ہوتا تھا اور بخار بھی آگیا اور تمام رات پریشان رہا۔

گیارہ رمضان کو سارا دن ہلکا درد رہا اور رات میں بھی رہا۔ اب بحمد اللہ نہیں ہے مگر اس درد کی وجہ سے لگتا ہے کہ جسم کی آدھی قوت ختم ہوگئی ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد دماغ بالکل خالی لگتا ہے اور کمزوری بھی محسوس ہوتی ہے۔ "اللھم انی ضعیف فقو فی رضاك ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی وطوقنی حسن عبادتك یا ارحم الراحمین"

(آپ سے) کمزوری کے دور ہونے کی درخواست ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر اتنی مشقت مناسب نہیں ہے۔

نماز میں دل کی یکسوئی اور مبتدی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خطرناک ہونا

حال: بندہ کو ساری طاعت میں سب سے زیادہ میں مزہ، محویت (گم ہونا) اور استغراق (ڈوبنے کی کیفیت میں) ہوتا ہے۔ اتنا (زیادہ حاصل) ہوتا ہے کہ ساری نماز اس طرح ہوتی ہے کہ بحمد للہ غیر اللہ کا خیال غیر اللہ ہونے کی حیثیت سے شاید ہی کبھی آتا ہے۔ خصوصاً مغرب و عشاء کی درمیانی نفلوں میں۔ (ایسی کیفیت ہوتی ہے) پہلے تہجد کی نماز میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا مگر اب کیونکہ طبیعت پر بارہ تسبیح کے ذکر کو پورا کرنے کی ایک قسم کی چاہت بلا اختیار رہتی ہے اس لئے عرصے سے اس وقت کی نماز میں دل کی چاہت کے مطابق دل کی یکسوئی نہیں اور مزہ رہتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

الحمد للّٰہ علی احسانہ الف الف مرۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العظیم۔ گناہ اگر چھوٹا بھی ہو جاتا ہے تو اتنا غم کا پہاڑ ہوتا ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ہوں مگر اس وقت بندہ کی حالت کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ عمومی طاعت کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ الحمد للہ نماز سے خصوصی عشق ہے اور گناہوں سے نفرت ہے۔ اگر کوئی یاد

دلانے والا نہ ہو تو اکثر خیال بھی نہیں آتا ہے۔ یاد دلانے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے شرم آتی ہے۔ نماز میں جب کوئی دوسرا خیال آتا ہے تو ساتھ ہی اس بات کا استحضار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ تیرے سینے کے اندر اس تیرے خیال کو دیکھ رہے ہیں (نہ یہ کہ جانتے ہیں بلکہ دیکھ رہے ہیں۔ بس فوراً وہ خیال غائب ہو کر حق تعالیٰ کا خیال آجاتا ہے)۔

”واعلموا ان اللّٰه يحول بين المرء وقلبه.“ **تَرجَمَہ:** ”اللہ تعالیٰ آدمی کے دل سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔“ (قالة بعض المفسرين تفسير عثمانى ١/٥١٧) کی یاد بہت آسانی سے رہتی ہے۔ اپنے تمام معمولات میں بحمد للہ تعالیٰ خدا تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ اتنا پاتا ہوں کہ تقریباً ساری عمر کے بارے میں اب خیال بھی نہیں آتا ہے کہ مجھے کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی ضرورت کبھی پڑے گی۔ اس بات کا جوش خوب پاتا ہوں کہ خود کو تو چھوٹی سے چھوٹی بات میں شریعت کا پابند بنایا جائے اس کے بعد اس زمانے میں جو اسلام کی ضرورت ہو اس میں اپنی ساری کوشش مصروف (خرچ) کر دی جائے۔ ہر وقت اور ہر گھڑی خدا تعالیٰ کے دین اور قرآن و حدیث کے پھیلانے میں سرگرم رہا جائے۔

آج کل خصوصاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا) کا خیال خاص طور سے رہتا ہے۔ یعنی بغیر کسی خوف اور طعنے کی پرواہ کئے بغیر اس بارے میں جدوجہد کرنی چاہئے۔ خواہ کچھ ہی تکلیف اٹھانی پڑے تاکہ اس طریقے سے یہ ناکارہ بھی حزب اللہ (اللہ تعالیٰ کے گروہ) میں شامل ہو جائے۔ جو حزب اللہ میں جو داخل ہو گیا اس کو کسی کا کیا خوف۔ یہ مختصر بے جوڑ عرض کیا گیا ہے۔ مطلب حضور نے خیال فرما لیا ہوگا اس لئے لمبا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تحقیق: میں خوب سمجھ گیا۔ اصلی مقاصد جن میں عمل کے علاوہ امتیاز (تمیز) ہی (ایک) بلند حالت ہے مبارک ہو۔ تہجد میں بارہ تسبیح کا خیال بھی ذکر ہی ہے۔ اس لئے یکسوئی اور حضور کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن امر بالمعروف (کے بارے) میں اتنی بات گزارش کے قابل ہے کہ اس (موجودہ) حالت میں اس کی صرف چاہت کا ہونا تو پسندیدہ اور مقصود ہے لیکن اس کو کرنے میں ابھی کچھ تاخیر کی ضرورت ہے کہ مبتدی کے لئے اس (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے) میں نفس کی حرام خرابیاں مل جانا اکثر ہوتا ہے۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔ خود امر بالمعروف فرض عین نہیں ہے۔ اس لئے جو کام فرض نہ ہو اور اس کا چھوڑنا سبب ہو حرام کے چھوڑنے پر اس (کام جو کہ فرض نہ ہو) کا چھوڑنا واجب ہو جائے گا۔ امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے اور یہی قتال کی آیات کے تاخیر سے نازل ہونے کا راز ہے یہاں تک کہ ان کے نفوس فضائل کی وجہ سے (تمام منازل کو

طے کرے) مکمل ہو جائیں اور ان برائیوں سے پاک ہو جائیں۔

ترجمہ قرآن کی تعلیم جدید طرز پر اور تصنیف کا خیال مشغلوں سے فارغ ہونے کے بعد ہونا چاہئے

سؤال: آج کل مجھے سادہ قرآن کی تعلیم کی ضرورت بہت محسوس ہو رہی ہے۔ (تفسیر کی کتابوں کی نہیں) تفسیروں میں کیونکہ عمومی طور پر لغوی یا عربی بحثیں اتنی بھر دی گئی ہیں کہ کلام اللہ کا سادہ مضمون اس میں چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح بہت ساری بحثیں جن کی اس زمانے میں ضرورت ہے جو ساری کی ساری قرآن کے ذیل میں آسکتی ہیں (اس طور پر کہ قرآن سے شاید ہی کوئی چیز باہر ہو) طلبہ کے کانوں میں پڑسکیں گی۔ ان بحثوں میں اپنے حضرات اور محققین کی تحقیقات خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ تفاسیر میں جو مضامین اس زمانے کی رعایت میں بیان کئے جاتے تھے وہ نہ لکھے جائیں جیسے اسم مسمّیٰ میں اتحاد ہے یا دونوں الگ الگ ہیں۔

غرض یہ کہ جو غرض حضرت والا کی تفسیر لکھتے وقت نظر کے سامنے تھی قرآن مجید کی تعلیم کے لئے وہی میرے دل میں جمی ہوئی ہے۔ کیا عجب ہے کہ اسی بہانے سے اللہ تعالیٰ شانہ بندہ کو "خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ" (تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور اس کو سکھائے کے گروہ) میں شامل فرمادیں۔

اس میں شک نہیں کہ آج کل مدارس میں خالص قرآن شریف کے سمجھنے کی طرف توجہ بہت ہی کم ہے اگرچہ تفسیر کی کتابوں کی طرف توجہ ہوتی کہ کبھی کبھی تو مجھ جیسے مولویوں کو کلام اللہ کا ترجمہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کو مقصود سمجھ کر نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اس صورت میں شاید فائدہ بھی عام ہوگا یعنی جتنی استعداد کی ضرورت (تفسیر) بیضاوی وغیرہ کے لئے ہوتی ہے اس کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ کچھ عجب نہیں کہ اگر ان مضامین کو عوام کے سامنے بیان کیا جائے تو (یعنی جنہوں نے عربی تعلیم حاصل نہیں کی) اکثر مضامین سے عوام کو بھی فائدہ ہوگا۔ اس (تعلیم کے) درمیان پڑھانے والے اور پڑھنے والوں کے لئے خصوصی طور پر بیان القرآن کا مطالعہ مفید ہوگا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہ حقیقت میں بیان القرآن کی تدریس ہوگی۔

اس خیال کو حضرت کیا سمجھتے ہیں؟ اسلامی ضروریات کے بارے میں اور بھی خیالات ہیں جن میں سب سے بڑے دو خیال ہیں۔

① صحیح مسلم کی شرح کی تکمیل تاکہ حنفی طالب علموں اور عام (دوسرے) طلبہ حدیث کو بہت سی شروح کے انبار کی ضرورت نہ رہے۔ اس شرح کے ضمن میں اپنے اکابر کی بہت سی نئی تحقیقات لکھی جائیں۔

② حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مضامین کو آسان اور عام کیا جائے۔ انشاء اللہ ان کا وقت بھی آ رہا ہے۔

اگر حضور والا کی توجہات (بندہ پر) اسی طرح رہیں تو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بندہ کو اپنے دین کی کس کس خدمت سے نوازے اور یہ سب خیالات یا ان میں سے کچھ پورے فرمائے تصنیف کے لئے کیونکہ فراغت اور آزادی کی ضرورت ہے اس کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ نصیب ہو۔

جواب: یہ تینوں خیال میرے مزاج کے موافق ہیں۔ بعض فائدہ کی وجہ سے میرے ذہن نے ان کے درمیان ایک خاص ترتیب بنائی ہے۔ تیسرا خیال پہلا خیال ہے (یعنی پہلے یہ ہونا چاہئے) اور پہلا خیال دوسرا خیال ہے (کہ یہ دوسرے نمبر پر ہونا چاہئے) اور دوسرا خیال تیسرا خیال ہے (یعنی دوسرا خیال تیسرے نمبر پر ہونا چاہئے) پھر ان سب کاموں کے لئے ایک مدت کافی تک علمی مشغلوں سے فراغت کی ضرورت ہے یہ سب اسی فراغت کے بعد ہوگا۔

قرآن کی تلاوت کی کثرت

حال: اپنے حال کے متعلق عرض ہے کہ پہلے جیسا ہی ہے۔ آج کل قرآن مجید کی تلاوت جو ہوتی ہے تو تیز اور رواں ہوتی ہے جس میں تقریباً روزانہ پندرہ پارے ہو جاتے ہیں۔ سمجھ کر اور بے سمجھے عمل کرتا ہوں۔

تحقیق: بہت مناسب ہے۔

حال: ذکر وغیرہ اپنے اوقات میں ہوتے ہیں۔ پرسوں یہ عشرہ بھی ختم ہو کر ان شاء اللہ تعالیٰ تیسرا عشرہ شروع ہونے والا ہے جو مقصود اعظم ہے کیا دور ہے کہ اس دور پڑھے ہوئے کی جانب خاص توجہات ہو جائیں کہ پاس رہنے والے تو ہر وقت مزے لوٹتے رہتے ہیں کل انشاء اللہ مفتی صاحب کا کلام ختم ہو کر پرسوں سے فلاں مولوی صاحب ساڑھے تین تین پارے تراویح میں اور فلاں مولوی صاحب اتنا ہی نفلوں میں سنانے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پورے فرمائیں اور نفع والا بنائیں اور ان راتوں کی برکات عطا فرمائیں۔

تحقیق: آمین۔

کبھی فعل کا عزم بھی علاج ہوتا ہے

حال: کیا کروں بال بچوں کا ساتھ ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مزدوری کرتا یا گھاس کھود کر بیچتا تو نفس کی ساری حقیقت ڈھیلی ہو جاتی مگر مزدوری میں بے چارے بیوی اور بچوں کی گزر نہ ہوگی وہ بے چارے بے خطا اور بلا وجہ مصیبت میں پڑیں گے۔

تحقیق: بس اس کا عزم ہونا بھی نفس کے علاج کے لئے کافی ہوگیا ہے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اب میری آخری عرض یہ ہے کہ حضرت والا میری خطاؤں کو معاف فرمائیں اور میرے لئے خاص طور پر مغفرت کی دعا فرمائیں۔ میرا معاملہ دونوں جہاں میں کہیں ٹھیک نہیں ہے۔

جواب: دل و جان سے دعا ہے کہ بے فکر رہیں اس طرح عمل سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے درجات بلند ہوگئے۔

نسبت حاصل ہونے کی دعا مطلوب ہے

حال: دعا کی حالت میں دل بہت لگتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت دعا ہی کرتا رہوں۔ میرا خیال ہے کہ دعا کے برابر کوئی چیز اثر کرنے والی نہیں ہے۔ حضور والا (کیا) نسبت کے حاصل ہونے کی دعا کرنا غلط تو نہیں ہے۔

تحقیق: عین مطلوب ہے۔

سوال: یاد پڑتا ہے کہ حضور نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ ثمرات (نتائج) پر نظر نہیں ہونی چاہئے۔

جواب: یعنی ان (ثمرات و نتائج) کے انتظار میں نہ رہے کہ اس سے دل پریشان ہو۔ دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: نسبت ذکر کا ثمرہ ہی ہے یا مقصود ہے؟ اگر مقصود ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ذکر سے مقصود تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے (پھر یہ نسبت کیسے مقصود ہے؟)۔

جواب: نسبت اسی (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی) کا دوسرا نام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور اللہ تعالیٰ کی رضا دونوں ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں۔

فرض، سنت اور نفل نماز کی ادا میں طبعی فرق

حال: نماز میں فرض کے مقابلے میں سنت اور سنت کے مقابلے نفل میں اطمینان اور دل کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہے۔ یہ معاملہ الٹ لگتا ہے۔ اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

تحقیق: (علماء نے) نمازوں کی قسموں میں فرق لکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ طبعی بات ہے۔ اس کا سبب طبیعت کی خصوصیت ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض نفوس کی خاصیت (یہ) ہوتی ہے (کسی چیز کو) لازم کر لینا ان (نفوس) پر بھاری ہوتا ہے۔ لازم نہ ہونے کی صورت میں خوشی کی وجہ سے آسان ہوتا ہے۔

بعض طبیعتوں کی طبعی خصوصیت یہ ہے کہ ان کو لازم کر لینے میں تو آسانی ہوتی ہے اور اختیار دے دینے میں سستی ہوتی ہے۔ دونوں (طبیعتیں) طبعی ہونے کی وجہ سے بری نہیں ہیں۔ اثر کے اعتبار سے دوسرا مزاج اچھا

لگتا ہے۔ بہرحال اس کی فکر میں نہ پڑیئے۔ والسلام

نماز میں بھول جانے کا علاج

سؤال: جب سے بندہ یہاں آیا ہے نماز میں بہت ہی بھول ہوتی ہے۔ چنانچہ ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت میں خواہ مخواہ یہ ڈر لگتا ہے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی۔ اکثر تیسری یا چوتھی رکعت کے بارے میں شک ہوتا ہے کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی ہے۔ جہاں تک ہو سکے یاد رکھنا چاہتا ہوں مگر ایک سیکنڈ میں بھول جاتا ہوں۔ پھر شک ہو جاتا ہے اور نماز دوبارہ پڑھتا ہوں۔ دوبارہ نماز کا معمول ہوتا جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس بھول اور شک کے دور ہونے کے لئے خاکسار غلام کے لئے دعا فرمائیں اور کوئی علاج تجویز فرمائیں بندہ احسان مند ہوگا۔

جواب: ایسی حالت میں دوبارہ نماز پڑھنا مرض کی حالت میں بدپرہیزی ہے۔ اس لئے شرعی احکام پر عمل کافی ہے۔ اس حالت کے بارے میں اگر شرعی احکام معلوم نہ ہوں تو بہشتی زیور کا سجدہ سہو کا باب دیکھئے اگر سمجھ میں نہ آئے تو لکھیں۔

صرف خط لکھنے کے لئے وضو کرنا شرعی حدود میں تصرف کرنا ہے

حال: میرا معمول حضور کی خدمت میں باوضو خط لکھنے اور پڑھنے کا ہے۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ غلام کو تو اس میں برکت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اپنے احساسات کا کبھی اعتبار نہ کیجئے۔ شرعی قواعد کے ذریعے اس کا حکم بتاتا ہوں۔ صرف اس کام کے لئے وضو کرنا شرعی حدود میں تصرف کرنا ہے کیونکہ کسی شرعی دلیل سے اس عمل کے لئے وضو کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

اعمال پر استقامت حال سے بہتر ہے

حال: بحمداللہ الکریم آنحضور کی برکت سے معمولات اچھی یا بری طرح ادا ہو جاتے ہیں۔ اکثر رات کے آخری حصہ میں تہجد اور چھ تسبیح نفی اثبات اور چھ تسبیح اسم ذات دوضرب والا ادا ہو جاتے ہیں۔ کوئی حال نہیں اور نہ ہی کسی حال کے قابل ہوں۔ دن رات گھر کے کاموں یا پڑھنے پڑھانے میں مشغولیت رہتی ہے۔

تحقیق: اعمال کے مقابلے میں حال کچھ بھی بڑی چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ ایمان پر استقامت ہے۔ یہ ہزاروں حال سے بڑھ کر ہے لگے رہئے۔

گناہ گار سے نفرت و نہی عن المنکر (بری باتوں سے منع کرنا) مبتدی کے لئے نقصان دہ ہے

حَال: اب یہ حال ہے کہ بلا ارادہ گناہ والے کام سے نفرت ہونے لگی ہے۔ جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو لگتا ہے کہ یہ شخص تو جہنم کے راستے پر چلنے والا ہو گیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ مسلمان بھائیوں کو نرمی سے گناہ سے روکنے کی کوشش کروں اور جتنا ہو سکے کرتا ہوں۔ جناب کی دعا کی برکت سے کوشش بے کار نہیں ہوتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ بندہ کے لئے جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمائیں اور دعا کی درخواست ہے۔

تَحقِیق: گناہوں سے نفرت پیدا ہو جانا ایک بلند حال ہے لیکن گناہ کرنے والوں سے نفرت ہونا یہ مبتدی کے لئے خطرناک حالت ہے۔ کیونکہ اس کا سبب اکثر کبر اور خود کو بڑا سمجھنا اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنا ہوتا ہے۔ تمکین (کے درجے) کے حاصل ہونے تک گناہ کار کو دیکھ کر یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ شخص تو ہم سے اچھا ہے مگر اس پر گناہ کا آ جانا جو برا ہے ایسا ہے جیسے کسی حسین آدمی کے چہرہ پر توے کی سیاہی مل دی جائے تو اس شخص کو سفید سمجھنا اور سیاہی کو سیاہی سمجھنا دونوں ایک حالت میں ہو سکتا ہے بس یہی معاملہ گناہ گار اور گناہ کے ساتھ کرنا چاہئے۔

اسی طرح مبتدی کو کسی کو گناہ سے روکنے کی کوشش میں مشغول نہیں ہونا چاہئے لیکن ضرورت کے مطابق عام خطاب یعنی جہاں کوئی دوسرا وعظ کہنے والا نہ ہو وعظ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے آگے بڑھنا خطرناک ہے۔ تعجب ہے کہ یہاں رہ کر بھی یہ باتیں معلوم نہیں ہیں۔

معمولات کو ہمیشہ کرنے سے رسوخ پیدا ہوتا ہے

حَال: ارشاد عالی کے مطابق کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ مطالعہ کے وقت دل پر اثر ضرور ہوتا ہے مگر باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ بات بھی گزارش کے قابل ہے کہ کتاب کے مطالعہ میں جتنی یکسوئی ہوتی ہے اتنی نماز اور ذکر میں یہ حالت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اوپر اوپر کے خیالات دل کو گھیر لیتے ہیں۔ بہت کوشش بھی ہوتی ہے لیکن پوری طرح دور نہیں ہوتے ہیں۔

حضور والا کی توجہ سے معمولات لازمی طور پر ہو جاتے ہیں۔ طبیعت ضعیف زیادہ ہو گئی ہے اس لئے ابھی زیادتی کی درخواست نہیں کی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ہمت قوی عطا فرمائیں اور حضور اقدس کو دیر تک صحیح و سلامت رکھیں۔

تحقیق: اثر کا باقی رہنا جس کا نام رسوخ ہے۔ یہ بڑی مدت کے بعد ہوتا ہے مگر معمولات کو ہمیشہ کرنے سے ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ تنگدل نہیں ہونا چاہیے کرتے رہئے ان شاء اللہ ایک دن مقصود حاصل ہو جائے گا۔

مطالعہ میں نماز اور ذکر کے مقابلے میں یکسوئی زیادہ ہونا طبعی بات ہے۔ جس کی وجہ ظاہر ہے کہ نماز اور ذکر یاد سے ہوتا ہے اور مطالعہ سوچ سے ہوتا ہے۔ خیالات کو روکنے والی چیز سوچ ہے۔ اس لئے یہ بات بری نہیں ہے۔ اس میں زیادہ زور نہ دیجئے۔

مبتدی کے لئے اخبار پڑھنا نقصان دہ ہے

سؤال: جناب کے ارشاد کے مطابق معمولات سارے روزانہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اخبار دیکھنے کے بارے میں اگر اجازت دیں تو دیکھ لیا کروں۔ پہلے میں دیکھا کرتا تھا مگر جب سے جناب نے ہر قسم کی کتاب دیکھنے کو منع فرمایا تھا تو میں نے اخبار دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا اور آپ کے فرمانے کے مطابق کتابیں دیکھتا ہوں۔

جواب: ابھی اخبار نہ دیکھیں جب نقصان دہ نہیں ہوگا تو اجازت دے دوں گا۔ اب تو ذکر دل میں جمانے کی کوشش کریں۔

تمکین مقصود ہے جبکہ اعمال اور تقویٰ پر ہمیشگی ہو

حال: کبھی عین ذکر کے وقت دل کے اندر کچھ انوار آتے ہیں اور دل میں ایک قسم کی کشش پیدا ہوتی ہے۔ جس سے ذکر کا شوق زیادہ ہو جاتا ہے کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ اس وقت درس وتدریس اور انسانی صحبت سے بھاگنے کو جی چاہتا ہے اور طبیعت تنہائی پسند ہوتی ہے یہاں تک کہ کسی شخص کا سامنے آ جانا بھی طبیعت پر بوجھ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

کبھی اس کے خلاف بالکل کمی ہو جاتی ہے اور ایک قسم کی پریشانی ہوتی ہے اور اپنے اعمال کی نحوست یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اب تیرے اوپر عذاب آنے لگا ہے اس وقت آدمیوں کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہوں کہ شاید اس مسلمان کی صحبت کی برکت یا حسن ظن کی وجہ سے نجات ہو جائے۔

جب اس حالت سے نجات ہوتی ہے تو رونے کی کیفیت اور نرمی پیدا ہوتی ہے کہ میرا رب کیسا رحیم وکریم ہے کہ میرے مخلوق میں سب سے برے ہونے اور عذاب کے قابل ہونے کے باوجود مجھے اپنی رحمت سے بچالیتا ہے۔ اپنے گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے انعامات کی کثرت کو سوچتا ہوں تو خود بخود آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور عذاب الٰہی سے ڈر لگتا ہے۔ اس لئے کہ خود کو مجرموں میں پاتا ہوں متقیوں میں سے نہیں

پاتا ہوں اور درجات تو تقویٰ والوں کے لئے ہیں۔ مجرموں کا اس میں کہاں حصہ ہے۔ اس لئے کہتا ہوں ؎

نگویم بزرگی وجاہم بہ بخش فرو ماندگی و گناہم بہ بخش

ترجمہ: ”جاہ و مرتبہ کا میں کچھ کرتا نہیں سوال —— بس تیرا عفو و درگذر ہے میرے شامل حال۔“

مجھ پر اس قسم کی حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت بطور حال کے صاف لگتا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے سب عاجز ہیں ”لا ملجا و منجا منك الا اليه“ (کہ کوئی ٹھکانہ اور کوئی راہ نجات اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہیں ہے) حتیٰ کہ انبیاء، واولیاء کو بھی اس کے آگے بے اختیار پاتا ہوں مرشد سے کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر یہ خیال بھی مانع ہوتا بلکہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ”اليس اللّٰه بكاف عبده“ (کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے) مگر یہ حالت قائم نہیں رہتی ہے۔ یہ خیال کیا ہے؟ بندوں اور مرشد کے ساتھ بے ادبی تو نہیں ہے یا عقیدت کی کمی نہیں ہے کہ محرومی کا سبب تو نہیں ہے۔

تحقیق: اکثر ذاکرین کو ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ اپنی انتہا کے اعتبار سے پسندیدہ ہیں۔ لیکن مقصود ایک بھی نہیں ہے۔ یہ سب رنگ ہیں اور مقصود حالت تمکین ہے۔ جو تلوین کی حالت کے بعد خدا کے فضل سے نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی شرط اعمال پر مداومت اور استقامت ہے۔

اس لئے احوال کی طرف توجہ کرنے سے زیادہ اہم اعمال کا التزام ہے اگرچہ اعمال تھوڑے ہی ہوں۔ اس سے (بھی) زیادہ اہم ہمیشہ تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ ان دونوں باتوں پر جمے رہئے جو کچھ بھی تبدیلیاں ہوں اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ بس انشاء اللہ تعالیٰ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور کلبۂ احزاں شود روز گلستان غم مخور

ترجمہ: ”یوسف لوٹ آئے گا کنعاں غم نہ کر —— غموں کا گھر بن جائے گا گلستاں غم نہ کر۔“

عمل کو قبولیت کے قابل ہونے کا حقدار نہیں سمجھنا چاہئے

حال: جب کوئی عمل اچھا کیا جاتا ہے تو اس وقت دل کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ یہ خیال بھی ساتھ میں آتا ہے کہ بزرگوں نے جو یہ درجے حاصل کئے ہیں نیک عملوں سے حاصل کئے ہیں۔ میں بھی ہمیشہ نیک عمل کروں گا تو درجہ حاصل کروں گا۔ غرض یہ ہے کہ یہ خیال شیطانی ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: یہ خیال عین ثواب ہے۔ مگر اس کے ساتھ کبھی یہ وسوسہ بھی نہ کیا جائے کہ عمل سے ہمیں درجہ ملنے کا حق حاصل ہو جائے گا یا ہمارا عمل قابل قبول ہے ایسی حالت میں جو عطا ہو جائے وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

حَال: عرض ہے کہ جب مدرسہ کے اسباب میں کمی ہوتی ہے تو دل گھبراتا ہے پھر حضور کی نصیحت یاد کرکے کچھ دیر بعد مضبوطی ہوتی ہے اس لئے عرض ہے مضبوطی کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے (دعا ہے)۔

حَال: اس خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص اور اللہ تعالیٰ سے محبت بہت کم ہے۔ دعا فرمائیں کہ ہمت ہو جائے۔

تحقیق: اس نمبر کو الگ لکھ کر دیجئے۔

معنی سوچ کر قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا عین سنت ہے

حَال: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ہر آیت کو ٹھہر ٹھہر کر اس کے معنی کا خیال کرتے ہوئے پڑھتا ہوں اس طرح پڑھنے سے دل کی توجہ خوب ہوتی ہے اور یہ لگتا ہے کہ اللہ میاں کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کر رہا ہوں۔ (میں) اس طرح نماز پڑھتا ہوں یہ خلاف سنت تو نہیں ہے؟ اگر سنت کے خلاف ہے تو کس طرح پڑھنا چاہئے؟ برائے مہربانی اس کی صورت بتا کر ممنوع فرمائیں۔

تحقیق: (یہ طریقہ) عین سنت ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اس پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ﴿رتل القرآن ترتیلا﴾ (کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھہرتے پھر بسم اللہ الرحمٰن پڑھتے (اسی طرح) مالک یوم الدین پڑھتے پھر ٹھہرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کرو۔ اس کے علاوہ اور بھی قرآن و حدیث کی عبارتیں ہیں (جن سے اس طریقے کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے)۔

دل لگے (یا) نہ لگے کام پورا کرنا چاہیے

حَال: عرصہ ہوا اس نالائق نے اپنے افسوس ناک حالات سے حضور کو مطلع نہیں کیا طبیعت پر بہت ہی ہیبت اور خوف غالب ہو رہا تھا کہ ایسا کیوں کیا۔ کئی ہفتے سے تو ایسے خیالات کا غلبہ رہا کہ ایسی نالائقی کیوں کی کہ اپنے حالات لکھنے کیوں بند کر دیئے اگرچہ وہ حالات ذکر کے قابل نہیں ہیں۔ آج ڈرتے ڈرتے یہ چند حروف لکھے ہیں مگر اپنی اس حالت پر بہت ہی شرمندہ ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے معاف کیجئے۔

اس مرتبہ طبیعت پر ایسے انقباض (دلی تنگی) کا غلبہ ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ وجہ معلوم نہیں کیا تھی۔ دل کی حالت بہت بے حس ہوگئی ہے کہ نہ نماز میں جی لگتا ہے اور نہ ذکر و اشغال کو جی چاہتا ہے۔ دل کے بغیر لگے

اگرچہ تھوڑا بہت کر لیتا ہوں۔ مگر بالکل بے مزہ۔ پہلے بحمد اللہ حالت اچھی تھی خوب جی لگتا تھا اکثر رات کو ذکر کرتے کرتے بہت رونا آتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ رات بھر ذکر کرتے رہو مگر اب نوافل پڑھنا بھی بوجھ معلوم ہوتا ہے۔

حضور کو انہی باتوں کی اطلاع کرتے ہوئے شرم آتی تھی۔ مگر پھر خیال کیا کہ اپنے عیوب کو حضور سے چھپانا تو خودکشی کرنا ہے۔ حضور کے علاوہ کون ہے جو علاج کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے (میری) مدد کیجئے۔ خداوند کریم پھر حضور کی جوتیوں کے ذریعے ہی دوبارہ سے اپنی کامل محبت عطا فرمائیں اور سیدھی راہ پر چلائیں۔ حضور کے خادموں میں ہو کر ایسی شرمناک حالت پر رہنے پر شرم آتی ہے۔ دل بہت ہی بے چین ہے اور کوئی کام کرنے کو نہیں چاہتا ہے۔ جیسے کوئی گمی ہوئی چیز کے لئے پریشان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے (میری طرف) توجہ اور مہربانی کیجئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنی محبت عطا فرمائیں۔ کسی اور چیز کی آرزو نہیں ہے۔ اس (خط) کا جواب اپنے ہاتھ سے فرمائیں تو زیادہ سکون حاصل ہوگا۔

تحقیق: سالک کو اس سے سخت گھاٹیاں ملتی ہیں جو شخص اس راستے پر چلے گا راستے کی اونچ نیچ پتھر اور کانٹے دیکھے گا تو کیا اس سے ڈر کر راستہ چلنا چھوڑ دیتے ہیں؟ کچھ بھی ہو کام پورا کرنا چاہئے دل لگے یا نہ لگے دل میں رقت (نرمی، رونا) ہو یا نہ ہو اس کو نہیں دیکھنا چاہئے۔

ہمت کی ضرورت

حال: آنکھ کا گناہ مسلسل ہوا جا رہا ہے جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائیں حضور بھی دعا سے مدد فرمائیں۔ میں خود کو اتنا قوی نہیں پاتا ہوں اگرچہ ہمت کرتا ہوں لیکن شکست ہو جاتی ہے۔ لیکن حضور کی دعا مدد کرے اور خداوند عالم توفیق نصیب فرمائیں تو بہت ہی آسانی سے اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔

تحقیق: یہ غلط ہے۔ دعا کے بارے میں تو سچی بات یہ ہے کہ (دعا کے مقابلے میں) آپ کی ہمت کی زیادہ ضرورت ہے اور اس (ہمت) میں کامیابی یقینی ہے۔ اس لئے آپ کا یہ (دعا سے کام ہونے کا) خیال تو بالکل باطل ہے۔ باقی خداوندی توفیق (مل جانے کے بارے میں) خود بات تو صحیح ہے مگر اس سے مقصود (کہ آپ کچھ نہ کریں اور توفیق خداوندی ہو جائے) صحیح نہیں ہے۔ (یہ تو اس مقولہ) "کلمہ حق اریدھا الباطل" (کہ بات تو حق ہے مگر اس سے مراد غلط لی گئی ہے) کی طرح ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود ہمت کرنے کا پکا ارادہ نہ کرنا ہے۔

عوام کو خود کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے

حال: قصص الانبیاء، خلاصۃ الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء ان تینوں کتابوں کے پڑھنے کی بندہ کو اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: ان کتابوں کو تو خود دیکھنا مناسب نہیں ہے لیکن کسی عالم کو سنا دو تو حرج نہیں ہے۔ وہ جہاں بتانے کی کوئی بات ہوگی بتا دے گا۔

استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے

حال: الحمد للہ! سارے معمولات مسلسل اب تک ہو رہے ہیں۔ اب تک کوئی ناغہ بھی نہیں ہوا لیکن ایسا ہوا کہ کبھی دیر سے جاگا مگر زیادہ دیر نہیں ہوتی ہے۔ تمام معمولات اطمینان کے ساتھ ادا ہوئے کوئی نئی بات نہیں پیش آئی ہے۔

تحقیق: استقامت کرامت سے اونچی چیز ہے مبارک ہو۔

کتابیں پڑھنے اور تلاوت کرنے میں درمیانی توجہ کافی ہے

حال: جہاں تک ہو سکے کتابیں پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت خوب دھیان سے کرتا ہوں۔

تحقیق: اس میں دماغ پر بہت زور مت ڈالئے درمیانہ توجہ کافی ہے۔

حق واجب کو ادا کرنے کی صورت میں معافی مانگ لینا ضروری ہے

سوال: ایک شخص کا مالی حق میرے ذمہ واجب ہے، اس کو ادا نہیں کر سکتا ہوں اور اس کے معاف کر دینے کی امید ہے۔ تو (ایسی صورت میں) اس (صاحب حق) سے معاف کرا کر طبیعت کو یکسو کر لینا بہتر ہے۔

تحقیق: ہاں۔

سوال: یا ادائیگی کر سکنے کا انتظام کرنا بہتر ہے؟

جواب: معاف کرا لینے کے باوجود ادا کر سکنے کے وقت ادا کر دینے کا عزم افضل ہے۔

سوال: جیسے ایک شخص کا مال چوری کر لیا یا غصب کر لیا یا امانت میں خیانت کر لی۔ ادائیگی کے وقت اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے (کہ میں نے تمہارا مال چوری غضب یا خیانت کی تھی) لیکن معاف کرانے کی صورت میں صاف کہنا چاہئے کہ میں نے تمہارا مال چرایا یا غصب کیا تھا اور مقدار بھی بتا دے (کہ اتنے روپے یا اتنی چیز

لی تھی) کہ تم معاف کردو یا تفصیل سے بغیر یہ کہے کہ میرے ذمے اگر تمہارا کوئی مالی حق ہے تو معاف کردو کافی ہے۔

جواب: اگر یہ بات کسی اشارے وغیرہ سے معلوم ہو کہ ان ساری باتوں کے بغیر بھی معاف کردے گا تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس میں شک ہے تو بتانا ضروری ہے۔

نابالغ کا حق ادا کرنا (بھی) ضروری ہے

سوال: اگر کسی مرے ہوئے آدمی کا مالی حق اپنے ذمہ ہے۔ جس کے تین وارث ہیں۔ جس میں ایک نابالغ بھی ہے۔ دونوں (بالغ) وارث حق معاف کرتے ہیں تو نابالغ کی معافی یا اس کے شرعی ولی معافی معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں ہے بلکہ اس نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ پھر اگر یقین ہو کہ یہ بالغین اس میں خیانت نہیں کریں گے تو ان کے حوالے کردے ورنہ اس کو خود اس کی ضروری خرچ میں لگادے جیسے کپڑے بنادے۔

اصلی مقصود کام ہے

حال: دل کا جوش اور ولولہ ایسا نہیں ہے جیسا پچھلے سال تھا۔ دعا فرمائیے خصوصاً شریعت کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بڑھنے ـــــ کے لیے (دعا فرمائیں۔)

تحقیق: یہ کیفیات ایک حال پر نہیں رہتی ہیں۔ لیکن سکون ان کے ضعف کی دلیل نہیں ہے بلکہ کبھی سکون کا سبب ان کیفیات کا کمال ہے۔ اسی لئے نہ جوش توجہ کے قابل ہے اور نہ سکون اصل مقصود کام کرنا ہے۔ دعا کرتا ہوں۔

مواعظ کے مطالعہ کا مفید طریقہ

سوال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ مواعظ کا مطالعہ کرتے وقت مجھے کن کن چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہئے جس سے جلد سے جلد فوائد حاصل ہوں۔

جواب: مواعظ کے مطالعہ کے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں۔

① کون کون سی ایسی برائیاں ہیں جو ہم میں ہیں ان کے ختم کرنے کی فکر کریں۔

② کون کون سی خوبیاں ایسی ہیں جو ہم میں نہیں ہیں ان کے حاصل کرنے کی فکر کریں۔

تہجد، ذکر و شغل میں ناغہ کی تلافی

حال: میں اپنی ناکامیوں اور بدقسمتیوں کو کیا لکھوں۔ ایک مہینہ ہوگیا نہ تہجد کا التزام ہے اور نہ ہی ذکر و شغل کا ہے۔

تحقیق: اب سہی۔

حال: (اس ناغہ کی) ابتدا یوں ہوئی کہ ذی الحجہ کے شروع میں مجھے نزلہ وغیرہ کی اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ پانچوں نماز پڑھنے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے بعد ایام تشریق (بقرعید کے دنوں) میں کھانے پینے میں مشغول رہا۔ اس کے بعد پھر نزلہ نے تنگ کیا جو میرا پرانا مرض ہے۔ پھر کبھی کچھ بہانہ ملتا رہا۔ پھر عادت چھوٹ گئی۔ اس درمیان میں کبھی کبھی تہجد اور ذکر کی توفیق ملتی رہی لیکن نہ ہونے کے برابر۔

تحقیق: ایسی باتیں سب کو پیش آتی ہیں کچھ عجیب نہیں ہیں اور نہ ناقابل تلافی ہیں۔

حال: ہاں! تلاوت اور درود ومناجات مقبول وغیرہ کا التزام رہا۔

تحقیق: تو یہ کیا کم نعمت ہے۔

حال: ایک خاص بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ یہ شیطان کی طرف سے اچھا دکھانا ہے یا کیا ہے کہ دل کی حالت بری نہیں پاتا ہوں۔ وہی خیالات پہلے جیسے جوش والے ہیں بلکہ شاید دل کے جذبات جیسے اسباب سے تعلق کٹنا، جان ومال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگانے کی خواہش، اللہ تعالیٰ پر اعتماد وبھروسہ، حق وصادق علوم کو پھیلانے اور تعلیم کا شوق، مسلمانوں کے منافع کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرنا اور کسی کے برا بھلا کہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں کسی بڑے چھوٹی کی پرواہ نہ کرنا وغیرہ باتوں میں جوش کبھی اتنا نہیں پایا گیا۔

مرض کی حالت میں مجھے ڈاڑھوں کے درد میں جب تک کوئی میری عیادت کو نہیں آیا اور نہ کوئی دوا لانے والا تھا تو مجھے اتنی لذت اور لطف حاصل ہوا کہ شاید صحت میں بھی نہ تھا۔ ایک بات اور یہ کہ تہجد اور ذکر کا عزم بحمد للہ ہر روز رات کو کر کے سوتا مگر وقت پر سستی ہوتی آج تک التزام حاصل نہیں ہوا۔

تحقیق: کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عطائیں نہیں ہیں۔

ع بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے

ترجمہ: ’مصیبت ہوتی جو یہ نہ ہوتا‘۔“

اگر شاخیں کٹ گئیں (مگر) جڑ نہیں نکلی تو شاخیں پھر نکل آئیں گی بلکہ کبھی تو پہلے سے اچھی نکل آئیں گی۔

تہجد کی رکعت کی تعداد

حال: ناچیز جس وقت ضلع ہردوئی میں جناب اقدس سے بیعت ہوا تھا میں نے اور تین شخصوں نے خود کو تلقین و تعلیم کے لئے حضرت والا کے سپرد کیا تھا۔ بیعت سے فارغ ہونے کے بعد حضور والا نے پہلے مجھ ناچیز سے

مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: تہجد کی نماز پڑھا کرو، اور ذکر کی تعلیم کی (اور فرمایا) استغفار جتنا ہو سکے پڑھتے رہو۔

تابعدار نے عرض کیا: ناچیز تو بفضلہ تعالیٰ تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔ پھر فلاں نے مجھ سے پوچھا: تہجد کتنی رکعت ادا کرتے ہو میں نے کہا: بارہ رکعت یا آٹھ رکعت اور اگر وقت تنگ ہو تو چار رکعت بھی پڑھتا ہوں فلاں نے آٹھ رکعت ہی تعلیم فرمائی۔

تحقیق: مطلب یہ تھا کہ اکثر یہی عادت ہے۔ زیادہ پڑھنا منع نہیں ہے بلکہ جتنی زیادہ ہو اتنی بہتر ہے۔ زیادہ سے زیادہ ان زائد رکعتوں میں تہجد کی نیت نہ کی جائے۔ بزرگوں نے سو سو رکعت پڑھی ہیں۔

ایک رکعت میں ایک سورت بار بار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے

حال: میں نے یہ بھی عرض کیا: ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتا ہوں۔ مگر نے فرمایا: تین مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے۔ میں نے عرض کیا: ''کشف الحاجات ترجمہ مالا بدمنہ'' میں آنحضرت ﷺ سے ایک رکعت میں چار سورتوں کا پڑھنا آیا ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تین تین مرتبہ کسی سورت کا پڑھنا تہجد میں درست ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں شاید فرض نماز میں مکروہ ہو اور نفل نمازوں میں جائز ہو کیونکہ تراویح میں حفاظ ایک رکعت میں بہت سی سورتیں شامل کرتے ہیں۔

تحقیق: ایک سورت کا کئی بار پڑھنا اور کئی سورتوں کا پڑھنا اس میں فرق ہے۔ مکروہ ہونے کی بحث تو الگ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ حضور ﷺ کی اس طرح عادت نہیں تھی۔ اس لئے خلاف اولیٰ (بہتر کے خلاف) ضرور ہے۔

دن میں تہجد کے بدلے نوافل

حال: عذر کی وجہ اگر تہجد آخری شب میں نہ ہو سکے تو دن میں چار رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں۔ اسم ذات مبارک اکثر زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب پسندیدہ ہے۔

کھانا کم کرنا

سوال: میرا دونوں وقتوں میں کھانے کا معمول چھ روٹی تھا۔ یعنی صبح تین روٹی کھاتا تھا اور شام کو تین روٹی کھاتا تھا۔ تبلیغ دین میں کم کھانے کا فائدہ دیکھا اور دعوت و عبدیت میں دیکھا کہ دن کو غذا پوری کھائے رات کو چوتھائی معدہ کم کھائے۔ اس لئے میں نے آہستہ آہستہ اندازے سے دو ہفتہ میں لقمہ دو لقمہ کر کے شام کی ایک روٹی کم کر

دی۔ اب صبح کو تین اور شام کو دو روٹی کھاتا ہوں۔ شام کو پانی بالکل نہیں پیتا ہوں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ کام جو میں نے اپنی رائے سے کیا ہے اچھا کیا ہے یا برا کیا ہے؟ حضور مہربانی فرما کر جو ارشاد فرمائیں گے اسی پر عمل کروں گا۔

جواب: شام کو ڈھائی روٹی کھائیں۔

بیوی کا تنگ کرنا بھی مجاہدہ ہے

حال: یہ سلیمان کا مضمون ہے حضرت! آپ نے مجھے ڈرایا تھا مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اب تو شکر ہے کہ اللہ میاں کا کام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ بیوی کے لئے بھی دعا کریں مجھے بہت تنگ کرتی ہے۔

تحقیق: میاں سلیمان کو کہو کہ خدا کا شکر کرو کہ سستی جاتی رہی میں بھی دعا کرتا ہوں۔ بیوی کے تنگ کرنے سے پریشان نہ یہ بھی مجاہدہ ہے جس میں تم کو ثواب ملتا ہے اور ستانے دو۔

بغیر غور وفکر کے تلاوت میں حرج نہیں ہے

حال: مجھے کلام پاک کچھ کم یاد ہے۔ اس لئے یاد کرنے کے لئے صبح ایک پارہ اس طرح پڑھتا ہوں کہ بعض رکوع دو دو تین تین مرتبہ پڑھ کر پکا کر لیتا ہوں۔ پھر وہی آدھا پارہ کر کے اوابین اور تہجد کے نوافل میں پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح غور وفکر معانی اور مطالب کی طرف توجہ کم ہوتی ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔ عادت کی مقدار تلاوت میں تو غور وفکر مشکل بھی ہے۔ غور وفکر کے لئے ایک الگ بیٹھک ہونا آسان ہے۔ جس میں پڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔

درود شریف منقول پڑھنا افضل ہے

حال: دلائل الخیرات میں بعض جگہوں پر اس قسم کے الفاظ ہیں ''اللهم صل على سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم حتى لا يبقى من الصلاة شيء من انعام شيء من الرحمة شيء غير ذلك'' اس کو پڑھنے سے طبیعت بہت رکتی ہے۔ احقر اس کی جگہ صلاۃ غیر متناہیہ پڑھتا ہے۔ اصل عبارت پڑھنے میں کوئی حرج ہے اگر ہے تو کیا پڑھنا چاہئے۔

جواب: اگر صحیح طور پر منقول ہو تو منقول پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس صورت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبالغہ پر محمول ہے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں ورنہ (یعنی اگر یہ توجیہ نہ ہو تو) وہ درود جو منقول ہے اس کو پڑھنا بہتر ہے۔

ترقی کے اسباب کا مختلف ہونا

حَالؒ: دو چار باتیں اور بھی پوچھنی ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔ امید ہے کہ صحیح جواب سے مشرف فرمائیں گے۔ جزاک اللہ حضوری (یعنی اللہ تعالیٰ سے دھیان کے درجہ کے حاصل ہونے) کے بعد ترقی حاصل ہونے کا ذریعہ کیا ہے؟ کیا توجہ الی اللہ یعنی اسم ذات کے تصور میں خوب ملکہ (رسوخ) اور بے تکلفی پیدا کی جائے یا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہے؟

تَحۡقِیقؒ: (یہ توجہ الی اللہ وغیرہ) مددگار نہیں ہے۔ جیسے کوئی حال پیش اس کے مطابق طریقے مختلف ہیں۔ جن (طریقوں) میں اعمال، اشغال، اقوال اور احوال سب داخل ہیں۔

لوگوں سے کم میل جول رکھنا

حَالؒ: ایک نئی حالت یہ ہے کہ میل جول کم ہو یا زیادہ سارا ہی بوجھ ہے۔ ہمیشہ تنہائی اور میل جول نہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر صرف شدید ضرورت کی وجہ سے میل جول ہو۔ یہ بھی جی چاہتا ہے کہ (لوگوں میں) ممتاز نہ بنوں۔ اس لئے اس سوچ میں کچھ پریشانی رہتی ہے۔

تَحۡقِیقؒ: یہ پریشانی بھی مفید ہے۔

حَالؒ: اسی طرح احقر کی ذات سے یہاں آس پاس کسی کو فائدہ ہونے کی بھی امید نہیں ہے۔ نہ تو کوئی میرا ہو سکتا ہے اور نہ ہی میں کسی کا ہو سکتا ہوں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔ میں کسی کو بھی اس کا اہل نہیں پاتا ہوں۔ امید ہے تعلیم فرمائی جائے گی۔ یہ مصلحت کے اعتبار سے مشورہ کے لئے عرض کیا گیا ہے۔

تَحۡقِیقؒ: ناامیدی کیوں کی جائے کہ کسی کو نفع نہیں ہوگا۔

حَالؒ: لوگوں سے ملنے جلنے سے تھوڑا بہت حجاب (پردہ) ہو ہی جاتا ہے اور کدورت (میلا پن) آ ہی جاتا ہے۔

تَحۡقِیقؒ: زیادہ یا خود سے میل جول کیوں کیا جائے۔ خود تنہائی اختیار کی جائے اور جب کوئی طالب ہو (یعنی دین سیکھنے آئے) تو اس کو نفع پہنچایئے۔

حَالؒ: اسی طرح احقر کی یہ خواہش ہے کہ اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اس مہینہ شعبان کے آخر تک خدمت میں حاضر ہوں اور سارے رمضان وہیں قیام کروں۔ اس کے بعد لڑکے کو مدرسہ سہارنپور میں داخل کرا کے گھر واپس آؤں۔ ماشاء اللہ یہ بیٹا شوقین اور ذہین ہے اور حضور پر دل و جان سے فدا ہے۔ اس کی تمنا بھی یہی ہے کہ حضور

کے قریب رہوں اور کبھی کبھی قدم بوسی (زیارت) سے مشرف ہوتا رہوں۔ اطلاعاً عرض کیا گیا ہے۔

تحقیق: کیا ہرج ہے لے آیئے۔

◆

سؤال: برائے مہربانی ایسا علاج و دعا بتائیں کہ جس سے لوگوں کے ساتھ تعلق جو ہلاک کرنے اور اوقات کو ضائع کرنے والا اور نقصان دہ ہے چھوٹ جائے۔ لوگوں سے یکسوئی اور ایک طرف ہونے کا طریقہ اور علاج کی صورت کیا ہے؟

جواب: بتکلف جان بوجھ کر کچھ ہمت کر کے یکسو اور ایک طرف رہنا شروع کیا جائے اور دوسری طرف قابل ضرورت تک توجہ کرنا چاہئے۔ فقط

◆

حال: میں اس وقت کیا حالت لکھوں عجیب کشمکش میں ہوں۔ میرے دنیاوی تعلقات بہت ہیں۔ اپنی آمدنی ضرورت کے جتنی ملتی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ایک قسم کی پریشانی ہمیشہ رہتی ہے۔ دوسرا کوئی اور سنبھالنے والا نہیں ہے۔ سب اپنے ہی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر اپنے بھائیوں سے الگ ہو جاؤں تو پریشانی تو کم ہو جائے گی لیکن شرم روک رہی ہے۔

تحقیق: میرے نزدیک تو کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ اس وقت مل کر رہنے کی وجہ سے خرچ اپنے قابو میں نہیں ہے اور اس وقت جتنا چاہا خود خرچ کیا جتنی گنجائش ہوئی دوسروں کی مذمت کی۔

حقوق معاف کرانے کا طریقہ

سؤال: اکثر جان پہچان والے سے رخصت ہوتے وقت یہ لفظ (خطا و قصور معاف کرنا) کیا ایسے رسمی لفظ سے حقوق معاف ہوں گے یا نہیں یا تفصیل کی ضرورت پڑے گی۔

جواب: اگر مخاطب کو وہ حقوق معلوم ہیں تو (یہ) لفظ کافی ہے۔ اگر معلوم نہیں ہیں تو پوری تفصیل بتانا ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ مجھ سے آپ کے کچھ حقوق ضائع ہوئے ہیں۔ یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ اگر کوئی حق ہو تو معاف کر دیں یا جو کچھ ہوں معاف کر دیں۔

بلاضرورت میل جول کا علاج

حال: (جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے) بلاضرورت اختلاط (میل جول) گویا ہے ہی نہیں۔ بات کرنے

ں یہ حالت ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو سے یہ آواز آتی ہے کہ ''کیا ضرورت ہے'' (حدیث میں ہے) ''ان من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه'' (کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چھوڑ دے) اس وقت نفس خواہ مخواہ بہت ضرورت پیش کرتا ہے۔ کبھی اپنے دھوکہ میں لے آتا ہے اور سمجھا دیتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق: جب ایسی غلطی ہو جائے تو استغفار کیا جائے۔

خدا کی بے ادبی کا علاج

حال: پھر (میں نے) یہ تدبیر اختیار کی کہ تین بجے رات کو کچھ روٹی کھاتا ہوں اور چائے بنا کر پیتا ہوں تو کمزوری میں کمی آ جاتی ہے۔ آدھی تسبیح ذکر کچھ آواز سے اور کچھ آہستہ کر کے پورا کرتا ہوں۔ حضور کے تشریف لانے سے ایک رات پہلے ان سب تدابیر کے باوجود تہجد کی نماز کے بعد بہت رونے اور عاجزی کے بعد جب ذکر میں مشغول ہوا تو بلغم گلے میں اٹک گیا آواز ہی نہیں نکلتی تھی اس لئے نفس غالب آ گیا۔ اور میں کمبخت نے دانت پیس لئے اور خود بخود یہ کہہ پڑا کہ ''اگر یہی منظور تھا تو اپنا نام لینے کا شوق کیوں پیدا کیا موت ہی دے دیجئے؟''

تحقیق: بہت ہی برا کیا اگر زبان سے کہا ہے تو یہ تو سخت بات ہے۔ اس مادہ کو ختم کرنا واجب ہے، اگرچہ ندامت اور استغفار سے گذشتہ کا کفارہ ہو گیا مگر آئندہ کے لئے روکنا ضروری ہے۔ اس روکنے کا طریقہ بالکل ختم کرنا ہے۔ ختم کرنے کا طریقہ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مضبوط کرنا اور اس (عظمت کی مضبوطی) کو عشق کے ساتھ جمع کرنا ہے۔ میری رائے میں اس (عظمت الہیہ اور عشق) کی کمی ہے اس کی تلافی ضروری ہے۔

حال: اس کے بعد ندامت شروع ہوئی۔ دل کی حضوری ختم ہو گئی۔ بہت پریشان رہا۔ بار بار جی چاہا کہ جنگل وغیرہ میں بھاگ جاؤں۔ حضور کے تشریف لانے کے بعد معمول کے مطابق ظہر کے بعد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ بہت ہی وحشت ہوئی جی چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ مگر کمترین نے طبیعت کو سنبھالا اور یہ خیال آیا کہ یہی حاضری اس مرض کا علاج ہے۔ تھوڑے عرصے میں وہ کیفیت ختم ہو گئی۔

(بعد میں) دو تین دن تک دل حاضر رہی۔ اب پھر وہی قبض کی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ بہت ذکر کرتا ہوں مگر اثر نہیں ہوتا ہے۔ دو حالتوں میں سے ایک حالت رہتی ہے۔ کبھی صرف دل کی حضور اور کبھی اس کے ساتھ دل ایسا لگتا ہے اور ایسی لذت اور کیفیت ہوتی ہے کہ کمترین اس کو بیان نہیں کر سکتا ہے۔ اس پہلے جو قبض

کی حالت ہوتی تھی تو یہ تصور کر لیتا تھا کہ مذکور (اللہ تعالیٰ) موجود (ہیں) بس اتنا کافی ہے۔ جیسے کسی مجمع میں ایک شخص کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے تو اس حالت میں (اس کو) محبوب کو نہ دیکھنے سے پریشانی (تو) ہوگی مگر یہ خیال کرے کہ محبوب کے پاس ہوں اور وہ دیکھ رہا ہے کچھ سکون بھی ہوگا۔

اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے تھوڑی دیر بعد وحشت اور بہت ہی پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: طبیعت ابھی تک محسوسات سے مانوس لگتی ہے۔ یہ ایک بڑا خطرہ ہے۔ اوپر جو جرأت کا واقعہ لکھا ہے وہ ان کی شان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ادب کی کمی عشق کی کمی کی دلیل ہے۔ عشق کا تقاضہ تو یہ ہے کہ۔

ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود

ترجمہ: ”وہ بادشاہ جو بھی کرے اچھا ہوتا ہے۔“

شیخ کی وضع قطع (ہیئت طور طریقہ) اختیار کرنا

حال: جس لباس سے (غیروں کا) تشبہ پایا جاتا تھا میں وہ بالکل چھوڑ دیا ہے اور حضور ہی کا تشبہ اختیار کر لیا ہے۔

تحقیق: کیا خدا کا فضل ہوا ہے۔

حال: لوگ کیونکہ میرے اس طور طریقہ کے عادی نہیں تھے اس لئے مختلف القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ لوگوں کے اس سلوک سے دل خوش ہوتا ہے حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں اور دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

تحقیق: نہ خوشی کا ارادہ کریں اور نہ ہی خوشی کے دور کرنے کا ارادہ کریں۔

سوال: حضور بھی دعا فرمائیں کہ خدا بری باتوں سے محفوظ رکھے۔

جواب: آمین۔

(اپنے) سلسلے کے مشائخ کو ایصال ثواب (ثواب پہنچانا)

سوال: حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ اور دوسرے بزرگان دین جن کے بابرکت نام شجرہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اگر کبھی کبھی غرباء، مساکین کو کھانا کھلا کر یا ان کو نقد پیسے دے کر ان حضرات کو ایصال ثواب کر دیا کروں اور اس میں کوئی خاص اہتمام یا کسی مہینہ یا تاریخ کی قید نہ رکھوں بلکہ جب اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں کر دیا کروں۔ اس طریقہ میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ اگر اس میں کسی برائی یا کسی ناجائز بات کا شک ہو تو جس طرح حضور والا ارشاد فرمائیں اسی طریقہ پر عمل کروں گا۔

جواب: ثواب کا سبب ہے۔ مگر نیت یہ نہ ہو کہ اس عمل سے ان کی پاک روحوں سے فیض ہوگا اگرچہ باطنی فیض

نہ ہو۔

عمل پر اعتماد (کرنا) عبدیت کے خلاف ہے

حال: (میری) صحت کے لئے دعا فرمائیں تاکہ پھر اپنے کام پر لگ جاؤں کیونکہ زادراہ کی بالکل کمی ہے (یعنی آخرت کی تیاری کی کمی ہے)۔

تحقیق: اپنے عمل پر زادراہ ہونے کا گمان جیسا کہ آپ کی عبارت سے سمجھ میں آتا ہے (یہ) خود تواضع کے خلاف ہے۔

حال: کیونکہ دو سال کی محنت اور مشقت سے جو ثمرات (نتائج) حاصل ہوئے ہیں وہ میری سعادت کی واضح دلیل ہیں۔

تحقیق: یہ بات بالکل سنت کے خلاف ہے کہ ثمرات (نتائج) کو ریاضت کا سبب بتاتے ہیں۔ وہ حدیث یاد کیجئے کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔

انہماک کے معنی

حال: بندہ کی حالت یہ ہے کہ ہر وقت یہ لگتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ حاضر وناظر ہیں۔ اس سے پہلے تو گناہ کی طرف میلان ہی نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر ہوا تو فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حالت سرکاری کام کرتے وقت نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف دنیا کے کام میں انہماک کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر (دنیاوی کام) انہماک سے نہ کیا جائے تو وقت بہت لگتا ہے اور کام بھی کچھ نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس وقت غفلت بھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ اگر اس وقت شیطان کوئی وسوسہ ڈالتا ہے تو فوراً حق عزوجل کی طرف خیال جاتا ہے جس سے وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

(سرکاری کام کے دوران) اگر نماز کا وقت آیا تو بار بار اٹھ کر گھڑی دیکھتا ہوں کہ جماعت میں کتنا وقت باقی ہے۔ کیا واقعی غفلت ہے جس کو بندہ سمجھ نہیں رہا ہے۔ اگر یہ غفلت ہے تو ضرور چھوڑنے کے قابل ہے اگر نہیں ہے تو خیر ہے۔ حضور والا تحریر فرمائیں کہ یہ کیا ہے تاکہ (حضرت کے) حکم کے مطابق عمل کیا جائے۔

تحقیق: یہ حالت غفلت نہیں تو انہماک بھی نہیں ہے۔ انہماک کے لئے غفلت ضروری ہے۔ (یعنی جب ایک کام میں انہماک ہوگا تو دوسرے کام سے غفلت ہوگی) بلکہ اگر تھوڑی سی غفلت بھی ہے تو انہماک کی دلیل نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ انہماک پوری مشغولی کو نہیں کہتے ہیں یہ تو بعض کاموں میں ضروری ہے بلکہ (انہماک) دلچسپی کی مشغولی جبکہ اس میں دوام یا غلبہ ہو کو کہتے ہیں۔ یہ (سرکاری کام میں دلچسپی کی مشغولی) آپ کو نہیں ہے۔

قرض کے ادا ہونے کی دعا کرنا

حال: ایک فکر بہت پریشان کر رہی ہے کہ بندہ مقروض ہے۔ قرض کی ادائیگی کے لئے حضرت سے پوچھ کر دعا پڑھتا تھا۔ اب (دعا پڑھنے کا) جی نہیں چاہتا ہے کہ (یہ) خدا کا نام مال کی غرض سے لینا ہے۔ دل کو بہت سمجھاتا ہوں کہ یہ بھی دین ہی ہے۔ ہاں! صرف دعا کر لیتا ہوں یہ نفس کا دھوکہ تو نہیں ہے؟

تحقیق: جس بات کے بارے نفس کے دھوکہ کا شبہ ہے وہ عین خلوص ہے۔ مبارک ہو۔

ہمت کی ضرورت

حال: (بندہ) اپنا حال کیا عرض کرے۔ نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے۔ کھانے کا اتنا غلبہ ہے کہ انتہا نہیں ہے۔ کئی مرتبہ نفلی روزہ رکھنا چاہا مگر اسی کی وجہ سے نہ رکھ سکا۔ نفس کا اتنا غلبہ ہے کہ جو جی چاہتا ہے کرتا ہے۔ مخالفت کی بہت ہمت کرتا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوتی ہے۔ ڈر ہے کہ کہیں مباح (جائز چیزوں) سے آگے بڑھ کے حرام چیزوں تک نہ پہنچ جائے۔

تحقیق: ہمت ہوتے ہوئے ڈر کی کیا بات ہے۔

حال: پہلے جو ذوق وشوق اور چستی تھی وہ اب بالکل نہیں ہے۔ غرض سارے حالات ہی افسوس کے قابل ہیں۔

تحقیق: لگتا ہے کہ تربیت السالک کے مضامین سے غفلت ہوگئی ہے۔

حال: نفس کی موافقت کے وقت دل پر ایک حجاب سا لگتا ہے۔

تحقیق: وہی حجاب ہے ورنہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ شریف نے حجاب کی اجازت دی ہے۔

عمل میں کوتاہی کا خیال مطلوب ہے

حال: نماز میں لذت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری طاعتوں (نیک کاموں) میں بھی مزہ آتا ہے۔

تحقیق: کیفیات کو حضرت کے مزاج کے مطابق مقصود نہیں سمجھتا ہوں۔ مگر کبھی یہ خیال ضرور آتا ہے کہ میرے عمل اور عمل کے طریقے میں ضرور کمی ہے مرشد کی صحبت اور ان کے مریدوں میں شامل ہوئے بغیر یہ وسوسہ ختم نہیں ہوگا۔ یہی وہ ضرورت ہے جس کا مجھے احساس ہے اور میں (اسی لئے) تھانہ بھون میں قیام کرنا چاہتا ہوں۔

تحقیق: یہ وسوسہ تو عین مطلوب ہے۔ وہ دن نامبارک ہے جس دن یہ گمان ہو جائے کہ ہمارے عمل میں کمی

نہیں ہے۔ اس لئے صحبت کا ارادہ اس غرض سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! صحبت میں دوسرے فوائد ہیں جس میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ (اپنے عمل میں) کوتاہی کا یہ خیال اور بھی مضبوط بلکہ مشاہد ہو جائے (گویا نظر آنے لگے)

بدقسمتی کہنا خدا پر الزام ہے

حال: محویت (گم ہونے کی کیفیت)، استغراق (ڈوبنے کی کیفیت) کا نہ ہونا (کم ہونے کی کیفیت) اب کم ہونے لگی تھی کہ سرکاری کاروبار کے فرائض کا ڈھیر لگنے لگا۔ فرصت کا وقت بالکل مسدود ہو گیا ہے۔ اپنی بدقسمتی کیا عرض کروں۔

تحقیق: اس کلمہ (اپنی بدقسمتی) میں خدا تعالیٰ پر الزام ہے کہ میں نے تو کوتاہی نہیں کی خدا تعالیٰ نے میرے لئے نقصان تجویز فرما دیا ہے۔ کیونکہ قسمت کے مالک اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ توبہ کیجئے۔

تہجد کے نوافل عشاء کے بعد

حال: اکثر رات کو تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

تحقیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے۔

حال: موت کے بعد کا تذکرہ کرنے کا معمول ہے۔ ڈیڑھ ہزار بار اسم ذات بھی جلدی جلدی اطمینان یا جلدی سے کر لیتا ہوں تہجد اکثر قضا ہو جاتی ہے۔ آنکھ کھلتی ہے مگر سستی سے اٹھا نہیں جاتا ہے کیا کروں۔

تحقیق: عشاء کے بعد پڑھ لیا کریں۔

حال: جو لوگ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکتے ہیں اور عشاء کے بعد آٹھ رکعت تہجد کی نیت سے پڑھتے ہیں کیا یہ تہجد کی جگہ کافی ہو جائیں گی۔ اس کی سند کیا ہے؟ احقر سے ایک صاحب علم نے سوال کیا ہے۔

تحقیق: ان سے کہہ دیجئے کہ بلاواسطہ تحقیق فرمائیں۔

حال: آج کل حالت ایسی خراب ہو گئی ہے کہ نہ تو قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں دلچسپی ہوتی ہے۔ حفظ نہ کرنے کی وجہ سے طبیعت کو صدمہ اور الجھن رہتی ہے۔ جیسے ہی کلام مجید لے کر بیٹھا طبیعت میں تنگی شروع ہو گئی۔ ادھر ادھر کے خیالات کی بھیڑ لگ گئی۔ بس (اس کی وجہ سے) کلام مجید بند کر دیتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر نیند کے غلبہ کی وجہ سے تہجد کی نماز قضا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے سارا دن

طبیعت بوجھل اور پریشان رہتی ہے۔ اگر یہ خیال کروں کہ (تہجد کی نماز) عشاء کے بعد پڑھ لیا کروں تو طبیعت کو بہت ہی بھاری لگتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ ایسی نعمت جو حق تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوگئی ہے (یعنی تہجد کی نماز کا آخر رات میں پڑھنا) اس عادت کو چھوڑ کر دوسرا وقت مقرر کر لوں۔ دل یہ بات بالکل بھی قبول نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ تہجد ناغہ ہو جائے ایسا اتفاق کم ہوتا ہے۔

(مجھے) افسوس اس بات کا ہے کہ اس سے پہلے کسی دن بھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ اگر (رات کو) غسل کی ضرورت پیش آجاتی تھی تو اسی وقت غسل کر کے تہجد کی نماز ادا کرتا تھا۔ اب (تو) اکثر قضا ہو جاتی ہے اور اگر غسل کی ضرورت پیش آجائے تو صبح اٹھ کر غسل کرتا ہوں۔ اس وقت غسل نہیں کرتا ہوں۔ اس کا بھی افسوس ہوتا ہے مگر صرف افسوس ہی افسوس ہے عمل نہیں ہے۔

(اب) بہت ہی ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ حضور والا دعا فرمائیں کہ۔ کلام مجید کے حفظ کا شوق روزانہ بڑھتا رہے اور تہجد کی نماز اور ذکر جس کو رات کے آخری حصہ میں کرنے کا معمول ہے اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔

تحقیق: قرآن مجید حفظ کرنا کچھ دن کے لئے ملتوی کر دیجئے اور تہجد عشاء کے بعد پڑھئے اگر رات کے آخری حصہ میں پھر اٹھ جائیں تو دوبارہ پڑھ لیجئے۔ کیا رات کے ابتدائی حصہ میں پڑھنا بالکل نہ پڑھنے سے زیادہ بھاری ہے؟

اعمال اختیاریہ کی ضرورت

حال: اب بحمد للہ یہ ہے کہ وسوسے اور خیالات ذرا سی توجہ سے بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ نماز میں بھی (اللہ تعالیٰ کے) ساتھ ہونے کا غلبہ رہتا ہے۔ خواب بہت اچھے نظر آتے ہیں۔ رات حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اکثر خلفائے راشدین کی زیارت نصیب ہوئی۔ کبھی دوسرے موقع پر عرض کروں گا۔

تحقیق: اعمال اختیاریہ کے بغیر ان احوال کو شمار کے قابل نہیں سمجھنا چاہئے۔

کوشش کا ضروری ہونا

حال: (محکمہ) بندوبست کی طرف سے حال ہی میں (مالگزاری) میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ خادم نے اس سلسلے میں مالگزاری کی کمی کے لئے عدالت بالا میں اپیل کی تھی اپیل سے پہلے بطور استخارہ جناب والا سے بھی اجازت حاصل کی تھی۔ خود بھی استخارہ کا عمل کر کے اطمینان حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس اپیل کے مقدمہ میں حکم خلاف ہوا یعنی اپیل رد کر دی گئی۔ اس لئے جو کچھ پہلے (زمین کا محصول) مقرر کیا تھا اس میں کمی نہیں ہوئی۔ لیکن

دل چاہتا ہے کہ دوبارہ مقدمہ کیا جائے۔

تحقیق: ضرور (کیجئے) لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیجئے ورنہ تمیں سال تک حسرت رہے گی (دوبارہ) مقدمہ سے دل کا ارمان تو پورا ہو جانے کا۔ حدیث میں ہے کہ پہلے کوشش کرو اگر پھر بھی حکم غالب آئے تو پھر حسبی اللہ کہو۔

دل سے غافل نہیں ہونا چاہئے

حال: یہاں تک ۲۴ ذوالحجہ تک کا حال لکھا ہے۔ اب وحشت تو نہیں ہے نہ زیادہ حضورِ قلب ہے۔ موجودہ حالت ایک مثال دے کر پیش کرتا ہوں۔ جیسے ایک درخت پھولا پھلا ہو اور باغبان نے اس کی ڈالیاں وغیرہ کاٹ کر صرف جڑیں زمین میں دبا دی ہوں خیال کے وسیع ہونے کی وجہ سے دل سے جو دوری ہوتی جا رہی تھی اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے۔ جناب کی عنایت سے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے یہ حالت پیدا نہ ہو۔ کیونکہ کمترین کا گمان ہے کہ راستے کا پتہ معلوم ہو گیا ہے کہ جیسا بھی انشراح (طبیعت کا کھلنا) ہو لیکن دل سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اب تک جو نہیں آیا اسی طرف متوجہ ہو گیا۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور حسنِ عقل میں اضافہ فرمائیں۔

نماز قضا ہو جانے پر جرمانہ

حال: بچوں کی وجہ سے نماز اکثر نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا جائے اس کی تعمیل کی جائے۔

تحقیق: جب ایک وقت کی نماز قضا ہو جائے دو وقت فاقہ کرو۔

نفلی روزے

حال: دل نفل روزے رکھنے کو بہت چاہتا ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو ایامِ بیض (چاند کی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) اور پیر کو روزہ رکھ لیا کروں۔

تحقیق: اگر کمزوری نہ ہو (تو رکھ لیں)۔

مواعظ کا مطالعہ

حال: وعظ الغضب دیکھتا تھا وہ (گھر) بھول آیا ہوں۔ اب (جو) ارشاد ہو وہ دیکھوں۔

تحقیق: ضرور بلکہ چند دن تک اس کو ہمیشہ دیکھیں۔

تہجد کا وقت

حال: گزارش ہے کہ رات میں دو تین بجے آنکھ کھلنے کے بعد نیند آ جاتی ہے۔ جس کا رنج ہے کیا کروں؟

تحقیق: رنج کی کوئی بات نہیں اس وقت اٹھ کر تہجد پڑھ لیا کرو اور جتنا ذکر ہو سکا (کر لیں) باقی صبح کی نماز کے بعد کر لیا کریں۔ نفع میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

سری نماز میں بھی جہری (نماز) کی طرح ترتیل (قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا)

حال: ایک نوافل پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ سری اور جہری نماز دونوں ایک ہی ذات کے لئے ہے۔ پھر (اس کے باوجود) جس طرح ترتیل اور قواعد کا خیال (ولحاظ) جہری میں ہوتا ہے۔ اس طرح سری میں کیوں نہیں رہتا ہے۔ بس اسی دن سے سری میں بھی قواعد کا لحاظ رہنے لگا۔

تحقیق: یہ علم نافع مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سارے امور میں ایسی ہی خوش فہمی عطا فرمائیں۔

حال: مگر (میں) ایک سخت مرض میں مبتلا ہوں (نماز کے دوران) اگر کوئی شخص آ جائے یا آہٹ بھی سن لوں تو پھر خیال نہیں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص (میرے) پاس کھڑا نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کی نماز کی طرف خیال جانے لگتا ہے کہ یہ شخص جلدی نماز پڑھ رہا ہے۔ جہری نماز میں تو الفاظ پر خیال کر کے کبھی رونا بھی آتا ہے مگر سری (نماز) میں (یہ کیفیت) نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جتنی دیر تک تلفظ اور قواعد کا لحاظ رہتا ہے شوق و ذوق رہتا ہے۔

تحقیق: یہ اثر طبعی ہے جو خرابی کا سبب نہیں ہے لیکن اختیاری کاموں میں اس پر عمل نہ ہو ترتیل اختیاری کام ہے۔ اس کا اہتمام رہنا چاہئے اگرچہ تکلف کے ساتھ ہو۔

تہجد پڑھنے کی تاکید

حال: تنہا ہونے کی وجہ سے تہجد کی نماز میں آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس دولت سے محرومی رہتی ہے جیسا کہ کوئی اہل دل آدھی رات اٹھنے کا مزہ چکھ کر کہتا ہے:

مزہ جو آتا ہے پچھلے پہر کے رونے میں
نہ جاگنے میں ہے لذت نہ شب کے سونے میں

جس کی وجہ سے افسوس ہوتا ہے کہ جب یہاں (حضرت کے پاس) ہی یہ حالت ہے تو مکان پر کیا حالت ہوگی۔ مگر اس مبارک مقام پر سونے کے شرف کے حاصل ہونے اور ندامت وافسوس سے تسلی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: (اس سے تسلی) نہیں (ہونی چاہئے) اس کی تلافی ضروری ہے ورنہ سونے کی جگہ بدلنا چاہئے وہاں کا کوئی اور انتظام کرنا چاہئے۔

اعتکاف میں معمولات

حال: اعتکاف میں کون سی چیز زیادہ کروں؟ ذکر، تلاوت قرآن یا رات میں نوافل؟

تحقیق: دن کو قرآن کی اور رات کو نوافل کی (زیادتی کرنی چاہئے)۔

حال: دعوات عبدیت کے وعظ بھی دیکھوں یا نہیں؟

تحقیق: ہاں! ہاں!

حال: اس چالیس دن کے اعتکاف میں جو بات میرے لئے مناسب ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اوپر لکھ دیا۔

حال: آج کل قرآن شریف، بہشتی زیور، اور فارسی کا سبق ہوتا ہے۔ یہ سبق پڑھتا رہوں یا ان چالیس دنوں کے لئے چھوڑ دوں۔

تحقیق: ہاں! چھوڑ دو۔

دلائل الخیرات پڑھنا

حال: حضرت شروع میں حضرت والا کا جو شجرہ چھپا تھا اس میں لکھا تھا کہ ظہر کے بعد ایک منزل دلائل الخیرات کی پڑھ لی جائے۔ (یہ) بندی جب سے اکثر پڑھتی رہتی ہے۔ اب رسالہ الامداد میں دیکھا جتنی دیر دلائل الخیرات پڑھنے میں لگتی ہو دوسرا کوئی درود پڑھا جائے۔ دوسرا کوئی درود اتنی دیر پڑھنا تو مشکل نہیں ہے لیکن روزانہ بیٹھنا مشکل ہے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

تحقیق: اگر یہ بات روزانہ ہو سکے تو ایسے شخص کے لئے دلائل الخیرات کی منزل پڑھنا ہی مفید ہے۔

دھن کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے

حال: صرف پرسوں بہت کوشش کے بعد تلاوت کے بعد گناہ کا خیال کر کے عذاب کا خیال بھی آیا اور گڑگڑا کر (یعنی عاجزی سے) خدا کی درگاہ میں توبہ اور استغفار کیا۔ اسی طرح گزشتہ رات ایک بجے دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار کیا بناوٹی طور پر رونے کی شکل بنائی تھی۔ (لیکن) اللہ و رسول اور استغفار کا خیال اور زیادہ دھن جس کو کہنا چاہئے وہ اب تک حاصل نہیں ہوئی ہے۔

تحقیق: اس (دھن) کا حاصل نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

نماز کے وقت تصور

حال: حق تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی برکت سے کمترین کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ گویا خداوند عالم ہر وقت سامنے ہیں۔ دل نہیں چاہتا ہے کہ اللہ اللہ ختم کروں۔ سوتے وقت اللہ اللہ کرتا ہوں سو جاتا ہوں۔ کبھی کبھی نماز میں ایک سفید رنگ کی روشنی نظر آتی ہے۔ اس وقت ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے اور نماز میں یکسوئی بہت ہوتی ہے۔ ایسا تصور ہوتا ہے کہ خداوند عالم بالکل قریب ہیں جیسے پاؤں پر سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت والا ارشاد فرمائیں یہ حالت کیسی ہے؟

تحقیق: پسندیدہ (حالت) ہے۔

حال: ایسا تصور کرلیا کروں یا نہیں؟

تحقیق: (ایسا تصور کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے مگر ایسا اعتقاد نہیں کرنا چاہیے۔

تشہد کے وقت تصور

حال: تشہد میں کیا خیال کیا جائے؟ مثلاً "التحیات للہ والصلوات والطیبات" حضور ﷺ کا قول ہے "السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته" اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور "السلام علینا وعلی عباده الله الصالحین" آنحضرت ﷺ کا قول ہے۔ اور "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله" اپنا قول خیال کرنا چاہئے یا کوئی اور طریقہ ہونا چاہئے۔

تحقیق: سب اپنی طرف سے خیال کرنا بہتر ہے۔

ہول قبر کی نماز کا بے اصل ہونا

حال: نماز ہول قبر کے نام سے دو رکعت نماز نفل کی نیت کرکے میت کے لئے پڑھ کر دعا کی جاتی ہے کہ اس میت کو عذاب قبر سے نجات ہو اور اس نماز کا ثواب اس کی روح کو بھیجا جاتا ہے۔ کیا اس نماز کی کوئی سند ہے یا نہیں؟ اور اس کو پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اگر اس نماز کی کوئی سند ہے تو اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

تحقیق: اس نماز کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس نام اور قید کے بغیر میت کے لئے دعا کرنا یا جس عبادت بدنی یا مالی کی توفیق ہو اس کا ثواب پہنچانا ثابت ہے۔

شیخ سے دعا کی طلب

حَالؒ: اگرچہ ہمیشہ دعا کی طلب کرتا ہوں اور حضور فرماتے ہیں دعا کرتا ہوں۔ مگر ہمیشہ یہ بدگمانی سی رہتی ہے کہ حضور کے خدام میں ایک نام کے بیسیوں (آدمی) ہوں گے۔ کون عبدالعزیز (ہوگا) مگر مجھے آپ کی (دعا کی) ضرورت زیادہ ہے۔ خدا کے لئے ضرور دعا کریں (میری) حالت بڑی خراب ہے۔

تم نے کبھی نہ بھول کے بھی یاد کر لیا   ہم نے تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا

تحقیق: جب خط آتا ہے تو اس وقت تو خاص طور سے (یاد) کر لیتا ہوں۔ دوسرے اوقات میں عام دعا کرتا ہوں کیونکہ خاص طور پر یاد رہنا واقعی مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ کو تو اس (دعا) کے عام اور خاص افراد معلوم ہیں وہ سب کے حق میں اس کو قبول فرمائیں۔

◆

حَالؒ: حضور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور لکھ دیں کہ ''میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مغفرت بے حساب و کتاب ہو جائے۔'' تو مجھے بڑا اطمینان ہوگا کیونکہ اس وقت ان شاء اللہ آخرت میں فضل ضرور ہوگا اس لئے کہ آپ کا چاہنا خدا کا چاہنا ہے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں   میدہد یزداں مراد متقیں

ترجمہ: ''جو تو چاہتا ہے چاہ لیتا ہے خدا ـــــ متقیوں کی مراد پوری کر دیتا ہے خدا۔''

تحقیق: بلاشبہ میں ایسا ہی چاہتا ہوں میرے لئے آپ کے لئے اور تمام ساتھیوں کے لئے۔

◆

حَالؒ: (بندے کے) معمولات یعنی اسم ذات مغرب کی نماز کے بعد (۶۰۰۰) جہر اور ہلکی ضرب کے ساتھ اور بارہ تسبیح فجر کی نماز کے بعد جاری ہیں۔ (اس کے علاوہ اور جو کوئی بات) اس ناکارہ کے مناسب حال ہو اور اصلاح کے قابل ہو بتائی جائے تاکہ (بندہ) اس پر عمل کرے۔ اپنی تو ہر حالت اصلاح کے قابل ہے (حضرت کو) ان غلاموں سے تکلیف ہی تکلیف ہے اور (اس کے علاوہ) کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے مراتب کو بلند فرمائیں۔ اب التجا یہ ہے کہ غلام کے لئے دعا فرمائیں کہ استقامت نصیب ہو مولا کی رضا اور حضور کے ساتھ حشر ہو۔

تحقیق: آمین۔

شیخ کا تصور

حال: بندہ بہت چاہتا ہے آپ کی تصویر میرے دل میں جم جائے مگر کچھ دن یہ بات دل میں رہتی ہے پھر بعد میں خیال تک نہیں رہتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے لئے مناسب تدبیر فرمائی جائے۔

تحقیق: اس کا ارادہ بالکل نہ کرنا (یہ) ہمارے طریق کے خلاف ہے۔

سوال: حضرت جی! ذکر کے وقت شیخ کا خیال آنا کیسا ہے؟ ذکر میں اگر شیخ کا خیال آئے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب: آنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر لانا نہیں چاہئے۔

حال: ایک بات عرض کرنے سے یہ رہ گئی تھی کہ جب ذکر شروع کرتی ہوں تو حضرت والا کا خیال آجاتا ہے۔ جیسے دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ ہم کو ایسے بزرگ کا زمانہ نصیب کیا یا فلاں بات خط میں لکھنا چاہئے۔ ایسے ہی خیالوں کا سلسلہ رہتا ہے تو سمجھتی ہوں کہ دوسری فضول باتوں سے یہ باتیں اچھی ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کی تلاوت میں خود بخود جناب والا کا تصور رہتا ہے۔ میرا یہ خیال کیسا ہے؟

تحقیق: کچھ بھی حرج نہیں ہے جبکہ بغیر اختیار کے ہو۔ کبھی ضرورت کے وقت ارادے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسے کوئی بات پوچھنے کے خیال سے (تصور کیا جائے)

شیخ کی صحبت

حال: بارہ تسبیح کے علاوہ دن میں ۲۴ ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ تعالیٰ کے فضل سے کر لیتا ہوں (آپ کی) بابرکت خدمت میں بیٹھے ہوئے بھی اسی (اسم ذات) کا آہستہ آہستہ ورد رکھتا ہوں۔ وعظ کو صاف صاف لکھنے کے لئے صرف ایک گھنٹہ ملتا ہے جو میری تحریر کی رفتار کے لئے کم ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ممکن ہے کہ حضور کی خدمت میں بیٹھے بیٹھے اسم ذات کے ورد کی جگہ وعظ صاف (کر کے) لکھتا رہوں لیکن ذکر نہیں ہوگا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ صحبت کی برکات سے استفادہ میں رکاوٹ ہو۔

تحقیق: اگر میرے خاموش رہنے کے وقت لکھا جائے تو (صحبت کے استفادہ میں) رکاوٹ نہیں ہوگی مگر آپ کو الجھن اور گرانی ہوگی۔

حَال: اب جیسا ارشاد ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سونے کے وقت میں سے کچھ کمی کر کے یا کلام مجید دور میں سے کچھ وقت نکال کر وعظ لکھنے کے وقت کو بڑھالیا جائے یا جتنا ہو سکے اتنا ہی رکھا جائے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمانے والے ہیں۔

تحقیق: رمضان شروع ہونے کے تین دن بعد مشورہ کیجئے۔

عشاء کے بعد تہجد کے نوافل

سُؤال: جناب محمد علی صاحب معتمد جٹ پول نے اپنے بھانجے امام الدین صاحب سے کہا: قرآن و حدیث سے صرف آخر رات میں تہجد پڑھنا ثابت ہے۔ تم جو ابتدائی رات میں عشاء کے بعد تہجد پڑھتے ہو وہ بدعت اور غیر ضروری ہے چھوڑ دو۔ یہ سن کر انہوں نے ابتدائی رات میں تہجد پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ ان موصوف کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے کو منع کرنے والے، اعتراض کرنے اور اس پر تعجب کرنے والے ہیں اور طعن کرتے ہیں۔

لہٰذا ہاتھ باندھے کمال ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں فقہی حکم یا اس کے بارے میں حدیث نقل فرمائیں اور ابتدائی رات میں نوافل پڑھنے کا مستحب ہونا وضاحت کے ساتھ اور صاف تحریر فرمائیں تو زندگی بھر احسان کے سمندر میں ڈوبا رہوں گا اور ان سب (کہنے والوں) کو مطمئن اور خاموش کروں گا اور اپنے تمام پیر بھائیوں کو عمل کی غرض سے بتاؤں گا۔

جَواب: درمختار میں ہے کہ رات کی نماز —— اگر رات کے تینے حصے کئے جائیں تو درمیانی حصہ (رات کی نماز کے لئے) افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کئے جائیں تو آخری حصہ افضل ہے۔ درمختار میں طبرانی کی روایت ہے کہ رات کی نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اگر چہ بکری کے دودھ دوہنے کے (مختصر) وقفے کے برابر ہی کیوں نہ ہو—— جو حصہ عشاء کے بعد ہے وہ رات کا حصہ ہے۔ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ تہجد کی یہ سنت عشاء کے بعد سونے پڑھنے سے حاصل ہو جائے گی۔ (جلد ا صفحہ ۷۱۵)

درمیانی اور آخری رات کے افضل ہونے سے بھی ابتدائی رات کا جواز سمجھ میں آتا ہے۔ طبرانی کی روایت میں اس کی صاف تصریح ہے۔ شامی میں اس پر خوب کھل کر بحث کی ہے۔ بہرحال (ابتدائی شب میں تہجد پڑھنے کا) یہ قول بے سند تو نہیں ہے۔ اگر کسی کو افضل کی ہمت نہ ہو صرف چھوڑ دینے سے جائز پر عمل کر لینا زیادہ اچھا ہے۔

سوال: کمترین مولوی ...... صاحب کا حقیقی ماموں زاد بھائی اور بہنوئی بھی ہے۔ پچھلی مرتبہ جنوری میں حضور مچھلی شہر رونق افروز ہوئے تھے تو کمترین نے حضور سے بیعت کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مگر بدقسمتی سے اس شرف سے مشرف نہ ہو سکا۔ مگر حضور نے فرمایا تھا کہ چند دن توبہ و استغفار کرو اور نماز کو ہمیشگی سے پڑھو اور جہاں تک ہو سکے کبھی قضا نہ ہونے دو۔ حضور نے فرمایا تھا کہ تہجد کی نماز کی پابندی بھی لازمی کرو۔ اس کے بعد بارہ تسبیح کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کو فرمایا تھا۔ جس کے درمیان کبھی کبھی محمد رسول اللہ بھی کہہ لیا جائے اور گناہوں سے بچتے رہو۔ اس کے بعد بیعت قبول فرمائی جائے گی۔

بحمد للہ حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ نے اپنا مبارک اثر دکھایا۔ ١٦ جنوری سے اب تک کسی وقت کی نماز قضا نہیں ہوئی ہے خدا سے دعا ہے کہ اس کی ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں اور اب مرتے دم تک اس کی پابندی نہ چھوٹے۔ التماس ہے کہ حضور بھی اس عاجز کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا نیک توفیق شامل حال رکھیں۔

تہجد مسلسل چلی آ رہی ہے۔ اس کے بعد حضور کی ہدایت کے مطابق بارہ تسبیح کلمہ شریف پڑھ لیتا ہوں۔ مگر آج کل چار پانچ دنوں سے اپنی کم قسمتی کی وجہ سے رات میں آنکھ نہیں کھلی جس کی وجہ سے تہجد کی نماز ناغہ ہوگئی۔ حضور نے کیونکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ کبھی کبھی اپنے حالات حضور کو بتایا کروں۔ اس لئے حکم کی اتباع میں یہ خط بھیج رہا ہوں امید ہے کہ جواب سے عزت بخشی جائے گی۔

جواب: آپ (کے اعمال) کی پابندی سے دل خوش ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہشتی زیور و گوہر، اصلاح الرسوم اور قصد السبیل کا مطالعہ اور اس پر عمل بھی کیجئے اور اطلاع دیجئے۔ اگر کبھی (تہجد کے لئے) آنکھ نہ کھلے تو سورج نکلنے کے بعد پڑھ لیجئے۔ اگر خدانخواستہ اکثر ناغہ ہوتا ہو تو اس صورت میں عشاء کے بعد پڑھ لینا مناسب ہے اس کے بعد اگر آخر رات میں آنکھ کھل جائے تو دوبارہ پڑھ لیجئے ورنہ خیر ہے۔

◆

حال: اس وقت (میرا) معمول یہ ہے کہ صبح آدھا پارہ کلام مجید اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ چھ سو مرتبہ ذکر نفی اثبات اور چھ سو مرتبہ ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ چار رکعت اشراق بھی شروع کر دی ہے۔ مغرب کے بعد صرف چھ سو مرتبہ ذکر نفی اثبات اور چھ سو مرتبہ ذکر اسم ذات کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد چار رکعت تہجد پڑھتا ہوں۔ (یہ سب) گزارش بتانے کے لئے ہے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ بہت کافی اور وافی ہے۔

◆

حال: میری عادت ہمیشہ سے یہ تھی کہ رات کو آنکھ کھلنے پر اٹھنے میں سستی نہیں ہوتی تھی خواہ پھر نیند کی وجہ سے کام نہ ہو سکے مگر اٹھ جاتا تھا۔ اس دفعہ یہ بات نئی ہوئی کہ کئی کئی مرتبہ آنکھ کھلی اور اٹھ نہ سکا۔ دو مرتبہ نفلیں رہ گئیں (اور) ایک مرتبہ وتر بھی قضا ہوگئی۔ خود (یہ) سمجھ میں آیا کہ تو پہلے کے مقابلے میں جلدی سو جاتا ہے (اس لئے) آنکھ کھلنے پر نفس کہتا ہے: جلدی سونے کی وجہ سے جلدی آنکھ کھل گئی ہے ابھی بہت وقت ہے۔ بس غفلت نے پکڑ لیا (اس لئے) رات کو دیر سے سویا فکر رہی کہ آج دیکھئے آنکھ کھلتی ہے یا نہیں؟ (نتیجے میں) بہت اچھے وقت آنکھ کھلی۔ اگر اس ترکیب سے کام بن گیا بن گیا ورنہ پھر اطلاع دوں گا۔

تحقیق: یہ ترکیب نقصان دہ ہے ایسا نہ کیجئے۔ اگر کبھی ناغہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے سورج نکلنے کے بعد ادا کر لیجئے مگر وتر کو شروع رات ہی میں پڑھنے میں احتیاط ہے۔ اگر کثرت سے ایسا ہوتا ہے تو سارے معمولات عشاء کے بعد کر لیجئے۔

حال: زکام یا کسی دوسری وجہ یا راستہ کی تھکن کی وجہ سے اس رات کو تہجد میں اٹھنے کی نیت نہیں کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد نفل پڑھ کر یا پڑھے بغیر سو جاتا ہوں۔ ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا بہتر ہے یا نہیں؟

تحقیق: بہتر کے بجائے جائز ہونے کی تحقیق (کرنا) کافی ہے۔ کیا تمام افضل کام ہی کئے جاتے ہیں۔

◆

حال: نوافل کے لئے رات کو اٹھنا بہت ہی مشکل لگتا ہے۔ آج کل تو رمضان شریف کی برکت ہے کہ چاہو نہ چاہو اٹھنا پڑتا ہے۔ پھر بھی نفس کو بہت مشکل ہوتی ہے اور اٹھ کر بیٹھنے کے بعد بھی دس منٹ تک نیند نہیں کھلتی ہے۔ جس سے دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ اس کے لئے بھی (کوئی) نسخہ اور دعا فرما دیں۔

تحقیق: عشا کے بعد پڑھ لیا کریں۔

حال: میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہمت کروں گا لیکن حضرت کی دعا کے بغیر ہمت بھی کام نہیں دیتی ہے۔ روزانہ کڑھتا (افسوس کرتا) ہوں اور پکا ارادہ کر کے سوتا ہوں لیکن جلدی اٹھنے پر قدرت نہیں ہوتی ہے۔ حضرت جی! گھر کی مستورات تو خود بخود مجھ سے پہلے اٹھ جاتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں اور مجھے جگانے سے بھی (اٹھنے کی) ہمت نہیں ہوتی ہے۔ بہت ہی شرمندہ ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے دعا فرمائیں اور اس غفلت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے کو مراد کے ساحل تک پہنچا دیں۔

تحقیق: اگر یہی شرمندگی مراد کے ساحل تک پہنچنے کا ذریعہ ہو (تو کیا تب بھی)۔

◆

حال: گزارش یہ ہے کہ فدوی کا ارادہ ہمیشہ تہجد پڑھنے اور ذکر کا مسلسل رہتا ہے۔ دنیا میں کسی اور چیز کے حاصل ہونے کا خیال اس طرح نہیں رہتا ہے۔ یہ خیال ہوگیا کہ جف القلم بما ھو کائن (یعنی جو کچھ ہونے والا ہے قلم اس کو لکھ کر خشک ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ سے جتنا) تقرب قسمت میں ہے حاصل ہوگا۔ صرف ہر عمل کرنے کے لئے ہمیشہ (تہجد و ذکر) کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر اس میں ایسا نقصان ہوتا ہے کہ اکثر ہفتہ میں دو تین دن آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ دن میں تدریس میں ایسی مشغولی ہو جاتی ہے کہ بعد میں قضا کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اس کا بہت ملال رہتا ہے۔ لہٰذا دعا اور ہدایت کی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: جس ذات مقدسہ کا ارشاد "سددوا وقاربوا" ہے (اسی کا ارشاد "لا تفریط فی النوم انما التفریط فی الیقظة" ہے (کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ کمی تو جاگنے کی حالت میں ہوتی ہے یعنی نیند میں کمی کوتاہی کا اعتبار نہیں ہے کہ بے اختیاری حالت ہے بلکہ جاگنے کی حالت کی کمی کوتاہی کمی کوتاہی ہے کیونکہ وہ اختیاری حالت ہے اس لئے یہ قابل مواخذہ ہے) اس لئے عقلی غم تو نہیں ہونا چاہئے (کہ بے اختیاری نیند کی حالت میں کمی ہوئی ہے) اور رہا طبعی غم تو وہ خود ایک مجاہدہ ہے اس لئے اس کو روکنے کی تدبیر کی کیا ضرورت ہے؟

ہاں قضا اختیاری چیز ہے اس کی کوتاہی پر عقلی غم بالکل مطلوب ہے۔ اس لئے اس کوتاہی کے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد معمولات کر لئے جائیں اگر (آخر رات میں) آنکھ کھل گئی تو قند مکرر (ایک بار اور مٹھائی یعنی دوہرا فائدہ) دوبارہ شکر ہی سہی۔

اعمال میں کوتاہی کی وجہ

(اس سے پہلے ان صاحب نے خط میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھا تھا کہ اعمال اگرچہ میرے پاس نہیں ہیں مگر عقائد اپنے حضرات جیسے ہیں)۔

سوال: اب یہ خیال ہوتا ہے کہ خود عقائد بھی اپنے حضرات سے تعلق رکھنے والوں کے برابر نہیں ہیں بلکہ ناقص اور ناکافی ہیں ورنہ اعمال کی کوتاہی کے کیا معنی؟ اس سے لیکن کچھ شک ہے۔

جواب: عمل میں کوتاہی عقائد میں کمی کی وجہ سے نہیں ہے۔ (بلکہ) احوال کی کمزوری کی وجہ سے ہے خوف نہ فرمائیں۔

تہجد کے نوافل میں آنکھ بند کرنا

سوال: اکثر تہجد (کی نماز) آنکھ بند کرکے پڑھتا تھا اور دوسری نمازوں میں کبھی کبھی (بند کرتا تھا) جب مواعظ

میں معلوم ہوا کہ آنکھ کھول کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ اب ساری نمازیں آنکھ کھول کر پڑھتا ہوں مگر عادت کے مطابق (آنکھ) بند کرنے کا دل چاہتا ہے۔ اس میں شوق بھی زیادہ لگتا ہے۔ اب جو ارشاد ہوگا ویسا ہی کروں گا۔

جَوَابْ: جو مبتدی ہو اس کو دونوں کی اجازت ہے۔

فرائض وسنن موکدہ کے مقابلے میں تہجد میں زیادہ دلی یکسوئی کی حکمت

سُوَال: حضور والا! فرائض، واجبات اور سنن موکدات کے مقابلے میں تہجد میں دل زیادہ لگتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ شیطانی دھوکہ تو نہیں ہے کہ فرائض میں جی کم لگے اور تہجد اور آخر رات کی نماز میں جی زیادہ لگے۔ ارشاد فرما کر ممنوع فرمائیں۔

جَوَابْ: اس میں دھوکہ نہیں ہے۔ طبعی بات ہے جو کام اپنے ذمہ نہ ہو اس کو کر کے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ہم کو بڑی دولت نصیب ہوئی کہ جو کام ہمارے ذمہ نہ تھا اس کی توفیق ملی۔ جو کام ذمہ ہوتا ہے اس میں سمجھتا ہے کہ یہ تو کرنا ضروری تھا کون سا بڑا کمال کیا۔ اس لئے طبعی باتوں میں انسان معذور ہے۔ (اور یہ تہجد میں یکسوئی ہونا طبعی بات ہے اس لئے کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی دھوکہ ہے)۔

تہجد کی رکعات

سُوَال: رات میں وتر سے پہلے چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لیتا ہوں اور آٹھ رکعت آخر رات میں پڑھتا ہوں۔ یہ اس لئے لکھا کہ ایک بزرگ کے فرمانے سے شبہ ہوگیا تھا کہ جب چار رکعت شروع رات میں تہجد کی نیت سے پڑھ لیں تو پھر آخر رات میں تہجد ساقط ہوگئی۔ اب جو آخر رات میں پڑھی جائے گی وہ نفل ہوں گی تہجد نہیں ہوں گی۔ کیا یہ خیال صحیح ہے؟

جَوَابْ: (یہ خیال صحیح) نہیں (ہے) ذیل کی روایت سے تہجد کی رکعات فعلی اعتبار سے بارہ رکعت سے زیادہ مگر محدود اور قولی اعتبار سے غیر محدود رکعات ثابت ہیں۔ یعنی تہجد کی رکعات کی کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کے بعد کی نماز کو تہجد نہ کہا جائے۔ حافظ علامہ مفتی الانام تلخیص الجبیر اور حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری جو شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کے استاد ہیں (کی کتاب) ترغیب کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "رات کی نماز جو زیادہ تعداد منقول ہے وہ سترہ رکعت ہے اور یہ دن رات کی رکعات کی تعداد ہے۔ ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں اور ابن منذر اور حاکم نے اپنی مستدرک میں عراک کے طریق سے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وتر پانچ، سات، نو اور گیارہ رکعت وتر پڑھی یا اس سے زیادہ پڑھی۔

تہجد کی نماز کا مخصوص طریقہ نہ ہونا

سوال: تہجد کی نماز کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے خصوصی ارشاد فرمایا ہے وہ کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

جواب: کوئی خاص طریقہ نہیں فرمایا ہے (بلکہ) جس طرح دوسری نمازیں ہیں اسی طرح یہ بھی ہے۔

تہجد کے بعد سونا

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد اپنا معمول پورا کرنے کے بعد فجر کی اذان دینے کے بعد تھکن کی وجہ سے تھوڑی دیر ۲۰ یا ۲۵ منٹ سو جاتا ہوں۔ جب نمازی جمع ہو جاتے ہیں تو اٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ اس کے بارے میں حضرت کا کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر جماعت فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو مفید ہے۔

دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا عبدیت کے خلاف ہے

سوال: اس ناکارہ نے وضو کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے تقریباً ایک مہینہ سے روزہ رکھنا شروع کر دیا ہے۔ میرے والدین اور بیوی پوچھتی ہے کہ روزہ کیوں رکھ لیا؟ ان کو جواب دیتا ہوں اس علاج سے وضو باقی رہتا ہے اور دل میں کہتا ہوں جب تک اللہ تعالیٰ میرا قرضہ ختم نہ کر دیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ (میرے لئے) کشادگی کریں ورنہ (میں) جب تک زندہ ہوں روزہ رکھوں گا۔ اس میں کوئی شیطانی یا نفسانی دھوکہ تو نہیں ہے؟

جواب: صرف اس مقصد کے لئے روزہ رکھنا اخلاص اور عبدیت کے خلاف ہے۔

غفلت کی حقیقت

حال: (حضرت!) آپ کی تصانیف میں اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ غفلت سے دل کی نورانیت چلی جاتی ہے۔ (اس لئے عرض ہے کہ) غفلت سے کیا مراد ہے؟ کیا خداوند عالم کا دھیان اور توجہ کا نکل جانا مراد ہے؟ کیا معاش کا کام کرتے وقت بھی یہ دھیان باقی رہے گا جیسے کسی غیر زبان کی تعلیم دینے میں اور طلباء کو سمجھانے میں مشغول ہو (تو اس وقت بھی دھیان باقی رہے گا) کیونکہ اس وقت تو اس کی توجہ اسی مضمون کی طرف ہوگی۔

تحقیق: (کسی کام میں) مشغول نہ ہونے کی حالت میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہونا اور ایسا کام بغیر

ضرورت کے اختیار کرنا جو (اللہ تعالیٰ کی طرف) توجہ میں رکاوٹ ہو غفلت سے یہ مراد ہے۔

دل کی سختی کے وسوسے کا علاج

حَال: بندے کا مقصود (دل کی) سختی سے یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ نماز کی حالت میں رونے لگتے ہیں، قرآن شریف پڑھتے پڑھتے رونے لگتے ہیں اور وعظ میں وعید کے مضامین سن کر نرم دل ہو کر رونے دھونے میں لگ جاتے ہیں۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے، نہ قرآن پڑھنے کی حالت میں اور نہ ہی وعظ سننے سے رونے کی باری آتی ہے (یہ بندہ کے نزدیک دل کی سختی ہے) مگر یہ حالت پسندیدہ نہیں ہے تو حضرت سلمہ اس کے لئے علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اور ایسی باتوں میں ناپسندیدگی ثابت ہی نہیں ہوتی ہے۔

حَال: طاعات کی طرف نہ طبعی نہ ارادے اور استحضار سے رغبت ہوتی ہے۔ اسی طرح گناہوں سے نفرت کا حال ہے۔

تحقیق: رغبت اور نفرت کا طبعی طور پر ہونا مطلوب نہیں ہے بلکہ اعتقادی (رغبت ونفرت ہی) کافی ہے۔ اسی بات کا حکم ہے۔ اس (اعتقادی رغبت ونفرت) کی چاہت پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت ونفرت بھی ہو جاتی ہے اور اگر نہ بھی ہو تو کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

علم کے دعویٰ کے چھوڑنے کا پسندیدہ ہونا

حَال: ایک اور نفع یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں پر علمی مشغلہ کیونکہ زیادہ نہیں ہے بلکہ گویا ہے ہی نہیں اس لئے دل اپنے علم کے تصور سے بھی خالی ہو گیا ہے۔

تحقیق: یہ (بات) اس وقت پسندیدہ ہے جب (کہ دل) صرف علم کے تصور سے خالی ہو علم سے خالی نہ ہو یا (اگر علم سے خالی ہو تو) وہ علم حق سے روکنے والا ہو ورنہ (یہ بات کہ دل کا تصور علم سے خالی ہونا) پسندیدہ نہیں ہے۔

توجہ اور تصرف پر عمل کو ترجیح

حَال: بندہ کو حضرت کی خدمت مبارک سے رخصت ہو کر آئے ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔ جب سے آج تک بندے کے دل میں یہ پریشانی پیدا ہوتی ہے کہ اکثر پیر و مرشد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ باطن کے تصرف سے مریدوں میں طرح طرح (قسم قسم) کی کیفیات پیدا کرتے ہیں۔ اس سے مریدوں کا اعتقاد زیادہ جمتا ہے اور

ہمت بڑھتی ہے۔

خاکسار نے اتنی مدت تک خوف کی وجہ سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ اب مجبوری کی وجہ سے انتہائی عاجزی اور محتاجگی سے عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت مہربانی کی وجہ سے اپنی باطنی توجہ سے اس سیاہ بخت (بدقسمت) کی خبر نہیں لیں گے تو یہ نامراد دونوں جہاں میں نامراد رہے گا۔

تحقیق: کیا مراد حاصل ہونے کا طریقہ توجہ اور تصرف ہی ہے کیا خود عمل اور کوشش کرنے سے مراد حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اگر بات پہلی ہے (کہ توجہ و تصرف سے مراد حاصل ہوتی ہے) تو اس کی دلیل (کیا ہے) اور اگر دوسری بات ہے (کہ عمل اور کوشش سے مراد حاصل ہوسکتی ہے) تو پھر اس بات کے کیا معنی کہ ''اگر مہربانی کی وجہ سے ــــــ''۔

تربیت السالک کے مطالعے کی ترغیب

حال: حضرت کے حکم کے مطابق دستور العمل عالم فارغ کا شروع کر دیا ہے۔

تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: ہے تو نام ہی نام مگر تربیت السالک کے مطالعہ سے فکر ختم ہوگئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: (فکر) اس لئے (چلی گئی کہ کام) کرتے جائیں اخلاص آخر میں آ ہی جائے گا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال: مطالعہ نے اتنا بے فکر کر دیا کہ پرچہ لکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔

تحقیق: ماشاء اللہ۔

حال: الحمد للہ! مجھے تو فائدہ لگتا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

تحقیق: غلط نہیں ہے۔

حال: جو خوف اور وہم تھے وہ مطالعہ سے ختم ہو گئے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: یہ خیال آتا ہے کہ بعض (لوگوں) کو اس بات یعنی (ان سب باتوں کو سمجھنے) کے باوجود آپ نے ارشاد فرمایا کہ لکھا کرو۔ (اس سے) اب یہی لگتا ہے کہ (لوگوں کی) طبیعتیں مختلف ہیں کسی کو لکھنا مناسب (ہوتا ہے)

اور کسی کو (آپ نے) یہ فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ اب مطالعہ (کرنے) والے کو تسلی ہوتی ہے کہ خیالات پر کوئی فکر نہ کرو اور اگر فکر ہوتی تو پرچہ میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں لگتی ہے۔ (تربیت السالک کا) مطالعہ ختم ہو چکا ہے اب (آگے) جو ارشاد ہو۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ آپ سمجھ گئے ہیں مگر زیادہ احتیاط وحفاظت کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شبہ یا پریشانی پیش آئے اور وہ تربیت السالک کے مطالعہ سے ختم ہو جائے تو اس شبہ اور اس شبہ کے ختم ہونے صورت دونوں لکھ کر بتایئے تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے اس سے مزید تسلی ہوگی۔ ماشاء اللہ آپ کافی سمجھ گئے۔ تربیت کے بعض حصہ الامداد (رسالہ) میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے وہ عجیب کتاب ہے۔

سوال: کچھ اور احکام جو میرے حال کے موافق ہوں۔ معلوم ہو کہ میں اس کی پابندی کر رہا ہوں۔

جواب: تربیت السالک کو دوبارہ غور سے پڑھئے۔ بڑی مفید کتاب ہے۔ اب (دوسری مرتبہ ایک) نئے قسم کا فائدہ محسوس ہوگا۔

حال: کمترین حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق مواعظ اور تربیت السالک کا مطالعہ کرتا ہے۔ مواعظ تو کچھ مطالعہ کرتا رہتا تھا اور تربیت السالک کے مطالعہ کا بھی بہت جی چاہتا تھا۔ مگر یہ خیال رکاوٹ بنا ہوا تھا کہ کمترین کو خیالات بہت آتے ہیں اور جب (کسی طرح) مدد ہوتی ہے تو اس خیال پر عمل ہو جاتا ہے اس خیال سے کہ کہیں (ایسا نہ ہو کہ) اس میں (خود کو اس حال میں) دیکھ کر اس صفت کے حاصل ہونے سے پہلے یہ خیال کر لوں کہ یہ صفت مجھ میں ہے اور حضور کی خدمت میں غلط عرض کروں۔ لیکن اب یہ خیال ختم ہو گیا ہے۔

تحقیق: ایسے خیالات پر عمل نہ کیا جائے۔ ایسے خیالات تو بغیر کتاب پڑھے بھی آ سکتے ہیں کیونکہ خیالات کا پیدا ہونا صرف کتاب (پڑھنے) پر ہی منحصر نہیں ہے۔ مگر جب آدمی باقاعدہ کام کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو راہ دکھاتے ہیں اور (خیالات کے) ایسے نقصانات سے بچاتے ہیں۔

دھن کی ضرورت

حال: مجھ میں سب سے بڑا عیب (جو سارے عیوب کی ماں ہے) یہی ہے کہ کم ہمتی اور کاہلی کی وجہ سے پابندی نہیں ہوتی ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ ہر مہینہ نیا نظام الاوقات (TIME TABLE) بناتا ہوں اور شروع بھی کر دیتا ہوں مگر دو تین دن کے بعد کسی ہلکے عذر جیسے قوت کی کمی کا بہانہ یا کسی دوسرے کام کو پورا کرنے کی چاہت سے مغلوب ہو کر چھوڑ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس ہمت میں قوت اور طبیعت میں تقاضا پیدا ہونے کی کوئی تدبیر

بتا دیجئے کہ جس سے معمولات میں ہمیشگی حاصل ہو جائے۔

تحقیق: اس کی تدبیر کی مستقل کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بے نظامی سے جب کہ دھن لگی رہے نظام پیدا ہو جائے گا۔

نماز میں سہو (بھول جانا) نقصان دہ نہیں ہے

حال: کچھ دنوں سے عجیب اتفاق ہوتا ہے کہ چار رکعت والی نماز میں اکثر سہو ہو جاتا ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں اور اللہ جل شانہ کی بزرگی دل میں رکھ کر الفاظ پڑھتا ہوں مگر پھر کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پھر نقصان ہی کیا ہے۔

نفل نماز کی تاکید

حال: میں مغرب کی نماز کے بعد اوابین پڑھتا تھا۔ کچھ دنوں سے اس خیال سے چھوڑ دی ہیں کہ مغرب کی نماز سے فوراً فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ یہ خیال آتا ہے کہ یہ شیطان کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق: ہاں! (یہ شیطان کی شرارت ہے) اوابین کی نماز کے بعد ذکر کیا کرو۔

حال: عشاء کی نماز کے بعد بھی نوافل نہیں پڑھتا ہوں۔ صرف سنت اور وتر پڑھ کر قرآن کی تلاوت یا کسی کتاب کا مطالعہ کرنے لگتا ہوں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ چیزیں یعنی کتاب کا مطالعہ اور ذکر وغیرہ نوافل سے ضروری اور بڑھ کر ہیں۔

تحقیق: بڑھ کر تو اس وقت دیکھا جائے گا جب دونوں (چیزیں) نہ ہو سکیں اور جب دونوں ہو سکیں تو دو عبادتیں ایک عبادت سے بڑھ کر ہیں۔

حال: کیا (یہ) واقعی نفسانی شرارت ہے یا نہیں؟ کہ نفس مجھے نوافل سے محروم رکھتا ہو۔

تحقیق: ہاں! (واقعی نفس کی شرارت ہے)۔

دعا میں الحاح (عاجزی ازاری) کی تفسیر

حال: چھوٹی لڑکی کے نزع کی حالت میں رات کو یہ واقعہ پیش آیا کہ گھر میں بہت پریشان ہو کر ساری رات دعا کرتی رہی کہ ”خداوند اس بچی کو اچھا کر دیجئے۔“ اچانک رات کو ایک آواز آئی ”سور! ہم سے لڑائی کرتی ہو“ اسی صبح بچی کا انتقال ہو گیا۔

تحقیق: یہ بہت ہی کام کی بات بتائی گئی جس کے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ دعا میں الحاح (زاری،

منت سماجت) تھا جو مطلوب ہے پھر عتاب (غصہ و سزا) کیوں ہوا۔ بات یہ ہے کہ (دعا میں ایک الحاح مطلوب ہے دوسرے الحاح کے ساتھ چاہت کے خلاف ہونے پر ناگواری نہ ہونا بھی مطلوب ہے اس لئے) دعا میں الحاح (تو) تھا جو مطلوب ہے (مگر) اس کے ساتھ دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں دل میں ناگواری بھی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ناگواری ہونے کی وجہ سے عتاب ہوا۔ الحاح میں دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں بھی رضا ہوتی ہے اگرچہ عقلی (رضا) ہی سہی لیکن پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

اصلاح اخلاق کتب کا مطالعہ

حَال: عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل (باتوں) کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

❶ جب کوئی نمازی یا غیر نمازی مسجد میں گپیں مارتا ہوا دیکھتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کیا خرافات واہیات (بے کار) بکتا ہے اس کے ساتھ دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ کبھی کبھی تو میں بھی جب کوئی باتیں کرنے والا مل جاتا ہے تو مزہ میں ادھر ادھر کی باتیں ہانکتا ہوں۔ اس جرم کا تو میں بھی مجرم ہوں اور اب مجھے ان لوگوں کی باتیں بری لگ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے کہ میرے اندر بخل اور حسد ہے کہ دوسروں کی گفتگو بری لگ رہی ہے۔

کبھی کبھی پڑوسی جب (اپنے) گھر میں بیٹھا گپ مارتا اور شیخیاں بگھارتا ہے تو بندہ کو اس کا یہ کام استہزاء کا سبب لگتا ہے مگر ساتھ ساتھ یہ خیال آتا ہے کہ بندہ کے اندر یہ برا مرض ہے دوسروں کی بول چال خواہ وہ کسی فائدہ کی وجہ سے ہو بندہ کو پسند نہیں آتی۔ اللہ کرے بندے سے یہ مرض ختم ہو جائے۔ ارشاد فرمائیں کہ بندہ کی یہ عادت بری ہے یا اچھی؟ اگر بری ہے تو اس بری عادت سے بچنے کا کیا طریقہ ہے جس پر عمل کروں؟

تَحقِیق: ان جزئیات کی کوئی انتہا نہیں ہے ان کی مستقل تحقیق (کہ اچھی ہے یا بری) کے بجائے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف بالکل التفات نہ کیا جائے۔ اصلاح اخلاق کی کتابیں لازمی طور پر دیکھی جائیں اور ان کے مطابق اپنی اصلاح کی جائے۔ اس سے جزئیات بھی سمجھ میں آنے لگیں گی اور ان کی اصلاح کے طریقے بھی معلوم ہو جائیں گے اگر یہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا تو تھوڑے دنوں میں وساوس کا غلبہ ہو جائے گا۔

بات کم کرنا

حَال: دوسری عرض یہ ہے کہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کل غفلت بہت کم ہوتی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اکثر لوگوں کے درمیان دیکھتا ہوں کہ (میں) اہل مجلس کے ساتھ اتنا مشغول نہیں ہوتا ہوں جتنا خدا کے ساتھ مشغول

ہوتا ہوں بلکہ کبھی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ کوئی بات شروع کرتا ہے تو (میں) پہلے دیکھتا ہوں کہ یہ بات ضروری ہے یا کوئی قصہ وغیرہ بیان کرنا مقصود ہے تو پھر اپنی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کر لیتا ہوں۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس نے کیا بیان کیا میں اپنے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں اور خیال بھی اس طرف کر لیتا ہوں۔

(اسی طرح) ایسی مجلس میں جو صرف تفریح کے لئے قصے بیان کئے جاتے ہیں، وہاں جیسا میں کرتا ہوں یعنی اپنے خیال کو خدا کی طرف کر لینا ایسا کرنا چاہئے یا ایسی مجلس سے چلا جانا چاہئے اور اپنے خیال کو اپنے خالق کی طرف کر لینا چاہئے۔

تحقیق: اگر وہ بات مباح ہو (جس میں نہ ثواب ہے نہ گناہ) تو ایسا کر لینا ہی کافی ہے اور اگر گناہ کی بات ہو تو اٹھ کر چلا جانا چاہئے۔

◆

حال: سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ احقر نے کتابوں میں کئی جگہ کم بولنے کی تعریف دیکھی ہے۔ حضرت سے بھی سنا ہے اور جی (بھی) چاہتا ہے کہ بہت کم گفتگو کروں مگر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے کہ مجھ سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ جہاں ایک دو دن کم گفتگو کی تو دل میں ایک رکاوٹ سی ایسی ہو جاتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں اور دل اندر ہی اندر جلنے لگتا ہے خدا ہی کو معلوم ہے کہ کیا بات ہے۔

تحقیق: اس کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اور کم بولنے کی عادت بنانی چاہئے۔

دعا میں غلو (مبالغہ) نہیں کرنا چاہئے

سوال: حضور والا نے دعوات عبدیت میں کہیں تحریر فرمایا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ پاک نے امام صاحب سے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ امام صاحب نے عرض کیا: مغفرت (چاہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم کو عذاب دینا چاہتا تو تمہیں علم نہ دیتا۔

یہ خاکسار بھی یہی تمنا کرتا رہتا ہے کہ اس سے بھی ایسا ہی سوال ہو اور اسی طرح کا جواب دوں اور اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں: اگر تجھے عذاب دینا تو تجھے تھانہ بھون نہ بھیجتا اور ہمارے دوست اشرف علی کا خادم نہ بناتا۔ حضور والا سے اب عرض یہ ہے کہ اس گناہ گار کا اس قسم کی تمنا کرنا اللہ پاک کی درگاہ میں گستاخی تو نہیں ہے۔

جواب: دعا میں اصل مقصود مغفرت کا مانگنا ہے باقی یہ قیدیں کہ مجھ سے پوچھا جائے اور میں یوں کہوں اور یوں

جواب ملے (یہ سب) گستاخی ہے جیسے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو اس سے روکا تھا ان کے بیٹے نے جنت کا سفید محل مانگا تھا۔

قضا نماز کا پڑھنا

حَال: مجھے اب یاد نہیں ہے کہ میں شروع بلوغ سے نمازیں پابندی سے پڑھی ہیں یا کچھ قضا کی ہیں۔ مگر یہ خیال ہے کہ نمازیں قضا بھی بہت ہوئی ہیں۔ اس خیال کی وجہ سے کچھ دنوں سے قضا عمری شروع کر دی ہے۔ ہر نماز کے ساتھ ایک (قضا) نماز ادا کر لیتا ہوں۔ اگر کسی وقت رہ گئی تو دوسرے وقت ادا کر لی۔ اب عرض یہ ہے کہ کتنے عرصے تک نمازیں پڑھوں۔

تحقیق: خود ہی اندازہ ہو سکتا ہے۔

دعا کا رضا کے خلاف نہ ہونا

سُؤال: ہم کو یہ تعلیم ہے کہ خدا کی مرضی پر صبر و شکر کریں اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اس پر خاموشی اختیار کریں۔ پھر اپنے مقاصد کے لئے مختلف قسم کی دعائیں کرنا تسلیم و رضا (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے) کے خلاف ہوگا۔ یہ بات کس طرح سمجھوں؟

جَواب: دعا کے معنی یہ ہیں کہ ہم آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت اور خیر ہے اگر آپ کے نزدیک بھی (وہ) خیر ہے تو عطا کر دیجئے ورنہ نہیں دیجئے ہم دونوں حال میں راضی ہیں۔ اس رضا کی علامت یہ ہے کہ (ظاہری طور پر) قبول نہ ہونے سے شکوہ نہ کرنا اور تنگدل نہیں ہونا چاہئے (بلکہ) دعا کرتا رہے تو (یہ) دعا رضا کے خلاف نہ ہوئی۔ اسی طرح دعا میں استخارہ کی دعا کے علاوہ کیونکہ استخارہ کی دعا میں اس کا (مانگی جانے والی چیز) خیر ہونا خود آپ کے نزدیک بھی مشکوک ہے یہ نہ کہا جائے کہ اگر آپ کے علم میں خیر نہ ہو تو نہ دیجئے کیونکہ دعا میں (اس طرح کہنا) دعا کے مشروع ہونے کی حکمت کے خلاف ہے دعا کی حکمت اپنی محتاجگی کا اظہار ہے اور اس طرح کہنے میں استغناء کا وہم ہوتا ہے۔ (کہ ہم بے پرواہ ہیں اللہ تعالیٰ دعا قبول کریں یا نہ کریں)۔

نماز میں آنکھ بند کرنا

سُؤال: اکثر نماز پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھوں۔ کیا اس میں کچھ برائی ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی برائی نہیں ہے لیکن آنکھ بند کرنے کو ثواب نہ سمجھیں بلکہ پریشان کرنے والے خیالات کا علاج سمجھیں۔

مشکل کے حل ہونے کی دعا

سوال: مجھے عرصہ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فاتحہ کی آرزو تھی۔ میرا بڑا لڑکا اجمیر شریف میں ملازم ہے۔ اس نے کہا قیام وغیرہ کا انتظام میں کرلوں گا تم آجانا اس لئے بیٹے کو ساتھ لے کر اجمیر شریف گئی۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے پڑھا اور بیٹے نے بھی پڑھا۔ تیسرے دن رات کو بیٹے کو بشارت ہوئی کہ اپنی والدہ سے کہہ دو کہ تم اپنے پیر سے معلوم کرو وہ جو بتائیں وہ پڑھو ان شاء اللہ تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔

اس لئے عرض کرتی ہوں کہ کوئی وظیفہ عنایت فرمایا جائے جس کو میں کرتی رہوں اور دعا فرمائی جائے کہ خدا مجھ سے کرادے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بیٹے کو خوش قسمت اولاد دیں، روزگار میں ترقی ہو اور بیٹے کے نکاح کے فرض سے خیر اور اچھی طرح سے فارغ ہو جاؤں۔

جواب: ان سب مقاصد کے لئے یہ دعا ہر نماز کے بعد جی لگا کر سات مرتبہ پڑھیں اور دعا کریں۔ دعا یہ ہے: ”اللهم لا سهل الا ما جعلته سهلا وانت تجعل الحزن سهل اذا شئت“ اگر یہ دعا یاد ہونا مشکل ہو تو یہ شعر ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

ع فسهل يا الٰهى كل صعب بحرمة سيد الابرار سهل

ترجمہ: ”اے اللہ سید الابرار ﷺ کے طفیل ہر مشکل آسان فرما۔“

فرائض ونوافل کے قضا ہونے میں فرق

حال: آج کل حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر خواہش کے مطابق عبادت ہو نہیں سکتی افسوس ہوتا ہے۔ ہر دن ارادہ ہوتا ہے مگر کچھ کمی رہ ہی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بارہ تسبیح اور چلتے پھرتے بھی کچھ ذکر ہو جاتا ہے۔ اصلاح نفس کی طرف توجہ رہتی ہے۔ پچھلی رات کو مسلسل اٹھتا ہوں مگر ساڑھے چار بجے تہجد کے وقت کے بارے میں شبہ ہوتا ہے کہ ہے یا نہیں اس لئے ذکر تو کر لیتا ہوں اور قرآن شریف کی منزل بھی نماز سے پہلے پڑھ لیتا ہوں۔ کبھی ایک پارہ اور کبھی آدھا پارہ مگر تہجد نہیں ہوتی ہے۔

کل کسی کام میں لگ گیا ظہر کی نماز کے لئے وضو کرنے کے باوجود کام میں لگ گیا اور نماز قضا ہوگئی۔ قضا تو

پڑھ لی لیکن اسی دن تہجد کی نماز بھی قضا ہوئی تھی۔ تہجد کا مجھے زیادہ افسوس ہوا تھا اور فرض نماز کا اتنا افسوس نہیں ہوا تھا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس میں نفس کا دھوکہ تو نہیں ہے یا کوئی نقصان وہ صورت تو پیدا نہیں ہوگئی بہت سوچتا ہوں سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مولوی …… صاحب سے پوچھا ان کی تقریر سے بھی کوئی تسکین نہیں ہوئی۔ حضور ارشاد فرمائیں کیا بات ہے۔

تحقیق: (عبادت میں) کمی کا رہ جانا تولن تحصوا (کہ ہرگز احاطہ نہ کرسکو گے) کا ثبوت ہے جو کہ لازمی ہے (کہ آدمی کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق عمل نہیں کرسکتا ہے) تہجد عشاء کے بعد پڑھ لیا کیجئے اگر آخر رات میں جاگ گئے تو قند مکرر (دوبارہ میٹھا) ہی سہی ورنہ فوت تو نہ ہو۔

جو بات سمجھ میں نہیں آئی ہے مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے اس کے بارے کبھی لکھا ہے مگر یاد نہیں ہے اور (یہ بھی) ممکن ہو کہ وہ (بات) کسی پوچھنے والے کی خاص حالت کے مناسب ہو۔ اس وقت جو بات ذہن میں خودبخود آتی ہے وہ عرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ طاعات سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک چیز جلدی حاصل ہوتی ہے وہ مزہ ہے یہ ذوقی اور طبعی ہے (کہ اس کا اندازہ ذوق سے ہوتا ہے اور اس کا تعلق طبیعت سے ہے) دوسری چیز تاخیر سے حاصل ہوتی ہے وہ اجر وثواب ہے یہ اعتقادی اور عقلی ہے (کہ اس کا ثبوت اعتقاد سے ہوتا ہے اور اس کا تعلق عقل سے ہوتا ہے)۔

جو چیز جلدی حاصل ہونے والی ہے یعنی مزہ اس کو نیا نیا ہونے اور جدا اور مختلف ہونے میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ تہجد میں اس (نیا نیا ہونے اور جدا اور مختلف ہونے) کا موجود ہونا ظاہر ہے (کہ وہ فرائض کے علاوہ ایک نئی اور مختلف چیز ہے) اور فرائض کے عمومی ہونے اور مشترک ہونے (کہ پانچوں نمازیں فرض ہونے میں برابر ہیں) کی وجہ سے ان میں یہ (نیا نیا اور مختلف و جدا ہونا) موجود نہیں ہے۔ اس لئے تہجد میں مزہ فرائض سے زیادہ ہوگا اگرچہ اجر وثواب کا اعتقاد فرائض میں زیادہ ہے۔

(اب قلق وافسوس دو وجہ سے ہوتا ہے) ایک مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے دوسرے اجر وثواب کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے جو قلق وافسوس ہوگا وہ تہجد کے فوت ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوگا (کیونکہ تہجد میں مزہ زیادہ ہوتا ہے اس لیے قلق وافسوس بھی زیادہ ہوگا) اور اجر وثواب کی وجہ سے جو قلق وافسوس ہوگا وہ فرض کے فوت ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوگا (کیونکہ فرض کا اجر وثواب تہجد سے زیادہ ہے)۔

مزہ کے فوت ہونے کی وجہ سے قلق وافسوس ہونا طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے ہے اور اجر وثواب کے فوت

ہونے کی وجہ سے قلق وافسوس ہونا عقل کے غلبہ کی وجہ سے ہے۔ ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا غلبہ ہونا غیر اختیاری ہے اس لئے اس پر کوئی ملامت نہیں ہے اور نہ ہی یہ نفس کا دھوکہ ہے مگر ذوق کے خراب ہونے کی ضرور دلیل ہے۔ اس لئے ذوق کی سلامتی کے لئے دعا ضروری ہے۔

سونے سے نماز قضا ہو جانا

سوال: سوتے ہوئے سورج نکل آیا اور وقت معلوم نہ ہوا نہ کسی نے جگایا تو اس (سونے والے) کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سوتے وقت اس نے جاگنے کا کافی انتظام کیا تھا تب تو گناہ نہیں ہوا اور اگر لاپروائی کی تھی تو گناہ ہوگا۔

لوگوں سے کم میل جول کرنا اور مبتدی کے لئے وعظ کا طریقہ

حال: فدوی کی حالت بہت بری ہے۔ لوگوں سے بہت متنفر ہوں اور ان کی صحبت سے بہت وحشت ہوتی ہے میں نے لوگوں سے سلام وکلام چھوڑ دیا ہے اسی طرح وعظ ونصیحت بھی چھوڑ چکا ہوں۔ خود سے زیادہ ذلیل ترین کسی کو نہیں دیکھتا ہوں۔ اس لئے وعظ کہنا اور نصیحت کرنا ایک دم بند کر دیا ہے۔ اس سے پہلے احقر کا معمول یہ تھا کہ حضرت والا کے مواعظ لوگوں کے سامنے بیان کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ملک کے اکثر لوگوں نے باطل رسموں کو چھوڑ دیا ہے اور حضرت کے متبع ہو گئے ہیں۔ اب میں ان لوگوں سے ملنے جلنے میں کنارہ کش ہو گیا ہوں باقی معمولات پہلے پرچے ہی کی طرح ہیں۔

تحقیق: (وعظ وغیرہ بند کر دیا) اچھا کیا اگر لوگ وعظ کے لئے احترام کریں اور اگر ان کو نفع کی امید ہو تو احقر کے وعظ ہاتھ میں لے کر لوگوں کو صرف سنا دیئے جائیں اور اس کی تقریر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

◆

حال: حضرت جی! ایک بات یہ ہے کہ پہلے جو اپنے رشتہ داروں سے تعلقات تھے یہ تو نعوذ باللہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ قطع (ختم یا توڑ) کر دیئے جائیں مگر کمی کے لئے کہتا ہوں (کہ تعلقات کچھ کم کر لئے جائیں) اب جیسا حضرت حکم فرمائیں۔

تحقیق: (تعلقات کم کرنا) بہت ضروری ہے خصوصاً ابتداء میں مگر (یہ خیال رہے کہ) کسی کا حق جو واجب ہو وہ فوت نہ ہو۔

◆

حَال: لوگوں سے میل جول بہت ہی ناپسند ہوتا ہے حتیٰ کہ جتنا وقت درس میں اور درس کی وجہ سے غفلت میں گزرتا ہے اس کا بہت ہی افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ پسندیدہ علامات ہیں۔

* * *

حَال: طلباء کی تعلیمی حالت (کی بہتری) کے لئے کوشاں رہتا تھا (اور) اس سے کہیں زیادہ اخلاق و عادات کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔ اسی طرح صرف ملازم ہونے کی حیثیت سے نہیں (کہ یہ کام ملازمت کی وجہ سے میرے ذمہ ہے) بلکہ ان کی تعلیم کے لئے دل سے کوشش کرتا تھا کہ ان کو علم آ جائے۔ صرف اپنی محنت وصول ہونے اور تاکید کرنے کے علاوہ واقعی ان کے لئے دعا بھی کرتا تھا۔

اس طرح کے سلوک و ہمدری سے اکثر طلباء بہت خوش ہوتے تھے اسی طرح میں اور والدین اور جملہ اراکین مدرسہ بھی خوش تھے۔ صرف اس خیال سے کہ گھر پر کتاب وغیرہ دیکھنے میں کمی رہ جاتی ہے اس لئے احقر جہاں رہتا ہے (میرے) اس طرز عمل کی وجہ (طلباء) وہاں آتے اور پڑھ کر جاتے تھے۔ اس طرح رہنے سے ان کو بندہ سے اور بندہ کو ان سے انسیت سی ہوگئی۔ یہ صرف انسیت ہی تھی تعلق نہیں تھا۔

اتفاق سے دو چار دن مصلحت کی وجہ سے (طلباء سے) سختی کا برتاؤ کیا تا کہ ان کو آئندہ تعلیم میں مفید ہو۔ اس وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان میں سے دو طلبہ گھر پر بغیر بتائے اور احقر کی اجازت کے بغیر کسی دوسری جگہ بھاگ گئے۔ ان کے چلے جانے سے طبیعت کو کچھ افسوس لگتا ہے۔ پریشانی کوئی نہیں ہے۔ صرف کبھی خیال آ جاتا ہے۔

اس قلق کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ (طلباء کے ساتھ) صرف ملازمت کا سلوک کروں (تا کہ جتنا کام ملازمت کی وجہ سے ذمہ ہے وہی کروں ان پر زیادہ توجہ نہ دوں) اور کسی طالب علم کو خصوصی طور پر خیر خواہانہ برتاؤ نہ کروں تا کہ ان کے رہنے سے نہ کوئی خوشی یا دباؤ رہے اور نہ جانے سے کوئی رنج و قلق ہو۔

اسی طرح طلباء کے علاوہ بعض لوگ بندہ سے مانوس ہیں۔ خیال آتا ہے کہ ان سے بھی تعلقات ختم کرلوں تا کہ احقر کے نہ رہنے پر ان کو پریشانی نہ ہو جیسے مولوی...... صاحب کے چلے جانے سے لوگ پریشان تھے۔ اسی طرح دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھوں اس میں کیا مناسب ہے جو کچھ مناسب ہو تو تحریر فرمایا جائے۔

تحقیق: خود سے بلا ضرورت تعلق پیدا نہ کیجئے۔ جو خود تعلق پیدا کرے اس سے اعراض نہ کیجئے۔ اسی طرح جہاں اصلاح کی ضرورت ہو منع نہ کیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ کو یا ان کو قلق ہو تو اس قلق سے بچنے کی کوشش نہ

کیجئے۔ اگر ایک قلق سے حفاظت کر لی تو ممکن ہے کوئی دوسرے قلق میں ابتلا ہو جائے۔ اس کا بار بار تجربہ ہوا ہے۔

* * *

حَالؒ ①: دن بدن خلو (تنہائی) کی طرف شوق اور عوام بلکہ علماء ظاہر کی طرف سے زیادہ نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ رشتہ داروں سے بھی سلام کلام نہیں کرتا لیکن اگر کسی نے بات خود شروع کی تو جواب خوشی کے ساتھ دیتا ہوں اگرچہ (وہ) مخالفین ہی میں سے ہو۔

② اگر کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں تو بہت پریشان ہو جاتا ہوں خواہ وہ موافق ہو یا مخالف ہو۔ لیکن بعض لوگوں کی دنیوی ترقی دیکھ کر طبیعت کڑھتی ہے بلکہ منزل کی خواہش ہو جاتی ہے۔

③ دل میں کبھی کوئی دینی یا دنیوی بات کی خواہش نہیں ہوتی ہے۔ جنت اور دوزخ کا خیال لغو (بے کار) لگتا ہے۔ نہ کسی چیز کی دعا کی خواہش ہوتی ہے۔ ہاں اس قسم کے اشعار دعا کے طور سے پڑھتا ہوں۔

تحقیقؒ: نمبر ۱ و نمبر ۲ کے حالات مطلوب نہیں ہیں۔ نمبر ۳ کا حال غلبہ کا اثر ہے اس کے اعتدال کی ضرورت ہے جو احکام کی اتباع کرنے سے خود بخود ہو جائے گا۔ خیر کی دعا کرتا ہوں۔

* * *

حَالؒ: میں اپنے تمام تعلق رکھنے والے چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتا ہوں مگر وہ سب مجھ سے بالکل محبت نہیں کرتے ہیں جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیقؒ: اس سے تو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے دل کے ہٹ جانے کا انتظام فرما دیا۔

سُؤالؒ: جناب! خدا سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی محبت میرے دل سے نکال کر اپنی خالص محبت کا متوالا اور عاشق بنا دے۔

جَوابؒ: آمین۔

* * *

حَالؒ: کوئی خاص حالت قابل ذکر نہیں ہے۔ مختلف اوقات میں اسم ذات بارہ ہزار مرتبہ کر لیتا ہوں۔ ضرب و جہر کی پابندی سے ایک وقت میں ادا نہیں ہوتا ہے۔ ہر وقت کی تعداد طبیعت اور دماغ کے برداشت کے مطابق الگ ہوئی ہے۔

تحقیقؒ: ماشاء اللہ تعالیٰ حالت اچھی ہے۔ مگر ابھی آپ پر ذکر کا اثر نہیں ہوا ہے۔ ذکر کا اثر بات کم کرنے، لوگوں سے میل جول کم کرنے اور تعلقات کی طرف کم توجہ کرنے پر موقوف ہے۔ (ابھی آپ کو اس کی ضرورت

محسوس نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو مواعظ اور مثنوی (اگر چہ سمجھ میں نہ آئے) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

◆

حال: (حضرت!) تین چار دن سے (میری) حالت یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ حجرہ بند کر کے ہر وقت ذکر کرتا رہوں۔ کسی سے نہ بولنے کو دل چاہتا ہے اور نہ ملنے کو جی چاہتا ہے۔ ملنے جلنے سے بہت نفرت لگتی ہے بلکہ جدھر آدمی ہوتے ہیں ادھر سے گزرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے دوسری طرف سے گزرتا ہوں۔ تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔

تحقیق: مبارک مبارک۔

حال: حضرت یہ کوئی عیب تو نہیں ہے۔

تحقیق: بالکل نہیں ہے۔

حال: جتنے لوگ یہاں ہیں سب نیک ہیں ان سے جو نفرت لگتی ہے اس سے ڈر لگتا ہے کہ یہ کہیں نفس کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق: یہ نفرت نہیں وحشت ہے۔ وحشت بھی عقلی نہیں طبعی ہے۔ طبعی بھی ان لوگوں کی ذات سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بکھرنے کا سبب بنیں گے۔

◆

حال: حضرت! مجھ میں مستقل مزاجی بالکل نہیں ہے۔ بہت سارے ارادے کرتا ہوں مگر کبھی ان پر عمل نہیں ہوتا ہے۔ بعض کام شروع کر دیتا ہوں مگر وہ پورے نہیں ہوتے۔ شیطان اور نفس امارہ کا اتنا غلبہ ہے کہ صغیرہ کبیرہ گناہوں کے کرنے کے باوجود اپنے روحانی امراض کو مشفق معالج کے سامنے پیش کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی ہے اور لاکھوں بے کار عذر ذہن میں آتے ہیں۔

میں نے اپنی ابتدائی عمر کا ایک اچھا خاصا حصہ جناب والا کے سایہ عاطفت میں گزارا ہے مگر افسوس ہے کہ اپنے احوال جن کی اصلاح واجب ہے کو بھی خواہشات نفسانیہ میں گرفتار ہو کر جناب کے سامنے پیش نہیں کر سکا اور حجاب ہوتا ہے۔ جناب نے پہلے تحریر فرمایا تھا کہ کچھ تلافی کرنی چاہئے۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طریقہ سے شروع کروں۔ میرے پاس یہ اسباق ہیں (کتابوں کے نام) متنبی، مقامات، ملا جلال، میر زاہد، مطول، اور عصر کے بعد ایک وکیل مولوی ... صاحب کو پڑھاتا ہوں۔ ایک سبق خارجی اوقات میں مولوی ...... صاحب مختصر المعانی پندرہ بیس منٹ پڑھتے ہیں۔

اب میری موجودہ حالت سستی، کم ہمتی اور اشغال کو دیکھ کر کوئی طرز عمل تحریر فرمائیں اور دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرمائیں۔ انہی گناہوں کی شرم کی وجہ سے جناب والا کو خط لکھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ اب یہ خط بھی اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ جو کچھ بھی جس طرح بھی ہو تھوڑے بہت احوال کی اطلاع دوں۔ کم از کم اس خط کو اصلاح نفس کی نیت سے بھیجنے کا ثواب ملے گا۔

تحقیق: شروع کرنا کیا مشکل ہے۔ اپنا سارا حال لکھ بھیجا اور میں نے جو کچھ لکھا اس پر عمل شروع کر دیا اگر اس میں رکاوٹ ہوئی تو مجھے بے تکلف اطلاع کر دی پھر میں نے اس کے جواب میں جو کچھ لکھا اس کے ساتھ بھی یہی عمل کیا یوں ہی...... کام بن جائے گا۔ ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ’’اسی پریشانی کو محبوب رکھو یونہی عمر بھر بے ڈھنگی کوشش کچھ نہ کرنے سے ہے بہتر۔‘‘

اس وقت تین باتیں لکھتا ہوں جن کو مقصود میں مکمل دخل حاصل ہے گو دخل ہونے کی وجہ آپ کی سمجھ میں نہ آئے۔

1. تکلف کا طور طریقہ بالکل چھوڑ دیا جائے۔
2. لوگوں سے میل جول شدید ضرورت کے بغیر چھوڑ دیا جائے۔
3. تنہائی آدھا گھنٹہ مقرر کر کے خدا تعالیٰ سے اصلاح اور ہدایت کی دعا کی جائے۔

◆

حال: خادم عرض کرتا ہے کہ میرے گھر جو مہمان یا ملنے والے آتے ہیں ان کی ضروری خدمت کے علاوہ ان کے جانے تک ان کے پاس بیٹھنا بھی پڑتا ہے کبھی دین کبھی دنیا کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ وقت ضائع ہوتے دیکھ کر جی بہت کڑھتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اٹھ کر تنہائی میں چلا جاؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا کہ یہ تو مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں ان کا دل ٹوٹے گا اور شریعت کی جو پابندی ہوتی ہے وہ اس سے رک جائے گی۔ خود میں تیسرا کلمہ پڑھتا رہتا ہوں۔ کبھی باتوں میں غفلت بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد عالی ہے؟

تحقیق: تھوڑی دیر پاس بیٹھ کر جب دیکھا جائے کہ اب غیر ضروری باتیں ہونے لگی ہیں کسی حیلے سے یا بغیر کسی حیلے سے اٹھ جانا چاہئے۔ پھر اگر مقیم (ٹھہرے ہوئے) ہیں تو کسی دوسری بیٹھک میں بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔ (کسی کی) مروت میں اپنا دینی نقصان بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ بس اسی طرح آہستہ آہستہ آپ کے نفس اور مہمانوں کو عادت ہو جائے گی۔

حال: (حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ جب میرے پاس کوئی ایسا آدمی آتا ہے کہ جس سے میرا کوئی دینی یا دنیاوی کام یا اس کو کوئی دینی یا دنیوی کام مجھ سے ہوتا ہے تو (میری) طبیعت پریشان نہیں ہوتی ہے۔ (لیکن) جب وہ ضرورت سے زیادہ میرے پاس جم کر بیٹھتا ہے تو میری طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔

تحقیق: میری بھی بالکل یہی حالت ہے۔ آپ کی تسلی کے لئے اطلاع کر دی ہے۔

حال: جب کوئی شخص صرف ملنے کے لئے آتا ہے تو طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی امیر آدمی ہو تو طبیعت پر بہ تکلف جبر کر کے اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔

تحقیق: اس کی دلجوئی کے لئے اپنے آپ کو محبوس (قید) رکھنا مجاہدہ اور طاعت ہے۔

حال: لیکن اگر امیر نہ ہو تو پھر برداشت نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی حقیقت آگے عرض کی جائے گی۔

حال: جب یہ خیال آتا ہے کہ امیروں غریبوں سب کے ساتھ ایک طرح کا برتاؤ ہونا چاہئے۔

تحقیق: اس کی تحقیق آگے آئے گی۔

حال: یہ بات اچھی نہیں ہے کہ غریبوں کو ہٹا دیا جائے اور امیروں کو بیٹھنے دیا جائے تو نفس یہ جواب دیتا ہے کہ امیروں کا آنا تو کبھی کبھی شاذ و نادر ہوتا ہے اور غریب جب اپنی طرف توجہ دیکھیں گے تو ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔

تحقیق: یہ فرق صحیح نہیں ہے اس لئے اگر کوئی غریب بھی اتفاقیہ شاذ و نادر آتا ہو تو اس فرق کی وجہ سے اس کو بھی بیٹھنے دیا جائے حالانکہ معمول ایسا نہیں ہے۔ اس لئے یہ فرق صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح فرق یہ ہے کہ دلجوئی تو دونوں میں برابر ہے۔ مگر دلجوئی کی کیفیت میں فرق ہے کہ ہر شخص کی دلجوئی کی کیفیت اس کی حالت وطبیعت اور عادت کے مختلف ہونے کی وجہ سے الگ ہوتی ہے یعنی امیروں کی مجموعی حالت، طبیعت اور عادت ایسی ہے کہ جب تک ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی جائے وہ خوش نہیں ہوتے اور غریب لوگ تھوڑی توجہ سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دونوں کی دلجوئی میں ایسا فرق (کرنا) برا نہیں ہے۔ لیکن غریبوں کو یا تو اٹھایا نہ جائے (بلکہ) خود کسی بہانہ سے اٹھ جائیں یا اگر اٹھانا ہی پڑے تو بہت نرمی سے (اٹھایا جائے) جیسے یہ وقت میرے کام کا یا آرام کا ہے یا اس طرح کی دوسری باتوں سے اٹھایا جائے۔

حال: اتنی بات تو (سب کے ساتھ) عام ہے کہ کوئی کام والا ہو یا نہ ہو طبیعت پر ضرور اثر ہوتا ہے یعنی دماغ تک جاتا ہے، سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ میں خود دوسرے سے کسی بات کا سوال کرتا ہوں

لیکن جب وہ اپنے جواب میں اس بات چیت کو پھیلاتا ہے تو طبیعت پریشان ہونے اور گھبرانے لگتی ہے چاہتا ہوں کہ یا تو خود پیچھا چھڑا کر چلا جاؤں یا وہ بات کو ختم کردے یا چلا جائے۔

تحقیق: آپ معذور ہیں عمل کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے جتنا اوپر لکھ دیا۔ ایک صورت اور بھی ہے سب کے ساتھ تو نہیں مگر بعض کے ساتھ اس میں آسانی ہوگی، وہ یہ ہے کہ ایک تختی پر اردو یا گجراتی میں اپنے عذر اور مرض کے اظہار کا مضمون لکھ کر رکھ لیا جائے اور موقع (آنے) پر وہ پیش کردیا کریں۔

قرآن یاد کرنے کا طریقہ

حال: بندہ کو قرآن پاک حفظ کے لئے کئی سال ہوگئے دو مرتبہ مصلّٰی (یعنی مسجد میں تراویح میں قرآن) بھی سنایا۔ بدقسمتی سے معاش کی فکر کی وجہ سے پردیس چلا گیا اور نوکری کر لی۔ فرصت نہ ملنے کی وجہ سے کلام الٰہی کا دور بھی نہیں ہوا اور مصلّٰی بھی نہیں سنایا جس کی وجہ سے قرآن پاک کچا ہوگیا پچھے مہینہ رمضان میں بہت کوشش و محنت کر کے پندرہ پارہ صاف کئے لیکن رمضان کے مہینہ کے بعد جو قرآن شریف (یاد کرنے کے لئے) دیکھتا ہوں تو طبیعت نہیں لگتی ہے اور دل گھبرا جاتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ جہاں آدھا پاؤ سپارہ پڑھا دل ہٹ جاتا ہے۔ اردو وغیرہ کی کتاب دیکھنے سے یہ بات کبھی نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی دل گھبراتا ہے۔

اس لئے حضرت کی طرف رجوع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت دعا سے ضرور میری مدد فرمائیں گے اور حضرت جس طرح اس گناہوں کے بیمار کے لئے جو نسخہ تجویز فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا (تجویز پر عمل میں) کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہوگا۔

تحقیق: کچھ طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے اکیلے کام نہیں ہوتا ہے۔ کسی ایسے شخص کو تجویز کرلیں جو قرآن بطور استاد سنا کرے اور مشورہ دے سکے کہ اتنا یاد کرو اور اتنا سناؤ اور اگر دماغ کمزور ہو تو طبی علاج بھی کرائیں۔

سلوک میں درمیانی یا آخری درجہ ہو تو اس وقت دوبارہ مجاہدہ کی ضرورت (ہوتی ہے)

حال: عرض یہ ہے کہ پچھلی حالت جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ تھی اور ان دنوں میں گناہ کی چاہت بہت مغلوب تھی اور ایک قسم کی یکسوئی اور سکون حاصل تھا۔ اب وہ حالت نہیں رہی ہے کبھی گناہ کی چاہت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے اور پہلی جیسی یکسوئی نہیں رہی ہے۔

مرغ دل را جمعیت بدام افتادہ بود   زلف بکشاری باز از دشت شہ تچیر ما
فغاں از بدیہا کہ در نفس ما است   کہ تر شود ظن ابلیس راست

ترجمہ

❶ میرے دل کو کچھ اطمینان حاصل ہو گیا تھا تو نے اپنی زلف کھول کر ہمیں پریشان کر دیا۔ (یعنی ہماری یکسوئی ختم ہوگئی۔)

❷ میں اپنے نفس کی برائیوں سے پریشان ہوں اور ڈرتا ہوں کہ شیطان کا خیال میرے بارے میں صحیح نہ ہو جائے۔

اس حالت سے جی بہت غمگین ہوتا ہے اور جان گھلتی ہے۔ خدا کے لئے صراط مستقیم (سیدھی راہ) پر چلنے کے لئے دعا فرمائیں ورنہ یہاں کچھ حال نہیں ہے۔

ع چہ بر خیزد از دست و تدبیر ما
ترجمہ: ''ہم سے اور ہماری تدبیر سے کیا ہوسکتا ہے۔''

تحقیق: یہ وقت پہلے مجاہد کے بعد اب دوسرے مجاہد کا ہے۔ یہی ہے وہ وقت جس کے نہ جاننے سے ایک سالک واصل (پہنچے ہوئے) کو واپسی کا شبہ ہو جاتا ہے اور کبھی مایوس ہو کر بے کاری کی باری آ جاتی ہے حالانکہ یہ (کیفیت) کمالِ سلوک کی لازمی چیزوں میں سے ہے۔

اس (کیفیت) کی حقیقت یہ ہے کہ ابتدا میں جوش کی زیادتی سے طبعی امور مغلوب ہو جاتے ہیں تو (اس لئے) درمیانی حالت یا انتہائی حالت میں جوش کم ہونے سے وہ طبعی امور پھر واپس لوٹ آتے ہیں کیونکہ یہ ختم نہیں ہوتے ہیں صرف مغلوب ہو جاتے ہیں اس واپس لوٹنے کے وقت پھر مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس مجاہد میں تھکن اور کھینچا تانی کم ہوتی ہے اس کی وجہ نفس میں تہذیب کے اتر کر پختہ ہو جانا ہے مگر (اس وقت) عزم، توجہ، ہمت اور برداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ذکر و اشغال کے) آثار سے نسبت میں کیونکہ ایک قسم کا کمال لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے (میں) آپ کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو نفع پہنچنے کی امید رکھتا ہوں۔

* * *

حال: حضرت والا! احقر کو کچھ دنوں سے نفس کے اندر ایک بات محسوس ہوتی ہے کہ گناہوں کی چاہت بالکل

پہلے جیسی ہونے لگی ہے۔ حیران ہوں کہ عرصے سے نفس کمزور ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش وابھار کے ساتھ چاہنے لگا جیسے ابتدا میں چاہتا تھا۔

تحقیق: اکثر اہل طریق کو یہی حالت پیش آتی ہے کہ کچھ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ (دوسرا مجاہدہ) کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر ان شاء اللہ تعالیٰ مضبوط ہوگا۔ کبھی کبھی کسی طبعی بات کی ہلکی سی چاہت مضبوطی کے خلاف نہیں ہے اس تغیر وتبدل کی مثال محسوس کی جانے والی چیزوں میں ایسی ہے جیسے رات کے آخر میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب (جھوٹی صبح) کہتے ہیں جو آدمی اس کو جانتا نہیں ہے وہ خوش ہوتا ہے کہ تاریکی گئی پھر اچانک وہ نور ختم ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی دیر میں دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق (سچی صبح) کہتے ہیں وہ آتی ہے بلکہ ترقی کرتی ہے۔

حال: حضرت والا نے احقر کو جو مختلف اوقات میں گناہوں کے علاج ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر عمل کر رہا ہے۔ حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر گناہ کی چاہت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح نفس کے روکنے میں تنگی اور مشکل پیش نہیں آتی ہے اور تھوڑی سی مخالفت اور تنبیہ سے نفس گناہ کی چاہت سے رک جاتا ہے۔

تحقیق: (اس بات کی) یہی علامت ہے کہ طبعی باتوں کی طرف لوٹنا کمزور ہوتا ہے ورنہ (نفس کا) مقابلہ مشکل ہو جاتا جیسے پہلے (مقابلہ مشکل) تھا۔

حال: حیرانی یہ ہے کہ نفس وشیطان اس (بات) میں کیا چھپی ہوئی چال ہے کیونکہ اعمال اور معمولات کو پورا کرنے میں کچھ سستی اور مخالفت نہیں کرتا ہے بلکہ نفس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے پڑیں گے۔ حضرت والا سے احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس چال اور دھوکے کے لئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہو احقر اس کو پورا کرے گا۔ گناہوں کے پہلے (تجویز کردہ) علاج پر احقر برابر عمل کر رہا ہے۔

تحقیق: بس (اس کی) یہی تدبیر ہے۔ اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں ختم ہو جائیں گی۔ جب کبھی ایسا ہو بھی تو اس کا علاج یہی ہے کبھی (گناہوں کی) چاہت کے ہی نہ ہونے کا ارادہ نہ کیا جائے جیسے بخار کے موسم میں بعض لوگوں کو ہمیشہ بخار رہتا ہے مگر اس کا علاج یہی ہے کہ بخار کی دوا پی جائے اور اس کی کوشش بے کار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔

فکر وکوشش کی ضرورت

حال: (حضرت!) بندے کو کوئی ایسا جامع طریقہ بتائیں جو گناہوں سے بچنے کے لئے مجرب (یعنی آزمایا گیا)

ہو۔ ہر ہفتہ ہمیشہ توبہ کرتا ہوں کہ اس ہفتہ سے سارے برے کام چھوڑ دوں گا اور سارے اچھے کام جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں کروں گا۔ ایسا کرتا بھی ہوں لیکن ایک دو دن بعد سارا ارادہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ دل پر وہی تاریکی جو توبہ سے پہلے تھی آ جاتی ہے کیا کروں؟

حضور ہی اس بندہ ناچیز کی کچھ اصلاح فرمائیں معلوم نہیں (میرا) کیا حشر ہوگا؟ اگرچہ یہ توبہ کرنا اختیاری کاموں میں سے ہے کہ جبر کر کے گناہوں سے بچوں اور توبہ کے وقت پکا ارادہ بھی ہو جاتا ہے لیکن حیران ہوں کیا کروں۔ حضور ہی کچھ دعا فرمائیں اور کوئی جامع طریقہ بتائیں۔

تحقیق:

صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی   بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے
اندریں رہ می تراش و می خراش   تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دم آخر بود   کہ عنایت باتو صاحب سر بود

ترجمہ

① کوئی صوفی اس وقت تک صاف دل نہیں ہوتا جب تک جامے یعنی کسی کامل کے در پہ نہ پڑا رہے بہت وقت لگتا ہے جب خامی دور ہو کر پختگی حاصل ہوتی ہے۔

② اس راستے میں مسلسل محنت کرتے رہو ایک لمحہ بھی فارغ نہ رہو۔

③ آخری سانس تک لگے رہو شاید کہ یہ آخری سانس اللہ تعالیٰ کے ہاں کار آمد ہو جائے۔

حاصل یہ کہ فکر و کوشش جاری رکھنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح کامیابی ہو جائے گی۔

قضا شدہ نمازوں کی قضا میں سستی کرنا باطن کے لئے نقصان دہ ہے

حال: اگر پچھلی نمازیں باقی ہوں تو ان کی قضا میں سستی کرنا گناہ ہے یا نہیں ہے؟

تحقیق: عذر کے بغیر سستی کرنا گناہ ہے۔

دعا عبدیت کے خلاف نہیں ہے

حال: آپ کی دعا کی برکت سے اس وقت اس ناکارہ کی حالت بہتر ہے۔ اپنے وقت پر سارے کام (اوراد وظائف) ہو جاتے ہیں۔ آنکھ کی طرف سے بہت رنج ہے۔ صرف ایک آنکھ کام دیتی تھی اب وہ بھی ٹھیک کام نہیں دیتی ہے۔ تلاوت کلام پاک اور کتب وغیرہ سے محرومی کا بہت رنج ہے دوسرے چھوٹے بچے ہیں۔

میری بینائی کے لئے دعا فرمائیں یا اللہ تعالیٰ یمان کے ساتھ بلالیں۔ بینائی کے بغیر زندگی بے کار ہے۔

تحقیق: صحت کی دعا تو سنت ہے اور عبدیت کی علامت ہے۔ مگر یہ کہنا کہ "یا اللہ ایمان کے ساتھ واپس بلا لیں بصارت کے بغیر زندگی بے کار ہے" بہت بے ادبی ہے اور عبدیت سے دور ہے۔ ہمیں (اللہ تعالیٰ کو) رائے دینے کا کیا حق ہے۔ حضرت حق (یعنی اللہ تعالی) کے پاس سے جو بھی پیش آئے خیر ہے۔ صرف تلاوت اور کتب پڑھنے میں ہی ثواب و رضا نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صحت کی حالت میں ہمیشہ نفلی طاعات کرنے والے کو مرض میں بغیر عمل کئے بھی پہلے عمل کا وہی ثواب ملتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی صبر کا اجر عمل کے اجر سے (ثواب میں) بڑھ جاتا ہے لیکن بینائی کی دعا خود رائی نہیں ہے اس کی اجازت ہے۔ دعا مانگئے اور دل سے دعا مانگئے اور ساتھ ہی یہ سمجھئے کہ اگر اس کے خلاف ہو تو وہ بھی خیر ہے اس پر بھی رضا رہے۔

حال: بندہ کے لئے دعا فرمائیں کہ دنیا کے کام پورا کریں یا نہ کریں لیکن مقصود حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیشہ اور ہر حالت میں عطا فرمائیں۔

تحقیق: یہ کہنا بھی بے ادبی ہے ہمیں دنیا کے کاموں کی بھی ضرورت ہے۔ دعا یہ کرنا چاہئے کہ دنیا کے کام بھی پورے ہوں۔

گناہ گار کو استغفار کی ضرورت ہے نہ کہ تسلی کی تمنا کی ضرورت ہے

حال: چند دن ہوئے فدوی سے ایک ایسا گناہ ہوا کہ جس کی وجہ سے کمترین کے دل میں کمترین کی طاقت سے زیادہ صدمہ ہوا اور صدمہ ہوتے ہوتے بخار بھی ہوگیا۔ بحمد اللہ بخار تو جاتا رہا مگر وہ صدمہ اور پریشانی باقی ہے۔ توبہ اور استغفار جہاں تک اس گناہ گار سے ہو سکا اور جس طرح سے حضور نے فرمایا ہے اور حضور کی تحریرات میں دیکھا ہے مشغول ہوں۔ مگر دلی تسکین نہیں ہوتی۔ شاید حضور کے جواب کے بعد تسکین ہوگی۔

تحقیق: کیا مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے یہ لکھ دوں کہ جبرئیل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قصور معاف کر دیا ہے۔ کیا بے کار فرمائش ہے تسلی نہیں ہوتی۔ اچھا ہوا تم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی، کیا سزا میں تھوڑی سی پریشانی بھی نہ ہو۔ یہی غنیمت سمجھو کہ عذاب نازل نہیں ہو؛ تم کو تسلی کی درخواست کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو چاہو شرارت کرلیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو پیار کر کے تسلی دے دیں کہ گھبراؤ مت اچھا کیا جو گناہ کرلیا میں کچھ نہیں کہوں گا تمہاری عقل کہاں ماری گئی ہے۔ بس اب خیر اسی میں ہے کہ استغفار کیا کرو اور تسلی مت تلاش کرو۔

اشراق وچاشت بغیر فاصلہ کے پڑھنا

سُؤال: اشراق کی چار رکعت اور چاشت کی چار رکعت اسم ذات کے ختم کے بعد ملا کر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ صحیح ہے یا دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا کروں؟

تحقیق: فاصلہ کی ضرورت نہیں یہ بھی جائز ہے۔

دوام کا مختلف قسم کا ہونا

حَال: تصوف کی اصطلاح قبض وبسط، فناء ولقاء عشق وسوز وغیرہ کو میں نے اپنے لئے جو خطوط میں استعمال کیا کرتا ہوں اس سے میں شرمندہ ہوں یہ بھی خالی دعوی ہی دعوی ہے بقول قائل ؎

عشق غذائے خاصان خدا است   تا نہ پنداری کہ آخر چار پایاں ست

ترجمہ: "عشق اللہ والوں کی غذا ہے تاکہ تو یہ نہ سمجھے کہ تو جانور ہے۔"

لیکن ان الفاظ (کو استعمال کرنے) سے بے چین دل کو ایک قسم کی تسلی ہے اذا الھائم المھجور یتسلی بذکر الدار والقصور۔ (کہ محبوب سے دور عاشق (محبوب کے) گھر اور محل کو یاد کر کے تسلی کر لیتا ہے۔) ؎

چند ازیں الفاظ اضمار و مجاز   سوز خواہم سوز باایں سوز وساز
زیں چنیں بیچار گیہا صد ہزار   خوئے عشاق است ناید در شمار
بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم   زانکہ شمعم من بسوزش روشنم

ترجمہ

① صرف چند الفاظ کا عشق نہیں بلکہ عشق کا سوز وساز چاہتا ہوں۔
② اس طرح کی لاکھوں انکساریاں عشاق کی بے شمار عادات ہیں۔
③ اس کے بعد میں اس جلن کو قبلہ بناتا ہوں کیونکہ میں شمع ہوں اس کی جلن سے میں بھی روشن ہوں۔

استغفر اللہ من الدعوی واقول ؎

مقام عشق جائے بس بلند است   تو پنداری کہ خوارزم و خجند است

ترجمہ: "عشق ایک اونچا مقام ہے تو اس کو خوارزم اور خجند (شہروں کی طرح) سمجھتا ہے۔"

ونعم ما قال العارف ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق　　تو بجز نامے چہ میدانی زعشق
عشق راصد نازو استکبار ہست　　عشق باصد ناز می آید بدست
عشق چوں وافی ست وافی می خرد　　در حریف بے وفا کم بنگرد
کارآں دارد کہ حق راشد مرید　　بہرکار او زہر کارے برید
تابدانی ہر کرا یزداں بخو اند　　از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

تَرجَمَہ

❶ تو ایک زخم کھا کر عشق سے بھاگ رہا ہے —— تجھے تو صرف عشق کا نام ہی معلوم ہے۔

❷ عشق کو بڑا ہونے کا بڑا ناز ہے —— سونخرے کر کے عشق حاصل ہوتا ہے۔

❸ چونکہ عشق وفادار ہے اس لئے اس کا خریدار بھی وفادار ہی ہوتا ہے —— بے وفا مد مقابل میں عشق کم دیکھتا ہے۔

❹ کام وہ کرتا ہے جو حق کا خواہش مند ہو —— اس کا کام کرنے کے لئے وہ ہر کام چھوڑ دیتا ہے۔

❺

کبھی دوسرے کام میں مشغولی کچھ بھی جی کو اچھی نہیں لگتی ہے اور نہ (ہی) کسی چیز کا اچھی طرح نباہ ہو سکتا ہے۔ بس ایک بے کاری ہے۔ ذکر و شغل کبھی ہوتا ہے کبھی چھوٹ جاتا ہے۔ دماغی تبخیر کی بیماری کی وجہ سے ذکر میں دوام نہیں ہے۔ کچھ طبیعت کا انداز بھی ایسا ہے کہ طبیعت ایک طریقہ پر نہیں رہتی ہے۔ کبھی ذکر کی کثرت کبھی دعا کی کثرت کبھی استغفار اور کبھی درود شریف کی کثرت لیکن کلام مجید کی تلاوت اور درود شریف زاد السعید کے تمام صیغے کا ایک طرح کا دوام ہے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنی مرضیات کی زیادہ توفیق بخشیں۔

تحقیق: اس فکر کا دوام یہی ہے کہ ہمیشہ یہی فکر اور اپنے نقصان پر نظر اور افسوس رہے کافی ہے۔

◆

سؤال: چلہ کا ارادہ ہے کہ بیس شعبان سے عید الفطر تک معتکف رہوں اور مسجد میں قیام کروں۔ اس کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔ ایسے ہی ان دنوں میں اذکار اپنے معمولات سے زیادہ کرلوں اور چلہ کے بعد کم کردوں اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں ہے شبہ یہ ہے کہ یہ دوام کے خلاف تو نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے معمولات سے فارغ ہو کر مراقبہ ان اللہ معکم وغیرہ وحدۃ الوجود کے علاوہ کرنے بیٹھوں یا پڑھاؤں یا نہیں پڑھاؤں؟

جواب: چلہ کی اجازت چاہی ہے اگر ہر طرح کی سہولت تو بیٹھیں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ معمولات کو

زیادہ کرنے اور بعد میں کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہ دوام کے خلاف نہیں ہے کہ یہ بھی دوام کی قسموں میں سے ہے کہ ایک چلہ تک کریں اس لئے اس صورت میں بھی دوام ہے کہ اس چلہ میں عذر کے بغیر ناغہ نہ کریں۔ اس زمانے میں مراقبے کم مفید ہوتے ہیں ذکر فکر کے ساتھ یا زبان یا کتاب کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کرنا جو طبیعت کے موافق ہو زیادہ اچھا ہے۔

حفظ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھ سکنے کا علاج

حَال: اس بندۂ گناہ گار نے قرآن شریف جوانی کی عمر میں یاد کیا ہے جس کی وجہ سے زبان سے اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھا جاتا ہے اور جلدی جلدی پڑھنے کی عادت ایسی ہوگئی ہے کہ زبان سے حروف اچھی طرح نہیں نکلتے ہیں اگر ٹھہر ٹھہر از بر (یاد سے) نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ کا یہ خادم گناہ گار بہت ہی شرمندہ پریشان ہر دم رہتا ہے کہ کیا کروں اس گناہگار کے اختیار میں نہیں ہے کہ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر از بر (یاد سے) پڑھ سکے۔

کمترین کی عمر پچھتر سال کے قریب ہے بندہ بہت پریشان اور ڈرتا رہتا ہے اس لئے چونکہ حضور والا میرے مرشد و مولا اور حکیم الامت ہیں بہت ہی ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ پڑھنے کا کوئی ایسا طریقہ اور ایسی ترکیب بتا دیجئے جس سے قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سکوں اور الفاظ زبان سے اچھی طرح ادا ہوں۔ اس فرمان والا شان پر عمل کروں۔ اسی طرح اس کے ساتھ دعا بھی فرماتے رہیں کہ بندہ گناہگار اپنی تمنا کو حاصل کر لے۔

تحقیق: عادت کے مطابق پڑھتے رہئے کیونکہ اتنی جلدی تبدیلی مشکل ہے اور تبدیلی آنے تک ناغہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہاں روزانہ ایک پارہ یا کم خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے اگر از بر نہ پڑھا جائے تو قرآن پاس رکھ لیا جائے۔ از بر شروع کیا اور جہاں شبہ ہوا دیکھ لیا۔ امید ہے کہ کچھ دنوں میں اصلاح ہو جائے گی۔

حَال: اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جن کے کرنے یا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے (مگر) وہ معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں مگر نفس و شیطان کے گمراہ کرنے اور کم ہمتی سے اکثر گناہ ہو جاتے ہیں روزانہ توبہ کرتا ہوں اور ہمت کرتا ہوں مگر پھر بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تحقیق: بس (گناہوں سے بچنے کی) کوشش اور (گناہوں پر) توبہ کا سلسلہ جاری رہے۔

نماز میں کثرت سے بھول ہونے کا علاج

حَال: پانچ وقت کی نمازوں میں مجھے بھول بہت ہوتی ہے خصوصاً فرض اور وتر کی نمازوں میں یاد نہیں رہتا کہ

کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ کوشش کے باوجود بھی آخری تشہد میں یہ دھوکا ہوتا ہے کہ صرف دو رکعتیں ہی پڑھی ہیں، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ پہلی ہی رکعت ہے یہاں تک کہ فجر کی نماز میں بھی ایسی ہی بھول ہوتی ہے۔ غرض رکعات کی کمی کا گمان واجب ہو جاتا ہے اگر (رکعت کی کمی) پوری کر کے نماز پڑھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ پیوند والی نماز ہوگئی دوبارہ پڑھتا ہوں پھر وہی صورت پیش آتی ہے بلکہ ایک دو مرتبہ تو میں نے آٹھ دس مرتبہ نماز کو بار بار پڑھا ہے۔ ہر مرتبہ وہی صورت پیش آئی بلکہ نفس پر یہ تکرار زیادہ مشکل ہوئی۔

کبھی ظہر کی آخری دو سنتوں میں یہ خیال ہوا کہ پہلے کی (چار) سنتیں پڑھ رہا ہوں ابھی (تو) فرض پڑھے ہی نہیں ہیں اور (اس کے بعد) شروع سے پوری نماز (دوبارہ) پڑھی۔ غرض اگر روزانہ تین چار نمازیں سجدہ سہو سے تلافی کر کے پڑھتا ہوں تو دل خوش نہیں ہوتا ہے اور اگر دو بار یا تین بار پڑھتا ہوں تو نفس پر بہت بوجھ ہوتا ہے۔

بھول کی یہ حالت فرض اور واجب و وتر میں ہوتی ہے اور سنن و نوافل میں نہیں ہوتی ہے۔ یا بہت کم ہوتی ہے۔ برائے نوازش اس کی تدبیر و علاج بتائیے۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھولنے سے غم ہوتا ہے اور اس غم کے خوف سے اور (زیادہ) وہم غالب ہو جاتا ہے اور اس (وہم) کے غلبہ سے بھول ہونے لگتی ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ (بھول سے) غمگین نہ ہوا کریں بلکہ اپنے دل کو مضبوط اور بے فکر رکھیں کہ اگر بھول ہو بھی گیا تو فقہی مسائل کے مطابق عمل کرنے سے نماز ٹھیک ہو جائے گی پھر کس بات کا غم ہے اس تدبیر کو اختیار کر کے دوبارہ اس خط کے ساتھ اطلاع دیجئے۔

ذکر اور عمل کثرت سے کرنے کو کتب کے مطالعہ پر ترجیح

حال: میری طبیعت دعا کے پڑھنے میں زیادہ لگتی ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، ذکر اور نماز میں اکثر وساوس اور خوف و اندیشے اور ہر قسم کے خیالات کی بھیڑ بھاڑ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوق و ذوق تو درکنار بلکہ ان دونوں کی ادائیگی میں بوجھ زیادہ لگتا ہے الا ماشاء اللہ مگر (ذکر و تلاوت) کے ختم ہونے کے بعد ذمہ داری کے پورا ہونے کی کیفیت لگتی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ جو بھی سہی مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ دعا میں اکثر ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے تلاوت میں کبھی کبھی۔

ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اگر طبیعت فکر مند بھی ہو اور حضور والا کی کتابوں خصوصاً کتب اخلاق کا مطالعہ جب نصیب ہو جاتا ہے تو ساری فکریں کافور کی طرح ہوا ہو (یعنی غائب اور اڑ) جاتی ہیں اور اس کے بعد

بہت فائدہ محسوس ہوتا ہے کہ اتنا عبادت میں محسوس نہیں ہوتا ہے مگر جہاں کسی دوسری دنیاوی باتوں میں مشغول ہوا پھر وہ حالت نہیں رہتی ہے کبھی نوافل خوب دھیان سے پڑھنے سے زیادہ ترجیح مطالعہ کو دیتا ہوں۔ کیا میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں؟

تحقیق: صحیح نہیں ہے۔ جو اصل مقصود ہے اس کے حاصل ہونے میں مطالعہ کے مقابلے میں ذکر اور نماز کو زیادہ دخل ہے۔ کتب کا مطالعہ اصل مقصود نہیں ہے اور ذکر اور نماز اصلی مقصود ہیں۔ جو چیز اصل مقصود نہ ہو وہ جتنی ضرورت ہو اتنا ہی ہونا چاہئے۔ اور جو چیز مقصود ہو وہ مستقل ہونا چاہئے۔ یہ ساری خرابی ذوق وشوق کو مقصود سمجھنے کی ہے اور یہی غلطی ہے۔ ظاہر ہے کہ چٹنی میں جتنا مزہ ہے غذا میں نہیں مگر بدن کا حصہ اور جو چیز بدن میں حل ہو وہ غذا ہی بنتی ہے۔

* * *

حال: بندہ کو جناب والا کی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے جو رات دن پڑھتا ہوں۔

تحقیق: کتابوں کے مطالعہ کے مقابلے میں ورد وعمل کا حصہ زیادہ ہونا چاہئے۔ آپ کے شوق کی وجہ مضمون سے مزہ حاصل کرنا ہے نہ کہ ذکر کی صحبت سے مزہ حاصل کرنا ہے۔

اتباع کے اہتمام کی ضرورت

حال: حضور نے پچھلے خط کے جواب میں فرمایا تھا کہ میری کتابیں ”قصد السبیل“ وغیرہ پڑھ کر اپنی استعداد کے مطابق عمل کریں اور اس کے بعد اطلاع دیں۔ خاکسار نے قصد السبیل منگا کر دیکھی۔ اس وقت فرصت کم تھی اس لئے جو وظیفہ عامی مشغول (یعنی وہ عام آدمی جو مشغول ہو) کے لئے تجویز فرمایا گیا ہے اسی کو شروع کر دیا۔ مگر کتاب نہ دیکھنے کی وجہ سے پہلے صرف ایک وقت ایک تسبیح سبحان اللہ دوسری الحمد للہ کی اور تیسری لا الہ الا اللہ کی تسبیح شروع کر دی۔

اس پڑھنے کے درمیان میں جن پیر صاحب سے بچپن میں بیعت کی تھی وہ حضرت وصال فرما چکے ہیں (ان کو) خواب میں دیکھا کہ چار پائی پر سوئے ہوئے ہیں اور حضور کا نام لے کر فرما رہے ہیں تجھے ان سے فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا: کیوں؟ فرمانے لگے اس لئے کہ بے نیاز (بے پرواہ) ہیں۔

تحقیق: اس میں ایک بات (پیر صاحب کی بتائی ہوئی بات کے علاوہ) اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ تم بھی بے پروا اور کم اہتمام کرنے والے ہو تو ایسی حالت میں بے شک نفع کم ہوتا ہے۔ (پیر صاحب نے) اس بات کو اس لئے

ذکر نہیں کیا کہ اپنی حالت تو آپ کو معلوم ہے ہی۔ اب اس کی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ ایسا شیخ تلاش کرو کہ (وہ) طالب کی بے پروائی کے باوجود بے پروائی نہ کرے بلکہ اس کو راستے پر لگائے رکھے اور متوجہ کر دے۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ طالب (اگر) اہتمام کی کمی کو چھوڑ دے تو بے پروا شیخ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ ان دو تدبیروں سے دونوں (قسم کی) توجہ جمع ہو جائیں گی اور طریق میں دونوں (قسم کی) توجہ کی ضرورت ہے۔

مواعظ کے مطالعہ کی ضرورت

حال: جناب عالی ایک بہت ہی برائی اپنے اندر یہ محسوس کرتا ہوں کہ جس نعمت عظمیٰ (دعوات وعبدیت) کی وجہ سے یقین کی دولت نصیب ہوئی ہے اب اس کے مطالعہ سے جی چراتا ہے اور دل اکتاتا ہے۔ براہ نوازش اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: بہ تکلف زیادہ سے زیادہ دیکھیں یہ بوجھ اسی سے ختم ہوگا۔

فرائض ونوافل میں طبعی فرق

حال: اپنا ایک حال عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ حضور قلب (دل کی یکسوئی) فرض کے مقابلے میں سنن ونوافل میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سنن ونوافل میں قرأت کے وقت الفاظ کی طرف توجہ زیادہ رکھتا ہوں اور فرض میں خاموش کھڑا رہنا پڑتا ہے اس لئے خیالات بکھرے رہتے ہیں۔ خیالات کے نہ بکھرنے کی کیا تدبیر کی جائے۔

تحقیق: زبان کو بغیر ہلائے دل دل میں خیال سے قرأت پڑھا کیجئے۔

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ ہر رات جب عشاء کے بعد سونے لگتا ہوں بلکہ شام ہوتے ہی دل میں بہت شدت سے یہ خواہش ہوتی ہے کہ یا اللہ تہجد کا وقت کب آئے گا۔ جب آخر رات میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور حضرت کی برکت سے اٹھ کر وضو مسواک کرتا ہوں تو دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت جلدی نماز شروع کر دوں۔ جب نماز میں کچھ جہر سے قرأت شروع کرتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ ساری رات نماز پڑھوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ذکر کرنے کے لئے الگ دل میں کشش ہوتی ہے تو گویا دل کو سمجھا بجھا کر نماز کو ختم کر کے ذکر شروع کرتا ہوں۔

دن میں بھی یہ خیال رہتا ہے کہ تہجد کا وقت کب آئے گا۔ اس خوش ہونے پر میرے اندر دو شبہ پیدا ہوئے

تہجد اور ذکر میں جتنی خوشی محسوس ہوتی ہے اتنی فرضوں میں محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہاں پہلے کے مقابلے میں آج کل فرائض میں بھی کچھ لذت محسوس ہوتی ہے لیکن تہجد سے کم ہوتی ہے۔

تحقیق: فرض میں دوسری شق یعنی چھوڑنے کا اختیار ہی نہیں ہے اور تہجد میں اس دوسری شق کا بھی اختیار ہے۔ اس کے باوجود اس کی توفیق ہونا اس سے اللہ تعالیٰ کے انعام کا مشاہدہ زیادہ ہے اس لئے اس میں زیادہ خوشی ہوتی ہے اور ایسی خوشی مطلوب ہے قل بفضل اللّٰه وبرحمة فبذالك فليفرحوا۔ (کہ آپ (ان مومنوں سے) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے (ان مومنوں کو) خوش ہونا چاہیے) اگرچہ دوسرے اعتبار سے فرض کی توفیق میں انعام زیادہ ہے تو کبھی ایک اعتبار کا اثر طبیعت پر غالب ہوتا ہے اور کبھی دوسرے اعتبار کا اثر غالب ہوتا ہے۔ یہ غیر اختیاری بات ہے۔

* * *

حال: فرائض میں خشوع وخضوع کم ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بحمد اللہ خشوع کا اثر ہوتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت سلمہ اس کے بارے میں چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرمائیں۔

تحقیق: فرائض میں خشوع کم ہونے اور تہجد میں زیادہ ہونے کے اسباب پوچھے گئے ہیں۔ ایسی باتوں کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں۔ وہ اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں جو سارے لکھے نہیں جا سکتے ہیں۔ جیسے فرض کے اوقات میں مشاغل کی کثرت اور آخر رات میں ان کا نہ ہونا یا فرائض کے اوقات میں لوگوں کو معلوم ہونا اور آخر رات میں معلوم نہ ہونا یا فرائض میں ساری (فرض) نمازوں کا برابر ہونا (کہ ساری ہی فرض ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے اور سب ہی پڑھتے ہیں) جو لذت کو کم کرنے والا ہے اور تہجد میں تہجد پڑھنے والے کا امتیاز (یعنی جداگانہ حیثیت کہ کم لوگ تہجد پڑھتے ہیں) جو لذت کو بڑھانے والا ہے اور بھی اسی طرح کی باتیں ہیں۔

یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کے اسباب کو تلاش کرنا یا ان سے اثر لینا طریق (سلوک) کے خلاف ہے۔ اختیاری خشوع اگرچہ تھوڑا ہو غیر اختیاری خشوع سے اگرچہ (یہ غیر اختیاری خشوع) زیادہ ہو (تب بھی اختیاری خشوع) کیونکہ اس کا حکم ہے اور دوسرے (یعنی غیر اختیاری خشوع) کا حکم نہیں ہے (تو یہ اختیاری خشوع غیر اختیاری خشوع سے) بہت درجہ افضل ہے۔

آپ کی خاطر یہ لکھ دیا ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔

کھانا کم نہ کرنا

حال: رات دن میں چھ روٹی کھاتا ہوں جن سے پیٹ بھرتا ہے۔ بھوک کے فضائل دیکھ چکا ہوں اس لئے

اب ارادہ کیا ہے کہ کھانے کا تیسرا حصہ کم کر دوں۔

تحقیق: ایسا بالکل نہ کرنا آج کل اس سے نقصان ہوتا ہے۔ پیٹ بھر کھائیں۔

جہری اور سری نماز میں فرق

حال: (دوسرا شبہ) یہ ہے کہ جہری نماز میں جتنی لذت محسوس کرتا ہوں سری نماز میں نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: جہری (نمازوں) میں اپنے کان میں بھی آواز آتی ہے اس لئے اس میں توجہ، یکسوئی اور خیالات کا دفیعہ (رکاوٹ) زیادہ ہے۔ جتنے خیالات کم ہوں گے پریشانی کم ہوگی اور جتنی پریشانی کم ہوگی یکسوئی زیادہ ہوگی اور یہی لذت کا مدار ہے۔ یہ بھی طبعی بات ہے جو غیر اختیاری ہے۔

حال: ان دونوں شبہوں کی وجہ سے یہ وسوسہ پیدا ہوگیا ہے کہ تہجد اور ذکر کے لئے دل میں بہت کشش کے ساتھ انتظار رہتا ہے یہ کشش (کہیں) نفس کی کوئی شرارت تو نہیں ہے۔ ہاتھ باندھے عرض کرتا ہوں کہ یہ خوشی اور کشش کیسی ہے؟ اس کو واضح فرما کر سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ یہ کیفیات غیر اختیاری ہیں اور ان کی وجہ پسندیدہ ہے اس لئے نفس کی شرارت کا وسوسہ نہیں کرنا چاہئے۔

طالب علمی میں اعمال کی اصلاح کا ضروری ہونا

حال: بخدمت حضرت شیخی وسیدی ومرشدی ومولائی ووسیلتی الی یوم الدین مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدمت اقدس میں گزارش یہ ہے کہ تقریباً سات سال کا عرصہ ہوا احقر خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ سال کسی بڑے مدرسہ میں جا کر کتابیں پوری کرنی ہوں گی۔ اس مدرسہ کا نصاب جہاں تک ہے وہ انشاء اللہ رمضان المبارک تک پورا ہو جائے گا۔

(اب عرض یہ ہے کہ) باہر سے کتابیں پوری کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اچھے خاصے زمانے تک رہنے کی گنجائش ملے یا نہ ملے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ اب جو چار پانچ مہینہ باقی ہیں اس زمانہ میں ظاہری اور باطنی اصلاح حاصل کروں (اس لئے) اس زمانے کو غنیمت سمجھتا ہوں خدا جانے بعد میں ایسا موقع ملے گا یا نہیں۔

بہت دنوں سے یہ پرچہ لکھنے کا ارادہ تھا مگر ایک دن حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ طلباء کو اپنی کتابوں کے علاوہ کسی دوسری بات کی طرف مشغول نہیں ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے نہیں لکھا تھا مگر پھر خیال ہوا کہ شاید یہ شیطانی وسوسہ ہو کہ مجھے دھوکہ دے کر فیض و برکت سے محروم رکھے۔ اب حضرت سے اپنا مقصود ظاہر کر دیا۔

حضرت والا شیطان کے دھوکے اور فریب کو خوب سمجھتے ہیں۔ اب حضرت والا احقر کے لئے جو مناسب سمجھیں اور تجویز فرمائیں احقر اسی پر بسر وچشم (یعنی انتہائی فرمانبرداری سے) عمل کروں گا۔

تحقیق: اس (سلوک کے) طریق میں دو چیزیں ہیں ① کثرت ذکر ② اور اعمال کی اصلاح۔ کثرت ذکر تو طالب علمی کی حالت کے مناسب نہیں ہے اور کثرت ذکر سے جو مقصود ہے وہ ان کو علم کی مشغولی کی وجہ سے مل جاتا ہے جب کہ تقویٰ ہو۔ باقی رہی اعمال کی اصلاح وہ بہر حال فرض ہے اور طالب علمی کی حالت اس سے الگ نہیں ہے۔ اس لئے اس کا سلسلہ شروع کر دو۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے قصد السبیل دو بار غور سے مطالعہ کر کے اس سے جس طریق کا خلاصہ ذہن میں آئے اس کی اطلاع دو پھر اصلاح کا طریقہ بتاؤں گا۔

طبیعت پر بوجھ کی حالت میں عبادت میں ثواب کا زیادہ ہونا

حَال: مجھے اس سفر کا طبعی طور پر کبھی شوق نہیں ہوا اور اب بھی نہیں لگتا ہے۔ عقل اور ایمان کے اعتبار سے طبیعت کو مجبور کر کے انشاء اللہ تعالیٰ (سفر کا) ارادہ کیا ہے اور ہے۔ اللہ تعالیٰ قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ طبیعت اب بھی ہچکچاتی ہے۔ حضور سے ایسی دعا اور توجہ کی درخواست ہے جو حضور کمترین کے لئے مناسب سمجھیں۔

تحقیق: شوق بمعنی ولولہ (جوش) نہ خود مطلوب ہے نہ (ہی) قبولیت شرطوں میں سے ہے۔ (صرف) اخلاص کے ساتھ عمل (کا) ہونا (ہی) کافی ہے اگرچہ جوش نہ ہو بلکہ طبعی طور پر اگر بوجھ ہی ہو۔ اسباغ الوضوء علی المکارہ (کہ طبیعت کی ناگواری کے باوجود وضو کو اچھی طرح کرنے) والی حدیث اس کی نقلی دلیل ہے۔ جس سے اس مقصد سے زیادہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی ناگواریوں سے اجر اور فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ (اور) اس کی عقلی حقیقت یہ ہے کہ طاعات کسی کے لئے غذا کی طرح ہیں (جس طرح غذا کا شوق ہوتا ہے ایسے ہی ان کو طاعات کا شوق ہوتا ہے اور ہر طاعت کا شوق بڑھتا ہے) اور کسی کے لئے دوا کی طرح ہیں (دوا کا کسی کو شوق نہیں ہوتا ہے بلکہ مجبوری کی وجہ سے کھائی جاتی ہے مگر) دوا کا مفید ہونا اس کے شوق ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ (بلکہ دوا شوق ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں مفید ہوتی ہے)۔

اسی طرح شوق نہ ہونے کی حالت میں دوا (یعنی عمل) کا استعمال مزید ہمت اور مجاہدہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں جیسے عجب سے حفاظت (اس کمی کی وجہ سے اپنے کسی عمل پر عجب نہیں ہوگا) اور اپنے نقص کا مشاہدہ (اپنے عیوب کا نظر آنا) ہے ان کے علاوہ اور بھی فائدے ہیں۔ بس بندہ کا مذہب تو یہ ہونا چاہئے۔ ؎

بدرد صاف ترا حکم نیست دم درکش　　کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

ترجمہ: ”گدے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ کچھ نہیں —— جو کچھ ملا ہے آقا سے سب مہربانی ہے اُن کی۔“

طاقت کے بعد تھوڑے اور زیادہ عمل کا اثر میں برابر ہونا

حال: (حضرت!) اوراد اور اشغال کی زیادتی کو بہت جی چاہتا ہے۔ مگر جب بھی زیادتی کی اختلاج یا دردِ سر وغیرہ ہونے لگا بس وہیں سر پیٹ کر رہ گیا۔ میرے مولا ایسا شخص حسرت اور نا امیدی کے علاوہ کیا کرے اپنی قسمت پر آنسو بہانے کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے۔ اسی پر میرا ایک شعر بہت مناسب ہے۔ ؎

داخل چہ شود واصل درکوچہ جانانہ نے ہمت پروازی نے طاقت رفتاری

ترجمہ: ”واصل کیسے جائے کوچۂ یار میں —— نہ اڑنے کی ہے ہمت نہ چلنے کی طاقت۔“

پہلے حضرت والا کی برکت سے سلطان الاذکار شروع کیا تھا اس سے اختلاج ہونے لگا پھر چھوٹ گیا۔ زیادہ ضرب سے سینہ میں درد ہونے لگتا ہے۔ اب ایسی حالت میں کیا کروں۔ بہت سے کام کرنا چاہتا ہوں۔ مگر جسمانی قوت کی وجہ سے نہیں کرسکتا۔ تمنا یہی ہے کہ (کام کروں) اور ارادہ بھی ہے مگر عمل نہیں کرسکتا ہوں۔

سلطان الاذکار کو بہت جی چاہتا ہے لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ اگر دوبارہ اجازت ہو تو یہیں سے شروع کر دوں۔ گھر میں تھوڑی تھوڑی دیر کر لیا کروں۔ اگر برداشت نہ ہوسکا تو چھوڑ دوں گا۔ اب مجھ جیسے کو اذکار کے ذریعے مقصود تک پہنچنے میں ترقی کیسے ہو۔ میں کیونکہ اپنے اندر کوئی چیز نہیں پاتا ہوں اس لئے حضرت والا کی دعا کا زیادہ محتاج ہوں۔

تحقیق: قوی کے زیادہ عمل میں جو اثر ہے ضعیف کے تھوڑے عمل میں وہی اثر ہے۔ اسی تھوڑے عمل سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔

علمی کام

حال: آج کل کچھ علمی شغل کام زیادہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ دنوں سے طبیعت ست ہونے کی وجہ سے معمولات پوری طرح ادا نہیں ہوتے ہیں پھر بھی تھوڑا بہت زبانی ذکر ضرور کر لیتا ہوں اور دلی توجہ اور حضور مسلسل رہتا ہے۔ (اس کے علاوہ) اور کوئی نئی حالت نہیں ہے۔

تحقیق: علمی کام خود نعم البدل (بہترین بدلہ) ہے اور بیماری یا سستی جو بیماری کی وجہ سے ہو عذر ہے جو حدیث کی روشنی میں اجر و برکت کو باقی رکھنے والی ہے۔

پانچواں باب

احوال کے بیان میں

لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا اور حال اور مقام میں فرق

حَال: پہلے عبادت میں جو خلوص اور ذوق تھا اب نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: ذوق مطلوب نہیں ہے کیونکہ وہ ایک حال ہے مقام نہیں ہے۔ حال اور مقام میں فرق اختیاری اور غیر اختیاری کا ہے۔ اہل فن کا قول ہے کہ المقامات مکاسب والاحوال مواہب (کہ مقامات اپنی کوشش سے حاصل کی جانے والی چیزیں ہیں اور احوال اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیزیں ہیں) حضرت رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ فرمایا کرتے تھے کہ لذت کا طالب حق کا طالب نہیں ہے کام میں لگنا چاہئے نتیجہ پر نظر نہیں کرنا چاہئے۔

لذت مطلوب نہیں ہے

حَال: بندہ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف بندہ کا دل پوری طرح راغب نہیں ہے۔

تحقیق: عبادت میں لذت اختیاری نہیں ہے۔ غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ اپنی قدرت اور اختیار میں جو کام ہیں ان کے پیچھے لگا رہنا چاہئے۔

لذت اور شوق کا مطلوب نہ ہونا

حَال: (حضرت!) ناچیز اپنے معمولات (یعنی اسم ذات چھ ذات ہزار مرتبہ) میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعا سے اکثر دن تہجد کے بعد صبح صادق سے پہلے اور کچھ دن صبح صادق کے بعد اور بہت کم دن فجر کی نماز کے بعد کرتا ہے لیکن جو رغبت وصلاحیت (حضور کے) دربار میں حاضری کے وقت حاصل تھی اور جو حالت تھی (یعنی ذکر کی حالت میں ایسا دل لگتا تھا کہ رونا آجاتا تھا) اب وہ حالت نہیں ہے۔

تحقیق: حالت ایک طرح کی نہیں رہتی ہے مگر یہ خصوصیات احساسات اور ذوق کے اعتبار سے مقصود نہیں ہیں مقصود محفوظ رہنا چاہئے۔ مقصود ذکر اور طاعت ہے خواہ اس میں بسط (طبیعت کھلی) ہو یا قبض (طبیعت تنگ) ہو۔ کچھ قبض کے فائدے بسط سے زیادہ ہیں (اس لئے) ہمت سے کام میں لگے رہیں۔ پہلے پہلے (یعنی شروع شروع میں) ایسی ہی تبدیلیاں ہوتی ہیں پھر جب اس کا وقت مقدر ہوتا ہے حق تعالیٰ استعداد کے مناسب تمکین (کی حالت) عطا کر دیتے ہیں۔ گھبرا جانا کمزوری کی دلیل ہے۔ آرے طریق دولت چالاکی ہمت وستی (آ جا طریق کی دولت تیزی سے ہو یا ہمت سے ہو یا سستی سے ہو)۔

سوال: (حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی جب نماز میں دل لگتا ہے تو کبھی رکوع لمبا ہو جاتا ہے کبھی سجدہ لمبا ہو جاتا ہے۔ بالکل سجدہ کی حالت میں بدن میں ایک حرکت اور روح میں عجیب کشش پیدا ہوتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کہیں تنہا ہو کر بالکل الگ ہو جاؤں۔ آدمیوں سے طبیعت گھبراتی ہے۔ اس حرکت میں جو سرور اور حالات (پیش) آتے ہیں میرے پاس ان کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ہیں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک عجیب لذت، فرحت اور طمانیت حاصل ہوتی ہے جس کی انتہاء نہیں ہے۔

جب تدریس (میں مشغول ہوتا) اور آدمیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں تو وہ حالت باقی نہیں رہتی ہے۔ بلکہ جب نماز بھی تنہائی میں پڑھتا ہوں اس وقت یہ حالت ہوتی ہے مجمع میں اور جماعت میں نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

جواب: مجمع میں طبعی طور پر کیونکہ دوسروں کی طرف التفات (توجہ) ہوتا ہے اس لئے تنہائی والی یکسوئی نہیں رہتی ہے اور اس لذت کے حاصل ہونے کے لئے یکسوئی کو خاص دخل ہے۔ مگر کیونکہ یہ لذت مقصود نہیں ہے اس لئے اس کے لئے کسی سنت مطلوبہ کو نہیں چھوڑا جائے گا (جیسے جماعت کی نماز کہ مجمع اور جماعت میں وہ لذت حاصل نہیں ہوتی ہے اس لئے جماعت کی نماز چھوڑ دی جائے جو کہ سنت مطلوبہ ہے) لیکن اگر سنتوں کی حفاظت کے ساتھ ہو جائے تو پسندیدہ ہے۔

◆

حال: (حضرت!) بندہ کو پہلے ذکر میں لذت آتی تھی مگر اب ذکر میں کمی ہوگئی ہے اور قرآن شریف میں زیادہ لذت آتی ہے۔

تحقیق: ذکر میں لذت نہ آنے کی بھی کچھ فکر نہ کیا کریں۔ کام کرتے جائیں۔ جس دن لذت آ جائے اس دن اس کو غذا سمجھ لیں اور جس دن نہ آئے اس دن اس کو دوا سمجھ لیا کریں۔

غیر اختیاری باتوں پر پکڑ نہ ہونا

حَال: اکثر اوقات نفس گناہگار بندوں کو حقارت سے دیکھتا ہے اور خود کو اہل علم میں سمجھ کر دوسرے سے عزت کرانا چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت۔ کبھی امیر آدمی کا بیٹا سمجھ کر عزت کرانے کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ عزت تو اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسول اور مؤمنوں کے لئے ہے۔

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں ارادہ نہیں کیا کہ ایسا خیال ہو بلکہ ارادہ یہ ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ تو عزت کرانے کی طلب ہے، نہ تکبر ہے اور نہ اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ سارے برے کام اختیاری ہوتے ہیں۔ اس لئے جو اختیار سے نہ ہو وہ برے اخلاق نہیں ہیں۔ صرف برے اخلاق کا وسوسہ ہے۔ جس پر پکڑ نہیں ہے بلکہ پکڑ تو ان کے ارادہ پر ہے۔

حالات کا مقصود نہ ہونا

حَال: حضور نے تہجد کے بعد تیرہ تسبیح پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ بحمد اللہ فدوی پابندی سے پڑھتا ہے۔ اسی طرح پانچوں نمازوں کے بعد تین تسبیح ایک سبحان اللہ کی ایک لا الہ الا اللہ کی ایک اللہ اکبر کی تسبیح پڑھتا ہے۔ یہ بھی پابندی سے پڑھتا ہے۔ ان کے پڑھنے میں دلی یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے دل کو افسوس ہوتا ہے۔ فدوی اگرچہ کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کے بارے میں جو ارشاد ہو بتائیے۔

تحقیق: ذکر پر استقامت خود ایک بلند مقام ہے۔ دلی یکسوئی وغیرہ حالات ہیں اور مقام حال سے افضل ہوتا ہے۔ آپ بالکل افسوس نہیں کیجئے اور وہ حدیث یاد کیجئے۔ کہ ”جو لوگ سعادت مند ہوتے ہیں ان کے لئے سعادت مندوں کے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں“ اس لئے عمل کا آسان ہونا خود سعادت کی دلیل ہے اور سعادت ہی بڑا مقصود ہے ہاں احضار قلب یعنی خود دل کو متوجہ رکھنا یہ ضروری ہے پھر (اس کے بعد) خواہ پوری توجہ حاصل ہو یا نہ ہو۔ (اسی طرح) انشاء اللہ تعالیٰ جب وقت آئے گا تو احوال بھی عطا ہوں گے کام میں لگے رہئے۔

ع کلبۂ احزاں شود روزی گلستاں غم مخور

ترجمہ: ”غموں کا گھر ایک گلستان بن جائے گا غم نہ کرو۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ کرم کی امید کرنا چاہیے۔)

◆

حال: رمضان شریف کے معمولات طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے چھوٹ گئے تھے۔ اب پہلی شوال سے شروع کئے ہیں۔ شغل سرمدی (شغل سرمدی کی تفصیل کے لیے کلیات امدادیہ: ص ۲۷ ملاحظہ کیجیے۔) کے ساتھ آج تک کوئی نئی بات پیش نہیں آئی لیکن اتنی کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ شریعت کے ہر حکم کو پورا کرنے کا جی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے معلوم نہیں ہے کہ مجھ سے کسی بات پر پوری طرح عمل نہیں ہوتا ہے۔

(کتاب) ضیاء القلوب میں جو انوار کے ظاہر ہونے کے بارے میں دیکھتا ہوں وہ آثار تو کچھ (بھی) معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ ہم تو کسی قابل نہیں حضرت کی خدمت ہم سے کیا ادا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزاء عطا فرمائیں۔ کیا وجہ ہے معلوم نہیں اپنے زمانے کے سارے علماء دنیادار اور برا چاہنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ دعا فرمائیں۔

تحقیق: اگر کوئی نئی بات نہیں ہوتی تو اس زیادہ تھوڑی ہوتی کہ شریعت کے ہر حکم کو پورا کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جب یہ بات پہلے نہیں تھی تو یہ نئی بات بھی ہوگئی۔ انوار وغیرہ کی طلب میں نہ پڑیئے وہ لوازم اور مقاصد میں سے نہیں ہیں (بلکہ) عارضی اور زائد چیزوں میں سے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا نہ ہونا (ہی) فائدہ ہے کہ (ان کا ہونا ان کے لئے) حجاب ہو جاتا ہے۔ پھر برا چاہنے کا سبب حق پرستی ہے اس لئے صبر و شکر کرنا چاہئے۔

احوال میں تعدیل (برابری، درستگی) کا مطلوب ہونا

حال: مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب ہے۔

تحقیق: اس صورت میں (کتاب) ''اکسیر ہدایت'' یا کسی اور کتاب میں رحمت الٰہیہ کے مضامین بہت دیکھنا چاہئے۔

حال: قرآن شریف پڑھنے بیٹھتا ہوں تو رونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا ہے۔

تحقیق: اس کا علاج رحمت و بشارت کی آیات ہیں۔

حال: (جب) آپ کا نام یاد آتا ہے اس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وقت کسی دوسرے کام میں لگ جانا چاہئے۔

نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے عامی مشغول کا ذکر کرتا ہوں۔ عشاء کے بعد وتر سے پہلے جو نفل پڑھنے کے لئے فرمائے ہیں اگر حضور ان کی کچھ تعداد متعین فرما دیں تو بہتر ہے۔ دوسری بات یہ کہ

حضور! نماز میں دل بہت گھبراتا ہے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ نیت توڑ کر بھاگنے کے قریب ہو جاتا ہوں مگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ حضور دعا بھی فرمائیں اور جو کچھ حضور تجویز فرمائیں حضور کو اختیار ہے۔

تحقیق: (وتروں سے پہلے) آٹھ نفلیں کافی ہیں۔ نماز میں یہ تصور کیا کیجئے کہ عرش پر چاند کے نور کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے اور وہاں سے بارش کی طرح میرے دل پر ٹپک رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے وحشت ختم ہو جائے گی۔ کسی وقت تنہائی میں بھی پندرہ بیس منٹ تصور کرلیا کریں۔ چلتے پھرتے یا باسط کی کثرت ہر وقت رکھیں۔ دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیں۔

حال: کچھ دنوں سے دل پر سخت بے چینی رہتی ہے اور دل بہت گھبراتا ہے۔ میں نے ایک دن کیمیائے ”سعادت“ کا مطالعہ کیا اس میں امام (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے جاں کنی (دم نکلنے کی حالت) کی تکلیف اور قبر کی ہیبت کے بارے میں جو لکھا ہے اس سے دل پر بہت گھبراہٹ رہتی ہے۔

تحقیق: کیمیائے سعادت کی ”کتاب الرجاء اور کتاب المحبۃ“ چند بار مطالعہ کرنا مناسب ہے۔

حال: کبھی دل میں یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ منہ تجھے خداوند کریم اور رسول اللہ ﷺ کی محبت جان سے زیادہ نہیں ہے پھر اگر ضرورت ہو تو بزدل نفس کیسے کر سکے گا۔

تحقیق: جان کے ساتھ محبت طبعی ہے اور خدا و رسول کے ساتھ عقلی ضروری ہے۔ جان دینے کی مشکل عقلی محبت کی کمی کی دلیل نہیں ہے کچھ (بھی) وہم نہ کریں۔

سوال: حضور خداوند کریم سے دعا فرمائیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

سوال: کوئی ایسا ارشاد فرمائیں کہ مردار دنیا کی محبت دل سے بالکل نکل جائے۔

جواب: کیمائے سعادت ہی کی ”کتاب ذم الدنیا“ دیکھئے۔

گناہ گار کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

حال: گناہوں میں مبتلا ہونے لگتا ہوں اس کی وجہ سے ناامید ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: ؎

کوئے نو امیدی مرو کامید ہاست   سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

اعمال پر استقامت بلند حالت ہے

حالت: رات میں جو بارہ تسبیح (پڑھنے کے لئے) فرمائی ہیں (وہ) معمول ہے۔ دن کے اذکار کبھی تین ہزار کبھی چھ ہزار غرض فرصت کے مطابق زیادتی کمی ہوتی ہے۔ دعا سے خوش فرمائیں۔ کوئی نئی کیفیت ہوگی تو اطلاع کروں گا۔

تحقیق: اعمال پر استقامت خود ایک بلند حالت ہے جو ساری کیفیات سے زیادہ ترجیح رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

تنگدستی و تنگدلی کا علاج

حال: تنگدستی سے کبھی کبھی تنگدلی ہوتی ہے کیا کروں؟

تحقیق: کوئی نوکری مل جائے تو قبول کر لیجئے یا کسی مطبع کا کام تصحیح وغیرہ منگا لیجئے۔

فنا کے آثار

حال: کبھی کبھی دل میں ایسا خیال آتا ہے جس سے ذکر کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ طبیعت بالکل سست اور ناامید ہو جاتی ہے اور سوچنے سے لگتا ہوں کہ مجھ سے کوئی برا نہیں ہے اور عالم میں جس قدر خرابیاں ہیں میری شامت اعمال سے ہیں۔ جب یہ خیال آتا ہے دل پر بہت ناامیدی چھا جاتی ہے اس کا کیا علاج ہے؟

تحقیق: یہ مرض (ہی) نہیں ہے (کہ) جس کا علاج ضروری ہو یہ حالات خود مطلوبہ اور پسندیدہ حالات میں سے ہیں۔ یہ اضمحلال کے آثار ہیں جو فنا کا حصہ ہے۔

حال: اس راستے کی منزلیں بہت مشکل اور خطرناک ہیں۔ پہلے پہلے دل پر علوم قابض ہوئے اپنی کم استعدادی کے مطابق تقدیر اور وحدت الوجود (صرف اللہ تعالیٰ کے وجود کو حقیقی وجود ماننا) اور ذوقی طور پر ان میں ایک دوسرے کا تعلق معلوم ہوا۔ اس کے بعد موقع کے مطابق شرعی احکام اور تکوینی امور (ہونے والی باتوں) کے اسرار (چھپی ہوئی باتیں) معلوم ہونے لگے۔ اس میں ایسی ترقی ہوئی کہ گناہوں کی حکمتیں معلوم ہونے لگیں۔ اس وقت یہ لگتا تھا کہ بالکل کفر اور اسلام کی سرحد پر کھڑا ہوں اگر ذرا پیر پھسلا تو گرا۔

جب سے تھانہ بھون آیا ہوں علوم وغیرہ تو اکثر بند رہے خیر اس کا تو کچھ غم نہیں تھا۔ اس پر مزید یہ ہوا کہ

آپ کی تقریر بھی یاد نہیں رہتی ہے۔ رمضان میں آپ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ عرفان کے درس میں بھی فرمایا اس کے علاوہ بھی اکثر اوقات اب تک بیان ہوتا رہا ہے لیکن میں بھول جاتا ہوں۔ یونہی نامکمل سا کچھ یاد رہ جاتا ہے اور طبیعت میں پہلی کی طرح لینے والی قوت نہیں رہی ہے۔ اب تو کچھ مسائل وغیرہ لکھتا ہوں وہ بھی کچھ محفوظ نہیں رہتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ دل میں کچھ نہیں ہے خالی پڑا ہے کچھ ایسی غفلت رہتی ہے کہ دل کو سارے علوم سے خالی پاتا ہوں۔ ؎

ہم سبق گشتیم با مجنوں بصحرائی جنوں سبحہ مصلیٰ برطرف درس وفتاویٰ برطرف

تَرجَمَۃ: ”مجنوں کے ہم سبق صحرا کے جنوں میں ہم —— نمازی کی نماز یک طرف درس وفتاویٰ یک طرف۔“

تحقیق: یہ آثار فنا اور ضعف کے مجموعہ کا نتیجہ ہیں۔ پہلے والے پسندیدہ ہیں دوسرے برے نہیں ہیں کیونکہ کوئی مقصد فوت نہیں ہوا۔ اس میں بھی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی متوجہ ہونے کی طرح بہت سی حکمتیں ہیں جیسا کہ جلدی انکشاف ہوگا۔

◆

حال: کل عصر کے بعد ایک کام سے خانقاہ سے باہر گیا تو ایک کتے کے پلے (بچے) پر نظر پڑی۔ اس کی صورت مجھے بہت ہی پسندیدہ لگی۔

تحقیق: یہ تواضع کے مرتبے کا غلبہ تھا جو فنا تک پہنچا ہوا ہے۔

حال: اس کے بعد یہ حالت ہوئی کہ لگتا تھا کہ اب تک جتنا ذکر میں نے کیا سب میں کوئی نہ کوئی غرض پوشیدہ تھی اس لئے تو شرک میں مبتلا رہا کہ غیر محبوب کا طالب رہا۔ (میں) خود کو بہت ملامت کرتا تھا کہ تو نے حق تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی۔ اگر ان کو پہچان لیتا تو کبھی کسی بات کا طالب نہ ہوتا۔ وساوس ختم ہونے کی نیت سے ذکر کرنا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام تو خود ہی مقصود ہے۔ تو بڑا مکار ہے ہر بات میں تو نے کوئی نہ کوئی مقصد نکال رکھا ہے۔

تحقیق: یہ بھی دوسرے رنگ میں فنا کا غلبہ ہے۔

حال: کل عصر، مغرب اور عشاء کی نماز سے بہت تسلی ہوئی۔

تحقیق: یہ ”نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے“ کی دولت کا ظہور ہے۔

◆

حال: حضور کی ہدایت سے خوشی ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے حضرات اور اس بڑی دولت کی بے قدری ساری عمر نہیں کروں گا۔ جو حضرت سچی طلب سے احقر کو اپنا خادم بنالیں بس صرف اللہ تعالیٰ کے لئے دل سے ان کا خادم اور غلام ہوں اور جو مجھ سے الگ اور دور ہوں تو میں اور زیادہ ان سے آزاد اور بے پروا ہوں۔

ظاہری اعتبار سے اگرچہ ذلیل ہوں مگر حضور کی دعا سے باطنی اعتبار سے بادشاہ ہوں۔ الحمد للہ والمنہ کہ کسی سے نفع نقصان کی امید اور تعریف اور برائی کی پروا نہیں رہی۔ دل کو اکثر تلاش کرتا ہوں تمام دنیاوی باتوں میں نہ ہونا ہی مطلوب ہے اور تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہی غالب ہے۔ یہ سب صرف حضور ہی کے انوار، فیض اور باطنی نسبت کا نتیجہ ہے ورنہ کیا میری ہستی بخدا کچھ نہیں ہوتی۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہی طریقہ چاہئے۔

* * *

حال: (میری) طبعی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی میرے سامنے میری تعریف کرتا ہے تو (مجھے) بہت ہی برا لگتا ہے اور اس کو بھی مناسب تنبیہ کردی جاتی ہے۔

تحقیق: بری باتوں کو روکنا ان پر منع کرنا مطلوبہ حالت ہے۔

حال: اگر کہیں اچھے لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں تو مجھے بہت شرمندگی ہوتی ہے اور خود کو ان کے مقابلے میں صرف ہیچ سمجھتا ہوں۔ کوئی تعظیم (عزت) واکرام کرتا ہے تو بھی بہت شرمندگی ہوتی ہے۔

تحقیق: (یہ) فنا اور تواضع کے آثار سے ہے۔ مبارک ہو۔

* * *

حال: الحمد للہ! حضور کے فیض سے اب یہ بات حاصل ہوگئی ہے کہ کسی کے بارے میں دل میں حسد نہیں رہتا ہے۔ عیب اور لوگوں کے اعراض الناس (لوگوں کی عزت کے معاملے میں پڑنے) سے بہت وحشت ہوتی ہے۔ جس چیز کو دیکھتا ہوں اپنے لئے اس سے ایک عبرت پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ لہو ولعب (کھیل کود) گالی گلوچ دیکھ کر اور سن کر بھی ایک قسم کی عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کسی کی بات خواہ اچھی ہو یا بری یاد نہیں رہتی ہے۔

کبھی تو دماغ جب پریشان ہوتا ہے تو کیفیت ہوتی ہے کہ یہ چاہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ کہیں ایسی جگہ جاؤں کہ وہاں کچھ دیر جی بہل جائے مگر وہاں بھی ان باتوں سے خیال نہیں پڑتا ہے بلکہ کبھی تو جب کسی تماشہ میں گیا ہوں ایسا ہوا کہ وہاں اور زیادہ پریشانی ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ دنیا کے لئے اتنی کوشش کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ دین کے لئے تھوڑا بھی نہیں کرتے ہیں۔ یہ خیال کر کے آنسو بھر آئے مگر بہت مشکل سے رونے

سے محفوظ رہا اور وہاں سے کسی بہانے سے ہٹ کر نجات ملی۔

میرے مکان کے آس پاس سارے ہندوؤں کے مکانات ہیں ان کے یہاں دن بھر گانا بجانا رہتا ہے۔ شادی وغیرہ کے ایام میں بہت فحش گالیاں گاتے ہیں۔ اس بات کا خیال کر کے رونا آتا ہے بلکہ کبھی تو رو دیتا ہوں کہ کاش ان کے گالی دینے کے وقت میں خدا کی یاد کرتا تو میرے لئے کتنا مفید ہوتا مگر افسوس کہ (یہ) ہو نہیں سکتا۔ اس پر رونا آ جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ایک گالی کا بھی خیال نہیں رہتا ہے۔

بعض لوگ اگر کسی وقت مجھے کوئی سخت بات کسی کام کے لئے کہہ دیتے ہیں تو تھوڑی دیر بعد یا کچھ دنوں بعد اس کا خیال دل میں نہیں رہتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس قصہ کو چھیڑ دے تو ایک قسم کی نفرت پیدا ہوتی کہ فضول گزری ہوئی بات کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔

تحقیق: یہ ساری علامتیں فناء حسی کی ہیں۔ مبارک ہو۔

حال: کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم میں کون سی چیز ڈال دی ہے جس کی وجہ سے میں حرکت کر رہا ہوں۔ جب غور کرتا ہوں تو اپنے وجود کا خیال ہی نہیں آتا ہے۔ اس وقت خدا کی شان پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے مگر یہ خیال آتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ع ایں خیال است و محال است و جنون

ترجمہ: ”یہ خیال ہے، محال ہے اور جنون ہے۔“

تحقیق: یہ فناء علمی کی علامت ہے۔ مبارک ہو۔

حال: میرا خیال یہ تھا کہ شاید یہ دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ اس لئے دماغ کو قوی کرنے والی دوائیں استعمال کیں مگر ابھی تک حالت پہلے دن جیسی ہے۔

تحقیق: اگر دماغی کمزوری ہے تو اس کی مستقل تلافی کی ضرورت ہے اگرچہ یہ آثار دماغی کمزوری کے نہ ہوں۔

کیفیات مقصود نہیں (ہیں)

حال: پندرہ دن سے گذشتہ ہفتہ تک دل پر ایک عجیب کیفیت طاری رہی۔ کبھی لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور محبت کا شوق بڑھ رہا ہے اور منہ سے کچھ عاجزی انکساری کے کلمات کہہ رہا ہوں۔ چہرہ پر غنودگی سی لگتی تھی۔ ایسی کیفیت خصوصاً ہفتہ کے دن صبح سے شام تک زیادہ رہی۔ اتوار کے دن خیال ہوا یہ سب دماغی خیال ہے اس وقت سے طبیعت صاف لگتی ہے۔

تحقیق: ہاں! کبھی یہ وجہ بھی ہوتی ہے اور کبھی ذکر کا اثر بھی ہوتا ہے۔ بہرحال دماغی وجہ سے ہونا تو نہ پسندیدہ ہے نہ برا ہے اور ذکر کی وجہ سے ہونا پسندیدہ ہے۔ دونوں حالتوں میں ایسی کیفیات مقصود نہیں ہیں توجہ ذکر کی طرف رکھنا چاہئے خواہ کیفیات ہوں یا نہ ہوں۔ دماغی آفت کی صورت میں طبی علاج یعنی دماغ کو تر کرنا بھی ضروری ہے۔

◆

حال: حضرت مولانا صاحب ملجائے ماوائے درماندگان دامت فیوضکم۔ فدوی بہت پرانا مریض ہے جس نے اکثر دل کے طبیبوں سے رجوع کیا لیکن نہ بیماری سے شفا ہوئی اور نہ جان ہی ختم ہوئی۔ آخرکار اب مسیح الزمان افلاطون دوراں سے رجوع کیا ہے۔ رجوع کرنے کے بعد اپنے مرض کے تفصیلی حالات عرض نہیں کئے اس لئے اصل مرض میں بھی کچھ کمی نہیں ہوئی ہے۔ احقر کے خیال میں اظہار نہ کرنے کی بھی ایک خاص وجہ تھی۔ احقر کے خیال میں یہ بات پکی ہوگئی تھی کہ جیسے (دوسرے) امراض حسد، تکبر اور حسد وغیرہ صرف صحبت کے فیض سے ختم اور کم ہوگئے ہیں تو یہ مرض بھی اسی طرح آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا لیکن اس کے ختم نہ ہونے کی وجہ سے عرض کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

اصل مرض یہ ہے کہ جو کیفیت یا حالت پیش آتی ہے اس کی مدت تین دن ہے یعنی تین دن سے نہ کبھی ایک گھڑی زیادہ اور نہ ایک گھڑی کم (ہوتی ہے) تیسرے دن کے بعد بالکل خالی جیسا پہلے تھا اسی طرح رہ جاتا ہوں۔ اس حالت میں احقر کو تیس سال گزر گئے ہیں۔ حالت پیش آنے کے لئے کسی خصوصی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے خود بخود بغیر ارادے کے پیش آجاتی ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی مدت معین ہے کبھی ایک مہینہ کبھی دو یا تین مہینہ میں اور کبھی ایک مہینہ میں دو تین مرتبہ لیکن اس کا قیام صرف تین دن ہے اس میں اختلاف نہیں ہے۔

اس کی ترقی (کہ اس مدت میں زیادتی ہو جائے) کے لئے بہت کوشش کی بے کار ہوئی۔ گذشتہ دو سال سے جب حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا ہوں نہ کبھی مقررہ معمولات قضا ہوئے اور نہ کبھی رات ایک بجے سے چار بجے تک جاگنا قضا ہوا۔ اگر اتفاقی طور پر کسی بیماری کی وجہ سے ہوگیا ہو تو اس کا ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ یہ حالت مسلسل کیوں باقی نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: غالباً اس فن کے ضروری اصول جن کو میں اکثر اوقات بیان کرتا رہتا ہوں آپ کو یاد نہیں رہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو آپ کے اس پوچھنے کا جواب ہے کہ (اس فن میں) کوئی کیفیت مقصود نہیں ہے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے کہ کیفیت ہوتی تو ہے اگر بالکل بھی نہ ہو تو بھی اصل مقصود میں کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔ اکابر کو بھی

کوئی کیفیت ہمیشہ نہیں رہتی ہے بہت ہی کم شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے۔

جب بات یہ ہے تو اس کیفیت کا ختم ہو جانا مرض نہیں ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنا وقت کا ضائع کرنا اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ ”آدمی کے اسلام میں کامل ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی کام چھوڑ دے“ قرآن کریم میں ہے کہ ”اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو“

حَالؔ: جب حضور سفر پر تشریف لے گئے تھے تو فدوی کی نگاہ دل پر تھی۔

تحقیق: اپنی رائے سے شغل مناسب نہیں ہے۔

حَالؔ: حالت اس طرح زور و شور سے شروع ہوتی ہے کہ دوسری طرف توجہ کرنا ناممکن لگتا ہے لیکن تیسرے دن کے آخر میں خود بخود دل سے نگاہ ہٹ جاتی ہے۔ غرض کہ اس عرصے میں تین مرتبہ یہ حالت ہو چکی ہے۔ جب یہ حالت ختم ہوتی ہے تو بہت ہی بے چینی اور پریشانی ہوتی ہے لیکن کوئی چارہ (علاج) نہیں ہے۔

تحقیق: چارہ (علاج) ہے وہ یہ کہ اس کا پیچھا چھوڑا جائے۔

حَالؔ: اگرچہ یہ محتاج اچھی طرح جانتا ہے کہ کوشش کے باوجود غیر اختیاری بات میں کامیابی نہ ہو تو وہ (بندہ) اس کا مکلف (ذمہ دار) نہیں ہے۔ لیکن دل کی اس بے چینی اور روحانی اذیت کا بھی کچھ علاج ہے جو میرے اختیار سے بالکل باہر ہے۔ جس سے کوئی لمحہ نجات نہیں ہے۔

تحقیق: اگر اللہ تعالیٰ کو اس بے چینی ہی کا عطا فرمانا مقصود ہو تو آپ اس سے بھاگنے والے کون۔

ع ایں بلائے دوست تطہیر شما است

ترجمہ: ”دوست کی طرف سے یہ آزمائش تمہاری پاکی کے لیے ہے۔“

حَالؔ: افسوس! اگر یہ ناکارہ خشک زاہد ہی رہتا تو اتنی ایذا اور روحانی تکلیف مجھ نالائق کو نہیں ہوتی۔ بچپن سے برداشت کرتے کرتے اب ادھیڑ پن بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ اتنا برداشت کیا کہ یہ ظاہری جسم خاک کے ڈھیر کی طرح رہ گیا ہے۔

تحقیق: آپ نہ برداشت کیجئے نہ اس کا علاج ڈھونڈیئے اپنا موجودہ حال یہ طریقہ رکھئے ؎

خوشا وقت شوریدگان غمش   اگر ریش بینند وگر مرہمش
دما دم شراب الم در کشند   اگر تلخ بینند دم در کشند

ترجمہ

① اس کے غم کے ماروں کے لیے کیا ہی اچھا وقت ہے اگر زخم ملے تو اس پر مرہم رکھتے ہیں۔

② ہر وقت رنج والم کی شراب پیتے رہتے ہیں اگر رنج کی کڑواہٹ محسوس کرتے ہیں تو خاموش رہتے ہیں۔

حال: انوار و آثار آئندہ کے کشف کا اظہار فضول اور لایعنی ہے اس کا کیا مطلب ہے کہ جب مقصود نہیں ہے اور نہ مقصود میں اس کو دخل ہے اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی بے کار ہے۔ جب تک جہالت کی وجہ سے اس کو مقصود سمجھتا رہا منزل مقصود سے دور رہا (اور) عجیب بات یہ ہے کہ اب نہ سمجھنے کے باوجود محروم ہوں۔

تحقیق: جب اس کو مقصود ہی نہیں سمجھتے تو پھر محرومی کا ذکر حسرت کے ساتھ کیوں، اس سے تو غیر مقصود کو مقصود سمجھنے کا شک ہوتا ہے کہ غیر مقصود سمجھنے کو بھی حصول کی ایک ترکیب سمجھ کر اس (غیر مقصود) کا انتظار رہے پھر غیر مقصود سمجھنے کا دعویٰ کیسے صحیح ہوا۔

حال: اب احقر کا مقصود یہ ہے کہ منزل مقصود تک پہنچنا تو اہل اللہ اور خاص خاص لوگوں کا کام ہے مجھ جیسے نالائق بدکردار کی نظر اگر دل پر جم جائے اور اس کو بقاء نصیب ہو جائے تو بہت ہی غنیمت سمجھوں گا تاکہ بے چینی ختم ہو جائے۔

تحقیق: یہ نظر کا جم جانا کون سا مقصود ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ میں تو سمجھا نہیں۔

حال: فدوی نے جو وقت کی پابندی اور دوسرے واقعات کے بارے میں جو عرض کیا ہے وہ فخر کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ (اس لئے کیا ہے کہ) مریض کو پوری طرح خشک وتر (اچھا برا حال) طبیب کو بتانا چاہئے۔

تحقیق: ضروری بات تھی اچھا کیا (جو بتا دیا)۔

حال: فخر کے قابل تو یہ گنہگار کسی طرح بھی نہیں ہے۔ یہ نالائق خبیث تو اس قابل ہے کہ اگر ہزار مرتبہ قتل کیا جائے پھر ہزار مرتبہ رجم کیا جائے (یعنی پتھروں سے مارا جائے) اور پھر ہزار مرتبہ جلا کر خاک اڑائی جائے تو بھی اپنی سزا کا عشر عشیر (دسویں حصہ کا دسواں حصہ یعنی بہت تھوڑے حصے) کو بھی نہیں پہنچتا ہے۔

تحقیق: بس یہی فیصلہ ہے۔ یہ نعمت کہ اپنے کو ایسے سمجھا جائے یہ بڑی برکت اسی کی ہے جس کو آپ ناکامی سمجھتے ہیں۔

حال: اس عریضہ (پرچے، خط) میں جو کلمہ بے ادبی کا ہو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: سب معاف ہے۔

حال: طبیب صادق! اس احقر کی مدد فرمائیں اور اس الٹے پاؤں واپس لوٹنے (یعنی کیفیات کے حاصل ہو کر ختم ہو جانے) سے اس عاجز کو ضرور نکال دیں تاکہ بے چینی اور پریشانی ختم ہو آخر اس بے چینی اور پریشانی کی بھی حد ہونی چاہئے۔

تحقیق: میں نے ساری باتوں کے بارے میں عرض کر دیا ہے اگر پھر بھی کوئی الجھن ہو تو زبانی سمجھئے۔

حال: اب تو یہ ناچیز اس در فیض پر پڑا ہے حضور کے تشریف لانے سے پہلے یہاں سے الگ ہونے کا ارادہ اور نیت نہیں ہے۔

تحقیق: میں تو کچھ نہیں ہوں مگر آپ کے حسن ظن کی وجہ سے یہ الگ نہ ہونا خالی نہیں جائے گا۔

حال: آئندہ جو تقدیر میں لکھا ہوگا ہوگا۔

تحقیق: انشاء اللہ اچھا ہی لکھا ہے۔ جس کی یہ علامات ہیں جو اس پرچہ کے مضمون سے ظاہر ہیں۔

◆

حال: باطنی توجہ اور دل کی رغبت عشق و محبت کی طرف ہے۔ اسی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے مگر محبت کی حقیقت سمجھنا ضروری ہے۔

حال: عاجز کو کیونکہ محبت حاصل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ (بات) صحیح نہیں ہے۔ (قرآن و حدیث میں ہے چنانچہ) قرآن میں ہے کہ ”ایمان والے اللہ تعالیٰ سے بہت شدید محبت کرتے ہیں۔“ اور حدیث میں آپ ﷺ نے شراب پینے والے کے بارے میں فرمایا ”کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔“

عقلی محبت تو ہے ہی مگر طبعی محبت بھی ہے وہ ایک میلان ہے جو ہر مؤمن کو حاصل ہے اگر چہ کسی رنگ میں بھی ہو۔

حال: (میں) تو اسی اندوہ میں رہتا ہوں دوسرا کوئی ورد اور وظیفہ مزہ نہیں دیتا ہے۔

تحقیق: مزہ مقصود نہیں ہے۔

حال: اگر چہ یہ حال اختیاری نہیں ہے۔ مگر پھر بھی (اپنی) بے نصیبی پر رونا آتا ہے۔

تحقیق: یہ بے نصیبی نہیں ہے۔ جب تک نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا تھا کیا کسی غیر نبی کا یہ کہنا کہ مجھے نبوت نہیں ملی یہ بدنصیبی صحیح ہوسکتا تھا۔

حال: دل کی کیفیت یہ ہے کہ کیسے ہی اعلیٰ ترین درجات کی بات ہو اس کی طرف رغبت نہیں ہے عشق کے ذرہ کی طرف رغبت ہے۔ یہ بات بے اختیاری ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ ساری (کیفیت) اچھی ہے صرف حقیقت کے کھلنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ ”من کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید“ (جو اپنے دل کو متوجہ رکھتا ہے اور دل سے

متوجہ ہو کر سنتا ہے)

حال: احقر کی جو ظاہری باطنی کیفیت تھی مختصرا تحریر کی ہے۔ اس میں جو بات ختم کرنی ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: سب ٹھیک ہیں۔ مگر بارہ تسبیح کی اور ضرورت ہے۔

حال: کمترین میں جو عیوب ہیں وہ تحریر کے احاطہ سے باہر ہیں۔

تحقیق: اس کے لئے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا مطالعہ اور عمل ضروری ہے۔

حال: اب تعلیم اذکار و علاج مربیانہ کا طالب ہوں۔

تحقیق: بارہ تسبیح اذکار ہیں۔ اور کتب امام غزالی کی کتابیں کا مطالعہ اور علاج ہیں۔ عرض کر چکا ہوں۔

واردات محمودہ و آثار ذکر قلب

حال: بارہ تسبیح ادا کرنے کے بعد مراقبہ میں خواب کی طرح صبح کے قریب ایک آواز سنائی دی کہ مولوی صاحب نماز......۔

تحقیق: یہ پسندیدہ واردات اور حق الہامات میں سے ہے۔ مبارک ہو۔

حال: دوسری رات وہی ذکر کی حالت خواب کی طرح ہو کر گویا دل کی طرف سے ایک آواز دو درخت یا دو بانس کے گھسنے کی سنائی دی۔

تحقیق: دل کے ذکر کے آثار میں سے ہے مگر توجہ کے قابل نہیں ہے۔

دل کی یکسوئی کا طریقہ

حال: ذکر جب تک ہمیشہ ہوتا رہتا ہے تو کچھ سکون اور برکت محسوس ہونے لگتی ہے۔ مگر دنیوی کاموں میں وقت کی ضرورت اور دنیوی کاموں کے فائدہ کی وجہ سے بعض گناہ مجبورا کرنے پڑ جاتے ہیں۔ (اس کی وجہ سے) وہ ساری برکت اور حلاوت اور سکون بلکہ ذکر کی توفیق بھی چلی جاتی ہے۔ بہت استغفار کرتا ہوں مگر پھر وہ بات نصیب نہیں ہوتی ہے۔

دنیاوی کاموں اور ذکر کا ایک ساتھ ہونا مشکل لگتا ہے۔ اس زمانے میں جھوٹ اور دھوکہ کے بغیر کام نہیں چلتا ہے کہ بدبخت رواج ایسا ہو گیا ہے کہ دوسرے کو بدبخت بناتا ہے۔ (اس حالت میں) مجھ جیسے کم ہمت کی کیسے رہبری ہو گی۔

تحقیق: انشاء اللہ اسی طرح کوشش کرنے سے ایک دن یکسوئی کا سامان جمع ہو جائے گا۔ استغفار اور دعا مانگنے

میں کمی نہ کیجئے۔

حَالؔ: بہت پریشان ہوں اب ساری زندگی دنیا سے چھٹکارا بظاہر نہیں لگتا ہے کہ دن بدن مہنگائی ہے خدا خیر کرے۔

تحقیقؔ: ؎

گر جہاں پر برف گردد سر بسر تاب خور بگذاردش از یک نظر

ترجمہ: ''اگر ساری دنیا بھی برف سے بھر جائے تو برداشت کر اور ایک نظر ڈال کر چھوڑ دے۔''

(مطلب یہ ہے کہ جس طرح اگر سارا عالم برف سے بھر جائے تو سورج کے نکلتے ہی ساری برف پگھل کر بہہ جائے گی اسی طرح اگر بہت ہی مہنگائی ہو جائے تو کیا اللہ تعالیٰ کے کام بنانے سے کام بنیں گے اس لیے فکر نہیں کرنی چاہیے۔) (دعوات عبدیت ۲/ ۱۹۰ بتصرف)

نہ امید نہ ہو جائیں۔

شوق وضعف کے آثار اور ضعف کا علاج

حَالؔ: میرے ساتھ پہلے کبھی ایسی بات پیش نہیں آئی جواب پیش آتی کہ جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو ایک دو تسبیح کے بعد یا تو چیخنا شروع کر دیتا ہوں یا کودنا اور بدن کو پیٹنا شروع کر دیتا ہوں۔ ان باتوں کی ابتدا تو اختیاری ہوتی ہے کہ میں روک سکتا ہوں۔ مگر پھر (بعد میں) بے اختیار ہو جاتا ہوں اور زور زور سے ضربیں لگاتا ہوں حتیٰ کہ آواز بیٹھ جاتی ہے۔ ایک دن چارپائی پر (ذکر کرنے) بیٹھ گیا تھا بے اختیار اتنا کودا کہ چارپائی ٹوٹ گئی۔

تحقیقؔ: اس کا سبب شوق اور ضعف کا مرکب ہے۔ شوق کا علاج ضروری نہیں ہے کہ اس کو خود بخود سکون ہو جاتا ہے لیکن ضعف کا علاج کرنا چاہئے۔ کسی طبیب کی رائے سے ٹھنڈی سکون پہنچانے اور قوت دینے والی چیزوں کا استعمال کر کے پھر اطلاع دیجئے۔

حَالؔ: دو دن یہ ہوا کہ رات کو اٹھ کر جو تسبیح لے کر بیٹھا تو نیند کی اتنی زیادتی ہوئی کہ مجھے ایسی زیادتی بہت کم ہوتی ہے۔ میں بیٹھا بیٹھا کبھی نہیں سوتا ہوں لیکن لیٹ کر فوراً نیند آ جاتی ہے۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیقؔ: ضعف ہے۔

◆

حَالؔ: (مجھے) اکثر عاشقانہ اور بے چینی والے اشعار پسند ہیں۔ (کسی) خوفناک بات سے آنسو جلدی نکل

جاتے ہیں اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ عاشقانہ حالت میں رہنا طبیعت کو پسند ہے۔

تحقیق: وہی شوق اور ضعف کا مجموعہ اس کا سبب ہے۔

حال: خواب میں اکثر اپنے آپ کو چیختا اور ذکر کرتا دیکھتا ہوں، کبھی آپ بھی نظر آتے ہیں اور اشعار پڑھتے ہوئے خود کو روتا ہوا پاتا ہوں۔

تحقیق: اوپر تشخیص اور تجویز لکھ چکا ہوں۔

* * *

حال: مراقبہ میں بے خود ہو جاتا ہوں کچھ خبر نہیں رہتی ہے اور کبھی مراقبہ میں بے خودی کی حالت میں وحشت لگتی ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی ہے کہاں گیا ہوں اور کہاں جاتا ہوں۔ نیند معمولی نہیں آتی ہے بلکہ سونے کے گھنٹہ دو گھنٹہ بعد نیند آتی ہے۔ دل میں خدا کا ذکر خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت زور شور سے ہر حالت میں لگتا ہے۔ حبس دم کی حالت میں کبھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے سارے وجود میں ذکر ہوتا ہے اور حبس دم کے بغیر بھی کبھی ہو ہو سی آواز محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: پسندیدہ حالات ہیں۔ مگر ان احوال اور احساسات کے ساتھ ہی کچھ ضعف اور مرض کے آثار بھی مل گئے ہیں۔ طبی علاج اور صحت کے بعد جو باقی رہ باتیں وہ معتبر ہیں۔

پسندیدہ حالات

حال: (حضرت کے) حکم کے مطابق ذکر و شغل میں سرگرداں (پریشان) رہتا ہوں مگر پھر وہی پچھلی حالت یعنی بے ہوشی طاری رہتی ہے۔ شوق اور ذکر کی بہت ہی زیادتی ہے۔ یہ یقین ہے کہ اگر ایک گھنٹہ میں سوا لاکھ مرتبہ بھی پڑھوں تو بھی تکلیف نہ ہو بلکہ خوشی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا سے تعلق بہت ہی مشکل لگتا ہے حتیٰ کہ لوگوں سے ملنا جلنا برا لگتا ہے بلکہ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت تنہائی میں رہوں اور اپنے شغل کے علاوہ دوسرا کوئی کام مجھے اچھا نہیں لگتا ہے یہاں تک کہ تین چار وقت تک کھانا نہ کھایا جائے تو بھی کچھ تکلیف نہیں لگتی ہے۔

فی الحال امامت کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے ہر وقت یہی تمنا رہتی ہے کہ آپ کی خدمت میں رہوں۔ اس وقت چونکہ خالی ہاتھ ہوں اس لئے مجبور ہوں۔ امید ہے کہ شعبان میں ضرور حاضر رہوں گا۔ امید ہے کہ دعا فرمائیں گے۔ اس وقت بہت بے چین ہوں اس لئے درخواست ہے کہ ذکر میں زیادتی (کی اجازت) فرمائیں۔

تحقیق: آپ کے سارے حالات اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی و برکت عطا فرمائیں۔ ذکر ابھی نہیں بڑھائیں جب شعبان میں آنے کا ارادہ ہے تو اس وقت مناسب مشورہ دیا جائے گا۔

* * *

حال: تہجد، بارہ تسبیح لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر اور درود شریف کی تسبیح اور نماز باجماعت کے ساتھ یہ تمام معمولات اللہ کے فضل سے چل رہے ہیں۔ حضور کی برکت سے دل سے ہر دم اور ہر لمحہ الا اللہ نو مہینے سے جاری ہے۔ حضور کے طفیل سے دس دن سے سینہ کے اوپر سے اللہ ہر دم اور ہر لمحہ جاری ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اور ترقی عطا فرمائیں۔ یہ سب اچھا ہے (لیکن) مقصود اور آگے ہے۔

حال: کیا میں حضور کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں؟

تحقیق: حقیقی شکر اللہ تعالیٰ کا ہے۔ واسطے کا شکریہ ظاہری بھی اتباع سنت ہے اس میں بھی اجر و نفع ہے۔

سوال: اب کون سا ذکر کیا جائے اور کون سے طریقے سے اور کتنی تعداد میں کیا جائے ارشاد فرمائیں تو احسان عظیم ہے۔

جواب: جس وقت فرصت ہو اور جتنا برداشت ہو سکے اسم ذات یعنی اللہ ضرب اور ہلکی آواز کے ساتھ کچھ تعداد مقرر کرکے شروع کریں پھر تعداد اور وقت کے بارے میں اطلاع دیں۔

سوال: سینے کے اوپر کا مقام کس لطیفہ کا ہے؟

جواب: یہ تحقیق آپ کے لئے نافع نہیں ہوگی کام کرتے جائیں۔ کبھی موقع ہوگا تو کل سارے لطائف کی حقیقت احکام کے ساتھ بتادی جائے گی۔

* * *

حال: ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد   وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ترجمہ: ''ہمنشین کے حسن نے مجھ میں یہ اثر کر دیا ہے ورنہ میں وہی مٹی ہوں'' (یعنی مجھ میں جو اچھی باتیں پیدا ہوگئیں ہیں وہ شیخ کی محبت کی برکت سے ہیں ورنہ میں تو وہی خاک ہوں۔)

عرض ہے کہ میں نے آپ کو پہلے جو خط لکھا تھا آپ نے اس کے جواب میں دو باتیں لکھی تھیں۔ ایک تو میری اس بات کے جواب میں کہ (میں اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں) آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ: ''یہ حالت

ہیبت کہلاتی ہے۔ صحابہ پر بھی یہ حالت گزری ہے۔" آخر میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ: "انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ حالت انسیت سے بدل جائے گی۔" دوسری بات یہ تھی کہ میں نے لکھا تھا کہ "میں دل کو علوم سے خالی پاتا ہوں۔" اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا تھا: "اس میں بھی حکمتیں ہیں جیسے......وغیرہ۔"

الحمد للہ! آپ کا فرمانا صحیح ہوا۔ دونوں باتیں ہوگئیں۔ ہیبت انسیت سے بدل گئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بھی پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہوگئی۔

وعدہائے اہل دل گنجے بود وعدۂ نااہل خود رنجے بود

ترجمہ: "ہوتے ہیں اہلوں کے وعدے شادمانی کا سبب ـــــ نااہلوں کے وعدے ہوتے ہیں پریشانی کا سبب۔"

اس قصے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دن عشا کے فرضوں کے بعد جب کہ آپ مسجد میں موجود تھے۔ ایک قسم کی سخت بے چینی ہوئی جس کو برداشت کرنا مشکل سمجھ کر مسجد سے چلا آیا مگر بے چینی کے ساتھ ایک قسم کا مزہ بھی تھا۔ بس یہ نمونہ تھا "وزلزلوا زلزالا شديدا" ("ایمان والوں کو خوب جھنجوڑا گیا") اور "وليبلى المؤمنين منه بلا احسنا" ("تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر خوب احسان کریں") کا خیر تھوڑی دیر ہی میں یہ حالت ختم ہوگئی۔

دوسرے تیسرے دن عشاء کے وقت نماز میں ایک حالت ہوئی اور تھوڑی دیر رہی حالت کو ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے "ثم انزل السكينة على رسوله وعلى المؤمنين وانزل جنودا لم تروها" ("پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں پر سکینہ نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہیں آتے") اس حالت میں بالکل دل میں ایک ہلکی سی گرمی محسوس ہوتی تھی اور اسی کی وجہ سے سکون، اطمینان، بشاشت اور ایک بہت ہی لطیف خوشی تقریباً شکر کی طرح معلوم ہوئی۔

یہ بشاشت سارے جسم میں محسوس ہوتی تھی۔ جیسے کسی شخص کو اپنی جان سے زیادہ کوئی چیز کے حاصل ہونے پر ایک خوشی اور اطمینان محسوس ہوتا ہے بس ایسا ہی محسوس ہوتا تھا۔ وہ خاص گرمی جو دل میں محسوس ہوتی تھی وہ تھوڑی دیر کے بعد ختم ہوگئی مگر اس کا ایک اثر دوامی (ہمیشہ کی) شان سے اب تک ہے۔ کبھی کبھی وہ حالت پھر لوٹ آتی ہے۔ اس وقت ایک مغلوبیت سی ہو جاتی ہے۔ آپ کے موجود رہنے سے اس میں ترقی ہوتی ہے اور آپ کے جانے کے بعد اس حالت میں کمی ہو جاتی ہے۔

پچھلے دنوں جب آپ تشریف لے گئے تھے تو دل میں تنگی لگتی تھی اس حالت کا خاص اثر یہ ہوا کہ آپ سے

تعلق بڑھ گیا اور ایسا لگتا ہے کہ آپ کے پاس سے کوئی چیز میرے اندر آتی ہے۔ کبھی محبت کے غلبہ میں پاؤں چومنے کو جی چاہتا ہے مگر کیونکہ آپ کو یہ بات پسند نہیں ہے اس لئے طبیعت رکتی ہے اور دوسرے (اپنی حالت پر) یہ شعر صحیح آتا ہے۔ ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ   اندراں دم پائے بوسی شد گناہ

ترجمہ: ''جب خدا بخش دے عرش بریں ——— پھر گناہ ہے چاہت فرش زمیں۔''

آپ میرے اس اظہار محبت کو دعوی نہ خیال فرمائیں میں کسی دعوی کے قابل بھی نہیں محبت تو بڑی چیز ہے اس کا دعوی تو ایک بڑا کام ہے۔ اس لئے یہ اظہار بھی ایک نادان دل کی گستاخی اور رسوائی پسند دل کا تقاضہ ہے۔ ورنہ میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا کہ محبت کا دعوی کروں۔ ؎

کجا یابم وصال چوں تو شاہے   من بدنام رند لا ابالی

ترجمہ: ''میں تجھ تک کیسے پہنچ سکتا ہوں کہ تو تو بادشاہ ہے اور میں بدنام نشہ میں چور لا پرواہ ہوں۔''

اسی حالت کا یہ بھی اثر ہے کہ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ بعض دوستوں نے ایک شوق بھرا خط بھی لکھا مگر کیا کروں ابھی تو جی نہیں چاہتا لیکن اگر کوئی مجبوری پیش آگئی تو دیکھا جائے گا۔ اسی حالت کا ایک اثر یہ ہے کہ پہلے کے مقابلے میں فواحش اور گناہوں کی چاہت مغلوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور رقت بھی اکثر رہتی ہے۔ ایک عجیب بات اس حالت میں یہ ہے کہ اس حالت کا غلبہ رات کو زیادہ ہوتا ہے۔ عشا مغرب و غیر اوقات میں ابتدا بھی اس کی رات کو ہوئی اور اسی طرح مسجد اور نماز ہی میں یہ حالت پیدا ہوئی اور مسجد اور نماز میں وہ زیادہ لوٹ آتی ہے۔ اس حالت کی ابتداء اور غلبہ کا وقت چونکہ رات ہے اس لئے یہ شعر حال کے مطابق ورد زباں ہے۔ ؎

وشمس الناس تطلع بعد فجر   وشمسی تطلع بعد العشاء

ترجمہ: ''لوگوں کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے ——— اور میرا سورج عشاء کے بعد نکلتا ہے۔''

اور حافظ کے یہ اشعار جو انہوں نے ان احوال کے بارے میں کہے ہیں مجھے خوشی پر ابھارتے ہیں۔ ؎

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند   وندراں ظلمت شب آبحیاتم دادند
بیخود از شعشعہ پرتو ذاتم کردند   بادہ از جام تجلی صفاتم دادند
چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے   آں شب قدر کہ ایں تازہ براتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں   خاک او گشتم و چنداں درجاتم دادند

ہمت حافظ او انفاس سحر خیزاں بود   کہ ز بند غم ایام نجاتم دادند

ترجمہ

① رات انہوں نے مجھ کو غم سے نجات دی —— آبحیات مجھ کو تاریکی میں دے دیا۔

② بے خود کر دیا مجھے اپنی ذات کے نور سے —— تجلی کے جام میں مجھے مینا دے دیا۔

③ کیا ہی مبارک صبح تھی اور کیا ہی مبارک تھی وہ رات —— جس شب قدر میں مجھ کو حکم نامہ دے دیا۔

④ عجب کیمیا ہے پیر مغاں کی بندگی —— ان کی خاک بننے پر مجھے اتنا اونچا کر دیا۔

⑤ حافظ کی اور صبح اٹھنے والی کی ہمت ہے —— کہ زمانے کے غم سے مجھ کو چھٹکارا دے دیا۔

میری بساط اور میری حیثیت تو کسی قابل بھی نہیں اور نہ مجھ سے کوئی ذکر و شغل ہوتا ہے اور نہ ہی شب بیداری ہوتی ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے اور آپ کی نظر التفات کا نتیجہ ہے۔ مجھ سے آپ کو تکلیف کے علاوہ کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ جس پر آپ خوش ہوں۔ یہ (تو) آپ کی عنایت (مہربانی) ہے آپ میری ہر طرح سے اصلاح فرماتے ہیں اور مجھ جیسے ناکارہ سراپا (مجسم) تکلیف اور کدورت (میلے) کو اپنی صحبت میں رکھنا گوارا فرماتے ہیں میں آپ کی عنایت کا حق کیسے ادا کر سکتا ہوں اس لئے یہ عرض ہے ؎

رہا نیدی مرا از شر ہستی   جو بیہودی دما دم جامِ مے را
حماک اللہ عن شر لنو ائب   جزاک اللہ فی الدارین خیرا
جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی   مرا باجاں ہمرار کردی
نیا رم گوہر شکر تو سفتن   سر موئے زاوصاں تو گفتن
مرا از زلف تو موئے بسند است   ہوس رارہ مدہ بوئے بسند است
فی الجملہ نسبت بتو کافی بود مرا   بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است
کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل   نسیم صبح تیری مہربانی
نگاہ ناز او فہمید راز سینہ جوشی را   رساند آخر بجائے عشق فریاد خموشی را

ترجمہ

① ہستی کے شر سے تو نے مجھ کو رہائی دے دی —— مسلسل شراب پلا کر یہ مہربانی کر دی

② مصائب کے شر سے تجھ کو محفوظ فرمائے رب —— دونوں جہاں میں تجھ کو بہتر جزا دے رب

③ جزاک اللہ کہ مجھ کو بینا کر دیا —— جان جاناں کا مجھ کو ہمراز کر دیا۔

④ تمہارے شکر کے موتی پرو سکتا نہیں ـــــ تمہارے احساں کو کچھ بیان کر سکتا نہیں۔

⑤ کافی ہے تیری زلف کا مجھ کو ایک ہی بال ـــــ آرزوئیں بہت ہیں چلا نہ مجھے ہوس کی چال۔

⑥ مجھے تجھ سے اتنی ہی نسبت کافی ہے ـــــ بلبل کے لئے گل کے پیچھے رہنا ہی کافی ہے۔

⑦ سینہ کی جلن کے راز کو اس کی پیاری نظر نے سمجھ لیا ـــــ خاموش فریاد کو عشق کا درجہ عطا کیا۔

ترقی اور دوام و استحکام (ہمیشگی اور پختگی اور مضبوطی) کے لئے دعا فرمائیں۔ ؎

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے   جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

تحقیق: مبارک ہو یہ حالت مبارک ہو۔ دل سے ترقی اور استقامت کی دعا ہے اور دعا کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں۔

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ اس حالت مذکورہ میں دماغی کمزوری کی وجہ سے سر میں کبھی بوجھ اور پریشانی محسوس ہوتی ہے۔ اس وقت تنہائی کو چھوڑ کر جان بوجھ کر دل دوسری طرف متوجہ کرتا ہوں تو بہتری ہو جاتی ہے۔ بھول بہت ہو جاتی تھی لیکن نماز میں کم ہوتی ہے۔

تحقیق: فکر کی کوئی بات نہیں ہے اگر ممکن ہو تو دل اور دماغ کے لئے کوئی طبی تدبیر حکیم صاحب سے پوچھ لیں۔

حال: کل جمعہ کی نماز میں سجدہ میں ایسا مزہ آیا کہ گویا محبوب نے میرا سر اپنے گھٹنوں میں رکھ لیا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اب تو حضور والا کی برکت سے درود شریف، استغفار، جمعہ کا خطبہ اور اذان وغیرہ تمام دینی باتیں ایک عجب کیفیت پیدا کرتی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اخلاقی کیفیت یہ ہے کہ غصہ کی قوت اب بھڑکتی نہیں ہے۔ طبیعت کے خلاف بات پر طبیعت دب کر رہ جاتی ہے اور ابھرتی نہیں ہے اور نرمی سے جواب خود بخود نکلتا ہے۔ کئی دن سے یہی حالت دیکھ رہا ہوں۔ جن لڑکوں کو پڑھاتا ہوں نہ ان کا ہاتھ اپنے بدن کو لگنا گوارا ہے اور نہ اپنی انگلی ان کے جسم کے کسی حصہ پر لگنا گوارا ہے۔ اس کے خلاف بہت ہی ناگوار ہوتا ہے۔ نظر آسانی سے نیچے رہتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حصول تمکین کا علاج

حال: جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑھتا ہوں۔ کبھی مزا آتا ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی چیز پاس سے چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعا کی برکت سے مستقل مزاجی عطا فرمائیں۔

تحقیق: پہلی حالت بسط (طبیعت کے کھلنے) کی ہے اور دوسری حالت قبض (طبیعت کے تنگ ہونے) کی ہے۔ کام میں لگے رہیے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح مستقل مزاجی یعنی تمکین (کی حالت) عطا ہو جائے گی۔ ابتدا میں ایسی رنگ برنگی کیفیت ہوتی ہے۔

نیند کی کثرت کا علاج

حال: مجھے ایک مرض ہو گیا ہے جس کی اطلاع قبلہ و کعبہ کو ہو جانا ضروری ہے۔ صبح کی نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی ہے اور اگر کھل بھی جاتی ہے تو نیند کا اتنا غلبہ اور سستی ہوتی ہے کہ میں اس پر غالب نہیں ہو پاتا ہوں اور اکثر نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی میں اٹھ کر سو جاتا ہوں۔ جاگنے کی حالت میں جس کا بہت صدمہ ہوتا ہے۔ باقی نمازیں (ادا) ہو جاتی ہیں۔ مگر عشاء کے بعد جو تہجد کی رکعتیں پڑھنی ہوتی ہیں نہیں پڑھ پاتا ہوں۔ کبھی کبھی وظیفہ (اللہ) جو ایک ہزار مرتبہ (پڑھنے کے لئے) فرمایا گیا ہے پورا نہیں ہوتا ہے بالکل نیند مجھ پر غالب آ جاتی ہے۔ ارادہ کیا کہ تہجد کی رکعتیں تہجد کے وقت پر اٹھ کر پڑھوں مگر اس وقت اٹھنا تو درکنار پانچ وقت کی نمازوں میں خرابی پیدا ہونے لگتی ہے۔

تحقیق: رات کو کھانا جلدی کھائیے اور ذرا کم کھائیے اور عشاء جلدی پڑھ کر سو جائیے تہجد والا وظیفہ کسی اور وقت مثلاً مغرب کے بعد پڑھ لیجئے پھر اطلاع دیجئے۔

حال: آج کل اس ناکارہ کی حالت یہ ہے کہ رات یا دن جب بھی اسم ذات کے ذکر یا بارہ تسبیح کے لئے بیٹھتا ہے تو نیند کے غلبہ سے پریشان ہو جاتا ہے، آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، زبان سے الفاظ نکلتے چلے جاتے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہا ہوں۔ مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو زبان سے صحیح الفاظ نکلتے ہوئے پاتا ہوں۔ اس خیال سے کہ تری کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے سر میں تیل ڈالنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ پھر بھی یہی حالت رہتی ہے۔ کوئی تدبیر ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق: ایسی کوئی تدبیر نہ کیجئے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہو۔ عشاء کے بعد ذکر کر لیا کیجئے۔ اس کے بعد کھانا کھایا کیجئے دن میں بھی کھانے سے پہلے ذکر کیا کیجئے پھر اطلاع دیجئے۔

حال: حضرت والا نے جو لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھنے کو فرمایا ہے اس کو جب پڑھنے بیٹھتا ہوں تو نیند بہت آتی ہے اور دل پریشان رہتا ہے، دنیاوی خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔ دل لگانے کی بہت کوشش کرتا ہوں مگر ابھی تک طبیعت جمتی نہیں ہے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ جگہ بدل دیا کرو، اٹھ کر ٹہلنے لگا کرو اگر پھر بھی نیند آئے تو سو جایا کرو اور وظیفہ ایسے وقت میں پڑھ لیا کرو جس وقت نیند نہ آئے اگر اس وقت بھی نیند آئے تو سمجھ لو کہ کمزوری ہے۔ وظیفہ کم کر دو جتنے میں تھکان نہ ہو۔ اس کی پروا مت کرو یہ خود ہی چلی جائے گی۔

اس کا جواب بھی دو نمبر والے کی طرح ہے۔ (یعنی اس حال سے پہلے والے حال کی تحقیق والا ہے) ایسا (دل لگانے میں زیادہ کوشش کرنا) مت کرو بہت کوشش بھی نقصان دہ ہے سرسری طور پر دل کو متوجہ کر لینا کافی ہے خواہ متوجہ ہو یا نہ ہو۔

* * *

حال: آج ایک خاص دکھ عرض کرتا ہوں کہیں جناب خفا نہ ہو جائیں جس کا بڑا خوف ہے۔ میں شرم کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور بھی بڑا دکھ اس وقت میری زندگی کا ہے۔ جس سے ہمیشہ غمگین رہتا ہوں۔ کم بخت ہمیشہ کی عادت ہے اور اب طبیعت ثانیہ بن گئی ہے کہ فجر کے لئے بغیر کسی کے اٹھائے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ اگر کبھی کسی نے نہ اٹھایا تو دن چڑھے تک سوتا رہتا ہوں۔ افسوس کبھی مسجد پہنچ جاتا ہوں کبھی وقت کم ہوا تو گھر میں ہی نماز پڑھ لیتا ہوں۔

اب (ایک نئی) یہ آفت شروع ہوئی ہے کہ کبھی کبھی اٹھانے سے بھی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے نہیں اٹھتا ہوں۔ اس وقت نیند کی ایسی بے ہوشی ہوتی ہے کہ اندھا ہو جاتا ہوں اور بعد میں پڑھتا ہوں۔ اور تہجد بھی پڑھ لیتا ہوں۔ غرض عجیب آفت میں مبتلا ہوں۔ حضور میرا علاج جس طرح ہو سکے فرمائیں اور مدد فرمائیں اور آخر وقت میں میری ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیں۔

تحقیق: خفا ہونے کی کیا بات ہے یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے "لا یکلف اللہ الا وسعھا" بالکل اس کا غم نہ کیجئے۔ جناب رسول مقبول ﷺ کا صاف ارشاد ہے کہ "لا تفریط فی النوم" کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اپنی طرف سے جاگنے کا اہتمام کر لینا ضروری ہے جیسے کسی سے فرما دیا جائے کہ جگا دیا کرے اور جلدی سو جانا چاہئے اور کھانے اور پانی میں کچھ کمی کی جائے۔ اگر کوئی گھڑی الارم والی ہو تو الارم لگا کر اپنے پاس رکھ لی جائے اور اٹھنے کے وقت ہمت سے کام لیا جائے۔

ان تدبیروں کے بعد بھی اگر کوئی ایسی کوتاہی ہو جائے جو اختیار سے باہر ہو تو بالکل غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ غم کی زیادتی سے دل کمزور ہو جاتا ہے پھر سے اعمال چھوٹنے کی باری آ جاتی ہے ؎

بدرد صاف ترا حکم نیست دم درکش　　کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

ترجمہ: ”گدے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ کچھ نہیں —— جو کچھ ملا ہے آقا سے سب مہربانی ہے ان کی۔“

(یعنی جو حالت بھی پیش آئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں پریشان نہیں ہونا چاہیے نہ ہی کسی حالت کی طلب کرنی چاہیے۔)

ہاں ایک کام اور کیا جائے کہ سورہ کہف کی آخری آیتیں ”ان الذین امنوا“ سے آخر سورت تک پڑھ کر دعا کر کے سو جائیں۔ اور پھر اطلاع دیجئے۔ کسی طبیب سے بھی مشورہ کر لیجئے شاید کسی طبی اصلاح کی ضرورت ہو۔

حال: احقر میں بہت سارے عیبوں میں (ایک عیب) صبح دیر سے اٹھنا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے نماز قضا پڑھتا ہوں۔ اگر کبھی جلدی اٹھ جاتا ہوں تو نیند کے غلبہ یا سستی سے پھر سو جاتا ہوں۔ کرم والا سے امید ہے کہ کوئی دعا یا جو احقر کے حال کے مناسب نسخہ ہو تجویز فرما کر اس خبیث مرض سے خادم کو رہائی دلا دیں تا کہ شفا حاصل ہو۔

تحقیق: (پانچ کام کرو) ① کھانا عصر کے بعد کھالیا کرو ② شام کو پانی کم پیو ③ عشا کی نماز جہاں جلدی ہو (وہاں) پڑھو ④ سورہ کہف کی آخری آیات ”ان الذین امنوا“ (سے آخری سورہ تک) پڑھ کر دعا مانگو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے ⑤ سارے گھر والوں سے کہہ دو جس کی آنکھ پہلے کھل جائے وہ تم کو جگا دے۔

دل کی سختی اور بناوٹ کی حقیقت

حال: دل کی سختی کی یہ حالت ہے کہ بہت چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں روؤں مگر آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا ہے۔

❶ بناوٹ کو دل نہیں چاہتا ہے۔

❷ اگرچہ زیادہ وقت تنہائی میں گزرتا ہے۔ جسم مسجد میں ہوتا ہے اور خیالات نجانے کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔

③ خلاصہ یہ کہ (اس) تابعدار کی حالت مدد کے لائق ہے ورنہ دیکھئے کیا انجام ہو۔

④ کتاب تعلیم الدین کے صفحہ ۷۰ پر لطائف ستہ کے ذکر کا طریقہ لکھا ہوا ہے۔ خاکسار آج تک اس طریقے سے محروم ہے۔

⑤ بہت ہی ادب سے گزارش ہے کہ عمر کا زیادہ حصہ گزر گیا ہے قویٰ بھی ضعیف ہوگئے اگر خاکسار کے لئے یہی موجودہ حالت بہتر ہے تو خیر ورنہ جو ارشاد ہو اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اگر خدمت عالی میں حاضری مناسب ہے تو بہت شوق سے حاضری کے لئے تیار ہوں اور جب تک حکم ہوگا رہوں گا۔ اجازت کے بغیر حاضری کی جرأت نہیں کرسکتا ہوں۔

تحقیق: یہ (رونا) دل کی سختی نہیں ہے۔ رونے کی وجہ دل کا نرم ہونا ہے جو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری مطلوب نہیں ہے۔ دل کی سختی یہ ہے کہ گناہ کے بعد افسوس نہ ہو۔

① اس کو بناوٹ نہیں کہتے ہیں بری بناوٹ ریا ہے جو مخلوق کو خوش کرنے کے لئے ہو۔

② اس سے کوئی خالی نہیں اس کا کچھ (بھی) غم نہ کیجئے۔

③ خود یہ غم اور افسوس ہی بہتر انجام ہونے کی علامت ہے۔

④ طریقہ ذریعہ ہوتا ہے اور ذریعہ مقصود نہیں ہوتا ہے۔ ذریعے مختلف اور کئی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے کوئی خاص طریقہ تجویز کرلیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر طریقے کا استعمال کرے۔ جس طرح پنساری کی دوکان میں دوائیں بے شمار ہوتی ہیں مگر ہر مریض کے لئے ساری دوائیں استعمال نہیں کی جاتی ہیں۔

⑤ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تعلیم کی تکمیل کے لئے خط وکتابت ہی کافی ہے۔

* * *

حال: عرض یہ ہے کہ میری حالت بہت خراب ہے۔ میرا دل بہت سخت ہوگیا ہے۔ اس کا کچھ علاج جو بہت آسان ہو فرمایئے۔ میری حالت ایسی ہے کہ کچھ عرصہ تو بہت اچھا گزرتا ہے اور دل بہت اچھا رہتا ہے۔ نماز میں بھی دل لگتا ہے اور ساری باتیں اچھی ہوتی ہیں۔ کچھ عرصہ بہت خراب گزرتا ہے کہ نہ نماز میں دل لگے نہ کسی اور چیز میں۔ جہاں تک ہوسکتا ہے کسی کام میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر دل کچھ ایسا سخت ہوجاتا ہے کہ نیک کام میں کچھ مزا نہیں آتا ہے۔ میری حالت درست ہونے کے لئے دعا یا عمل تحریر فرمایئے۔

تحقیق: دل نہ لگنا اور مزا نہ آنا یہ سختی نہیں ہے بلکہ اس (دل نہ لگنے اور مزا نہ آنے) پر جو آپ کے دل میں جو رنج ہوا ہے یہ خود دل کی ترکی کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ رنج کی بات نہیں ہے تو جو حقیقت میں رنج کی بات ہو

یعنی گناہ کا ہو جانا اس پر تو ایسے دل میں بہت ہی رنج ہوگا پھر سختی کہاں رہی۔ سختی تو یہ ہے کہ گناہ کرنے میں خوف نہ ہو، گناہ ہو جانے کے بعد پروانہ ہو اور گناہ پر رنج نہ ہو۔ (آپ) اطمینان رکھیں اپنے کام میں لگے رہیں۔ باقی اس سے زائد (چیزیں) کیفیات کہلاتی ہیں ان کی تفصیل ضروری نہیں ہے۔

حال: السلام علیکم بندہ کے دل میں سختی زیادہ ہوتی جارہی ہے اور ذکر میں دل حاضر نہیں رہتا ہے کوئی ایسی بات بتادیجئے کہ جس حضور اور نرمی پیدا ہو جائے۔ میرے لئے امداد بھی فرمادیجئے میں بہت پریشان ہوں۔ دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! دل کی سختی اس کو کہتے ہیں کہ گناہوں پر جرات ہو جائے اور خدا کا خوف نہ رہے اور جس کو آپ نے سختی سمجھا ہے وہ سختی نہیں ہے۔ دل کا حاضر رہنا اختیار سے باہر ہے اس کا ارادہ نہ کیجئے۔ ہاں حاضر رکھنا اختیار میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خود ذکر یا مذکور (جس کا ذکر لیا جارہا ہو) کی طرف خیال رکھئے۔ اس کے لئے مستقل کسی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اصل کو عمر بھر کے لئے یاد رکھئے کہ اس سے ہزاروں فکریں ختم ہو جائیں گی۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

خشکی اور گرمی کے غلبہ کے آثار

حال: بندہ جب سے آپ کے پاس سے آیا ہے کہیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ آج سے حالت بہت ہی بگڑی ہوئی ہے۔ دل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ نظر کچھ نہیں آتا ہے بلکہ آگ سی محسوس ہوتی ہے اور آنکھ کے نیچے صرف موٹی سی روشنی محسوس ہوتی ہے۔ طبیعت میں چین نہیں ہے بلکہ نفس کو خوف رہتا ہے کہ کہیں چوٹ نہ لگے۔ اگر لگے بھی تو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ آپ سے جدا ہو کر بہت پریشان ہوں۔ اب اجازت ہو تو حاضر ہوں۔ اطمینان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: یہ خشکی اور گرمی کا غلبہ ہے۔ تمام اذکار کو چھوڑ کر صرف درود شریف جتنی مقدار آسان ہو اکتفاء کیا جائے۔ کسی طبیب کو نبض دکھا کر مبردات (ٹھنڈی چیزیں) مرطبات (تر کرنے والی چیزیں) تجویز کرا لئے جائیں۔ باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ دو تین دن کے بعد پھر اپنا حال لکھیں۔

اسباب پر نظر حال کی کمی کی علامت ہے نہ کہ عقائد کی خرابی کی علامت ہے

حال: برائے کرم توجہ فرمائی جائے کہ میری نظر اسباب سے ہٹ کر مسبب (اسباب پیدا کرنے والے) پر ہو

جائے۔ یہ میرے اعتقاد میں بہت ہی کمی اور خرابی پیدا ہو رہی ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: یہ عقائد میں کمی اور خرابی نہیں ہے (بلکہ) حال کی کمی ہے جو نقصان دہ نہیں ہے۔

رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہے

حال: معلوم نہیں تہجد کی برکت سے یا اسم ذات کی وجہ سے پہلے کے خلاف مکروہات میں مستقل مشغولیت کے باوجود اکثر نماز باجماعت ملتی ہے ایسی رقت کے بعد جو آنسو جاری ہوں ان کو پونچھ دینا بہتر ہے یا نہیں۔

تحقیق: دونوں برابر ہے۔

حال: رات میں خصوصاً جبکہ کوئی دوسرا نہ دیکھ رہا ہو تو دل یہ کہتا ہے: یہ آنسو سرکاری عطیہ ہیں ان کو پونچھنا نہیں چاہئے شاید ان ہی کی برکت سے قیامت میں کچھ کام بن جائے۔ ممکن ہے میرا خیال غلط ہو اس کے بارے میں جو ارشاد عالی ہو وہ صحیح اور مبارک ہے۔

تحقیق: جس وقت جس بات کو جی چاہے اس وقت کا حال ہے اس وقت اسی حال کا اتباع بہتر ہے۔

قبض (تنگی) اور بسط (کشادگی) کے آثار

حال: کبھی ذکر کے بعد دل میں خوشی اور ایک قسم کی صفائی محسوس کرتا ہوں اور کبھی ذکر کے وقت یا ذکر کے بعد دل کی سختی کے علاوہ کچھ نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: پہلی حالت بسط کی ہے اور دوسری حالت قبض کی ہے۔ دونوں حالتیں بلند ہیں بلکہ دوسرا زیادہ بلند کہا جاتا ہے کہ اس سے ٹوٹن، حقارت اور ذلت پیدا ہوتی ہے۔

سوال: تاریخ اور اسی طرح تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سالک کو قبض و بسط کی یہ دو حالتیں شروع سے آخر تک رہتی ہیں۔ مبتدی اور متوسط کو خواہ کسی دوسرے رنگ کی اور منتہی کو کسی دوسرے رنگ کی ہوتی ہے لیکن ہوتی سب کو ہے۔

جواب: فرمایا کہ یہ صحیح ہے۔ عامی اور مبتدی کو جو حالت پیش آتی ہے اس کو خوف اور رجا (امید) کہتے ہیں، متوسط کو جو ہوتی ہیں اس کو قبض و بسط کہتے ہیں اور منتہی کو اس کی استعداد کے مطابق ہوتی ہیں اس کو انس و ہیبت کہتے ہیں۔

سوال: تاریخ سے دور اسی طرح جس طرح سالک بہت ہی انقباض (کی حالت) میں خود کو مرتد اور کافر سمجھتا ہے اور اس سے اعمال کی توفیق کم ہو جاتی ہے۔ لگتا ہے کہ اسی طرح بہت ہی انبساط اور لذت (کی حالت) میں

بھی اگر کچھ ذوق وشوق پیدا ہوگیا اور اعمال کی توفیق (بھی) اگر کچھ زیادہ ہوگئی تو (اس سے) نفس میں شوخی اور انانیت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنی حد میں نہیں رہتا ہے اور اگر یہ مان لیا جائے کہ انانیت پیدا نہیں ہوئی تو بھی اپنے (صاحب) کمال (ہونے) کا وسوسہ تو پیدا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اعمال بھی کم ہو جاتے ہیں۔

جواب: فرمایا: یہ ادلال یعنی ناز ہے اور اس میں دونوں باتیں ہوتی ہیں اگر (اس میں) شوق پیدا ہو تو اعمال کی توفیق بڑھ جاتی ہے اور اگر استغناء (لاپروائی) پیدا ہو گیا اور یہ سمجھ لیا کہ اب تو ہم صاحب کمال ہو گئے تو اعمال کی توفیق کم ہو جاتی ہے۔

غیبت اور فنا کے آثار

حال: یہ عاجز حضور کے ارشاد پر مستقل عمل کر رہا ہے۔ ایک نئی بات جو پیش آئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں سارے جسم کی ایک عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ اپنا پڑھنا اپنے کو ہی سنائی نہیں دیتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ منہ سے الفاظ بڑی مشکل سے نکلتے ہیں۔ معلوم نہیں کیا وجہ ہے۔

تحقیق: اگر اس سے پہلے کسی مرض کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو یہ حالت غیبت وفنا کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں ورنہ (اگر کسی مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو) علاج کروائیں۔

سوال: بندہ کو جو تین ہزار مرتبہ اسم ذات (پڑھنے کے لئے) بتایا گیا ہے بحمد للہ اس کو اب تک کر رہا ہوں۔ یہاں آکر اس میں صرف اتنی تبدیلی ہوتی ہے کہ تہجد اور ورد (دونوں) عشا کے بعد سونے سے پہلے کر لیتا ہوں۔ یہ تبدیلی اس لئے کی کہ جناب نے چلتے وقت فرمایا تھا کہ اگر تہجد کے وقت نہ ہو سکے تو عشا کے بعد ہی کر لیا کرو۔ خدا کا شکر ہے اس وقت تک اسی طرح دل لگتا ہے۔

کبھی نماز میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں یا کیا کر رہا ہوں اور آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ کبھی جو پڑھتا ہوں بھول جاتا ہوں ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ یہاں پر کیونکہ نماز میں ہی پڑھاتا ہوں کیونکہ جو طلبا امام ہیں وہ بالکل ہی غلط پڑھتے ہیں۔ اسی (نماز پڑھانے کی) حالت میں یہ کیفیت ہو جاتی ہے اور بھول جاتا ہوں۔ کبھی بالکل چپ کھڑا رہ جاتا ہوں مگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار سے کم نہیں ہوتا ہے کہ فوراً ہوش آ جاتا ہے تو اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ اندازہ کہ اتنی دیر لگتی ہے صرف میرا اندازہ ہی ہے اور آج تک کسی مقتدی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تو چپ کیوں کھڑا ہو جاتا ہے جس سے لگتا ہے کہ وہ سکتہ بہت کم ہوتا ہوگا۔ مگر اس حالت میں جو مزہ آتا ہے اس کو لکھ نہیں سکتا ہوں اب اگر ارشاد ہو تو نماز پڑھاؤں

ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: حق تعالیٰ نے معمولات پر پسندیدہ نتائج عطا فرمائے ہیں اگرچہ یہ مقصود نہیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔ یہ حالت غیبت کہلاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا امام موجود ہوتا جس کی اقتدا جائز ہوتی تو بہتر امامت نہ کرنا تھا لیکن اب نماز کی حفاظت فرض ہے اور اس حالت کی رعایت مستحب ہے اور فرض مستحب سے مقدم ہے۔ اس لئے امامت مت چھوڑو اور اتنے ہلکے وقفے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی ہے لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ وقفہ لمبا ہوتا ہے تو بھی کیونکہ یہ نیند کی طرح ہے اس لئے اس سے بھی کراہت نہ ہوگی اور نہ ہی سجدہ سہو ہوگا لیکن جو الفاظ اس حالت میں پڑھے گئے ہوں ان کو دوبارہ پڑھنا ہوگا جیسا کہ نیند (میں پڑھنے) کا (یہی) حکم ہے۔

◆

حال: اس نیاز مند (محتاج) کی حالت یہ ہے کہ دن کا زیادہ وقت حیرت کے عالم میں گزرتا ہے۔ جس ہیئت میں بیٹھ جاتا ہوں سر نیچے کئے ایک حالت میں کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں۔ رات کو سونے کے بعد سکون ہوتا ہے تو اپنے وظائف پورے کر لیتا ہوں کسی کام میں دل کو چین نہیں ہے۔ اگر کوئی کام کرتا ہوں تو بہت بے چین اور بے قراری سے (کرتا ہوں) اور حیرت سے خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ غیبت کی حالت ہے جو سلوک کے درمیانے حالات میں سے ہے اور پسندیدہ ہے اگرچہ مقصود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔

تلوین میں تصنیف وغیرہ مشاغل سے ذہن خالی کرنے کی ضرورت

حال: ہر دن ارادہ کرتا ہوں کہ تصانیف قاسمیہ کی شرح وتسہیل کا کام شروع کروں مگر آج کل طبیعت عجب طرح کی ہو رہی ہے کہ ہر کام میں سستی ہو رہی ہے۔

تحقیق: تو ابھی رہنے دیجئے۔

حال: صحیح مسلم کا کام بھی تین چار دن بلکہ ہفتہ سے نہیں ہوا۔

تحقیق: اسے بھی رہنے دیجئے۔

حال: تعلیم اور تدریس میں بھی بہت بے توجہی ہوتی ہے۔ اس میں بھی کچھ دن سے حق ادا نہیں ہوتا ہے بلکہ حرج ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ مجھے ان چیزوں کو لازمی طور کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائیں تاکہ اپنے بزرگوں کے سامنے سے چھپ نہ جاؤں اور شرمندہ نہ ہوں۔ عزم (پکا ارادہ) تو مستقل ہوتا ہے مگر کیا کہوں طبیعت لکھنے پڑھنے

کے ہر ایک کام سے اڑتی ہے۔ کتابیں دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: جب تک ان احوال کا غلبہ رہے تصنیف مکمل طور پر بند کیجئے اور بند ہونے سے افسوس نہ کیجئے۔ پھر جب وقت ہوگا خود مشورہ دوں گا۔ اب ذہن خالی کر لیجئے۔

حال: کبھی عزت آبرو بڑھانے کا بھی خیال آتا ہے مگر الحمد للہ بہت ہی کمزور ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کمزور کو کمزور نہ سمجھا جائے اس کا علاج ضرور کر دیا کیجئے کہ فوراً کوئی تواضع کی عملی صورت اختیار کر لیجئے کہ نفس کو مشکل لگے مگر (وہ صورت) لوگوں میں زیادہ بری نہ ہو۔

جوش چھوڑ کر ہوش سے کام لینا ضروری ہے

حال: میں کسی بزرگ کو کیا بدعتیوں کے علاوہ کہ مجھے ان سے بالکل نفرت ہوتی ہے کسی مسلمان کو بھی ذلت کے خیال سے نہیں دیکھنے کے باوجود ایک مرتبہ ایک شخص نے عرس میں جانے کے فوائد بیان کئے اور میں نے عرس کے دنوں میں جانے کی خرابی بتائی۔ اس (شخص) کے فوائد میں یہ بات تھی کہ وہاں جانے سے بہت سے بزرگوں سے ملاقات ہو جاتی ہے جن سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: اگر کسی بزرگ کے مزار پر دوسرے شخص سے فیض لینے کی نیت سے جائے تو بڑے غیرت کی بات ہے وہ نہ ادھر کا ہوگا نہ ادھر کا ہوگا کیونکہ جتنے لوگ وہاں پر حاضر ہوں گے وہ سب صاحب مزار کو بزرگ سمجھ کر حاضر ہوئے ہوں گے اور زیارت کے لئے آنے والوں کا خلوص نہیں ہوگا اور خلوص کے بغیر فائدہ نہیں ہوگا۔

اس کے بعد مجھے جوش آیا تو میری زبان سے یہ نکلا کہ ”میں تو جس شخص سے فیض لینے کا ارادہ کر لوں (تو) اگر اس کے درمیان میں حضرت خضر علیہ السلام آ کر یہ کہیں کہ میں خضر ہوں مجھ سے فیض لو تو میں ان کی طرف نظر بھی نہ کروں کیونکہ پہلی نیت بدلنے میں غیرت لگتی ہے۔“ اس شخص نے فوراً کہہ دیا: ”انشاء اللہ تم کافر مرو گے“ نعوذ باللہ منہ کیونکہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں اور انبیاء کی اہانت کفر ہے یہ تم نے ان کی اہانت کی ہے۔

میں نے بعد میں خیال کیا تو مجھے افسوس ہوا کہ یہ بات میں نے اس شخص سے کیوں کہی مگر کیونکہ میں نے کہتے ہی اہانت کا خیال نہیں کیا تھا اس وجہ سے دل میں اطمینان رہا۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ نااہل سے اپنے ذوق کی بات بالکل نہیں کہنی چاہئے۔

حدیث دوست با دشمن نگویم　　که ہرگز مدعی محرم نہ باشد

ترجمہ: ”اپنوں کی بات کو غیروں سے نہ کہنا کبھی —— مدعی کو اپنا سمجھنا نہ کبھی۔“

(یہ بات) بالکل صحیح ہے اور میری عادت بھی نہیں ہے مگر کبھی لوگوں کی حرکتوں پر غصہ آ جاتا ہے تو کچھ باتیں اس قسم کی نکل جاتی ہیں۔ مجبوری کی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس شخص کا کفر کا حکم لگانا تو زیادتی ہے۔ غالباً اس وقت آپ کے دل میں خضر علیہ السلام کے نبی ہونے کا خیال بھی نہیں آیا ہوگا لیکن پھر بھی اتنا جوش (میں آنا) مناسب نہیں ہے۔ ہر وقت ہوش سے کام لینا ضروری ہے۔ آپ کو استغفار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔ آپ دوسرے لوگوں سے ایسی باتوں میں گفتگو ہی کیوں کرتے ہیں جو ایسی باتوں کی باری آئے۔

مبتدی (ابتدا کرنے والے) اور منتہی (آخر تک پہنچنے والے) کے حالات میں فرق

حال: اس مرتبہ خدمت اقدس میں بیٹھنے کا موقع کم ملا مگر الحمد للہ دل اکثر حضرت والا ہی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آج کل تھانہ بھون حاضر ہونے سے سکون بڑھتا ہے اور دل میں ایسی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے کہ اس سے سارا بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ پہلے خدمت والا میں حاضر ہونے سے پریشانی بڑھتی تھی۔

تحقیق: وہ ابتدا کی حالت تھی اس وقت طلب و شوق کی حرارت (گرمی) ہوتی ہے (اور) یہ انتہا کی حالت ہے اس وقت انس و تمکین (انسیت اور قرار) کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔

ایک منتہی کا حال

مولائی ادرکنی فانی غارق فی لجۃ الشہوات والعصیان

ترجمہ: ”میرے مولا! میری مدد کیجئے کہ میں ـــــ خواہشات اور گناہوں کے دریا میں ڈوب رہا ہوں۔“

حالت یہ ہے کہ پہلے تو غیر اللہ کی طرف ذرا سے میلان سے بھی نفرت اور غیرت آتی تھی کہ حقیقی محبوب کے ہوتے ہوئے غیر بالکل التفات کے قابل نہیں ہے اور اب (حالت یہ ہے کہ) ذرا سی چیز بھی اپنی طرف مائل کر لیتی ہے حتیٰ کہ شہوت کی نظر سے بھی نہیں ڈرتی ہے (لیکن) الحمد للہ جلد خبردار ہو جاتا ہوں اور فوراً توبہ و استغفار کر لیتا ہوں۔ مگر معلوم نہیں کہ اب دل غیر اللہ کی طرف اتنی جلدی کیوں مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: ابتدا میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے اور انتہا میں انس کا غلبہ ہوتا ہے۔ شوق میں طبعی رکاوٹ ہے اور انس میں

عقلی رکاوٹ ہے مگر امتحان کا وقت یہی ہے۔ اس لئے (غیر اللہ) کی طرف میلان کا ہونا غم کا سبب نہیں ہے لیکن اس پر عمل غم کا سبب ہے۔ اس سے سستی غیرت حق کا سبب ہے حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ ان کا بندہ یا بندی زنا کرے'' اور حدیث میں ہے کہ ''آنکھیں زنا کرتی ہیں'' اس لئے ہمت سے کام لینا چاہئے۔

یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: کچھ دنوں سے میری طبیعت کو یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔ ایک قسم کی وحشت اور بے اطمینانی کی حالت رہتی ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ اور سو مرتبہ درود شریف اور عشا کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں لیکن اس سے دل کو اطمینان اور سکون حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اس لئے بہت ہی ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ کوئی ایسا وظیفہ تحریر فرما دیجئے جس سے میری شکایت ختم ہو جائے اور طاعت کا شوق پیدا ہو۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یکسوئی نہ ہونے سے آپ کا کیا نقصان ہے؟ اس کا جواب آنے کے بعد عرض کروں گا۔
والسلام

کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں

حال: کچھ دن سے خادم کی ظاہری و باطنی حالت میں کچھ تبدیلی سی محسوس ہوتی ہے۔ پہلے جناب والا کی خدمت میں حاضری کا شوق اور اشتیاق بے اختیاری اور بے چینی سے تھا۔ (اب) اس میں کمی ہے۔ پہلے ہر وقت خیال رہتا تھا اب کبھی کبھی یاد اور شوق آتا ہے۔

تحقیق: یہ بری حالت نہیں ہے کیفیت شوقیہ ابتدائیہ کا بقا ضروری نہیں ہے۔

قبض کی حالت کا لمبا ہونا ضروری نہیں ہے

حال: قبض و بسط کا آنا جانا اب تک جاری ہے لیکن قبض دیر تک رہتا ہے اور بسط کا زمانہ کم ہوتا ہے۔

تحقیق: طریقت میں سالک کو جو بھی (حال) پیش آئے اس کے لئے خیر ہے۔

حال: اب اشغال میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہتی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: لیکن ان اشغال میں جن میں غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے غفلت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: وہ کون سا شغل ہے معلوم نہیں بہرحال اس کو چھوڑ دیا جائے۔

مثالی انوار توجہ کے قابل نہیں

حال: الحمد للہ یہ محتاج ۲۵ ہزار مرتبہ اسم ذات خفی اور ایک ماہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سورہ اخلاص ایک لاکھ سے زیادہ تک پڑھتا ہے۔ پیشانی میں روشنی محسوس ہوتی ہے۔ نماز میں، دعا مانگنے میں اور کبھی اس کے علاوہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا لگتا ہے کہ پیشانی پر سورج کی جلن اور گرمی اور کبھی آگ کے پاس ہونے سے خوف ہو جاتا ہے کہ میرے جسم یا کپڑوں میں اس کا اثر ہو گیا ہے یعنی اس کی تپش اور جلن محسوس ہونے لگتی ہے اور کبھی باطن میں بھی جلن اور گرمی لگتی ہے۔ اس کا جواب بھی عطا فرمایا جائے اور علاج اور دعا ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: جو روشنی محسوس ہوتی ہے وہ توجہ کے قابل نہیں ہے۔ کبھی خشکی اور گرمی کے غلبہ سے بھی ایسا ہو جاتا ہے اور اگر ذکر کے انوار بھی ہوں تو یہ انوار مثالیہ ہیں جو نہ قرب کا سبب ہیں اور نہ قرب کی وجہ سے ہیں۔ انوار حقیقیہ ہوں جو دل میں ہوں وہ ایک نعمت ہے اور وہی حقیقی انوار ہیں۔ ان انوار مثالیہ میں بھی کچھ مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ ان میں ایک بڑی حکمت یکسوئی (کا حاصل ہونا) ہے لیکن مقصود کا کوئی حصہ اس میں نہیں ہے۔

شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ کہ اہتمام سے بڑھنا مفید ہے

حال: آج کل روزے رکھنے کا بہت جی چاہتا ہے خصوصاً اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت شوق عطا فرمائی ہے۔ اگر اجازت ہو تو رکھوں۔ امید ہے کہ اس سے شوق میں ترقی ہوگی اور مقصود جلد حاصل ہوگا۔

تحقیق: شوق کا اپنی طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے اور اہتمام سے بڑھانے میں شک ہوتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ کر اس قاعدہ کے مطابق کہ ”جب کوئی چیز تکمیل کو پہنچ کر جاتی ہے تو اس میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے“ (شوق) ختم نہ ہو جائے۔

اب دو شوق ہیں ایک مقصود کا دوسرا اس شوق کا (شوق ہے تو) دو ایک سے بہتر ہوتے ہیں اہتمام کرنے سے دوسرا ختم ہو جائے گا۔ اس لئے روزوں سے اپنے کو شکستہ نہ کریں دوسرے یہ کہ روزوں کی کثرت سے خشکی ہو کر خوش مزاجی ہو جاتی ہے اور یہی شوق کی وجہ ہے۔ پہلے لوگوں کی قوتیں مضبوط تھیں (اس لئے ان سے) اندازہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

حال: ہاں! یہ لکھنا باقی رہ گیا ہے کہ مجھے رونا دھونا حاصل ہو۔ ارادہ کرتا ہوں اور اندر سے جی بہت چاہتا ہے مگر اس پتھر دل کو جوتک نہیں لگتی ہے۔ ایسی توجہ فرمائیے کہ رونے دھونے کے مزے حاصل ہوں۔

تحقیق: شوق کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہی بالکل یہاں بھی سمجھ لیجئے کہ زیادہ رونے سے کبھی شوق ختم ہو جاتا ہے اور آنسو کے نہ نکلنے سے کبھی اندر ہی اندر شوق بڑھتا ہے۔ ہر طالب کی کیونکہ استعداد الگ ہے جو عالم الغیب ہی کو معلوم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس شخص کی تربیت کا کیا طریقہ ہے۔

ع بندہ را فرمان چہ باشد ہر چہ فرمائی برائم

ترجمہ: ''بندہ کے لیے کیا حکم ہے جو فرمائیں پورا کروں گا۔''

کیفیات سے (مقصود تک) پہنچنے یا محروم رہنے پر استدلال کا غلط ہونا اور اللہ تعالیٰ پر بدظنی کا علاج

حال: (حضرت!) ارشاد کے مطابق کام کر رہا ہوں۔ وجد اور شوق روزانہ بڑھ رہا ہے مگر یہ دلیل بالکل محرومیت کی دلیل ہے۔

ع یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

جب سلف کے مجاہدات کا حال پڑھتا ہوں تو مجھے اپنے منزل پر نہ پہنچنے کا قوی شبہ ہو جاتا ہے (کیونکہ) نہ وہ قوت ہے نہ (ہی) اتنی دنیا سے بے تعلقی اور نہ ہی وہ مجاہدات میں خلوص ہے۔ بس اس خیال سے کبھی کبھی عزم چلا جاتا ہے مگر اپنے نفس کو امید دلاتا ہوں کہ جب حضرت جیسا رہبر طریقت اور شمع ہدایت موجود ہے تو کیا تعجب کے آسانی سے ہی مقصود پر پہنچ جاؤں پھر بھی نفس کا گمراہ کرنا چل رہا ہے۔

﴿وما ابری نفسی ان الانفس لامارۃ بالسوء﴾

ترجمہ: ''اور میں رہنے نفس کو بری نہیں کہتا ہوں (کہ) نفس تو بری باتوں کا حکم کرتا ہے۔''

پھر کبھی مولائے روم (ان الفاظ سے) تسکین فرمادیتے ہیں۔

خاک شود درپیش شیخ باصفا ناز خاک تو بروید کیمیا

ترجمہ: ''شیخ کے سامنے رہو خاک سے —— بن جاؤ گے کیمیا خاک سے۔''

اگر فنا کا اس سے بھی حقیر کوئی درجہ ہے تو میرا دل اس کے لئے بھی راضی ہے۔ حضرت کے بارے میں کوئی سوء ظن ہو اس کی جگہ اپنی جہالت کا اعتراف بہت آسان لگتا ہے۔ کبھی تو جی یہ چاہتا ہے کہ من تو شدم (کہ میں تو ہو جاؤں) والی بات ہو جائے مگر جانور اس سے بہت دور ہیں اور میں جانوروں میں سے ہوں۔

نماز میں خشوع ترقی پر ہے مگر بدگمانی ہو رہی ہے کہ کہیں اس میں ریا نہ ہو۔ سورۃ الماعون کی وعید (کہ ان

نمازیوں کے لئے ہلاکت ہو جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور ریا کار ہیں) نظر کے سامنے رہتی ہے خدا رحم فرمائے۔

تہجد میں جب جب یہ تصور بندھ جاتا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ چوتھے آسمان پر جلوہ گر ہیں جہاں بہت سارے مخلصین (بندوں) کی سن رہے ہوں گے وہاں اس بے تمیز ذرہ پر بھی نظر ہوگی تو قرآن کی ہر آیت تیر کی طرح اثر کرنے لگتی ہے۔ اگر طاقت ہوتی تو ساری رات بھی اس لطف کے سامنے کم لگتی ہے۔

تحقیق: کیفیات سے (مقصد پر) پہنچنے یا محروم رہنے کی دلیل پکڑنا یہ علاج کرانے والے کا کام نہیں ہے کیونکہ پہلی (مقصود پر پہنچنے والی) صورت میں عجب (خود پسندی) کا خوف ہے اور دوسری (محروم رہنے والی) صورت میں ناشکری کا خوف ہے اور دونوں (چیزیں) نعمت کو ختم کرنے والی ہیں۔ طالب کا کام حالت کی اطلاع کرنا ہے اور اس حالت کی تحقیق معالج کا کام ہے۔ آپ کے خط کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی سے بھرا ہوا ہے ——— جس کو آپ اپنے نفس سے بدگمانی سمجھتے ہوں گے وہ تعجب ہے کہ وجد و شوق جو کامیابی کی ابتدا سے آپ اس کو محرومیت کی دلیل فرماتے ہیں اور شاعری نکتہ سے اس کی تائید فرماتے ہیں جن کی شان میں فی کل واد یھیمون (کہ وہ (شاعر) ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں) آیا ہے۔ اس شاعر کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہاں جگر کے جتنے پار ہوتا ہے اتنی ہی خلش بڑھتی ہے۔ (اس کی) وجہ یہ ہے کہ ظاہری زندگی جگر کے پار ہونے سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے خلش ختم ہو جاتی ہے اور یہاں جگر کے پار ہونے سے حیات بڑھتی ہے اس لئے اس کا احساس بڑھتا ہے اس سے خلش بڑھتی ہے اسی کو ایک عارف نے فرمایا کہ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ترجمہ: ”فرمان یار پہ جو لٹاتے ہیں اپنی جاں ——— پاتے ہیں غیب سے وہ ہر دم اک نئی جاں۔“

سلف کے مجاہدات پر نظر کرنے سے جو ناامیدی لکھی ہے اس سے ایک ایسا خیال پیدا ہوتا ہے جس سے استغناء واجب ہے اور وہ خیال یہ ہے کہ یا تو آپ مجاہدات کو (مقصد تک) پہنچنے کی علت (وجہ) سمجھ رہے ہیں حالانکہ (مقصد تک پہنچنے کی) وجہ صرف فضل ہے اور مجاہدہ اس کا حیلہ (بہانہ) ہے اور مجاہدہ کبھی قوی ہوتا ہے اور کبھی ضعیف ہوتا ہے۔ کیا آپ نے وہ حدیث نہیں پڑھی کہ ایک زمانے میں اگر احکام کا دسواں حصہ بھی ادا کر لیا جائے گا تو نجات ہو جائے گی۔

یہی جواب خشوع خضوع کے بارے میں بدگمانی کا ہے۔ چوتھے آسمان کی تخصیص کی وجہ معلوم نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ والسلام۔

پھر ان صاحب کا خط آیا جو جواب کے ساتھ نیچے لکھا جاتا ہے

حال: مجھے اب تک وجد وشوق کو محرومیت کی دلیل اور مجاہدات عظیمہ کو (مقصد تک) پہنچنے کی علت ہونے کا دھوکہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اعتنا اس کے بہت قریب ہو چلا تھا مگر حضرت کی رہبری سے میں خبردار ہو گیا اپنے دل میں سے ایسے واہی (بے کار) خیال کو نکال دیا اور وجد وشوق جو حقیقی نعمت ہے اس کا ہر وقت شاکر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔ شکر و ناشکری اپنے لئے ہے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ) جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ گناہوں کو معاف فرمائیں۔

عرض حال یہ ہے کہ تین چار دن سے یہ لگتا ہے کہ دل کے سامنے انگیٹھی رکھی ہے جس کی وجہ سے دل پر گرم لگتا ہے۔ اس گرمی کا زیادہ احساس نماز، ذکر، اہل اللہ یا نیک باتوں کے وقت ہوتا ہے۔ بلاوجہ بھی خاموش رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ ہر روز رات کو خواب میں خود تلاوت یا نماز میں مشغول دیکھتا ہے۔

تحقیق: جامع الفضائل السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اصلاح کے خیال سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور برکت عطا فرمائیں۔ یہ گرمی محبت کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ اسی طرح خواب خوشخبریاں ہوتی ہیں۔ اگر اس گرمی سے کچھ تکلیف محسوس ہو تو اطلاع دیجئے ورنہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ والسلام

خشکی کے آثار

حال: یہ ہے کہ ذکر تلاوت وغیرہ مسلسل کر رہا ہوں۔ معمول سے زیادہ ذکر کرنا چاہتا ہوں مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہوں اس وجہ سے زیادہ نہیں کرتا ہوں۔ رات کو ذکر کے وقت یہ لگتا ہے کہ سر پر اللہ بڑے نسخ (رسم) خط میں لکھا ہوا ہے۔ کبھی اس کے نظر آنے سے خوشی ہوتی ہے۔ وجہ معلوم نہیں کیا ہے کیا یہ خیال ہے یا ذکر کا اثر ہے یا کوئی اور علت ہے امید کرتا ہوں کہ بتائیں گے۔

تحقیق: لگتا ہے کہ کمزوری کی وجہ سے خشکی بڑھ گئی ہے۔ (سر پر اللہ کے) لفظ کا لکھا ہوا نظر آنا اسی خشکی کی وجہ سے ہے جلدی علاج کرانا چاہئے اور (ذکر) بلند آواز سے اور ضرب کے ساتھ مکمل طور پر روک دینا چاہئے بلکہ اگر طبیعت برداشت نہ کرتی ہو تو ذکر کی مقدار بھی کم کر دینی چاہئے۔ (ذکر) معمول سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔ دماغ کو تر کرنے اور قوت کے بعد جو حالت ہو اس کی اطلاع دیجئے۔

جو سہو مٹ جانے بھول جانے کی وجہ سے ہو وہ برا نہیں ہے

حال: حضور کے فیض سے اب نماز میں کبھی خوب جی لگتا ہے اور کبھی یہی خیال نہیں رہتا ہے کہ کتنی رکعت پڑھی (ہیں) اس وقت سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ اکثر نماز میں ذکر کی طرف بالکل خیال نہیں رہتا ہے، مذکور میں مشغولی کی وجہ سے کچھ خیال ہی نہیں رہتا ہے بلکہ رکعت کو یاد رکھنے کے لئے زبردستی یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ کتنی رکعت ہوئی ہیں جیسے ہی ذرا غفلت ہوئی بس معاملہ درہم برہم ہوگیا۔

تحقیق: ایسا سہو (بھول جانا) برا نہیں ہے کیونکہ اس کا سبب محو (مٹ جانا یا گم ہو جانا) ہے۔

ناغہ ہونے سے دل ٹوٹنے کا علاج

حال: افسوس صد افسوس بندے کی ساری محنت بے کار ہوگئی۔ جو کچھ کیا کرایا تھا وہ سب مٹ گیا۔ کیا کہوں کہ سب کچھ ختم ہوگیا اور اس ختم ہونے پر اتنا صدمہ بھی نہیں ہے جتنا ہونا چاہئے تھا رنج ضرور ہے اور آئندہ کے لئے کوشش بھی ہے لیکن ایک لاکھ (بار) حسرت اس بات پر ہے کہ رنج اور کوشش پوری طرح نہیں ہے۔

ع قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند

بات یہ ہے کہ میں اپنے کام میں مسلسل مشغول تھا۔ سب سے پہلے صحیح مسلم ختم کرانے کی کوشش میں صبح کے بعد سورج نکلنے تک کا معمول قضا ہوا۔ میں نے اس پر کچھ توجہ نہیں دی۔ (اور) اس لئے توجہ نہیں دی کہ پہلے تو وہ (معمول) آپ کا بتایا ہوا نہیں تھا (بلکہ) اپنا تجویز کیا ہوا تھا۔ دوسرے یہ سمجھا کہ آخر وقت تو حدیث پڑھانے میں خرچ ہوگا۔ تقریباً ۲۵ دن ہوئے مجھے اچانک نزلہ، دردسر اور بخار کا زور شروع ہوا۔ بخار تو ہلکا ہوتا تھا لیکن نزلہ اور جسم ٹوٹنے کی وجہ سے ہمت بہت کمزور ہوگئی۔ ایک دو دن اسی حالت میں کام کرتا رہا آخر کار نہ چل سکا۔

پندرہ دن تک مرض کا سلسلہ اس طرح رہا کہ اگر درمیان میں ایک دو دن میں صحت معلوم بھی ہوئی تو کمزوری کی وجہ سے زیادہ ہمت نہیں کرسکا اور سستی رہی بلکہ اس عرصہ میں سبق وغیرہ بھی نہیں پڑھا سکا۔ شروع میں اذکار کے چھوٹنے کے باوجود دل میں اثر رہتا تھا آہستہ آہستہ وہ بھی نہ رہا اور ادھر بہت غفلت ہوگئی حتیٰ کہ طاعات کا وہ اہتمام اور گناہوں سے بچنے کی وہ توفیق بھی نہ رہی۔ غرضیکہ عجیب خراب حالت رہی۔ رات کو کبھی کبھی اٹھنے کی کوشش بھی کرتا لیکن نزلہ کی وجہ سے معلوم نہیں اس مرتبہ دماغ پر ایسا اثر ہوگیا کہ ہر دماغی کام میں سستی ہوتی تھی۔ اب بھی کچھ باقی ہے۔

اتفاق سے جب صحت ہوئی تو گھر میں چھوٹے بھائی کے نکاح کی تقریب شروع ہوگئی۔ والد صاحب مرحوم تو زندہ نہ تھے اور حضرت والدہ صاحبہ کو جو کچھ زور اور حق تھا وہ ہم ہی چند بھائیوں پر تھا۔ غرض ان کے بہت ہی تعلق کو دیکھ کر تین چار دن تک اس میں مشغول رہنا پڑا۔ اس درمیان میں بھائی بہنیں اور ان کی اولادیں گھر پر جمع ہوگئیں ان کی ضروریات اتنی زیادہ تھیں کہ لمحہ بھر کے لئے بھی فکر سے مہلت نہیں ملتی تھی۔ اب تک بھی اس مجمع کا اچھا خاصا حصہ باقی ہے۔

غرض ان پچیس دنوں میں بالکل غفلت رہی۔ اب حال یہ ہے کہ کوئی ذکر و شغل نہیں ہے ہاں دو تین روز سے دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر عجب طرح کی رکاوٹیں پیش آجاتی ہیں۔ بہرحال ارادہ میں کوئی سستی نہیں ہے۔ کئی مرتبہ خط لکھنے کا ارادہ کیا تو شرم معلوم ہوئی کہ کیا لکھوں ایک ایسے بے کار کا کان کھایا خواہ مخواہ حضرت والا کو بھی پریشان کردے گا لیکن اور کوئی چارہ بھی معلوم نہیں ہوا اس لئے حاضر ہوں۔

مدرسہ کے اسباق انشاء اللہ ۲۰، ۲۵ رجب تک ختم ہوکر سالانہ امتحان شروع ہو جائے گا۔ اگر یہی صورت (میرے لئے بہتر) ہو کہ وہاں (یعنی آپ کے پاس) جلدی حاضر ہو جاؤں تو حضرت مہتمم صاحب کو ایک سفارشی خط تحریر فرما دیجئے کہ وہ مجھ کو ۱۸، ۱۹ رجب تک تھانہ بھون جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ رمضان المبارک تک ایک چلہ اور پھر دس شوال تک دوسرا چلہ ہو جائے شاید کہ حضور والا کی توجہات کی برکت سے جو کچھ فوت ہوگیا اس کی کچھ تلافی ہو جائے۔ (جو) شاید یہاں رہ کر نہ ہو سکے۔ بہرحال جو رائے مبارک ہو اس سے برائے شفقت قدیمہ اگر جلد مطلع فرمائیں تو میں اس کے بارے میں سب باتیں طے کرلوں۔

تحقیق: روحی و روحی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

زست کوتہ خود زیر بام   کہ از بالا بلندان شرمسار

ترجمہ: ”میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے خود شرمندہ ہوں —— کہ بڑے رتبے والوں سے شرمندہ ہوں۔“

میں جواب میں دیر ہونے کی وجہ سے حقیقت میں شرمندہ ہوں۔ مگر یہ دیر اطمینان کے وقت کے ملنے کے انتظار میں ہوئی جب (وقت اطمینان) نہ ملا تو مشغولیتوں کے ہجوم میں میں لکھنے بیٹھ گیا۔ بندہ کی تجویز کو بھی توڑ دینا ہی حکمت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ہمارے بارے میں فیصلہ پر راضی ہیں۔

میرے عزیز! اس دولت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے چھن جانے سے افسوس نہیں ہوتا ہے یعنی اس کے چھن جانے کے لئے (دل کی) اتنی سختی اور دوری ضروری ہے کہ اس چھن جانے کے ساتھ قلق و افسوس اور شرمندگی

جو کہ قبولیت اور قرب کی علامات ہیں اکٹھی نہیں ہو سکتی ہیں۔

رہی یہ بات کہ صدمہ بھی زیادہ نہیں ہے تو اگر اصل پر نہیں ہے تو اس نہ ہونے پر تو ہے تو کسی بات پر تو ہوا وہ بات غیر نہیں ہے اس لئے یہ اصل کے حکم میں ہے۔ اس لئے یہ شدید افسوس خود علامت ہے کہ (یہ) بے کار اور مٹا نہیں ہے لیکن بوسیدہ اور ٹوٹ گیا ہے لیکن ہر بوسیدہ درست ہونے کے قابل اور ہر ٹوٹا ہوا جڑ جانے کے قابل ہے بلکہ کبھی (تو) اس لئے توڑتے ہیں کہ اس شخص کی گرہ اچھی نہیں تھی دوبارہ اچھی گرہ لگاتے ہیں توڑنے جوڑنے میں کبھی اناڑی (نیا) آدمی جوڑ ٹھیک نہیں بٹھاتا ہے تو ماہر فن اس جوڑ کو پھر اکھاڑ کر دوبارہ بٹھاتا ہے۔

اس اکھاڑنے کے وقت جو صدمہ ہوتا ہے وہ بعض حیثیتوں سے پہلے سے زیادہ ہوتا ہے مگر حقیقت کو پہنچانے والے اس پر شکر کرتے ہیں۔ یہ خالی مضمون نگاری نہیں ہے بلکہ حقیقی بات ہے۔ کبھی پسندیدہ احوال کے مسلسل ہونے کی وجہ سے عجب اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ (عجب و کبر) صرف عیبوں اور برائیوں کے سوچنے اور استغفار کرنے سے ختم نہیں ہوتا ہے اس کے لئے غیب سے ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے جیسی اس وقت کی گئی ہے۔ (پھر) اس وقت (اپنی) حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ آہا! ہم کچھ بھی نہیں دوسرے ہی کے چلانے سے چلتے ہیں پھر کبھی ناز نہیں ہوتا ہے۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو توبہ پھسلنے (لغزش کے ہو جانے) کے بعد حاصل ہوئی وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ عرفی (شاعر) نے خوب کہا ہے اگرچہ اس ارادے سے نہیں کہا ہو۔ ؎

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ　　گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ

ترجمہ: ”اے وہ شخص کہ تو نے درد کی پونجی کو بازار عشق میں ڈال دیا —— ہر مفید موتی کو زیاں کی جیب میں ڈال دیا۔“

جو ہو گیا اس سے توبہ کر لیجئے زیادہ کے پیچھے نہ پڑیئے اور نہ اس سوچ میں رہیے کہ کہیں آئندہ ایسا نہ ہو جائے۔

ع ماضی و مستقبل پردہ خدا است

ترجمہ: ”ماضی اور مستقبل خدا کا پردہ ہے۔“

ایسی فکر ہی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اگر کسی کو بخار آ گیا تو دوا کرنا چاہئے نہ اس کا افسوس کہ بخار کیوں آیا یا یہ سوچنا کہ علاج کے بعد کہیں دوبارہ بخار نہ آ جائے اگر دوبارہ آ جائے گا تو دوبارہ نسخہ پلا دیا جائے گا۔ ایسی سوچ سے تو طبیعت کمزور ہو کر مرض بڑھتا ہے۔

یہ توکلی شکایت کا ایک کلی جواب ہے۔ اب شاید کچھ جزئی باتوں کا جواب بھی رہ گیا ہو مگر خط پڑھ کر اس کے بارے میں بھی لکھتا ہوں وہ ایک ہی بات نکلی یعنی رجب کے آخر میں آجانا۔ مجھے کیونکہ مدرسہ کے مصالح (فوائد) معلوم نہیں اس لئے جناب مہتمم صاحب سے عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی ہے لیکن اگر کوئی قوی رکاوٹ نہ ہوئی تو امید ہے کہ آپ کے فرمانے کے بعد ان کو عذر نہ ہوگا۔ باقی رمضان کا قیام اس لئے شاید زیادہ مفید نہ ہو کہ رمضان میں آسانی کی ضرورت ہے اور سفر میں مشکل ہے اور رمضان کے علاوہ دنوں میں ہر حالت کی برداشت ہو جاتی ہے۔ میری رائے میں شعبان کے ختم تک کا قیام پھر رمضان کے بعد فوراً ہی یا دیر بعد کچھ قیام کافی ہے۔

اب آخر میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں کہ اگر دوبارہ کبھی ایسا ہی واقعہ پیش آئے جیسا اب آیا تھا تو ہمت کر کے خواہ دلچسپی ہو یا نہ ہو کچھ کام کر لیا کیجئے خواہ پورا نہ ہو اور خواہ پوری قیدوں کے ساتھ نہ ہو مگر زبردستی تنہائی میں تھوڑا سا وقت نکال کر اگرچہ صحرا ہی ہو جا کر الٹا سیدھا کام کر لیا اگر (مقررہ) وقت نہ بدلے تو بہت نافع ہے ورنہ وقت کی پابندی بھی ختم ہی سہی۔ اس کا فائدہ عمل سے معلوم ہوگا۔ والسلام

انہیں جید عالم کا دوسرا خط

حَال: عرصہ ہوا شفقت نامہ شرف صدور لایا تھا۔ جس سے الحمد للہ والمنۃ دل پر ایک عجیب اطمینان اور سکینہ نازل ہوئی۔ واللہ باللہ! شاید تصوف کی کئی کتابوں کے مطالعے سے بھی اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوتا جتنا کہ حضرت والا کے چند کلمات سے اس عاجز پریشان کو شفا حاصل ہوئی۔ جب خط مبارک کو دوبارہ پڑھ کر فارغ ہوا تو زبان پر خودبخود یہ شعر تھا۔ ؎

نامہ آیا گویا عیسیٰ آیا   تن افسردہ میں جی سا آیا

اللہ تعالیٰ ہماری اور سارے مسلمانوں کی طرف سے آپ کو بہترین اور مکمل بدلہ عطا فرمائیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ حضور کے اس قسم کے احسانات کا شکریہ ہم خدام سے کیا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول کی کامل شکر گزاری تو ناممکن ہے مگر ایسے مربی شیخ کے انعامات بھی ایسے ہیں کہ کوئی شکریہ یا خدمت حتیٰ کہ جان خرچ کرنا بھی اس کی تلافی کر سکے۔

خیر اس سے زیادہ کیا لکھوں کہ اور جو کچھ دل میں چھپا ہوا ہے اس کو کیسے بتاؤں مگر اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ حضرت والا کی توجہات و برکات اگر اسی طرح شامل حال رہیں تو یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قوت سے ہم جیسے روسیاہوں (کالے چہرے والوں) اور ناکاراؤں کا بیڑا بھی پار ہو جائے گا۔

تحقیق: خدا تعالیٰ کے فضل سے بیڑا تو پار ہو چکا ہے اب صرف اس پار کا استقلال (ہمیشگی ہونا) اور مضبوطی باقی ہے یعنی کبھی آدمی اپنے برے عمل کی وجہ سے پار سے واپس لوٹ آتا ہے۔ اب اس کی حفاظت کی ضرورت ہے جس کا طریقہ حالات کی اطلاع (کرنا) اور اس کے بعد جو مشورہ دیا جائے اس کی اتباع (کرنا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ اطلاع کرنے میں شرم کی جائے اور نہ اتباع کی جگہ اپنے رائے پر عمل کیا جائے۔ کچھ دن اس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ لوٹنے کا خوف نہیں رہتا ہے ہاں صرف مقدر کے درجہ میں۔

غم خصوصی قید کے ساتھ مجاہدہ ہے

حال: کل میرے یہاں میرے چھوٹے بھائی کی لڑکی کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اگرچہ یہ معمولی واقعہ تھا۔ مگر بات یہ ہے کہ اس بچی کو میرے ساتھ انس نہیں عشق تھا اور مجھے بھی دنیا میں کسی عزیز قریب کے بچے سے اتنی محبت نہیں تھی جو اس سے تھی بندہ (میں) اس کو اولاد کی جگہ خیال کرتا تھا۔

اس واقعہ سے بندہ بہت غمگین اور بے چین ہے۔ حق تعالیٰ اپنی محبت میں اپنے علاوہ تمام کی محبت سے بیزار فرمادے کہ حی و قیوم (یعنی اللہ تعالیٰ سے عشق رہے) حضرت بھی میرے سکون کے لئے دعا فرمائیں۔ اس کا خیال بلا اختیار اکثر اوقات آجاتا ہے اور بے چین رکھتا ہے۔

تحقیق: یہ بھی باطن کے لئے مفید ہے۔ سلوک کے راستے کے اکابر نے بیان کیا ہے کہ غم کے برابر کوئی مجاہدہ مفید نہیں ہے جبکہ اس سے کام لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو اور غیر اللہ کی بے ثباتی اور اپنی کمزوری اور عجز کا استحضار رکھا جائے اور اس استحضار سے اخلاق میں انکسار اختیار کرے جو چاہے تجربہ کرلے۔

یکسوئی کی اقسام

حال: دماغ کی کمزوری کی وجہ سے حضرت کے حکم کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح ضرب کے بغیر آہستہ کرنے کا معمول ہے مگر ذکر کے وقت یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: (آپ نے) یکسوئی نہ ہونے کی شکایت لکھی ہے۔ اپنی طرف سے دوسرے خیالات کا استحضار نہ کیا جائے اس پر بھی اگر یکسوئی نہ ہو (تو) وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ جس یکسوئی کا نہ ہونا نقصان دہ ہے وہ اعتقادی یکسوئی ہے ایسے یکسو (رہنے والے) کو حنیف کہتے۔ اس کو حاصل کرنا واجب ہے اور اختیاری ہے باقی خیالی یکسوئی وہ نہ تو اختیاری ہے نہ واجب ہے اور نہ اس کا نہ ہونا نقصان دہ ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے اس کے نہ جاننے سے بہت سے لوگ پریشان ہیں۔

قبض کے آثار

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق صبح چار ہزار مرتبہ اور شام تین ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر اور تہجد آٹھ رکعات نوافل پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: یہ حضرت کی دعا کی خاص برکت ہے کہ فوراً ہی بغیر تاخیر کے عمل شروع ہو گیا۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

حال: پرسوں مغرب سے پہلے ایسا لگتا تھا کہ دل میں کوئی چیز اڑ رہی ہے۔

تحقیق: یہ ایک قسم کا قبض تھا۔

حال: گذشتہ ہفتہ بھی ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو دل کو ایک تعلق تھا وہ ختم ہو گیا ہے اس وقت طبیعت کو بہت بے چینی ہوتی تھی مگر الحمد للہ اب تین دن سے یہ بات پیش نہیں آئی۔

تحقیق: یہ (تعلق ختم ہونے کا وہم قبض تھا) جو ختم ہو گیا۔ قبض بھی نقصان دہ نہیں ہے اگرچہ تکلیف دہ ہے بس اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

خلوت کا مفید ہونا

حال: جلوت (مجمع) کا میلا پن ذرا دیر بھی خلوت (تنہائی) میں جانے سے ختم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: حقیقت میں خلوت ایسی ہی چیز ہے لیکن اس کا لحاظ رہے کہ اس سے خلوت کے کم کر دینے پر ہی بس نہ کر لی جائے۔ (یعنی چونکہ خلوت سے میلا پن ختم ہو جاتا ہے اس لئے جلوت کے میلے پن کا خیال نہ کیا جائے)۔

ہیبت وانس کا غلبہ

حال: کل عصر کے بعد سے مجھ پر حضور والا کا اتنا خوف طاری ہوا کہ جس کی حد نہیں ہے کہ سامنے آنے سے روح فنا ہوتی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ کہیں منہ کالا کر جاؤں۔ حضرت مجھے خانقاہ سے نکلوا دیں تو بہتر ہے۔ جو پرچہ حضرت کو کل دیا تھا وہ سارا تکبر سے بھرا لگتا تھا۔ مغرب تک یہی حال رہا۔ مغرب کے بعد ذکر کے بعد تک وہی کیفیت رہی۔ عشاء کے بعد یہ حالت تھی کہ دل چاہتا تھا کہ کاش میں فاسق فاجر اور کافر ہوتا تو بہتر تھا کہ لوگ مجھے ذلیل وخوار سمجھتے اور کوئی پاس نہیں آنے دیتا۔

(غرض) دل پر اتنی تکلیف تھی کہ اگر کوئی آرے سے چیرے تو بھی اتنی تکلیف نہ ہو۔ اسی حالت میں سو

گیا۔ جب تہجد کے لئے اٹھا تو ایسا لگتا تھا کہ حضور میرے سامنے موجود ہیں بس زبان سے بے اختیار عشقیہ اشعار جاری ہوگئے۔ وضو کے بعد بے اختیار زور سے ہائے نکل گئی بڑی مشکل سے نفل پڑھے پھر ذکر کیا تو نفی اثبات کا ذکر ہر مرتبہ دل کو ٹکڑے کر دیتا تھا اور بے اختیار کثرت سے عشقیہ اشعار زبان سے نکلتے تھے۔ ذکر کے دوران بھی دو تین مرتبہ چیخیں زور سے زبان سے نکلیں کبھی زبان بند ہو جاتی تھی اور ذکر زبان سے نہ نکلتا تھا۔ ایک مرتبہ جسم بے اختیار اٹھ کر زمین پر گر پڑا پھر باقی تسبیح پوری کرنے میں یہ شدت (تیزی) نہیں رہی۔ صبح کی نماز سے پہلے دل چاہتا تھا کہ اپنی ذلت و رسوائی کے خیال کو بھی بھول جاؤں دنیا میں میرا ذکر فکر اور وجود ہی نہ رہے تو اچھا ہے۔

صبح ذکر کرنے میں بکری اور مرغی نظر آئی پھر ایک گھوڑا نظر آیا جس کی پیٹھ پر ایک میلا پھٹا ہوا چار جامہ (کپڑے کی زین) تھا اس کی پیٹھ پر سے ایک ننگی عورت اتر کر بھاگ گئی۔ ذکر کے دوران کچھ مرتبہ قل ہو اللہ احد کا خیال دل میں خود بخود آیا۔ ذکر کے ختم کے بعد لگتا تھا کہ محبوب میرے دل میں سمایا ہوا ہے اور عجیب لطف تھا۔ آہستہ آہستہ لطف میں کمی آگئی مگر کیفیت بالکل نہیں گئی ہے۔

تحقیق: یہ ہیبت و انس کا باری باری غلبہ ہوا جو دونوں مبارک ہیں مگر۔

ع عاشقی زیں ہر دو حالت برتر است

ترجمہ: ”عاشقی ان دونوں حالتوں سے اونچی چیز ہے۔“

ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی آجائے گی۔

نزول تجلی

حال: رات تہجد کے وقت ذکر کے دوران یہ معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف میرے پاس آگیا ہے اور حضرت نے اس کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اور مجھے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو ملا دیا۔ وہ میرے سینے سے بالکل چمٹ گیا۔ اس کے بیچ میں جو کالا پتھر ہے اس سے میرا دل خوب مس ہوا۔ بیت اللہ نے اس کے بعد بہت تیزی سے چند بار طواف کیا پھر میں اس میں داخل ہوا اور وہ میرے سینے میں داخل ہوگیا اب بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسا کہ وہ میرے سینے میں ہے۔

تحقیق: مبارک ہو خاص تجلی دل میں اتری ہے۔

اسماء متقابلہ کی تجلی

حال: کل مغرب کے وقت سے حزن شروع ہوا تھا جو تقریباً صبح سات بجے تک رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے محبوب

نے اپنے چہرے کو نقاب سے چھپالیا ہے اور عاشق اس کو دیکھنے کے لئے بے چین ہے۔ جدائی کی حالت میں جو الفاظ نکلتے تھے وہی نکل رہے تھے۔ اس کے بعد پھر حضوری (کی حالت) شروع ہوگئی ایسا لگتا تھا جیسا کہ محبوب نے پردہ اٹھادیا ہے۔

تحقیق: یہ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔

حال: اس عشرہ میں بھی بندہ کا حال پہلے ہی کی طرح رہا۔ قبض اور بسط برابر پیش آتا رہا۔ ایک حالت پر ٹھہراؤ نہیں ہے۔ لوٹنا پیٹنا بھی کبھی کبھی بالکل بے قابو ہوکر ہوجاتا ہے۔

تحقیق: (یہ) اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔

رونا روکنا نہیں چاہئے

سوال: کبھی کبھی ذکر کرتے وقت اسی طرح شوقیہ جدائی والے شعر سنتے وقت رونا غالب ہوتا ہے۔ اس رونے کو روکا جائے یا رویا جائے؟ مگر رونے سے یہ خیال آتا ہے کہ سننے والے اچھا سمجھیں اس لئے رونے کو روکا جاتا ہے کیا کیا جائے؟

جواب: اس وقت روکنا مناسب نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ لوگ اچھا سمجھیں گے یہ اس وقت نقصان دہ نہیں ہے جب آپ خود کو اچھا نہ سمجھیں بلکہ اگر طبیعت سلیم (اچھی) ہو تو یہ خیال زیادہ مفید ہے کہ لوگ تو تجھے اچھا سمجھیں اور تو اچھا نہیں ہے اس لئے اچھا ہی بن جانا چاہئے۔

نزول کے آثار

حال: پرسوں سے غلام پر کوئی حالت طاری نہیں ہے اور نہ کسی حالت کے طاری ہونے کی خواہش ہے بلکہ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی حالت ہی طاری نہ ہو کیونکہ (حالت کا طاری ہونا) سنت کے خلاف ہے نیک اعمال ہونے کی رغبت اور گناہوں سے بچنے کا شوق ہے۔ ذکر، نوافل تلاوت وغیرہ جو کچھ ہوجاتا ہے اس کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ (ان اعمال میں) لذت آنے نہ آنے کا بھی کچھ خیال نہیں ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اس پر ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ اپنا پلہ اعمال سے خالی نظر آتا ہے۔ حضور والا میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

(یہ بھی) عرض ہے کہ غلام بال بچوں والا آدمی ہے زیادہ ذکر و شغل کا وقت تو ملتا نہیں ہے حضور والا کی غلامی میں حاضر رہنے کو ذکر و شغل سے زیادہ مفید پایا ہے۔ اپنا تو آئندہ بھی یہی عقیدہ ہے کہ شیخ کی صحبت کے ساتھ تھوڑا

سا ذکر بھی جس کو شیخ تجویز کر دے کافی ہے۔ حضور والا کی عنایت اور کرم سے ہی کچھ آنکھیں کھلی ہیں آئندہ بھی حضوراقدس کی خاص توجہ سے امید ہے کہ غلام کی ظاہری اور باطنی حالت میں اصلاح وترقی ہوتی رہے گی۔ میں نے حضور والا کا کچھ حق ادا نہیں کیا اور نہ (میں) اس لائق ہوں (کہ شکر ادا کروں) میری حقیقت ہی کیا ہے؟ حضور والا کی ذات مقدسہ سمندر کی طرح ہے جس میں مجھ جیسے ناپاک قطرے گر کر ہلاک ہوتے ہیں۔

ختم ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ آدمی حالت طاری ہونے کے بعد اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ حالت کے ختم ہونے کے بعد اپنی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ میری حقیقت تو کچھ بھی نہیں ہے اور مزید کیا عرض کروں۔ عرض کرنا بھول گیا کہ چند دنوں سے تہجد کے وقت حضور ﷺ کی محبت میں بھی کچھ اشعار زبان سے جاری ہو جاتے تھے۔

آج دوپہر سے خود بخود اتباع سنت کا خیال آ رہا ہے اور یہ سمجھ آ رہا ہے کہ حضرت والا کا اتباع بالکل سنت کی اتباع ہے اور سنت کا اتباع ہی حق تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔ اس کے خلاف (کوئی چیز) ان کی درگاہ میں مقبول نہیں ہے۔ اس لئے جب میں حق تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوں تو پوری طرح سنت کا اتباع کرنے والا بن جاؤں۔ جو کام ہو سنت کے مطابق ہو اور جو کوئی قول یا فعل ہو سنت کے خلاف نہ ہو۔ حضور والا اتباع سنت کی توفیق کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ سب نزول کے آثار ہیں جو عروج سے افضل ہے مبارک ہو۔

صحیح نہ ہونے کا خوف بھی صحیح ہونے کی علامت ہے

حال: میرے دل کی حالت اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے لیکن برائی کے مقابلے میں اچھائی کا مجھے بالکل اعتبار نہیں ہے اگرچہ اس بات پر کہ۔

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

ترجمہ: ”بلا ہوتی جو یہ بھی نہ ہوتا۔“

پر ہزار ہزار شکر کرتا ہوں۔ دل کے گناہوں میں مبتلا رہتا ہوں اگرچہ حضور کی توجہات (کی برکت) سے دل میں حضور مع اللہ کی کیفیت بھی اکثر پاتا ہوں لیکن دل کے گناہوں کی وجہ سے اس (دل کی کیفیت) کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی اس کا اعتبار کرتا ہوں۔ خاص دعا فرمائیں کہ اللہ دل کی تمام خباثتوں سے نجات عطا فرمائیں بہت پریشان ہوں۔

دل خرابی می کند دلدار را آگہ کنید   اے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہمتے

ترجمہ: ”بگڑی ہے دل کی حالت دلدار کو بتاؤ —— اے خوش نصیب آقا کچھ حوصلہ بڑھاؤ۔“

حقیقت میں دل کبھی ایسا خبیث ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں (اپنی) ناقص عقل اور ٹیڑھی سمجھ پر یہ چاہتا ہوں کہ ہر بات عقل میں آ جائے ورنہ بہت پریشانیاں رہتی ہیں تاویل (بہانہ بنانے) اور اچھا گمان (کرنے) کا گویا مادہ ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے گمراہیوں کا بہت خوف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مدد فرمائیے۔

تحقیق: صحیح کی فکر اور صحیح نہ ہونے کا خوف یہ بھی صحیح ہونے ہی کی علامت ہے۔ شکر کیجئے اور کام میں لگے رہئے۔ توکل سے بھی کام لینا چاہئے۔ صرف اپنی تدبیر ہی کو کام کا مدار نہ رکھئے مگر خوب اہتمام سے تدبیر (بھی) کیجئے۔

شوق وانس میں فرق

حال: اس سے پہلے طبیعت میں ایک قسم کا تردد رہتا تھا مگر اب وہ ختم ہو گیا ہے۔

تحقیق: وہ کیفیت شوقیہ تھی اس کی عمر لمبی نہیں ہوتی ہے۔ سارے اہل طریق کو یہ بات پیش آتی ہے۔ باقی رہنے والی کیفیت انس ہے جو الحمد للہ باقی ہے۔

حال: لیکن الحمد للہ حضور قلب کی کیفیت مسلسل باقی ہے۔

تحقیق: یہی انس ہے جو باقی رہتا ہے اور یہ انس سے افضل ہے۔

حال: موجودہ حالت سے پہلے یہ سلسلہ رہا کہ جس حالت کو حضور انر بتا دیا وہ حالت اسی دن سے بدل گئی مگر موجودہ میں صرف سرور کے کم ہونے اور کبھی ذکر میں کیفیت ہو جانے کے علاوہ کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

تحقیق: اس خاص قسم کی لذت بھی زیادہ باقی نہیں رہتی ہے جیسے پرانی بیوی سے دل تو زیادہ مل جاتا ہے مگر جوش وخروش نہیں رہتا ہے۔ یہ بات غم کا سبب نہیں ہونی چاہئے اس کے لئے یہی حالت ضروری ہے۔

عالم غیب سے جذب کی کیفیت

حال: میں آج صبح کے فرائض سے فارغ ہو کر مسجد سے آکر جناب نائب تحصیل دار صاحب کے مکان میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایسا محسوس ہوا کہ حضور کی طرف سے بڑے زور وشور سے بڑی مقدار میں (میں س کی نہ کوئی کیفیت نہ رنگ اور نہ مقدار بیان کر سکتا ہوں یہ مقدار (جو لکھی ہے) ایک خیالی بات لکھی دی ہے)

بالکل میرے دل کی طرف جا رہی ہے اور مسلسل آ رہی ہے اس سے دل متاثر ہو رہا ہے، بے اختیار دل سے اسم ذات (خفی) جاری ہو گیا اور زبان بالکل بند ہو گئی۔ طبیعت میں نشاط (خوشی) اور دل میں کشادگی محسوس ہوتی تھی یعنی ایسا لگتا تھا کہ دل کھل رہا ہے اور دل کے اندر وسعت بڑھ رہی ہے لیکن دل میں کوئی ایسی حرکت جو ذکر کرنے والے دل سے سنی جاتی ہے یعنی دل کا اچھلنا وغیرہ کچھ نہ تھی یا مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

(اس وقت) میری عجیب حالت ہوگئی اور مجھ پر ایک خاموشی کا عالم طاری ہو گیا۔ کچھ طبیعت گھبرائی اور گھبرا کر میں وہاں سے جانے کے لئے اٹھا کہ یہاں سے جا کر اپنے گھر میں تنہائی میں بیٹھ جاؤں گا۔ لیکن یوں اچانک اٹھنے سے نائب صاحب نے کہا بھائی صاحب کہاں چلے بیٹھیے۔ بس مجھ شرم سی محسوس ہوئی اور مجبوری سے بیٹھ گیا۔ لیکن خاموش (بیٹھا رہا) اور دل کی مسلسل وہی حالت رہی۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا۔ اس مرتبہ جو اٹھا تو نہ کسی قسم کی وحشت اور نہ گھبراہٹ کی وجہ سے (اٹھا) بلکہ (عام) سادی طرح اٹھا۔ گھر پر آنے کے بعد بھی اور وہاں سے یہاں تک (راستے میں) چلنے کے دوران بھی مسلسل پہلے جیسی حالت رہی یعنی تقریباً دو گھنٹہ تک (یہ حالت) مجھ پر طاری رہی۔

اندازاً دو گھنٹہ کے بعد اسم ذات کا ذکر تو بند ہو گیا لیکن اس کی جگہ حسبنا اللہ کا ذکر بغیر ارادے اور بغیر کسی خیال سے دل سے خود بخود جاری ہو گیا اور یہ ذکر حسبنا اللہ زیادہ دیر تک جاری رہا۔ اس کے بعد طبیعت اپنی حالت کی طرف واپس آگئی۔ شام سات بجے (تک) جب میں یہ خط لکھ رہا ہوں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ہاں کبھی کبھی حسبنا اللہ کی یاد آ جاتی ہے اور اس کو میں نے زبان سے پڑھنا شروع کر دیا لیکن بغیر کسی کیفیت کے (پڑھنا شروع کر دیا)۔ پہلی مرتبہ جب حسبنا اللہ اچانک جاری ہوا تھا تب زبان سے بھی پڑھتا رہا تھا مگر اسم ذات کا ذکر دل سے ہی جاری رہا زبان سے نہیں کیا۔

تحقیق: ذاکروں کو ان کی غفلت پر تنبیہ (خبردار) کرنے کے لئے اکثر ایسی کیفیتیں پیش آتی ہیں اور یہ عالم غیب کی طرف سے جذب ہوتا ہے۔ مبارک ہو۔

اعمال میں بے توجہی اور گھبراہٹ کا علاج

حال: میں حضور کی ہدایت کے مطابق تہجد کی نماز کے بعد چھ تسبیح نفی اثبات کے ذکر کی اور چھ تسبیح اسم ذات دو ضرب والے ذکر کی اور مغرب کی نماز کے بعد تین ہزار اسم ذات ایک ضرب والا ذکر کرتا ہوں۔ اور صبح تقریباً ایک گھنٹہ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتا ہوں۔ ان سب اعمال میں مگر بہت بے توجہی رہتی ہے۔ اکثر جی گھبراتا

ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ چھوڑ دو یہ (سب) کچھ نہ کرو بالکل بے فائدہ ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ (اس خیال سے) مغلوب نہیں ہوتا ہوں بلکہ سب کام پورے کرتا ہوں اگرچہ بے توجہی ہی کے ساتھ ہو۔

تحقیق: اس (جی کے نہ چاہنے) کا سبب معلوم ہونا چاہئے (کہ کیا ہے؟) اگر یہ دماغی کمزوری کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج ہونا چاہئے، اگر اس کا سبب مشاغل کی کثرت ہے تو ان مشاغل کو جتنا کم کیا جا سکتا ہو کم کرنا ضروری ہے اور جو نہ ہو سکتے ہوں تو زبانی مشورہ ضروری ہے، اگر طبیعت میں شوق کی کیفیت کی کمی ہے تو بزرگوں کی سیرت کی کتابوں کا خصوصی اہتمام سے مطالعہ ضروری ہے جیسے "تذکرۃ الاولیاء اور مقاصد الصالحین" وغیرہ اور اگر ان میں سے کوئی سبب نہیں ہے تو زبانی گفتگو ضروری ہے۔

حال: حضور نے جن کتابوں کو دیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی میں نے دیکھ لیا جن کی تفصیل یہ ہے کہ "تبلیغ دین، فروع الایمان، قصد السبیل، جزاء الاعمال، تربیت السالک، اور تعلیم الدین کے دونوں حصے" دعوات عبدیت کی پہلی اور چوتھی جلد ابھی لے سکا ہوں انشاء اللہ العزیز اور جلدیں بھی منگواؤں گا۔ دعوات عبدیت دیکھ نہیں سکا ہوں یقین ہے کہ کل سے شروع کر دوں گا توجہ اور یکسوئی حاصل ہونے کے لئے کوئی صورت فرمائی جائے کہ جس کے کرنے سے توجہ اور یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق: ایسا لگتا ہے کہ ان کتابوں کو سرسری پڑھا ہے۔ گہرائی اور دلچسپی سے نہیں پڑھا ہے ورنہ کیفیت کا پیدا نہ ہونا نہیں ہو سکتا ہے۔

موت کے یاد آنے سے دماغ میں بے چینی پیدا ہونے کا علاج

حال: بندہ کے حالات یہ ہیں کہ جب موت یاد آ جاتی ہے تو بہت بے چین ہو جاتا ہوں اسی (حالت) میں دماغ ٹھیک نہیں رہتا ہے۔ اس کا کیا علاج کروں؟

تحقیق: جب موت یاد آئے تو جنت کا تصور کر لیا کریں اور (یہ تصور بھی کیا کریں) کہ جنت اعمال صالحہ سے ملے گی۔

نوافل میں بیوی کی طرف میلان میں حرج نہیں ہے

حال: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب مکان میں نماز پڑھتا ہوں تو میرے برابر میں میری بیوی کچھ فاصلے پر نماز پڑھتی ہیں۔ وہ اپنی الگ نماز پڑھتی ہیں۔ ایسی حالت میں کبھی ان کی طرف کچھ میلان ہو جاتا ہے۔ کیا ان کو پیچھے ہٹا دیا کروں یعنی برابر میں نہ کھڑے ہونے دیا کروں یا کوئی حرج نہیں ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات تہجد کی نماز میں (آپ کے آگے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لیٹی ہوتیں اور آپ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت ان کے پیر کو انگلی لگا دیتے تو وہ پیر سمیٹ لیتی تھیں۔ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محبت تھی اس سے عادت کے مطابق میلان ہونا ضروری ہے مگر پھر بھی اس کو روکا نہ گیا۔

باطنی حالات کے آثار

حال: حضور کے ڈیگ تشریف لے جانے کے بعد عجیب حالت پیش آئی جس کے پورے نقشے کو حضور کے سامنے بیان کرنے کے لئے الفاظ تلاش کرتا ہوں تو نہیں ملتے ہیں۔

تحقیق: یہ (الفاظ کا نہ ملنا) ان حالات کے حقیقی طور پر باطنی ہونے کی علامت ہے کہ ان کے بیان کرنے کے لئے کیونکہ حال کا قال احاطہ نہیں کر سکتا ہے (یعنی جو حال پیش آتا ہے اس کیفیت کو پوری طرح بیان نہیں کیا جا سکتا ہے) اور وجدان (احساس) کو زبان بیان نہیں کر سکتی ہے۔

حال: حضرت ایسا لگتا تھا کہ کچھ نہیں رہا اور نہ (ہی) سرور تھا۔ نماز میں طبیعت کچھ تھکن کے بعد لگتی تھی مگر بحمد للہ دنیاوی وسوسہ اور خیال نہیں آتا تھا۔

تحقیق: وہ پہلی حالت کا ختم نہ تھا بلکہ وحشت اور جدائی سے اس (پہلی حالت) کی کمزوری تھی جو ختم ہوگئی۔

حال: دو تین دن تک یہ کیفیت باقی رہی اور حضور کی توجہ کے بعد پہلے جیسی حالت ہوگئی۔ اسی دن سے یہ لگنے لگا کہ حضور انور کے سینہ مبارک سے انوار بندہ کے سینے میں داخل ہو رہے ہیں اور روزانہ ہی ایسا لگتا رہتا ہے۔

تحقیق: اس پہلی حالت کے ختم نہ ہونے کی یہی دلیل ہے۔

دل کی شہادت پر عمل کی شرط

حال: احقر نے کئی بار آزمایا ہے کہ جب میں دل کی شہادت پر اس کی شرطوں کے ساتھ اس خیال کے غالب ہونے سے کہ میں نا قابل نااہل ہوں اسی طرح علمی مشغلہ کی وجہ سے پوری یکسوئی بھی نہ ہونے کی وجہ سے اور اس لئے کہ میرے دل کی شہادت کیا چیز ہے (اپنی شہادت پر) عمل نہ کروں تو مجھے اس کام میں کہ جس کا دل مخالف ہو اور جس کے نہ کرنے کو دل چاہتا ہو ضرور دنیاوی نقصان ہوتا ہے اور کبھی یہ بڑھ کر بعض دینی فضائل تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ شہادت پر عمل کرنے سے نہیں پھروں گا (یعنی عمل کروں گا) مگر کبھی اسی خیال کا غلبہ پھر نہیں کرنے دیتا ہے۔

عارف سہروردی قدس سرہ نے الہام پر اس کی شرطوں کے ساتھ عمل نہ کرنے کے باب میں لکھا ہے کہ عمل نہ کرنے سے احوال چھن جاتے ہیں۔ آہ! اور شہادت مذکورہ بھی الہام کی ایک قسم ہے۔ حضور والا دعا بھی فرمائیں کہ عمل پر ہمیشہ ہمت ہو جایا کرے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صحیح سمجھ بھی عطا ہو اور مفید مشورہ بھی عطا فرمائیں کہ اب عمل کیا کروں۔

تحقیق: یہ بالکل صحیح ہے ایسے وارد (آنے والے خیال) پر اس کی شرطوں کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے۔ اتنی بات اس میں دیکھنے کے قابل اور ہے کہ یہ عمل کا رجحان اس وقت ہے جب بار بار دل میں وہ آئے یا ایک بار آئے مگر محبت کے ساتھ آئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس (عمل کرنے) میں خواہ مقدار (اور تعداد) کے اعتبار سے قوت ہو یا کیفیت کے اعتبار سے قوت ہو۔

وارد کو روکنا نہیں چاہئے بلکہ اس پر عمل کرنا چاہئے

حال: چند معمولی باتیں درپیش ہیں جن کو عرض کرنے کی ہمت جناب عالی کے تکلیف کے خیال سے نہیں ہوتی تھی لیکن بار بار چاہنے اور طبیعت کے اس طرح سمجھانے سے کہ تو مریض ہے تیرے اندر کچھ تبدیلی اور سکون و حرکت پیدا ہو (اس کے بارے میں یہ) سمجھنا چاہئے کہ ماہر طبیب کے نسخہ کا اثر ہے۔ کچھ آثار پسندیدہ اور مفید ہوتے ہیں اور کچھ نقصان دہ اور برے ہوتے ہیں۔ (یہ آثار) اگرچہ معمولی ہی ہوں لیکن اس کی اطلاع ضروری ہے تاکہ طبیب اس کی اصلاح کر سکے ورنہ (یہ) تیری ہلاکت کا سبب ہوگا۔

اس لئے جناب کی بے انتہا شفقتوں کو خیال کر کے عرض کر دینا ہی مناسب لگتا ہے۔ (وہ بات یہ ہے کہ) اسم ذات کو کثرت سے کرنے کی وجہ سے کبھی بے اختیار زبان پر اس کثرت اور لذت سے جاری ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے روکنے کی قدرت نہیں ہوتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عام مجمع میں چلتے پھرتے زور زور سے نکلنے لگتا ہے۔ (اس کے) بعد خیال آتا ہے کہ یہ لوگ کیا سوچیں گے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: اس حال کا اتباع کرنا چاہئے روکنا نہیں چاہئے۔

خشیت کے آثار

حال: میں سچ عرض کرتا ہوں کہ کبھی کبھی میری ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ معاذ اللہ شرعی فتویٰ کی روشنی میں العیاذ باللہ اپنے ارتداد کا شبہ ہو جاتا ہے۔ اب تو مجھے اسی کا خوف ہے کہ کہیں معاذ اللہ ایسی حالت میں موت نہ آجائے۔ اپنی ایسی حالت کو کسی کو بتانے سے پہلے تو شرم آتی ہے دوسرے فضول اور بے کار سمجھتا ہوں ”لا حول

ولا قوة الا باللّٰه لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت"

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور یہ خشیت خود ایمان کی علامت ہے۔ صحیح بخاری میں دیکھا ہوگا (حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں۔) میں نے ستر صحابہ کو دیکھا جو سب کے سب بدری تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں نفاق سے ڈرتا تھا۔

احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے

حال: (حضرت!) مجھے نہ تو کوئی نظر آتا ہے، نہ دل میں کوئی خاص حرکت محسوس ہوتی ہے۔ کچھ خیالات و احساسات ہیں جن کے غالب ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات بالکل مجبور ہو جاتا ہوں حالانکہ (مجھے) بہت شوق ہے کہ جیسے (اور) لوگوں کا دل ذاکر ہو جاتا ہے میرا بھی ہو جاتا تاکہ ذکر کی زیادہ لذت حاصل ہوتی۔ مگر یہ شوق ہی ہے۔

الحمد للہ اہل مقصد جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر کے سامنے تھا (وہ) اپنے اکابر کی تحریرات سے خوب سمجھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزاروں ہزار شکر کہ اس مقصد سے حضرت کی غلامی دن بدن قریب کرتی جا رہی ہے۔ (مگر) جی ضرور چاہتا ہے کہ اس قسم کے احوال ضرور پیش آتے۔ کیا عجب ہے کہ اگر حضرت والا خصوصی توجہ فرمائیں تو بندہ کو یہ بھی حاصل ہو جائے۔

تحقیق: مقصود سے قریب ہوتے ہوئے ان احوال کی آرزو (کرنا) تنزل کی آرزو (کرنا) ہے۔ ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ   پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

ترجمہ: "جب خدا بخش دے عرش بریں —— پھر گناہ ہے چاہت فرش زمیں۔" (یعنی منزل کے قریب پہنچ کر راستے کی منزلوں کی خواہش کرنا ہے جو منزل کی ناشکری کی وجہ سے گناہ ہے۔)

مایوس کرنے والی باتیں شیطان کی ڈالی ہوئی ہیں

حال: میرے ایک دوست نے میرے پاس خط لکھا کہ ایک دورات میں (وہ) تہجد (پڑھ لینے) اور تسبیح (کر لینے) کے بعد سجدہ کی حالت میں سو رہا تھا۔ ایک شخص نے (اس کو) ایک دوست کی آوز میں یوں کہا کہ اب کیا کرو گے۔ اس کو سن کر اٹھ کر دیر تک اسم ذات پڑھتا رہا۔ اور بھی لکھا ہے کہ پہلے بہت علامات و آثار دیکھے تھے اس وقت کم ہوگئے ہیں اس لئے وہ پریشان ہے۔

بندہ نے اس کا جواب جو کچھ حضرت سے ملا تھا اس کے مطابق دیا کہ آثار و علامات مقصود نہیں ہیں۔ اس

میں کبھی کمی کبھی زیادتی ہوتی رہتی ہے وہ توجہ کے قابل نہیں ہے۔ (بلکہ) نہ ہوں تو بہتر ہے اور بغیر کوشش کے ہوں تو اس کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے وغیرہ۔ لیکن بندہ کو اس شخص کے بارہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ (خط کے) شروع میں جس عبارت پر نشان لگا ہوا ہے۔ (اس کے بارہ میں) اگر اس معنی کچھ بتانے کے قابل ہوں تو بتائے جائیں۔ خوشبو کیوں معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ (نشان لگی ہوئی عبارت کی) صورتیں اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ ایسی مایوس کرنے والی باتیں شیطان ڈالتا ہے لاحول پڑھ دیا کریں۔ خوشبو میرے نزدیک غیبت سے پاک روحوں کا کھلنا ہوتا ہے شکر کریں (اس کو) کمال نہ سمجھیں۔

حال: دوسری بات یہ کہ یہ شخص مراقبہ کی تعلیم کے قابل ہے یا نہیں؟

تحقیق: اگر علم یا اہل علم کی محبت رکھتا ہو یعنی سمجھ اچھی ہو تو قابل ہے۔

حال: اگر مراقبہ کے قابل ہے تو کون سا مراقبہ مناسب ہوگا؟ ضیاء القلوب میں جو (مراقبہ کی) چھ صورتیں لکھی ہوئی ہیں بندہ نے شاید خود ان (صورتوں میں) سے کچھ (مراقبہ) کیا ہوگا۔ (میرا) جب سے حضور عالی سے تعلق ہوا ہے تو میرے لئے جو مراقبہ کی صورت تجویز کی گئی ہے وہ ساری صورتوں سے الگ ہے۔ شاید اکثر لوگوں کو اس آزادی صورت میں دلچسپی نہ ہو۔

تحقیق: ضیاء القلوب سے سلطان الاذکار کا طریقہ مناسب ہے۔

رقت (نرمی) کی علامات

حال: کیا ایسا رونا بھی پسندیدہ ہے کہ جو کسی رونے والے کو دیکھ کر رونا آ جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ کوئی ہندو روئے یا مسلمان یا بچہ یا بڑا خواہ کسی وجہ سے روئے میری حالت خراب ہو کر آنسو بھر آتے ہیں مگر اس وقت وجہ رب العالمین کی طرف ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ دل کے نرم ہونے کی علامت ہے اور جب وہ کسی اچھی بات کا آلہ (ذریعہ) بنے تو پسندیدہ ہے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ اس وقت توجہ رب العالمین کی طرف ہو جاتی ہے۔

طبعی سستی نقصان دہ نہیں ہے

سوال: کیا کشف یا ایمانی سمجھ سے آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ میری بدقسمتی یا سستی ایسی تو نہیں ہے کہ جو سستی کو لازم پکڑ لے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جائے۔ (میری سستی) مجھے دنیا اور دین کہیں کا بھی نہ رکھے گی۔

جواب: یہ (آپ کی سستی) طبعی وطبی سستی ہے جو نہ بری ہے اور نہ نقصان دہ ہے۔ جو سستی بری ہے وہ اعتقادی سستی ہے یا ضروری چیزوں میں عملی سستی ہے۔ بے فکر رہئے یہ مرض نہیں ہے۔

دل کی حالت پر افسوس رہنا خیر کی علامت ہے

حال: کوئی نئی حالت تحریر کے قابل نہیں ہے۔ ہاں دل کی حالت ایسی رہتی ہے جس سے افسوس ہوتا ہے۔ معلوم انجام کیا ہوگا۔ رحمت الٰہی کے خیال کرنے سے امید بندھ جاتی ہے اور اپنی خطاؤں کو دیکھنے سے ناامیدی چھا جاتی ہے لیکن پھر یہ خیال آ جاتا ہے آخر ان ہی کا بندہ ہوں ازل سے میرے لئے جو تجویز ہو چکا اس کو کون ٹال سکتا ہے۔

ع کہیں کس سے ناامیدی کی ہوا میں تباہ

دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں ادھر اہل عیال کے بارے میں بھی خیالات آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہی فضل فرمائیں۔

تحقیق: افسوس رہنے (کے بارے میں) جو لکھا ہے تو یہی خیر کی علامت ہے۔ اپنے کام میں لگے رہنے اور کوتاہی پر استغفار کرتے رہئے۔

حال: عرصہ سے خط نہ لکھ سکا۔ دنیا کے کاموں میں اتنی مصروفیت ہے کہ عرض نہیں کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً مہینہ ڈیڑھ مہینہ یا کچھ زیادہ عرصے سے اوراد کی ادائیگی میں بھی وقت کم ملتا ہے۔ جیسے بھی ہوتا ہے روزانہ معمولات ضرور ادا کر لیتا ہوں۔ تلاوت قرآن شریف، دلائل الخیرات اور مناجات مقبول کی منزل تو ضرور ہو جاتی ہے۔

تحقیق: غنیمت سمجھنا چاہئے۔

حال: لیکن بارہ تسبیح معین وقت پر ادا نہیں ہو سکتی جس کا بہت غم رہتا ہے۔

تحقیق: غم بھی نفع سے خالی نہیں ہے۔

حال: عشا کے بعد تھکن کی وجہ سے اکثر غنودگی بہت ہوتی ہے اس لئے چھوڑ دیتا ہوں کہ تہجد کے وقت ادا کروں گا اور تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے۔ دن کو ہی پڑھ لیتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکے ناغہ نہیں ہوتا ہے مگر دل کی حضوری کے ساتھ ادا نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔

حَالٌ: دعا کی امید رکھتا ہے کہ مجھے خیر کی توفیق عطا ہو۔

تَحْقِیقٌ: آمین۔

خوشخبری کے انتظار میں کھانا نہ حرام ہے

سُؤَالٌ: کسی سالک نے اپنے گناہ پر معافی ہونے کے اطمینان نہ ہونے پر (یہ) ارادہ کرلیا کہ جب تک خدا کے راضی ہونے کی خوشخبری نہیں ملے گی تب تک کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ایسی قسم کھانا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

جَوَابٌ: ایسی قسم حرام ہے کیونکہ دنیا میں یقینی خوشخبری تو ممکن نہیں ہے خوشخبری گمان کے طور پر حاصل ہو وہ اختیار میں نہیں ہے۔ اگر خوشخبری حاصل نہ ہوتی تو نفس کو ہلاک کرنا لازم آئے گا (جو حرام ہے)۔

مستقل مزاجی کے حاصل ہونے کا طریقہ

سُؤَالٌ: حضور! میری طبیعت میں مستقل مزاجی بالکل نہیں ہے۔ جس کام کو شروع کرتا ہوں اس کا کچھ نتیجہ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی تجویز فرما دیجئے۔

جَوَابٌ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بحمدہ تعالیٰ میں خیریت سے ہوں دعا کرتا ہوں۔ مستقل مزاجی کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ دن نفس پر زبردستی کرکے تکلیف کے ساتھ کسی کام کو ہمیشہ کیا جائے بس اسی طرح عادت ہونے کے بعد مستقل مزاجی حاصل ہو جاتی ہے جلدی کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

تَرْجَمَہ: ”پختگی اور مستقل مزاجی حاصل ہونے کے لیے ایک وقت لگتا ہے۔“

قبض کا علاج

حَالٌ: حضور نے قبض کے لئے جو حبس دم (سانس روکنا) ارشاد فرمایا تھا اس کو اب تک مسلسل کرتا ہوں۔ اب بہت فرق محسوس ہوتا ہے طبیعت کھلنے لگی ہے۔

تَحْقِیقٌ: چند دن تک حبس دم (سانس روکنے) کے بعد آنکھ کے سامنے کچھ ہرا اور زرد رنگ گول گول سا لگتا تھا مگر اب نہیں لگتا ہے۔ واللہ اعلم یہ کیا چیز ہے اور اس کا سبب کیا ہے۔

جَوَابٌ: کبھی یہ لطائف کے انوار ہوتے ہیں اور اکثر دماغ کے تخیلات ہوتے ہیں۔

سُؤَالٌ: اب (بھی) یہی حبس دم کرتا رہوں یا نہیں؟

جواب: کسی دن کرلیا اور کسی دن چھوڑ دیا۔

حال: کچھ دنوں سے طبیعت میں بوجھل سی تھی (اور) کچھ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے بخار تھا اس لئے خط لکھنے میں دیر ہوگئی۔ حضرت کے جواب سے کیونکہ ایک قسم کی تسلی ہو جاتی ہے اس لئے طبیعت چاہتی ہے کہ لکھتا رہوں خواہ کوئی ضرورت نہ ہو۔ اب اچھا ہوں ایک دو روز تو ایسا لگا کہ دل بالکل ہی خالی ہے ذرا سا بھی جذب نہیں۔ عبادات کا ادا کرنا بھی مشکل لگتا تھا۔ پھر بھی عزم یہی تھا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر یہ کڑوا پیالہ اب مجھے موت تک پینا ہی پڑے گا۔ مگر بحمد اللہ اب معاملہ پھر ابتداء کی طرف لوٹنا شروع ہوگیا ہے۔ وہی طاعت میں آسانی وجد وشوق پیدا ہونے لگا ہے۔ نماز میں تو کبھی کبھی مگر تنہائی پوری توجہ ہوتی ہے۔ مگر ذکر کے وقت دل لگنے کے باوجود خیالات بہت کثرت سے آتے ہیں۔ پھر (خیالات کو) سمیٹ کر ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں۔ ایک عرصے بعد پھر وہی ہیجان شروع ہو جاتا ہے۔ غرض ختم ہونے تک یہی نفی اثبات رہتا ہے کبھی تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ ماشاء اللہ آپ نے خوب سمجھا ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یہ قبض کی حالت تھی جس کا آپ نے خوب حق ادا فرمایا اور اسی تدبیر سے اس قبض پر بسط ہوتا ہے اگرچہ (اس تدبیر سے) بسط کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔

خیالات کی کھینچا تانی میں جو طریقہ عمل آپ نے لکھا ہے اس کا حق بھی یہی ہے۔ یہی مجاہدات مطلوبہ ہیں جو کشادگی کی چابی ہیں۔ مگر اس وقت اتنی کوشش نہ کی جائے (کہ جس سے) برداشت نہ ہونے والی تکلیف ہونے لگے۔ بلکہ ہلکی پھلکی کو درمیانی درجہ کی کوشش کافی ہے ورنہ کبھی برداشت نہ ہونے کی وجہ سے تعطل (بے کار ہونا) پیدا ہو جاتا ہے۔ عارف شیرازی کے (اس) قول کے یہی معنی ہیں۔ ؎

دوش با من گفت پنہاں کاردانے تیز ہوش کز شما پنہاں نشاید داشت راز مے فروش
گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع سخت می گردد جہاں بر مردمان سخت کوش

ترجمہ

❶ رات مجھ سے ایک عقلمند نے چھپ کر کہا —— مے فروش کے راز کو تم سے چھپایا جا سکتا نہیں۔

❷ کہنے لگا طبیعت کے موافق رکھو آساں اپنا کام —— مشقت میں پڑنے والے کو مشقت میں ڈالا جاتا ہے۔ (یعنی دنیا میں آسان کام اختیار کرنا چاہیے۔) (حاشیہ دیوان حافظ ص ۲۵۷)

اسی کا محل ہے۔

حال: کل رات ہی سے کمترین کی عجیب حالت ہے کہ کسی کام میں طبیعت نہیں لگتی ہے۔ ہر وقت ایک (قسم کی) اداسی سستی چھائی رہتی ہے۔ ذکر، تہجد، تلاوت قرآن شریف اور نماز نفل وغیرہ میں اس سے پہلے بے حد بشاشت (خوشی) تھی۔ اب ہر ایک (عمل) پہاڑ کی طرح بھاری لگتا ہے بلکہ ہر ایک (عمل) مزید کوشش کے باوجود پہلے کی طرح ادا نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے یہ لگتا تھا کہ پہلے کے گناہ تو یقینی طور پر معاف ہو گئے ہوں گے اس لئے دوبارہ اس کی طرف توجہ یا معافی کی درخواست پہلے سے حاصل شدہ چیز کا حاصل کرنے کی طرح لگتا تھا۔ اب (یہ حالت ہے کہ) انہی پہلے کے گناہوں کا اتنی کثرت سے استحضار کہ دل پھٹا جاتا ہے کہ اگر ابھی موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ طبیعت بہت پریشان ہے اور گھبراتی ہے کیا کروں؟

(اس کی) اصل وجہ تو مشیت ایزدی (اللہ تعالیٰ کا چاہنا) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو (صحیح) معلوم ہے کہ اصل وجہ یہ ہے۔ کبھی ایک ہلکا سا وہم یہ ہوتا ہے کہ کبھی حضرت کی خدمت میں کوئی نامناسب حرکت ایسی ہوتی ہوگی جس سے حضرت والا کے دل میں تکدر (میلا پن) پیدا ہوا ہو اور (اس کی وجہ سے) بندے کی طرف سے توجہ اور شفقت کی باگ ڈور پھیر لی گئی ہو خواہ قصداً ایسا ہوا یا (اس) تکدر کی وجہ سے ایسا ضرور ہوتا ہو اور بندہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں ہوئی ہو جیسے دس بارہ دن سے احقر کی عادت تھی کہ فجر اور عصر کے بعد صرف یہ دیکھ کر کے کوئی اور صاحب پنکھا نہیں جھلتے ہیں اور حضرت کو پنکھے کی ضرورت تھی (تو میں) پنکھا لے کر بیٹھ جاتا تھا اور اپنی سمجھ میں اس کو جناب والا کی راحت کا سبب سمجھتا تھا۔ جناب کو ہوا بھی نہیں پہنچتی تو یہ فعل بے کار رہا۔ (اس لئے یہ فعل) ضرور کچھ حضرت کو ناپسند ہوا ہوگا جس کو جناب عالی انتہائی حلم سے برداشت فرماتے رہے آخر کل ظاہر فرما ہی دیا کہ مجھے تمہارے جھلنے سے ہوا نہیں پہنچتی ہے۔ بندہ کو اسی وقت سے بہت پریشانی ہے کہ بندہ کی طرف سے جناب کو تکلیف پہنچی۔

اسی طرح (یہ بھی) ممکن ہے کہ اور بہت سی نامناسب حرکتیں ہوئی ہوں گی جس سے جناب کو تکلیف پہنچی ہوگی۔ ہر صورت میں (عرض ہے کہ) اے میرے برے حال پر شفقت کرنے والے! اور ہدایت کے سورج! پہلے تو اپنی خطاؤں کی معافی کی درخواست ہے دوسری درخواست بہت ہی عاجزی کے ساتھ یہ ہے کہ احقر سے کوئی (بھی) حرکت کسی طرح بھی حضرت کی ناگواری کا ذریعہ ہوئی ہو تو اس کی تنبیہ (خبرداری) فرما دی جائے۔ واللہ ثم واللہ! بندہ کو نہ اپنی ذات کا ڈر ہے اور نہ اپنی عقل و سمجھ پر اعتماد ہے کہ کیا اچھا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا ہے۔ سب سے زیادہ خوف اس (بات) کا رہتا ہے کہ جناب کو احقر کی وجہ سے کہیں تکلیف نہ پہنچ جائے۔ والسلام

تحقیق: سال کو اس سے زیادہ سخت اور برے حالات پیش آتے ہیں۔ یہی تو عشق کا امتحان ہے۔ (قرآن

پاک کی آیت کا ترجمہ ہے)۔

امتحان میں پکا ہونا یہ ہے کہ یہ مضمون ہر وقت ہو جائے۔ ؎

ناخوش تو خوش بود برجان من   دل فدائے یار دل رنجان من

ترجمہ: ”اپنے یار کی ناگواری بھی گوارا ہے مجھے میرا دل اپنے یار پہ فدا ہے۔“

(مطلب یہ ہے کہ محبوب کی طرف سے جو بات بھی پیش آئے اگرچہ وہ میری طبیعت کے خلاف ہو سب مجھے گوارا ہے میں اپنے یار پر جو مجھے رنج دینے والا ہے اپنی جان قربان کرتا ہوں۔) (خطبات ۳/۴۱۵)

صبر کیجئے تنگی کے بعد آسانی ساتھ ہی آتی ہے ؎

چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو   آں صلاح تست آیس دل مشو

ترجمہ: ”اے سالک! اگر تجھے اس راستے میں قبض کی حالت پیش آئے تو تو مایوس نہ ہو کیوں کہ تیری اصلاح اسی میں ہے۔“

انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ گھاٹی ختم ہو جائے گی۔

باقی میرے تکدر کا وسوسہ ذہنی گھڑی ہوئی باتی ہے۔ اگر کوئی بات ہوتو کہہ دیتا لیکن میری خدمت نہ کرنا خدمت (کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

دین پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا بلند حالت ہے

حال: دوسری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ناجائز کام ہوتا دیکھتا ہوں تو طبیعت کو بہت رنج ہوتا ہے اور غصہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ دل بے چین ہو جاتا ہے کہ کسی طرح اس کو منع کروں۔ چنانچہ موقع کی مناسبت سے منع کر دیتا ہوں۔

اگر کسی اچھے کام کا دل میں خیال آتا ہے تو بہت ہی شدت کے ساتھ آتا ہے۔ اور جب تک اس کو کر نہیں لیتا ہوں دل میں (اس کو کرنے کی) چاہت ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب کر لیتا ہوں تو تب سکون ہو جاتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ بلند حالت ہے۔ خدائے تعالیٰ جماؤ اور ترقی عطا فرمائیں۔

حال: جس فعل سے لوگوں کو روکتا ہوں یا جس فعل کا لوگوں کو شوق دلاتا ہوں تو کچھ نہ کچھ اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! یہ وعظ میں خلوص کی برکت ہے۔

حال: کبھی کبھی جب لیٹا ہوتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ ایک دن اسی طرح روح نکل جائے گی اور میں مردہ ہو جاؤں گا تو میرے ذمہ جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق (ہوں گے وہ) رہ جائیں گے تو قیامت میں اس کے ادا کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ کوئی صورت سمجھ نہیں آتی صرف یہ خیال آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و رحمت سے معاف فرمائیں تو نجات ملے گی ورنہ بہت مشکل ہے۔

اسی طرح یہ خیال بھی آتا ہے کہ ہمارا کوئی عمل اس قابل نہیں ہے کہ جو قبول ہو کیونکہ قبول ہونے کے لئے خشوع شرط ہے اور وہ نہیں ہے۔ جب یہ خیال آتا ہے تو اس کے ساتھ رونا بھی آتا ہے۔ جب خوب رو لیتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ جس طرح (بھی) مجھ سے ہو سکے حکم پورا کرتا جاتا ہوں قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ان اعمال سے معافی کی امید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دیں تو (یہ ان کی رحمت سے) دور کی بات نہیں ہے کیونکہ رحمت بہت وسیع ہے۔

تحقیق: یہ سارے علوم اور احوال سنت کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

انوار توجہ کے قابل نہیں ہیں

سوال: میری ماں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ پہلے جو کرامتیں نظر آتی تھیں (وہ اب نظر نہیں آتی ہیں) بلکہ بالکل اندھیرا ہوگیا ہے دیکھا نہیں جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب حضور کی خدمت شریفہ میں عرض کرتی ہیں: جناب اپنے شاگردوں میں شمار فرما کر آئینہ کی صفائی کے لئے کوئی ذکر تعلیم فرمائیں۔ شب و روز رونے دھونے میں ہے لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والدہ سے کہہ دیں جن (باتوں) کو تم کرامات سمجھتی ہو وہ (اس سلوک کے) راستے کے چور تھے۔ خدا کا شکر کرو سب بند ہوا ورنہ ساری زندگی غیر اللہ کے تماشہ میں مبتلا رہتیں۔ سب پر لاحول پڑھ کر ذکر و طاعت میں مشغول ہو۔

موت کے خیال کے غالب ہونے کا علاج

سوال: خادم کو کچھ دنوں سے کبھی کبھی موت کا خیال اتنا ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو جاتے ہیں، بہت پریشانی ہوتی ہے دل میں بالکل تازگی نہیں رہتی ہے۔ کچھ گھڑیوں کے بعد جب خیال کم ہوتا ہے تو طبیعت ٹھیک

ہو جاتی ہے۔ دن رات میں کسی وقت بھی موت کا خیال غالب ہو جاتا ہے۔ کیا تدبیر کی جائے اور یہ معاملہ کیا ہے خادم کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جواب: موت کا خیال مبارک حالت ہے لیکن اگر اس سے صحت میں کچھ خرابی ہوتی ہے تو اس کا اعتدال رحمت کا مراقبہ اور رسالہ شوق وطن کے مطالعے سے کی جائے۔

ہاتھوں میں کسی چیز کے رینگنے کی حقیقت

حال: دل میں تو اسم ذات ہی کی طرح لگتا ہے مگر دونوں ہاتھوں میں ایک چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ دوران خون کی حرکت ہوگی۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ہاتھوں میں جو چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اس کے بارے میں حقیقتاً آپ کی رائے صحیح ہے۔ اکثر اس کا سبب یہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر مزاج خراب نہ ہو تو یہ حالت بھی اس لئے پسندیدہ ہے کہ اس سے خصوصی طور پر یکسوئی اور ذکر کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس صورت میں اس کو ختم کرنے کا اہتمام نہ کیا جائے ورنہ (اگر مزاج خراب ہے تو) طبیب سے علاج کرایا جائے۔

دینی کاموں میں مستقل مزاجی نہ ہونے کا علاج

حال: دل بہت پریشان رہتا ہے (میرے) امراض ہلاک کرنے والے ہیں۔ قریب ہے کہ (مجھے) ہلاکت میں ڈال دیں۔ دین کے کاموں میں غیر مستقل مزاجی روزانہ ترقی پر ہے۔ حضرت نے جو ذکر فرمایا تھا وہ کرتا ہوں مگر وساوس بہت آتے ہیں۔ برے اخلاق حد سے (زیادہ) بڑھ گئے ہیں۔ غرض تمام بری باتوں میں مبتلا ہوں۔ تلاوت سے بھی کبھی جی چرانے لگتا ہوں۔ خدا کی قسم بہت ہی حیران و پریشان ہوں۔ میرے آقا! خدا کے لئے اس دور پڑے ہوئے احقر کی طرف بھی توجہ فرمائیں (کہ اس کی حالت) ٹی بی کے بخار سے بھی خطرناک ہے۔ تعلیم کے سلسلہ میں بھی طبیعت پر بہت زبردستی کرتا ہوں اس سے بھی جی اکتاتا ہے۔

تحقیق: اگر اس کا سبب سستی یا بری صحبت ہے تو اس کا علاج کچھ آرام کرنا ہے اور اگر کوئی دوسرا سبب ہے تو مجھے بتایئے تاکہ علاج بتایا جائے۔

محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج

سوال: احقر و ابتر کی طرف سے باادب گزارش ہے کہ (میری) اس بے خوف تحریر کو غور سے پڑھیں اور میری

گستاخی کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول مدنی (ﷺ) کے طفیل معاف فرمائیے۔ میری عرض یہ ہے کہ میری بیوی کو انتقال ہوئے ڈیڑھ دو سال ہوئے ہیں۔ مجھے اپنی اس بیوی سے بہت محبت تھی بلکہ میں تو اس کا عاشق تھا۔ اس سے جو اولاد ہوئی اب تک موجود ہے اور بیوی انتقال کر گئی۔ اس کے مرنے سے اتنا رنج ہوا کہ وہ لکھنے سے بیان نہیں ہوسکتا ہے۔

اتنا عرصہ گزر گیا مگر اب تک وہی (پہلی والی) حالت ہے۔ صرف مجنون کی تشبیہ کافی نہیں ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے۔ میرے ورد اور وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں۔ مشکل سے پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہوں لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے۔ اس (کیفیت) کو دور کرنے کے لئے بہت سی ترکیبیں اختیار کیں لیکن کوئی مفید نہ ہوئی۔ میں اتنا مجبور ہوں کہ میری دین ودنیا دونوں خراب ہو رہے ہیں۔

(میری حالت یہ ہے کہ) میں قرض دار ہوگیا ہوں۔ جو کچھ اسباب میرے پاس تھے وہ رہن ہو چکا ہے اور بک گیا ہے۔ آخرت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں میں بہت زیادہ خوف زدہ رہتا ہوں مگر مجبور ہوں۔ اس لئے گزارش ہے کہ حضور دعا فرمائیں کہ مجھے کوئی عورت ویسی ہی ملے یا جو خیال ہے بالکل ختم ہو جائے۔ ان دونوں میں جو میرے لئے بہتر ہو وہ آپ (طے) فرمائیں بلکہ اس محبت کی جگہ حضور ﷺ کی محبت کا میرے دل میں گھر ہو جائے۔ مجھے بھی کوئی ترکیب بتا دیں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیر کی دعا کرتا ہوں (آپ کو) نکاح کرنے سے فائدہ ہوگا اگر ویسی ہی عورت نہ ہو اس لئے کوئی مضبوط رکاوٹ نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہئے۔ جب تک نکاح کا (انتظام) نہ ہو رسالہ بلیغ دین میں سے زہد اور دنیا کی برائی کے مضمون کا مطالعہ کریں اور دو ہفتہ بعد اطلاع کریں۔

فنا کے مقام کی تحقیق

حضرت کے بعض متعلقین جن کو حضرت کی طرف سے بیعت کی اجازت ملی ہوئی ہے ان کے زبانی سوالات جن کے حضرت کی طرف سے زبانی جوابات (بندہ نے) ان کو اپنے الفاظ میں جمع کیا ہے۔ جس کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

سوال: فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ارشاد فرمایا: فنا میں اپنی اور مخلوق کی طرف سے بے توجہی ہو جاتی ہے چاہے استغراق (ڈوبنے کی کیفیت) ہو یا نہ ہو۔ فنا کے لئے استغراق ضروری نہیں ہے۔ فنا کی دو قسمیں ہیں۔

① ایک یہ ہے کہ سالک کی جتنی بھی بری صفات ہیں ساری اچھی صفات سے بدل جائیں جیسے کسی میں غرور و تکبر، کنجوسی، ریا لالچ وغیرہ صفات ہیں ان کی جگہ تواضع، سخاوت، برداشت، قناعت، اخلاص اور توکل وغیرہ صفات پیدا ہو جائیں اور یہ بری صفات مغلوب اور کمزور ہو جائیں اور اس کا موقع اور اس کے استعمال کی جگہ بھی بدل جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا موقع آئے جہاں ان (اچھی صفات) کو استعمال کرنا برا اور بے موقع ہے جیسے کوئی گناہ کا موقع ہو تو ایسی جگہ (ان صفات) تواضع سخاوت برداشت وغیرہ کو استعمال کرنا برا اور بے موقع ہوگا۔ (اور اسی طرح) جہاں گناہ کا کوئی شبہ نہ ہو وہاں ان صفات کو استعمال کرنا پسندیدہ ہوگا۔ اسی طرح باقی صفات کو سمجھ لیجئے۔

بس اس فنا (کی پہلی قسم) میں سالک کی بری صفات غرور و تکبر، غصہ اور شہوت وغیرہ حقیقت میں فنا ہو جاتی ہیں اور ان کا ازالہ اور میلان دوسری طرف ہو جاتا ہے۔ (اور) سالک صفات حمیدہ اخلاص، تواضع، صبر شکر، حلم توکل اور رضا وغیرہ کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ ان بری صفات کے فناء ہو جانے کو فنائے حسی اور حقیقی اور ان کی جگہ اچھی صفات پیدا ہو جانے کو ان (صوفیاء) کی اصطلاح میں بقا کہتے ہیں۔

② دوسری قسم فنا کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حضوری کے غلبہ کی وجہ سے سالک اپنے اور مخلوق کے علم (معلوم ہونے) اور توجہ (اس کی طرف متوجہ ہونے) سے فنا ہو جاتا ہے۔ (اور) سالک اللہ تعالیٰ کے علم اور توجہ کے ساتھ باقی رہتا ہے اور حقیقت میں سالک اور مخلوق فنا نہیں ہو جاتے ہیں بلکہ سالک اور مخلوق کا علم اور توجہ فنا ہو جاتا ہے۔ اس معنی میں اس فنا کو ان (صوفیاء) کی اصطلاح میں فنائے علمی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سالک کو پہلے اپنی اور دوسروں کی طرف علم اور توجہ بھی اس طرح اب نہیں رہا فنا ہو گیا۔

فانی شوی و بدوست باقی　ایں طرفہ نیشند و ہستند

ترجمہ: ”تو فانی ہو جا اور دوست کے ساتھ باقی رہ اس راستے میں نہیں ہے اور ہے۔“ (یعنی حقیقی توجہ تو ہے مگر پہلی جیسی نہیں ہے اس لیے یہ کیفیت ایسی ہے کہ توجہ ہے بھی اور نہیں بھی۔)

اس فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل کرے اس (کیفیت) کو بقا کہتے ہیں۔ اگر علم فنا سے بھی فنا حاصل کر لے (یعنی اس کو اپنے فنا ہونے کا بھی علم نہ رہے) تو ان (صوفیاء کی اصطلاح میں) اس کو فنا در فنا اور فناء الفناء کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس فنا میں سالک کو اپنی خطا اپنے فنا ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا ہے کہ میں فنا ہو گیا ہوں۔ اس معنی میں اس کو فنا در فنا اور فناء الفناء کہتے ہیں۔ اس فناء الفنا کے بعد سالک جو کیفیت حاصل

کرے اس کو بقاء البقاء کہتے ہیں۔

ان جوابات کو جمع کرنے والا کہتا ہے کہ اس فنا میں سالک کو مکمل فنا اور کامل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ سیر الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف چلنا) جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے کٹ جانے کا نام ہے اس جگہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد سیر فی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ میں چلنا) جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہنے کا نام ہے اس جگہ سے شروع ہو جاتی ہے۔ اس تجلی اور مشاہدہ کی حد نہیں یہ بے حد ہے۔ ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں بمیرد مستقی تشنہ ودریا ہم چناں باقی
اے برادر بے نہایت در گہیست ہرچہ بروے میر سی مایست

ترجمہ

① نہ حد ہے اس کے حسن کی نہ سعدی کے سخن کی انتہا ہے پیاسا مر جاتا ہے پینے والا دریا یونہی رہتا ہے باقی۔ (یعنی آدمی کی زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر یہ تجلی ختم نہیں ہوتی ہے اسی کے بارے میں اگلا شعر ہے)

② کچھ انتہا نہیں ہے اس در کی میرے یارو —— ٹھہرو نہیں کہیں پر آگے قدم بڑھاؤ۔

اسی طرح عارف سالک کو جتنا اس کا ذوق اور وجدان (احساس) ہو یہ معرفت اتنی ہی حاصل ہوتی ہے اور جتنا انس ومحبت اور تقویٰ ہو یہ نسبت اتنی ہمیشہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے عارف سالک ہمیشہ قرب اور ترقی کرتا رہتا ہے اور معرفت سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرتا ہے بلکہ جتنا (قرب) ہوتا جائے خواہش اتنی ہی اور باقی رہتی ہے اور خواہش کیوں نہ باقی رہے جس (ذات) کے حسن و جمال اور عظمت کی انتہا نہیں اس کی معرفت کی بھی حد نہیں ہے اس کو کب گھیرا جا سکتا ہے۔

سالک کو حال اور مکاشفہ کے غلبہ کی وجہ سے سالک کبھی جو کوئی چیز معلوم ہوتی نظر آتی اور مستحضر ہوتی ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں۔ بعض سالکین دھوکہ میں آکر ان تجلیات مثالیہ کو جو ایک اصطلاحی تجلی ہے مخلوق ہے حقیقی تجلی جس کا وعدہ آخرت میں ہے سمجھتے ہیں حالانکہ یہ اور جو کچھ نظر آتا ہے یہ سب خیال ہے۔ ؎

ہرچہ درفہم تو آید آں توئی در گزر کانجا نمی گنجد دوئی

ترجمہ: ”جو تیری سمجھ میں آیا ہے تو وہی ہے —— گذر جا کہ یہاں دوڑنا مناسب نہیں ہے۔“

اس (مثالی) تجلی کو حقیقی تجلی نہیں کہتے ہیں بلکہ یہ حقیقی تجلی جو دیکھنے میں معتبر ہے وہ صرف آخرت میں ہوگی آیت ”لیس کمثلہ شیء“ اور آیت اس بات کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تجلیات سے پاک اور وراء الوراء ہیں۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ترجمہ: ''خاک کو پاک عالم سے کیا نسبت۔''

اللہ تعالیٰ ان سب سے بہت اونچے ہیں یہ ان کی شان ہے۔

عارف کی معرفت بہت سے پہچاننے سے عاجزی اور ہم نے آپ کو نہیں پہچانا ہے۔ یہ بھی کہ جس طرح عارف کی طبیعت معرفت و مشاہدہ سے کبھی نہیں بھرتی ہے اسی طرح آخرت میں دیدارِ الٰہی سے کبھی طبیعت نہیں بھرے گی۔ اسی طرح سے یہاں یہ نسبت اور معرفت محبت اور تقویٰ کے برابر ہوگی اسی طرح وہاں (آخرت میں) بھی قرب و دیدارِ الٰہی ہر خاص و عام کو معرفت اور تقویٰ کے برابر اور نسبت کے موافق ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے مرتبہ کے موافق دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے اور باقی مخلوق اپنے مرتبہ نسبت اور معرفت کے موافق دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگی۔ امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کو کیمیائے سعادت میں نقل کیا ہے اور دوسری تصوف کی کتابوں میں لوگوں نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سُوال: فن تصوف کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہو جاتی ہے۔

جَواب: فرمایا: یہ بھی ایک خاص اصطلاح ہے ورنہ فنا کے لئے بے خودی ضروری نہیں ہے جس میں بے خودی ہوتی ہے وہ غیبت ہے اس کو فنا نہیں کہتے ہیں۔

سُوال: فنا کی نسبت زائل ہوتی ہے یا نہیں؟

جَواب: فرمایا: یہ زائل نہیں ہوتی ہے (بلکہ) ٹھہر جاتی ہے۔

تمکن اور سکون عقل کے غالب ہونے کی دلیل ہے

سُوال: حال کے غلبہ اور کیفیت کے وقت انانیت اور خودی مغلوب لگتی ہے مگر پھر وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

جَواب: وہ کیفیت ہر وقت نہیں رہتی ہے۔

سُوال: ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ۔ کیا وجہ ہے کہ حالات اور دل پر آنے والے خیالات ذوق شوق، انس حقیقت، شورش و مستی وغیرہ کا سالک کو کبھی کبھی غلبہ رہتا ہے اور بعد میں ان سب (حالات وغیرہ) میں سکون لگتا ہے اور حالت یکساں رہتی ہے۔

جَواب: فرمایا: یہ بعد والی حالت تمکن اور سکون کی ہے۔ پہلے طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے اس کے بعد عقل کا غلبہ رہتا ہے اس وجہ سے سکون ہو جاتا ہے۔ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صحابہ کرام کی حالت یہی تھی کہ ان کی طبیعت عقل کے تابع تھی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ عشق الٰہی کے کمال کے باوجود کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور درمیانے زمانے کے

اولیاء کو چونکہ عقل پر طبیعت کا غلبہ ہے اس لئے ان سے مغلوبیت کے احوال زیادہ ہوتے ہیں۔

انوار اور رنگوں کا نظر آنا

سوال: ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ۔ اہل سلوک نے اس فن کی کتابوں میں ذکر اور مراقبہ کی حالت میں رنگوں اور انوار کے معلوم ہونے اور نظر آنے کے بارے میں لکھا ہے کہ جب سالک ذکر اور مجاہدہ سے دل اور روح کی صفائی حاصل کر لیتا ہے تو اکثر ذکر کے رنگ اور انوار ملکوتیہ (فرشتوں کے جیسے انوار) کا ظاہر ہونا کبھی اپنے وجود میں اور کبھی وجود کے باہر الگ دیکھتا ہے۔ اس کے آثار کو پسندیدہ اور ناپسندیدہ بھی لکھا ہے۔ کیا یہ سب حقیقت میں خیال کے تصرف (یعنی خیال کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں) اور دماغ کی خشکی کی وجہ سے خیالی صورتیں اس طرح بن کر ظاہر ہوتی ہیں یا حقیقت میں اس کی بھی کچھ اصل ہے۔

جواب: زیادہ تر ایسا ہی ہے (یعنی یہ سب خیال کے تصرف اور دماغ کی خشکی ...... آخر تک) اور اگر حقیقت میں کسی کو کچھ ملکوتی (فرشتوں جیسے) واقعات معلوم اور نظر آ جائیں تو (یہ مقصود نہیں ہیں بلکہ) یہ غیر مقصود ہیں اور توجہ کے قابل نہیں ہیں۔ اس موقع پر بہت بڑی گمراہی ہوتی ہے کہ اگر شیخ کامل اور محقق کا سایہ نہیں ہو تو حق کا طالب غیر مقصود کو مقصود سمجھتا ہے اور انواع و اقسام کی غلطیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور ساری زندگی رنگوں اور انوار ہی کی لذت اور کوشش میں غمگین رہتا ہے بلکہ تنگ آ کر ذکر اور طاعت جو اصل مقصود ہے (کو) چھوڑ بیٹھتا ہے اور شیخ سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ اس کی ساری زندگی اسی الٹ پھیر میں گزر جاتی ہے اور اس کا دینی یا دنیوی کوئی کام بھی صحیح نہیں ہوتا ہے۔ ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب　　کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ترجمہ: ”دوست کی رضا چاہیے وصل و فراق سے کیا مطلب ـــــ دوست سے کچھ اور چاہنا افسوس کی بات ہے۔“

اسی وجہ سے جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے نورانی حجاب کو ظلماتی حجاب سے زیادہ سخت فرمایا ہے اور اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو اس کی طرف توجہ کرنے سے روکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طالب اس جگہ اصل مقصود سے (پیچھے) رہ جاتا ہے اور یہ بڑی محرومی ہے۔ اس اشغال کی مشغولی، کثرت فکر اور مراقبہ و مجاہدہ سے اصل مقصود نفس کی اصلاح دل کی صفائی اور اس آیت کریمہ کے مضمون ”الا بذکر اللّٰہ تطمئن

القلوب'' (کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) سے (معلوم ہوتا ہے کہ) دل کی یکسوئی اور دل کے اطمینان کی دولت اور حضور مع (کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ساتھ ہونے کا دھیان) کی نسبت (مل جانے) یکسوئی یادداشت کے ملکہ (یادداشت کی کیفیت) کے مضبوط ہو جانے کی تدبیر اور توکل، اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا، اخلاص، توحید، اور خشیت وغیرہ کے مقامات کو صحیح کرنا ہے۔ ورنہ بذات خود اس (اشتغال وغیرہ) کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اصل مقصود صرف ذکر اور طاعت حق ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

سوال: لطائف کے رنگ اور انوار کی طرف توجہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی، کیا یہ سلوک کے راستے کا حصہ ہے کہ فن کی کتابوں میں اس کو ذکر کیا ہے؟

جواب: فرمایا: سلوک کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ لطائف کے رنگ اور انوار عارضی ہیں کیونکہ لطائف کی جانب توجہ رکھنے سے طالب کو جلدی یکسوئی حاصل ہوتی ہے اس لئے شیوخ اس کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ اس مشغولی میں اگر کسی کو کچھ رنگ اور انوار نظر آ گئے تو پہلے اس کی بے قیمتی نہیں کرتے ہیں تاکہ (طالب کی) یکسوئی میں کمزوری نہ ہو جائے بلکہ جب یکسوئی کا ملکہ مضبوط ہو جاتا ہے تو اس کی طرف سے توجہ ہٹا دیتے ہیں۔

رحمانی تجلی اور شیطانی تجلی کی پہچان

سوال: ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ۔ ممکن ہے ہے ان (نظر آنے والی) مثالی صورتوں کے ساتھ شیطان بھی متجلی ہو جائے (یعنی نظر آ جائے) تو رحمانی تجلی اور شیطانی تجلی کی کیا پہنچان ہے؟

جواب: فرمایا: اگر اس کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی اور وحشت کی علامت پائی جائے تو (یہ) شیطانی تجلی ہے اور اگر نور ہدایت اور انس اور خوشی کی علامت پائی جائے تو رحمانی تجلی ہے۔

سوال: تاریخ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ۔ اس تجلی کے ساتھ کشف وخواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا صرف دل ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا آنکھ سے بھی دیکھنا ہو سکتا ہے۔

جواب: فرمایا: حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب قدس سرہ) فرماتے تھے: اس تجلی کا نظر آنا صرف دل کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ مراقبہ کی حالت میں آنکھ کھلی بھی ہو لیکن اس کا نظر آنا اسی باطنی آنکھ سے ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ظاہری آنکھ بند بھی کر لی جائے تب بھی وہ نظر آئے گا۔

اور خود یہ فرمایا: یہ (بات) بھی عقل کے قریب ہے کہ آنکھ بند کر لی جائے وہ (پھر بھی) نظر نہ آئے جیسے

عینک لگی ہوئی ہو اور آنکھ بند کر لی جائے تو کچھ نظر نہیں آتا ہے تو یہ آنکھ بند کر لینے پر نظر نہ آنا بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس آنکھ سے نظر آتا تھا۔

بسط کی حالت میں اعمال کی زیادتی

سوال: تاریخ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ۔ بسط اور انس کی حالت میں اعمال اپنے پچھلے معمول سے زیادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ ایسی حالت میں خشوع خضوع اور ہمت اور اعمال کا شوق بہت ہوتا ہے۔

جواب: ارشاد فرمایا: ہاں! (ایسے موقع پر) دل میں خیالات کی چاہت پر عمل کرنا چاہئے۔

فنا کی نسبت کا ٹھہرنا

سوال: ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ فنا کی نسبت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟ ارشاد ہوا تھا کہ (فنا کی نسبت) ٹھہر جاتی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ حال تو ایک غیر اختیاری اور عطا کی جانے والی چیز ہے اور مقام اختیاری چیز ہے تو حال (جب اختیاری چیز ہے تو وہ) کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔

جواب: فرمایا: رسوخ (مضبوط اور پختہ ہونے) اور تمکن (ٹھہرنے) کے بعد حال (جو غیر اختیاری چیز ہے) ٹھہر جاتا ہے۔ اس کو معنی میں مقام ٹھہر کہتے ہیں یہ بھی تصوف کی ایک اصطلاح ہے یعنی مقام کے ایک معنی باطنی اختیاری عمل اور دوسرے معنی ثابت و راسخ حال کے ہیں۔

فنا و زہد میں فرق

سوال: تاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ۔ فرمایا تھا کہ فنا غیر کی طرف توجہ نہ ہونے کا نام ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ سالک کو اس غیر کی طرف توجہ نہ ہونے کے بعد پھر (دوبارہ) غیر کی طرف توجہ ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک (حال ہے اور) حال میں ظاہر ہے کہ ہمیشگی نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زہدین بھی ایک مقام (درجہ) ہے جس میں غیر اللہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے تو پھر اس (زہدین) مقام اور اس (فنا کے) حال میں کیا فرق رہا۔

جواب: ارشاد فرمایا: (سالک کو مخلوق کی طرف) توجہ نہ ہونے کے بعد دوبارہ توجہ ہوتی ہے لیکن اتنی نہیں ہوتی جتنی پہلے ہوتی تھی بلکہ بہت کم ہوتی ہے۔ فنا میں دلچسپی والی توجہ اور وساوس کا کم ہو جانا ایک ضروری بات ہے ورنہ یہ بات فنا کے خلاف ہوگی۔

زہد حرص کے مقابلے میں اور اس (فنا) میں حرص نہیں ہوتی ہے۔ توجہ اور وساوس سب ہوتے ہیں۔

سؤال: تاریخ ۱ محرم ۳۲ھ۔ (کیا) فنا میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف التفات اور توجہ نہیں ہوتی ہے یا جس (شی) کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس کی طرف بھی التفات نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ جو تعلق اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا غیر نہیں ہے۔ (یعنی وہ بھی اللہ تعالیٰ میں کمی کی وجہ سے ہے)۔

جواب: ارشاد فرمایا: اگر ذات کی تجلی کے غلبہ سے فنا ہوا ہے تو صفات اور ممکنات (جو چیز ممکن ہوں) کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے اور اگر افعال اور صفات کی تجلی سے فنا ہوا ہے تو ممکنات کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

فنا کس کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے

سؤال: تاریخ ۱۸ محرم ۳۳ھ۔ فنا (کس چیز کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے؟ کیا) توحید کے غلبہ یا محبت اور خشیت کے غلبہ وغیرہ سے (پیدا) ہوتی ہے؟

جواب: فرمایا: استحضار کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے خواہ وہ غلبہ کسی (بھی) وجہ سے ہو۔ تحقیق علمی کے درجہ میں فنا ہی کو توحید کہتے ہیں اور حال کے درجہ میں فنا کہتے ہیں۔

بقا کی تفسیر

سؤال: ۱۸ محرم ۳۳ھ۔ بقا کس چیز کا نام ہے؟

جواب: ارشاد فرمایا: فنا میں حق کی حاضری کے غلبہ کی وجہ سے مخلوق کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس (بقاء کی توجہ اور) فنا سے پہلے کی توجہ میں فرق ہوتا ہے (فنا سے) پہلے جو توجہ تھی وہ خود غرضی اور نفس کی خواہش کی وجہ سے تھی اور (اب) یہ توجہ جو فنا کے بعد ہوتی ہے جس کا نام بقا ہے (وہ) خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کا آئینہ سمجھ کر ہوتی ہے۔ ایسا شخص رسول کا نائب اور اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور وہ شیخ ہونے کے قابل بھی ہوتا ہے۔

احوال کا غلبہ ابتداء والے اور آخر والے سب کو ہوتا ہے

سؤال: ۲ صفر ۲۲ھ۔ احوال کا غلبہ اور دورہ شروع اور آخر والے سب کو کبھی کبھی ہمیشہ ہوتا ہے یا صرف شروع کرنے والے کو ہوتا ہے (اور آخر والے کو نہیں ہوتا ہے)۔

جواب: ارشاد فرمایا: (احوال کا غلبہ اور دورہ) شروع اور آخر والے سب کو کبھی کبھی ہوتا ہے لیکن آخر والے کو اتنا (غلبہ) نہیں ہوتا ہے کہ حالت کے غلبہ سے اپنے انتظامات (کاموں) میں فرق کر دے۔ وہ ابوالوقت (وقت پر

قدرت رکھنے والا) اور اپنے حال پر غالب ہوتا۔ (اور) شروع کرنے والا (ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ) حال پر غالب نہیں ہوتا ہے اور حال اس پر غالب ہوتا ہے اور یہ غلبہ وجد کہلاتا ہے۔ غیر پسندیدہ حالت جو غالب ہو کو صرف وجد کہتے ہیں۔ یہ سلف صالحین کو بھی ہوا ہے لیکن اتنا نہیں ہوا کہ وہ بالکل مغلوب ہوگئے ہوں۔ چنانچہ آیت تقشعر الخ۔ انہیں لوگوں کی شان میں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے حالات میں بھی ہے کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو سینہ مبارک سے دیگ کے جوش کی طرح آواز نکلتی تھی۔ یہ حضور ﷺ کا وجد تھا۔

رقت (نرمی) مقصود نہیں

حال: نفی اثبات کا ذکر ایک ہزار بار اور اسم ذات کا ذکر ڈیڑھ ہزار بار کرتا ہوں مگر پہلے ذکر میں رقت لگتی تھی اب نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: کام کئے جاؤ رقت وغیرہ کے حالات مقصود نہیں ہیں۔ اصل مقصود استقامت اور عبدیت ہے۔

استقامت اور تمکن آہستہ آہستہ ہونے والے کام ہیں

حال: میری حالت یہ ہے کہ پہلے یکسوئی اور نماز میں دل لگنے میں ترقی ہوگئی تھی۔ (بندہ نے) جس کی اطلاع حضور کو دی گئی تھی۔ اب دوبارہ سے اس (ترقی) میں تنزل (ہوگیا) ہے۔ اگرچہ ابھی تک بالکل پہلے سے حالت اچھی ہے۔ حضرت والا کی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: ”مٹی جن کی اک نظر سے سونا بن جائے —— کاش کہ ان کی نظر ہم پہ مرجائے۔“

حضرت کے فرمائے ہوئے باقی معمولات پر عمل کرتا ہوں۔ نیند کا اسی طرح غلبہ ہے اس میں کسی طرح کمی نہیں ہوتی ہے مگر کبھی کبھی ہوتی ہے۔

تحقیق: عزیزم السلام علیہ ورحمۃ اللہ۔

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ احوال میں شروع میں اسی طرح تغیر اور تبدل اور کمی زیادتی ہوتی ہے کچھ فکر نہیں کیجئے۔ ایک عرصہ بعد اگر کوشش مسلسل ہوتی رہے تو تمکن اور استقامت حاصل ہو جاتی ہے۔ ؎

صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے   بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ”صوفی کے صافی ہونے کو جام مشقت چاہئے —— کچے کو پکا ہونے کو ایک مدت

چاہئے۔"

نیند طبعی چیز ہے نقصان دہ نہیں ہے۔

قبض کے کچھ اسباب

سوال: میں جو ذکر تہجد، فجر اور ظہر کے بعد کرتا تھا اب ایسی حالت ہوگئی ہے کہ دل کو ذکر کرنے سے بالکل نفرت ہوگئی ہے دل ایک لمحہ بھی مشغول ہونا نہیں چاہتا ہے بلکہ ہر نیک کام میں ایسا ہی ہوگیا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے اور کیا کروں؟ اس حالت کو اندازاً ایک مہینہ ہوا ہے۔ خدا جانے میری تقدیر میں کیا لکھا ہے۔

میں اس ذکر کی وجہ سے کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوا ہوں۔ حضرت کی خدمت سے آکر اس ذکر ہی میں (مشغول) تھا کہ آج ایک سال ہوگیا ہے۔ (مگر) اب تہجد کی نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ دل میں ذوق وشوق ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہے۔ کسی کام کا بھی دل میں ذوق وشوق نہیں ہوتا ہے۔

جواب: یہ حالت قبض (کی حالت) کہلاتی ہے۔ اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اور ہر سبب کی الگ الگ تدبیر ہوتی ہے۔ کیا آپ کے دل میں کسی کا عشق تو نہیں ہوگیا ہے یا کسی ناجنس دنیا پرست کی صحبت تو حاصل نہیں ہوئی ہے؟ اطلاع دیں۔

نماز میں لذت آنا

حال: کبھی نماز میں ایسی خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے کہ دنیا اور دنیا کے اندر کسی چیز میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ بالکل سنت کے مطابق (حالت) ہے (کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:) "وجعلت قرة عینی فی الصلاة" (کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے)۔

دل کی نرمی (کی حالت) مبارک حالت ہے

حال: اکثر قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اور اسی طرح دوسرے اوقات میں دل پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے حد نرمی (ہوتی ہے) اور دل کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ اس راستے میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے جائیں۔ سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے اور دل میں عجیب خوشی اور بہار لگتی ہے۔ یہ حالت تقریباً ایک گھنٹہ تک رہتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔ مگر کچھ دنوں تک مقویات (قوت دینے والی دوائیں) اور مفرحات (جو طبیعت میں کشادگی اور فرحت پیدا کرنے والی دواؤں) کا سلسلہ جاری رکھنا مناسب ہوگا۔

حال: نماز میں تو خشوع ہونے پر بے حد نرمی ہوتی ہے اور لگتا ہے کہ سارے جسم سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔

اپنا حال بے اختیار ظاہر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے

حال: کبھی لوگوں سے اپنا جہاں تک ہو سکے چھپاتا ہوں۔

تحقیق: اس (اپنا حال چھپانے) کی زیادہ کوشش نہ کریں اگر بے اختیار ظاہر ہو جائے (تو) ہونے دیں۔

دلی اطمینان کی تقسیم وتفسیر

حال: احقر کو اپنے برے حال پر بہت شرمندگی اور پریشانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب" "کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے" احقر کو اس کے خلاف (کیوں ہوتا ہے کہ) بے اطمینانی اور پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: اس آیت میں (اطمینان سے) طبعی اطمینان مراد نہیں ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول "ولکن لیطمئن قلبی" (کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطمینان حاصل نہیں تھا تو اس سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ ذکر سے ان کو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ حاشا وکلا (ہرگز نہیں خدا نہ کرے) تو اس بات کو کون کہے گا۔

اس لئے اس آیت میں اطمینان سے عقلی اطمینان مراد ہے یعنی اعتقادی ایمان (مراد) ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قول بلی سے ظاہر فرمایا ہے۔ اس لئے اس آیت سے ایمانی اعتقاد مراد ہے۔ اس کی دلیل آیت کے آگے اور پیچھے کا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "ویقول الذین کفروا لولا انزل علیه آیة من ربه" اس (آیت) کے جواب میں (یہ آیت) ارشاد فرمائی گئی ہے یعنی یہ (کافر) لوگ دشمنی کی وجہ سے فوری معجزات کی فرمائش کرتے ہیں اور جو لوگ اہل ایمان ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں اور اس ذکر میں ایک بڑا ذکر قرآن ہے (تو وہ اہل ایمان) اس سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور اس قرآن کے معجزہ کو نبوت پر دلالت کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جس درجہ کا ذکر ہوتا ہے اسی درجہ کا اطمینان حاصل

ہوتا ہے۔ اعتقادی ذکر سے اعتقادی اطمینان اور حالی ذکر سے حالی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

آپ اعتقادی ذکر میں حالی اطمینان تلاش کرتے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کے حاصل نہ ہونے سے ذکر کے مفید نہ ہونے کا شبہ نہ کریں۔

اعمال کے ضائع ہو جانے کا خوف ایمان کی علامت ہے

حال: (میری) صورت حال یہ ہے کہ حضور نے جو احکام (اپنی) زبان مبارک سے (مجھے کرنے کے لئے) فرمائے تھے میں اب تک ان کو کر رہا ہوں وہ اعمال یہ ہیں پانچ وقت نماز، تہجد بارہ تسبیح کے ساتھ۔ اور صبح کلام مجید کے بعد مناجات مقبول عربی پڑھنے کے بعد اپنے کام پر جاتا ہوں۔ لیکن بندہ کو یہ خوف ہے کہ قیامت کے دن یہ محنت بے کار جائے تو بہت مشکل کا سامنا ہوگا۔

تحقیق: یہ خوف تو ایمان کی علامت ہے۔

سوال: اس لئے گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے بندہ کو (کوئی) ایسا اصول بتا دیا جائے کہ اعمال کی قبولیت کے بارے میں یقین کے درجہ تک پہنچ جاؤں۔

تحقیق: ہمارے سارے اعمال قبول ہوتے ہیں یہ یقین جائز ہی کب ہے (کہ اس کے لئے کوئی اصول بتایا جائے) اور اس کے خلاف کہ ہمارے سارے اعمال قبول نہ ہونے کا) شبہ بالکل باطل ہے۔ (کہ کچھ اعمال قبول بھی ہوتے ہیں)۔

دنیاوی پریشانی کا علاج

حال: خاکسار کی طبیعت آج کل زیادہ پریشان رہتی ہے۔ یہ خاکسار دنیاوی باتوں کے بارے میں اگرچہ لکھنا نہیں چاہتا تھا مگر اس خیال سے عرض کیا کہ خاکسار کے خیال میں اس پریشانی کا اثر دین کے کاموں پر ہو رہا ہے۔ اس لئے (ان دنیاوی باتوں کو) عرض کرنا مناسب سمجھا۔

(خاکسار کا حال یہ ہے کہ) ورد اور وظائف باقاعدہ نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی تہجد کے وقت باقاعدہ آنکھ کھلتی ہے۔ اکثر دیر ہو جاتی ہے جس نے پریشانی کو اور بڑھا دیا ہے۔

تحقیق: پریشانی کی طرف متوجہ ہونا پریشانی بڑھنے کا سبب ہوتا ہے۔ جب پریشانی ہو تو پریشانی کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے حق تعالیٰ کی طرف یہ خیال کر کے متوجہ ہوں کہ وہ ان تمام کاموں میں ہمیں کافی ہیں اور ان ہی سے تعلق بڑھانا ساری بلاؤں کو دور کرنے والا ہے۔ بس اس طریقہ سے فوراً پریشانی کا اثر کم ہو جائے گا حتیٰ

کہ پریشانی بالکل ختم ہو جائے گی کر کے دیکھئے اور آرام لیجئے۔

دل کی جلن کا علاج

سؤال: (میری) کیفیت یہ ہے کہ تھوڑے عرصے سے دل پر کچھ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ (اثر ہو جس کو) جلن کہوں یا آگ کہوں (کچھ سمجھ نہیں آتا ہے) ہر وقت ایسا لگتا ہے جیسے کوئی چیز رینگ رہی ہے۔ اب تک میں نے یہ خیال کیا کہ کوئی مرض ہے (اور) اب یہ خیال آیا کہ حضور کو اطلاع دوں کہ یہ کیا بات ہے میرے لئے نقصان دہ ہے یا مفید ہے۔

جواب: یہ جلن کبھی ذکر کے اثر سے بھی ہوتی ہے اور کبھی مرض کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ پہلے طبیب کو دکھانا چاہئے اگر وہ مرض سے اطمینان دلا دیں (کہ مرض نہیں ہے) تو پھر ذیل کی باتوں پر عمل کریں۔

① (ذکر) بلند آواز سے کرنا اور (اس میں) ضرب لگانا چھوڑ دیں۔

② ذکر کے بعد ایک ہزار مرتبہ یا باسط پڑھیں۔

③ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پانی پر دم کر کے پیا کریں۔

④ حق تعالیٰ کی رحمت کے مضامین کا مطالعہ کریں۔ اگر کیمیائے سعادت (کتاب) یا اس کے ترجمے اکسیر ہدایت میں امید کا باب مطالعہ کریں تو مناسب ہے۔

⑤ مفرحات (دل کو خوش کرنے والی) اور مقویات (دل و دماغ کو قوت دینے والی دوائیں) کو استعمال کریں۔

ایک ہفتہ بعد دوبارہ اطلاع دیں۔

* * *

حال: (حضرت!) میرے مزاج میں دو نئی باتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک غصہ بہت جلدی آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے دوسرے دل ایک قسم کا اچاٹ (بیزار) سا رہتا ہے۔ طبیعت یکسو نہیں رہتی ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عادت سے نجات عطا فرمائیں۔

تحقیق: غصہ کا علاج اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اپنے گناہوں کو یاد کرنا ہے اور اچاٹ رہنے کا علاج اللہ تعالیٰ کا ذکر توجہ سے کرنا ہے۔ اس سے پریشانی ختم ہو جائے گی۔ دعا بھی کرتا ہوں۔

* * *

حال: چند دن پہلے تو (میرے دل کی) گرمی کا یہ حال تھا کہ ذکر یا نماز کے وقت دل میں محسوس ہوتی تھی۔ اب چوبیس گھنٹہ دن رات یہ لگتا ہے کہ دل کے سامنے انگیٹھی روشن ہے مگر ابھی برداشت سے زیادہ نہیں ہے۔

تحقیق: شاید یہ (گرمی) بڑھ جائے اس لئے پہلے ہی سے حفاظت کے طور پر یہ ضروری ہے کہ ایک تو مختلف اوقات میں درود شریف کی کثرت رکھئے دوسرے روزانہ پندرہ منٹ جب معدہ بھرا ہوا نہ ہو چاند کو اپنے دل پر نکلتا ہوا تصور کریں۔ تیسرے حضرت حکیم صاحب سے کوئی طبی تدبیر معلوم کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

وہم کا علاج

سوال: میرے مزاج میں کچھ ہلکا سا وہم ہے۔ کوئی (ایسا) طریقہ بتائیں جس کو بندہ ہمیشہ کرے جس سے یہ عیب ختم ہو جائے۔

جواب: وہم کا ختم ہونا کسی عاقل کے پاس رہنے پر موقوف ہے اگر اس کی فرصت نہ ہو تو پھر یہ طریقہ ہے کہ اس کی چاہت پر عمل نہیں کیا جائے آہستہ آہستہ اسی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

گانا، موسیقی کے آلات اور شرعی حرام چیزیں دل کے انوار کا ذریعہ نہیں ہوتے

سوال: جب گانا شرعی طور پر حرام ہے اور موسیقی کے آلات بھی ممنوع ہیں اور حقیقت میں شریعت کے حکم کے علاوہ بھی گانا بجانا اور اس سے لذت حاصل کرنا ایک ہلکی حرکت ہے جو دنیاوی وقار کے بھی خلاف لگتی ہے اس کے باوجود اس بات پر بہت تعجب ہے کہ یہ چیزیں دل پر وارد، کیفیات اور انوار الٰہیہ کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہیں۔

جواب: (ان چیزوں کا) کیفیات کا ذریعہ بننا تو صحیح ہے لیکن کیفیات کا انوار ہونا صحیح نہیں ہے۔

کیفیات نہ ہونے سے پریشان نہیں ہونا چاہئے

حال: اہلیہ مرحومہ کی زندگی اور موت کے دو مہینہ بعد تک دل میں نرمی اور عبادت میں خشوع وخضوع اور دعا میں تضرع تو تھا۔ اس کے بعد تقریباً تین مہینہ کی لمبی بیماری میں معمولات وقت سے ادا ہوتے رہے۔ کچھ دن ایسی آفت ہوئی کہ تہجد میں اٹھنا نصیب نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل تقریباً دو مہینہ سے تہجد اور سارے معمولات ادا ہو رہے ہیں بلکہ اسم ذات کا ذکر جو بیماری اور کمزوری کی وجہ سے چھوٹ گیا تھا وہ بھی دن رات میں بارہ ہزار کی تعداد میں کچھ ضرب اور جہر سے ادا ہو رہا ہے مگر وہ کیفیات جن کا ذکر اوپر ہوا پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ کبھی کبھی دعا میں جی نہیں لگتا ہے۔ یہ بات ہی اچھی ہے کہ نماز میں کچھ دلی یکسوئی رہتی ہے۔ (معمولات یہ ہیں) تہجد کے بعد ذکر بارہ تسبیح، صبح کی نماز کے بعد درود شریف پانچ تسبیح، ظہر کے بعد استغفار پانچ تسبیح اور ہر نماز فرض ونفل کے بعد اسم

ذات کا ذکر۔

اس سے پہلے یہ حالت تھی کہ زیادہ تر خفیہ طریقہ سے اسم ذات جاری رہتا تھا۔ اب اکثر ارادہ کرنے پر بھی غفلت رہتی ہے۔

ع بحیرتم کہ سر انجام ماچہ خواہد بود

ترجمہ: ''حیرت میں ہوں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔''

ایک خرابی اور یہ ہوگئی ہے کہ پہلے اگر گناہ ہو جاتا تھا تو بہت شرمندگی اور عاجزی کے ساتھ استغفار کی توفیق ہوتی تھی اور اب (حالت یہ ہے کہ) شرمندگی تو کچھ ہوتی ہے مگر استغفار میں وہ بات نہیں ہوتی ہے امید کہ دعا سے سرفراز فرمائیں گے۔

تحقیق: کام کرتے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ پہلے سے زیادہ اچھی کیفیات ملیں گی مایوسی اور پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ اگر معمولات میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو استغفار کرنا چاہئے۔

ثمرات (نتائج) کا ظہور استعداد کے مطابق مختلف ہوتا ہے

حال: غلام کو درود شریف کے ورد اور مناجات مقبول پڑھنے میں جس طرح ذوق وشوق ہوتا ہے اس طرح قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں نہیں ہوتا ہے۔ کتنا ہی ذوق وشوق کوئی مقصود نہیں ہے پھر بھی حضور اقدس کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

تحقیق: وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ہو جائے گا طبیعتوں کی استعداد مختلف ہوتی ہے اس لئے ثمرات کی ترتیب میں اختلاف رہتا ہے۔

ہیبت کے آثار

حال: ے

رازیکہ برخلق نہفتیم و نگفتیم با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است

ترجمہ: ''جس راز کو ہم نے سب سے چھپایا کسی کو نہ بتایا اپنے دوست کو بتاتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا راز دار ہے۔''

عرصہ ہوا میں نے اپنے حالات کی اطلاع اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ میں اپنی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرمندہ تھا اس پر مزید یہ واقعہ پیش آگیا تھا کہ مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ جس کی وجہ سے آپ سے

اس حالت کے بارے میں زبانی عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ کئی مرتبہ چاہا کہ زبانی نہیں تو لکھ کر ہی عرض کروں لیکن آپ کی موجودگی میں ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ہمت تو اب بھی نہیں ہوتی تھی اور شرم آتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ آپ فرمائیں گے اس کو جنون ہے یا (یہ) وہمی ہے (اور یہ) خیالی باتوں پر اتنی بکواس کیوں کرتا ہے۔ مرض کو چھپانا کسی حال میں (بھی) بہتر نظر نہ دیکھ کر چاہے نہ چاہے اس حالت کو ظاہر کرتا ہوں اور عنوان کا شعر دوبارہ یاد دلاتا ہوں۔ ؎

راز یکہ برخلق نہفتیم و نگفتیم   باد دست بگوئیم کہ او محرم راز است

تَرْجَمَہ: ”جس راز کو ہم نے سب سے چھپایا کسی کو نہ بتایا اپنے دوست کو بتاتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا راز دار ہے۔“

عرض یہ ہے کہ میں کچھ عرصے سے حالت اور احساس کے اعتبار سے اپنے اندر کفر کی حالت پاتا ہوں۔ اگرچہ بحمد للہ عقیدے میں کچھ فرق نہیں لیکن ذوق کے اعتبار سے اپنے اعمال اور افعال کفر لگتے ہیں۔ ایک حسرت ہوتی ہے خصوصاً پرہیزگاروں کو دیکھ کر تو شرمندگی اور حسرت اور بھی زیادہ ہوتی ہے ان کے مقابلے میں اپنی حالت کفر کی لگنے لگتی ہے۔ اس وقت اس حالت میں یہ اشعار ؎

چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمیدانم   نہ ترسا و یہودیم نہ گبرم نے مسلمانم
عجائب حالتے دارم کہ من خود را نمیدانم   نہ دانم من کدامستم نہ بااینم نہ باآنم
سودہ شد از سجدۂ پیش بتاں پیشانیم   چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

تَرْجَمَہ

① کیا کروں مسلمانو! میں خود کو جانتا نہیں ہوں —— نہ آتش پرست ہوں نہ یہودی نہ ہی مسلمان ہوں۔

② عجب حالت ہے میری میں خود کو مسلمان سمجھتا نہیں ہوں —— نہ معلوم کون ہوں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔

③ پیشانی کالی ہوچکی ہے بتوں کو سجدہ کرنے سے میری —— دین اسلام کی کچھ تہمت خود پہ رکھتا ہوں۔

ع ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

تَرْجَمَہ: ”میری ہر رگ تار بن گئی ہے اب مجھے زنار کی ضرورت نہیں ہے۔“

یاد آنے لگتے ہیں اور رقت اور جلن ہوتی ہے۔

ہزار بار دل کو سمجھاتا ہوں کہ مسلمان ہو کر خود کو کافر سمجھنا جنون ہے مگر جواب یہ آتا ہے کہ ؎

مرادلیست بلفر آشنا کہ چندیں بار بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

ترجمہ: ''میں اپنے کفرآشنا دل کوئی بارکعبہ لے گیا ــــ مگر یہ برہمن اور ہندو ہی واپس آیا۔''

استغفراللہ میں کیا بکواس کرر ہاہوں مجھے مخاطب کالحاظ بھی نہیں رہاہے ؎

مخاطب اند کے نازک مزاج است سخن کم گو کہ کم گفتن رواج است
میم بس تند و عہد پارسائی است فزودن در تکلف نارسائی است

ترجمہ

① مخاطب ہے نازک مزاج خیال رکھنا ــــ کم گفتگو کا ہے رواج کم گفتگو کرنا۔

② شراب تیز ہے پر عہد ہے پارسائی کا ــــ تکلف میں زیادتی ہے سبب نارسائی کا۔

اللہ اللہ! میری کیا حالت ہوگئی۔ پہلے میں اپنے دل کو رسول اللہ ﷺ کے قریب پاتا تھا اور اب سنت کے راستے سے کوسوں دور ہوں۔ سنت تو سنت اب تو صرف فرائض اور اسلام ہی اگر محفوظ رہے تو بہت غنیمت ہے۔ اس حالت کے بارے میں ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو بلند حالت ہے۔ اکابر صحابہ میں سے ہر ایک اپنے بارے میں نفاق کا خوف رکھتا تھا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہی یہ حالت انس سے بدل جائے گی۔ مخاطب (یعنی مجھ) پر بھی یہ حالت گزری ہے جس سے ہزاروں فائدے حاصل ہوئے (جیسے) عجب کا زائل ہونا، قدرت کا مشاہدہ۔ اپنی عاجزی وغیرہ۔

◆

حال: (حضرت میرا) حال یہ ہے کہ جب سے آپ کے پاس سے رخصت ہو کر آیا ہوں دل پر ایک ہیبت رہتی ہے (جو) روزانہ بڑھ رہی ہے۔ اپنی حالت اتنی حقیر لگتی ہے کہ (اپنا) ہونا تو کیا معنی بلکہ ہونے کے کسی جزء کا بھی مصداق نہیں ہوں کہ جس پر ہونے کا کوئی بھی سچا آئے وہ بھی نہیں ہوں۔ ؎

نہ ہونا ہائے کیا ہوگا ہمارا کہ ہونے پر نہ ہونے کا گماں ہے

یہاں تک کہ کمزوری بھی ہوگئی ہے۔ شاید اسی میں گھل گھل کر برف کی طرف ختم ہو جاؤں گا۔ دعا کی بہت ضرورت ہے۔

تحقیق: یہ ہیبت اور احتیاط مبارک اور بلند حالات میں سے ہے اگر اس میں ختم ہو جائے تو شہادت کبری (بڑی شہادت) ہے۔ مگر سنت کی چاہت یہ ہے کہ جہاں اپنا علم اور اپنی قدرت کام دے سکے اعتدال اور تعدیل

(میانہ روی اور برابری) کو اپنا اصلی ٹھکانہ بنانا چاہئے۔ ہیبت کے ساتھ انس، احتیاط اور خود سے بدگمانی کے ساتھ امید اور رحمت، فنا کے ساتھ بقا، نیستی (نہ ہونے) کے ساتھ ہستی (ہونا) اور تواضع میں مبالغہ کے ساتھ نعمت کے مشاہدہ کا اہتمام و استحضار کرے تاکہ ختم ہونے سے پہلے دوسروں کا خاتمہ صحیح کر سکے۔

ذکر کی نئی کیفیات میں مضبوط نسبت والے کو۔ بے چینی کم ہوتی ہے اکثر سوچنے سے بڑھ جاتی ہے۔ یہ سوچنا موجودہ کیفیات سے محرومی پیدا ہونے کی وجہ سے اس سلوک کے راستے میں نقصان دہ سمجھا جاتا ہے۔ (اس) کے یہی معنی ہیں۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

دوش با من گفت پنہاں راز دان تیز ہوش — کز شما پنہاں نہ شاید داشت راز مے فروش
گفت آساں گیر برخود کارہا کز روئے طبع — سخت مے گیرد جہاں برمرد مان سخت کوش

ترجمہ

① رات مجھ کو ایک عقلمند نے چھپ کر کہا —— مے فروش کے راز کو تم سے چھپانا مناسب نہیں۔

② کہنے لگا اپنا کام طبیعت کے موافق آسان رکھو یہ جہاں مشقت میں پڑنے والوں کو مشقت میں ڈالتا ہے۔

آپ کو اگر ہیبت کے آثار اور اپنے بارے میں بدگمانی کا غلبہ زیادہ ہو تو یہ سوچا کریں کہ پیش بریں نیست کہ ہم ہر حال میں ناقص اور گناہ گار ہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں کامل لوگوں کی نجات ہوگی اسی طرح توبہ کرنے والوں کی بھی ہوگی۔ اگر (ہم) صدر نشین (مجلس کے امیر) نہ ہوں گے تو جوتیوں میں ہی جگہ مل جائے گی اگر پہلے (نجات) نہیں ہوگی تو جوتیاں لگنے کے بعد ہی سہی۔ اس لئے یہ سمجھ کر اللھم اصلحنی (کہ اے اللہ میری اصلاح فرمائیے) کی جگہ اللھم اغفر لی کی کثرت کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مزاج صحیح ہو جائے گا۔ اس کے بعد بھی یہ قبض مغلوب نہ ہو تو (آپ کو) رمضان کے بعد فوراً یہاں آ جانا چاہئے۔

دل کی یکسوئی کا مقصود ہونا

سُوال: احقر نے یکم محرم یعنی سال کے شروع سے اوراد و اذکار اور قضا نمازوں کی پابندی سے ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (حضرت سے) دعا اور توجہ سے مدد چاہتا ہوں۔ ابھی تک الحمد للہ اطمینان کے قابل حالت ہے دعا فرمائیں استقامت نصیب ہو۔

گھر پر اوقات کا حرج ہوجاتا تھا اس لئے یہ اہتمام کیا ہے کہ فجر اور مغرب کے بعد جب تک سارے وظائف و اذکار سے فارغ نہیں ہو جاتا مسجد سے گھر نہیں آتا ہوں۔ مسجد میں دل کی یکسوئی بھی زیادہ ہوتی ہے

لوگ اگرچہ آتے جاتے رہتے ہیں جس (اپنی) شہرت کا خیال ہے۔ اگر میری رائے میں غلطی ہو (تو) بتا دیا جائے۔

(پہلے) صبح ہواخوری (سیر وتفریح) کرتے ہوئے تلاوت کرتا تھا لیکن اب سب کچھ مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ ہواخوری میں مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے وضو میں شک ہو جاتا تھا جس سے حرج ہو جاتا تھا۔ جب تک ساری چیزوں سے فارغ نہیں ہو جاتا ہوں مسجد سے نہیں نکلتا ہوں۔ کبھی کبھی صبح کے وقت ہواخوری کا جی چاہتا ہے۔ صبح آٹھ سوا آٹھ بجے تک فارغ ہو جاتا ہوں۔ ارادہ ہے کہ اس وقت چل پھر آیا کروں گا ورنہ چھٹی کے دن خوب دور تک چل پھر آیا کروں گا۔

جواب: (نماز ذکر واذکار) مسجد ہی میں مناسب ہیں کیونکہ مقصود (دل کی) یکسوئی ہے وہ جہاں بھی حاصل ہو۔

قبض کے فائدے

حال: گزارش یہ ہے کہ آج ایک سال ہوگیا خادم حضرت سے خط کے ذریعہ سے بیعت ہوا۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل (رسالہ) میں لکھے ہوئے چاروں دستور العمل میں سے اپنی کم عقلی کی وجہ سے (خودکو) علماء مشغولین کے گروہ میں شامل کر کے ان حضرات کے دستور العمل کو اختیار کیا تھا۔ پہلے پہل (تو) ذکر واذکار کا بہت شوق تھا۔ اس لئے جب تک چوبیس ہزار تک اسم ذات کا ذکر پورا نہیں کر لیتا تھا دل کو چین نہیں آتا تھا۔ تہجد اور سارے وظائف پابندی سے ادا کرتا تھا۔ اگر کبھی شوق کم بھی ہوا تو تھوڑے دنوں میں ختم ہو جاتا تھا (یعنی شوق کے کم ہونے کی کیفیت ختم ہو جاتی تھی) اس شوق کے کم ہونے کے وقت کبھی ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔ کبھی ہمت کر کے دل چاہے نہ چاہے ادا کرتا تھا۔

اب حضرت والا! کیا آفت آگئی ہے کہ آج تقریباً تین ماہ سے زیادہ ہوگئے ہیں کر وظائف، ذکر اذکار، تہجد اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ سب کچھ چھوٹ گئی ہے حتیٰ کہ فرض و واجب مجبوری اور مشکل کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔ نہ خشوع ہے نہ خضوع ہے بلکہ ہمیشہ وساوس میں ڈوبا رہتا ہوں۔ ذکر واذکار کی طرف دل جاتا ہی نہیں ہے۔ اب مجھے اس خوف نے پکڑا ہوا ہے کہ اگر ایسی حالت میں موت آجائے تو ایمان سلامت نہیں رہ سکتا ہے۔ اس لئے بہت پریشان ہوں کیا کروں کہاں جاؤں۔ میری حالت ایسی کیوں ہوگئی ہے۔ خدا جانے میری کیا حاست ہوگی۔ دن رات یہی خیال ہے۔

حضرت والا کی خدمت اقدس میں اتنے دنوں سے اس خیال سے عرض نہیں کیا تھا کہ حضرت کی خدمت

میں ایسی حالت کیسے عرض کروں شرم کی بات ہے۔ (اور) کبھی یہ خیال آتا تھا کہ حضرت کی خدمت میں (یہ حالت) عرض کی جائے گی تو ضرور حضرت کچھ تدابیر ارشاد فرمائیں گے اور میری حالت ایسی بری ہے کہ کبھی اس پر عمل نہیں کر سکوں گا۔ کبھی یہ خیال آتا تھا کہ جب میری تقدیر ہی میں یہ بڑی دولت نہیں ہے تو ہزار کوششوں سے کیا ہو سکتا ہے۔

غرض اسی سوچ وفکر میں خدمت شریف میں عرض نہیں کیا تھا۔ لیکن اب یہ خیال آیا کہ حضرت سے عرض کر دوں اگر کچھ نہ ہو تو حضرت والا کے دعا فرمانے ہی سے کچھ ہو سکتا ہے۔ بیمار کو اپنے ماہر اور شفقت کرنے والے طبیب سے اپنی بیماری کا اظہار نہ کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے۔ اگر حضرت کچھ دوا ارشاد فرمائیں تو عمل کی توفیق کے لئے بھی دعا فرمائیں گے تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے عمل بھی ہو جائے اور بیماری بھی ختم ہو جائے۔ یقیناً اس وقت حضرت کی خدمت عالی مرتبہ میں یہ عرض کرتا ہوں اور حضرت سے دعا اور اس بیماری کا علاج چاہتا ہوں۔ یہ بھی عرض ہے کہ کیا اس قسم کی بیماری لاعلاج تو نہیں ہے اور (کیا) یہ محرومی کی نشانی تو نہیں ہے۔ میری طرح کسی اور کو بھی یہ بیماری ہوئی بھی ہے یا نہیں اور ایسی بیماری کے بعد کوئی منزل مقصود تک پہنچا یا نہیں پہنچا ہے۔ اسی طرح (کیا) کسی طرح بھی خدا تعالیٰ کا عشق اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں (اس کے لئے) کوئی تدبیر بتائیے۔

دل میں حضرت والا کی محبت بہت ہے۔ کبھی حضرت کی بات یاد آنے سے رونا آتا ہے۔ اکثر جب حضرت یاد آتے ہیں (تو) دل میں ایک قسم کی جلن ہوتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف میں ایک قسم کی لذت (ہوتی) ہے جس کی وجہ سے دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ یہ جلن رہے۔ کبھی اس جلن کی وجہ سے رات کو بہت دیر سے نیند آتی ہے۔ کیا یہ پسندیدہ ہے یا برا ہے؟

اب خدمت شریف میں چند خواب عرض کرتا ہوں اور تعبیر کا شوق رکھتا ہوں امید ہے کہ رحم فرما کر تعبیر مرحمت فرمائیں گے۔

کبھی کتا دیکھ کر، کبھی پانی کے اوپر سے اور کبھی کسی مصیبت کی وجہ سے میں کبھی خود کو اڑنے والا دیکھتا ہوں مگر بہت اوپر سے اور بہت دور سے نہیں۔ خود کو کئی مرتبہ پڑھنے کے شغل میں دیکھا۔ کبھی دیوبند میں کبھی کہیں اور۔ دو مرتبہ حضرت والا کو دیکھا۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے چلے ہیں اور یہ خادم بھی حضرت کے ساتھ ہے۔ ایک اور شخص بھی میرے مدرسہ کے طلباء میں سے ساتھ ہے۔ میں ننگے بدن تھا صرف ستر کے برابر کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ میں زمین پر ہاتھ رکھ کر چوپائے کی طرح چل رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے یہ

صرف تعظیم ہی کے لئے تھا۔

حضرت ایک ہندو کی دکان پر گئے۔ اس نے حضرت کی بہت ہی تعظیم کی۔ میں اس (ہندو) کی طرف گرم نظر سے دیکھتا تھا اور اکثر میری نظر حضرت کے چہرے مبارک پر تھی۔ دیکھتے ہوئے آنکھ سے آنسو نکلتے ہوئے لگتے تھے۔ پھر اس ہندو نے حضرت کو شربت پلایا۔ مجھے لگتا ہے کہ حضرت نے کچھ شربت مجھے بھی عنایت فرمایا۔ پھر حضرت نے مجھے کھیر دی۔ میں نے پیٹ بھر کھائی۔ پھر وہاں سے واپس آتے وقت جامع مسجد سہارنپور میں اذان ہوگئی۔ میں (یہ) دیکھ کر جاگ گیا۔

دوسری رات خواب میں یہ دیکھا کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے گنا چھیل کر دو حصہ کر کے ایک حصہ مجھے دیا اور ایک حصہ دوسرے کو دیا۔ ان خوابوں کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میں نے پورا خط پڑھا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے یہ حالت قبض کہلاتی ہے جس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ (ان اسباب میں) ایک سبب یہ بھی ہے کہ برداشت سے سے زیادہ کام کیا جائے۔ آپ کو بھی یہی سبب پیش آیا ہے۔ یہ حالت بری نہیں ہے (بلکہ) پسندیدہ اور مفید ہے بلکہ محققین نے اس کو بسط سے بلند ترین کہا ہے۔ کیونکہ اس سے برے اخلاق کا علاج زیادہ ہوتا ہے۔

بہرحال نہ (یہ مرض) لاعلاج ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نہ چاہے کہ یہ محرومی کی علامت ہے۔ تمام ذاکرین کو قریب قریب ایسی حالت پیش آتی ہے پھر اس سے نجات بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اور ترقی ہوتی ہے۔ اس کے پسندیدہ ہونے کی ایک علامت شیخ کی محبت کا ہونا ہے جو خود آپ کے خط میں موجود ہے اور جو محروم ہوتا وہ اس سے محروم رہتا ہے۔

غرض یہ کہ بالکل تسلی رکھیں اور ذکر و شغل بھی تھوڑا تھوڑا شروع کریں اور اپنی رائے سے زیادہ نہ کریں۔ مجھے معمولات کی اطلاع کرتے رہیں۔ میری تعلیم کے مطابق عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ ترقی ہوگی۔

سارے خواب اچھے ہیں۔ سارے خواب ثمرات کے حاصل ہونے اور برکات کے بڑھنے کی علامات ہیں۔

انوار کو دیکھنا

حَال: ایک رات تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے بیٹھا تو سلام کے بعد گھر کے چھجے پر فانوس کی طرح کا ایک نور نظر آیا۔ اس کو دیکھنے سے میرا دل خوش ہوا۔ یہ کیا چیز دیکھی ہے؟ میرا تفکر ہے اکثر ذکر و شغل سے کوئی نورانیت نظر نہیں آتی ہے۔ بندہ نے اب تک کوئی ذکر و شغل شروع نہیں کیا ہے۔ یہ بات مولوی سلطان احمد صاحب کے

علاوہ کسی کو نہیں بتائی ہے۔

تحقیق: کبھی ایسے انوار خیال کی وجہ سے ہوتے ہیں اور کبھی فرشتوں (یا عالم ارواح) کے انوار ہوتے ہیں۔ اکثر خیال کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس (پہلی صورت) میں بھی سالک کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے۔ جس کو اگر ذکر میں استعمال کرے تو اور زیادہ نفع ہوتا ہے۔

بیوی سے محبت (کا) بڑھنا تقویٰ کی علامت ہے

سؤال: کچھ عرصے سے بیوی سے محبت بڑھ گئی ہے۔ یہ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

جواب: (یہ) عین سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اس کے اچھے ثمرات عطا فرمائیں۔ جب تقویٰ بڑھتا ہے تو بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔

تڑپنے اور بھاگنے کا علاج

حال: حکیم صاحب کی ہمشیرہ کی حالت پہلے لکھ کر بھیجی تھی کہ بہت کثرت سے وظائف کرتی تھیں، ان کی طبعیت بگڑ جاتی تھی کہ بھاگنے کا ارادہ کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سارے وظائف چھڑوا دو پھر ان کے حال کے بارے میں بتانا۔

اس لئے عرض ہے کہ آج کل ان کی حالت سنبھلی ہوئی ہے۔ اب تڑپنا اور نکل کر بھاگ جانا وغیرہ سب بند ہے۔ مگر کبھی طبیعت اندر سے بگڑتی ہے مگر اتنی قوت ہے کہ اس کو برداشت کر لیتی ہیں۔ نماز اور تہجد وغیرہ میں پہلے جیسے انوار نظر آئے تھے اب بھی نظر آتے ہیں۔ پہلے کبھی ڈر جاتی تھیں اب ڈرتی نہیں ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ میرا جی قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہے۔ جو کچھ بھی مولانا صاحب اجازت دیں گے پڑھوں گی یا جو فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ کچھ تعداد میں درود شریف پڑھتی ہیں (جس کے بارے میں) مجھ سے پوچھا تھا۔ میں نے کہا: مختصر پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ ذکر تلاوت درود شریف میں سے جو کچھ ارشاد ہو ان سے کہا جائے یہ جو مصلحت ہو ارشاد ہو۔ اب ان کے بارے میں جو کچھ ارشاد عالی ہو اس پر عمل کرنے کے لئے کہہ دیا جائے گا۔

تحقیق: ان کی طبیعت کے سکون کی وجہ سے اطمینان و خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ شانہ کامل شفا عطا فرمائیں۔ قرآن شریف اتنا پڑھنے میں حرج نہیں جتنے سے تھکن نہ ہو۔ درود شریف بغیر عدد اور بیٹھنے کی قید کے بغیر چلتے پھرتے پڑھنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ دوسرے وظائف ابھی بند رکھیں۔ جب تک صحت کے بعد پوری قوت نہ آ جائے

اور ماہر طبیب کہہ دے کہ اب نہ مرض ہے نہ کمزوری۔ ہاں عشاء کے بعد چار سے آٹھ رکعت تہجد بھی پڑھ لیا کریں۔ پھر اطلاع دیں ان شاء اللہ تعالیٰ حالت ٹھیک ہو جائے گی۔

دل کی کمزوری کا علاج

حال: (حضرت! مجھے) قرآن مجید کے ساتھ انتہائی شوق و رغبت پیدا ہوئی ہے جو ذکر سے باہر ہے۔ مدرسہ میں فلاں قاری صاحب جو فلاں قاری صاحب کے شاگرد ہیں ان کے فیض سے کچھ طلباء بھی تیار ہوئے ہیں۔ مصری لہجے کے سننے کی (مجھ میں) طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ کو توجہ ہوئی ہے اور قرآن مجید کا مضمون خیال میں آکر طبیعت میں شوق پیدا ہو کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے، رونا آتا ہے بے ہوشی ہو جاتی ہے اور بہت اثر رہتا ہے۔

موجودہ حالت میں بندہ پر توجہ فرما کر ضروری باتیں بتائی جائیں اور جو بات حالت کے مناسب ہو وہ فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ حالت خود تو پسندیدہ اور مبارک ہے مگر اس کی زیادتی غالباً دل کی کمزوری کا اثر ہے زیادتی سے کیونکہ دوسری ضروری باتوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس کا علاج ضروری ہے پورا علاج تو طبیبوں کی رجوع ہے کہ وہ دل کو قوت دینے والی دوائیں تجویز کریں اور وقتی علاج یہ ہے کہ درس وغیرہ کے وقت ایسی جگہ بیٹھے جہاں خود قرأت کی آواز نہ پہنچے۔

* * *

حال: نزول اطمینان کی پہلے والی حالت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ زیادہ رہنے لگی تھی اور کبھی تفکر میں گردن دل کی طرف جھک جاتی تھی جس سے ایک مراقبہ کی صورت بن جاتی تھی۔ لیکن میں اس کا زیادہ ارادہ نہیں کرتا تھا۔ اکثر مغلوبیت کی شان کی وجہ سے کبھی ایسی حالت ہو جاتی تھی لیکن اس حالت کے بعد کمزوری کی وجہ سے آس پاس درد پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق تھوڑا بہت علاج کیا جس سے الحمد للہ درد میں کمی آگئی اگر اس کی وجہ جو دل کی کمزوری ہے وہ اب بھی بہت کچھ باقی ہے مگر اس (پچھلی) حالت سے اب فائدہ ہے۔ دل تھوڑا بہت ضرب اور جہر سے ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن دل کی کمزوری کی وجہ سے نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: یہی مناسب ہے۔

ادب کے آثار

حال: ـ

درد من از حد فزوں گشت اے آلہ   کن دوا از بہر امداد آلہ

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میرا درد حد سے زیادہ بڑھ گیا ـــــ امداد کے واسطے کوئی علاج کردے۔''

درد از یارست و درماں نیز ہم   دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

تَرجَمَہ: ''درد بھی محبوب کی جانب سے ہے اور علاج بھی ـــــ اس کے اوپر دل اور جان دونوں فدا ہو چکے ہیں۔''

خدمت والا میں عرض ہے کہ اس احقر کی حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ اس کو منہ کے سامنے عرض کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ اسی لئے پاس رہنے کے باوجود پہلے ایک دو مرتبہ بھی اپنا حال خط کے ذریعے ہی عرض کیا تھا۔ اب دوبارہ موقع پاکر خط کے ذریعے ہی حال عرض کرتا ہوں۔

تَحقِیق: یہ (بھی) ادب کا ایک حصہ ہے۔

حَال: آپ کی موجودگی میں خط کے ذریعے عرض کرنے میں بھی ایک قسم کی شرمندگی محسوس ہوئی۔

تَحقِیق: یہ بھی پہلے سے زیادہ اسی ادب کا ایک حصہ ہے۔

مجبوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں کمی نقصان دہ نہیں ہے

حَال: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) کلام مجید اور درود شریف تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ! ہمارے سلسلے میں دوسری پریشانی پیدا کرنے والی باتیں جیسے سماع وغیرہ نہیں ہیں۔ ایسی باتوں سے تو میں اب ڈرنے لگا ہوں۔ مجھے کیونکہ ان سے تکلیف ہونے لگتی ہے اور لگتا ہے کہ کہیں اختلاج قلب نہ ہو جائے کیونکہ دل کی کمزوری کی حالت اسی کے قریب ہو رہی ہے لیکن بات جس میں (میں) ابھی ایک تک مجبور ہوں وہ یہ ہے کہ دیوان حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ یا مثنوی وغیرہ کے اشعار غلبہ حالت میں پڑھتا ہوں۔ یہ ایک پریشانی پیدا کرنے والی چیز مجھ میں باقی ہے۔ اس کو میں کیا کرسکتا ہوں۔ میں نے ہر طرح سے جی کو سمجھایا مگر اس پر میرا بس نہیں چلتا ہے۔ کبھی حضرت مولانا کا ارشاد یاد آجاتا ہے۔ ؎

بند کن چوں میل سیلانی کند   ورنہ رسوائی و ویرانی کند

تَرجَمَہ: ''جب کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہے تو اس کو چھوڑ دے ـــــ ورنہ یہ چیز رسوا اور ویران کر دے گی۔''

مگر حالت یہ ہے:

چوں کنم من آتش دل تیز شد   شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد

تَرجَمہ: ''میں کیسے کوئی کام کروں کہ دل کی آگ تیز ہو چکی ہے —— اور جدائی کا شیر پریشان اور خونخوار ہوگیا ہے۔''

ع چوں کنم من تیر خوردہ در جگر

تَرجَمہ: ''میں کیسے کوئی کام کروں کہ جگر میں تیر اترا ہوا ہے۔''

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ   بحیرتم کہ عجب تیرے کماں زدۂ
اے کہ دل بردی و درجانی ہنوز   دردہا دادی و درمانی ہنوز
ایکہ عکس روئے خود در آفتاب انداختی   آتشے در سینہ جاناں کباب اند اختی
درد درون سینہ ام تخم محبت کاشتی   چشم معموری بریں ملک خراب انداختی
ایکہ عکس خود نمودی اندریں آئینہ   پس بجاں ہم گناں در اضطراب انداختی
ما جنون واحدلی فی الشجون   بل جنون فی جنون فی جنون
بل جنون فی ہواہ مستطاب   قل بلی واللہ یجزیک الصواب

تَرجَمہ

① میرے سینے میں بغیر نشان کا زخم لگا ہوا ہے —— حیران ہوں کہ بے کمان کا عجیب تیر لگا ہوا ہے۔

② اے وہ کہ جو دل کو لے بھاگا اور ابھی تک جان میں ہے —— تو نے مجھے درد بھی دیا ہے اور علاج بھی۔

③ اے وہ کہ جس نے اپنا عکس سورج میں ڈال دیا ہے —— عاشقوں کے سینے کی آگ نے کباب پکا لئے ہیں۔

④ تو نے میرے سینے میں محبت کا بیج بو دیا ہے —— اس ویران ملک پر تو نے آبادی کی نظر ڈال دی ہے۔

⑤ اے وہ کہ جس نے اپنا عکس ان آئینوں میں رکھ دیا ہے —— پھر تمام لوگوں کی جان کو اضطراب میں ڈال دیا ہے۔

⑥ غموں میں مجھے کوئی ایک جنون نہیں —— بلکہ جنون در جنوں در جنون ہے۔

⑦ بلکہ اس کی خواہش میں تو جنون اچھا ہے —— کہہ دو کیوں نہیں اللہ تمہیں درستی کی جزا دے۔

یوں آپ کے خدام میں بہت سے ہیں لیکن وہ خود کو سنبھالے ہوئے ہیں لیکن احقر رسوا ہو کر ؎

تنہا نیم دریں باغ رسوائے پرستی   ہر سر دریں خیاباں برہنہ بایست
ہر کو مرید اشرف علی جناب شد   از سوز عشق سینۂ اش ہم چوں کباب شد

ترجمہ

❶ میں اس باغ میں تنہا اور رسوا ہوں —— جو شخص اس چمن میں ننگے پاؤں ہے۔

❷ جو شخص بھی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا مرید ہوا —— اس کا سینہ بھی عشق کی جلن سے کباب کی طرح ہو گیا۔

عشق کی یہ علامات صرف نام و نشان کی طرف سے منسوب ہو رہی ہیں حقیقت میں حال کے ساتھ متصف وہی حضرات ہیں، ورنہ مجھ جیسے بے چارے تو قال اور حال سے ہے

نخستین بادہ کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند راز خویش را فاش عراقی را چرا بدنام کردند
بچشم تیز چیزت ہر چہ نیکو است چو نیکو بنگری عکس رخ او است
جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ ز گل رویان عالم بستہ پردہ
حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردہ پس بچشم عاشقاں خود را تماشا کردہ

ترجمہ

❶ پہلے انہوں نے شراب کو پیالے میں ڈالا —— پھر مست نظر سے ساقی کو بھی پہچان لیا۔

❷ جب اپنے راز کو خود ہی فاش کر دیا —— تو عراقی کو کیوں بدنام کرتے ہیں۔

❸ جو کچھ تیری تیز نظروں میں اچھا ہے —— تو جب تو اچھا دیکھ رہا ہے تو یہ اس کے چہرے کا عکس ہے۔

❹ اس کے حسن سے ہر جگہ جلوہ کیا ہوا ہے —— پھول جیسے چہروں والوں سے دنیا کو ڈھانپ دیا گیا ہے۔

❺ تو اپنا حسن حسینوں کے چہروں سے ظاہر کر دیا ہے —— اور خود وہ عاشقوں کی نگاہ میں ایک تماشا بنا دیا ہے۔

جب سے مجھے درد ہوا ہے اس کے بعد سے مجھ پر اکثر غفلت رہتی ہے توجہ الی اللہ کم ہوتی ہے۔

تحقیق: کم تو نہیں ہے مگر درد کی طرف مجبوراً توجہ کی وجہ سے (توجہ الی اللہ) میں کمی ہے۔ توجہ قائم نہیں رہتی ہے جو بری نہیں ہے۔

حال: نماز میں بھی بہت خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: اسی مجبوری کی وجہ سے ہی ہے۔

حال: لیکن کبھی کبھی توجہ الی اللہ بھی ہو جاتی ہے۔ اس غفلت سے دل میں کچھ قوت کی کمی ہے۔

تحقیق: دل کی طرف توجہ نہیں ہونے کی وجہ سے دل کے مرض کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔

حال: کیا معلوم کہ یہ بھی ایک حکمت ہو۔

تحقیق: تاکہ مرض نہ بڑھے۔

حال: پہلی حالت میں اکثر نفسانی خواہشات یہاں تک کہ نکاح کی خواہش بھی بالکل کمزور ہو چکی تھی مگر اب دوبارہ ایک فرحت بخش (خوشی دینے والی) کیفیت کے ساتھ ان خواہشات کی واپسی ہوئی ہے۔ مگر الحمد للہ غلبہ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ابھی تک نکاح کے بارے میں کوئی پکا ارادہ ہوا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی تبدیلیاں ہیں جو نہ پسندیدہ ہیں اور نہ ہی بری ہیں۔

حال: دل کو خوش مزاج احباب کے ساتھ خوش طبعی (مذاق) کرنے میں ایک (قسم) کی قوت حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: مگر زیادہ نہ ہو۔

حال: زیادہ تنہائی سے جی گھبراتا ہے۔

تحقیق: اسی طبعی مرض کا اثر ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: کبھی کبھی اس غفلت سے جی گھبراتا ہے جو توجہ الی اللہ کے بعد دوبارہ پیدا ہوئی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ میری کم ظرفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمت آتی ہے اس کو بھی برداشت نہیں کر سکتا ہوں بالکل یہ حالت ہوتی ہے۔

من شمع جاں گدازم تو صبح دلستانی سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت ایں چنینم دور آں چناں کہ گفتم نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

ترجمہ

❶ میں جاں گداز شمع ہوں اور تو دلکش صبح ہے اگر تجھے نہ دیکھوں (کہ صبح ہی نہ ہو) تو بھی جل کر مروں (کہ رات بھر جل کر شمع ختم ہو جانے کی) اور اگر تجھے دیکھ لوں تو بھی مر جاؤں (کہ صبح لوگ شمع بجھا دیں گے)۔

❷ تیرا قرب میرے لیے ایسا ہے (کہ لوگ بجھا دیں گے) اور تیری دوری ایسی ہے جو میں نے کہا (کہ خود ہی رات بھر جل کر مر جاؤں کی عجب مجبوری ہے) مجھ میں نہ تجھ سے ملنے کی قوت ہے نہ تیری جدائی کی طاقت ہے۔

حالات کو برداشت کرنے کی استعداد بھی نہیں ہے یقیناً دوری ہوگئی ہے

دامن کشاں گزر کرد یا راز سر مزارم اے نالۂ ہائے ہوے اے گریہ ہائے وائے
حافظ اندر درد وغم می سوز و با درماں مساز زانکہ درمانے ندارد درد بے آرام دوست

ترجمہ

❶ دامن سمیٹ کر وہ میرے مزار سے گزر گیا —— ہائے میں رو رہا ہوں ہائے میں رو رہا ہوں۔

❷ حافظ درد وغم میں جلتا رہ علاج نہ کر کہ دوست کے لاعلاج درد کا کوئی علاج نہیں ہے۔

تحقیق: یہ مجبوری کی وجہ سے دوری حقیقی دوری نہیں ہے۔

حال: خواجہ صاحب نے اپنا ایک شعر جو انہوں نے مولانا عراقی کی کسی غزل پر تضمین کرتے ہوئے کہا ہے سنایا تھا واقعی بہت تسلی کا مضمون ہے وہ یہ ہے ؎

بے مرادی گر مراد دلبرست عین مقصود ایں ہمہ حرماں ماست

ترجمہ: ”یہی نامرادی دلبر کی مراد ہے تو یہی نامرادی میرا مقصود ہے۔“

تحقیق: یہ بے مرادی بھی وہی مجبوری کی دوری ہے۔

حال: مزید عرض یہ ہے کہ مجھے آپ کی تعلیم اور حسن تربیت کی قدر اب معلوم ہوئی جبکہ میں نے اس کے آثار اپنے اندر دیکھے۔ آپ نے مجھے شروع ہی سے یہ لکھنے وغیرہ کا کام میرے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے اسی میں مجاہدہ وتربیت کے آثار دیکھے۔ مجھے اس سے وہی نفع ہوا جو دوسروں کو دوسرے مجاہدوں سے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے مجھے روزانہ ملاقات اور بات کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ اگرچہ وہ گفتگو کسی قسم کی بھی ہو۔ اس کی اجرت سے یہاں کے قیام کا فائدہ مزید اضافہ تھا۔ علوم کا نفع اس کے علاوہ تھا۔

ع چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دو کار

ترجمہ: ”کیا خوب ہے کہ ایک پنتھ دو کاج۔“

یہ آپ ہی کا حصہ تھا کہ مجھ جیسے آزاد اور لاپروا کے لئے اسی قسم کا آسان مجاہدہ تجویز فرمایا۔ جزاکم اللہ۔

تحقیق: یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کے فائدہ کی باتیں میرے دل میں ڈالیں جن میں سے بعض کے ساتھ میرا ارادہ بھی نہیں ہوا۔

حال: مزید عرض یہ ہے کہ مجھے حالت کے غلبہ میں اس کثرت سے اشعار یاد آنے لگتے ہیں کہ لگتا ہے کہ ایک دریا ہے جو امڈا چلا آتا ہے ایسا لگتا ہے کہ مجھے ہی بہا کر لے جائے گا اور جوش سے سارا بدن کانپنے لگتا ہے۔

تحقیق: اس ساری حالت کا سبب وارد کی قوت اور محل ورود کی کمزوری ہے۔

دماغ کی کمزوری کے آثار

حَالؒ: جو واقعات جاگنے کی حالت میں پیش آتے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کبھی ان واقعات کو خواب میں دیکھا تھا یا پہلے کبھی نظر آئے تھے۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: (یہ) دماغ کی کمزوری ہے۔

حَالؒ: طبیعت جیسی یہاں لگی ہوئی ہے وہ خاص فائدہ تو بھلا اور کہاں نصیب ہو سکتا ہے مگر دوسری وجہوں کے ساتھ ان کے علاج کا خیال ہے۔ میرا ارادہ پنجاب جانے کا ہو رہا ہے۔ ربیع الثانی کے ختم پر ارادہ ہے اگر چہ ابھی پکا نہیں ہوا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ سفر مبارک کرے کوئی حرج نہیں ہے۔

حَالؒ: اس لئے طویل مضمون کیا گیا جو سر درد کا سبب ہے امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ نہ معلوم پھر کیا موقع ہو۔

اقول لصاحبی والعیس تھوی　　بنا بین المنیفۃ والضماء
تمتع من شمیم عرار نجد　　فما بعد العشیۃ من عرار
اے کہ با سلسلہ زلف دراز آمدہ　　فرصت باد کہ بیگانہ نواز آمدہ

ترجمہ

① میں اپنے ساتھی سے باتیں کر رہا ہوں اور حال یہ ہے کہ اونٹنی ہمیں منیفہ اور ضماء (جگہوں کے نام ہیں) کے درمیان لیے جا رہی ہے۔

② نجد کی گھاس کی خوشبو سونگھ لو شام کے بعد یہ خوشبو کہاں ملے گی۔

③ اے وہ کہ تو لمبی زلف کی زنجیر لے کر آیا ہے خدا تیری عمر لمبی کرے کیونکہ تو دیوانہ نواز واقع ہوا ہے۔

تحقیق: فائدہ کے ساتھ استفادہ بھی ہے پھر سر درد کا احتمال کہاں ہے۔

دعا کی قبولیت نعمت ہے

حَالؒ: حضرت کی تقریر تحریر سے کشف و کرامت کا غیر مفید بلکہ خطرناک ہونا معلوم کر کے اس کی خواہش دل سے نکل گئی۔ نہ یہ چیزیں مجھ میں ہیں اور نہ ہی مجھے ان کی خواہش ہے۔ مگر ایک روز ایک واقعہ پیش آیا جس کا عرض کرنا اپنی سمجھ کے موافق مفید سمجھتا ہوں اور عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس زمانے میں حضرت کی طبیعت

ناساز رہا کرتی تھی اور بخار آیا کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد حضرت کے چہرۂ مبارک پر کمزوری دیکھ کر خادم کی طبیعت پر بوجھ ہوا۔ نماز سے فارغ ہوکر میدان میں چلا گیا اور سجدہ میں گر کر جہاں تک عاجزی اور زاری اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کرسکا کی اور دعا مانگی کہ اللہ! میرے ماویٰ ملجا کو جلد صحت عطا فرمادیں۔

دعا سے فارغ ہوکر مسجد کی طرف چلا عیدگاہ کی مشرقی طرف جب آیا تو دل سے یہ صدا جاری ہوگئی اور پے در پے آواز آنے لگی کہ حضرت اچھے ہوگئے۔ اب ان شاء اللہ دورہ نہ آئے گا۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت کو دورہ نہ آیا اور روزانہ چہرۂ مبارک سے بشاشت ظاہر ہوتی رہی۔ الحمد للّٰہ الذی بنعمته تتم الصالحات۔

تحقیق: یہ ایک نعمت تھی جس پر شکر واجب ہے اور فخر کرنا جائز نہیں ہے جس میں اکثر طریقت کے کچے لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ذاتی تجلی

حال: کئی دنوں سے حضور کی توجہ (کی برکت) سے ذکر کے وقت غلبہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ آج تو جب تصور ذات کا خیال ہوا تو کوئی بات اس کے تصور کے سوا خیال ہی نہیں آتی کہ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ز ہر چہ گفتہ اند شنیدہ ایم و خواندہ ایم

ترجمہ: ”اے وہ ذات! جو خیال قیاس وگمان و وہم اور ہر چیز سے برتر ہے —— لوگوں نے (یہ بات) کہی ہم نے سنی اور ہم نے پڑھی ہے۔“

پھر یہ خیال ہوا کہ اللّٰہ اسم للمستجمع الصفات الکمالیہ (کہ اللہ تو تمام صفات کمالیہ کے مجمع کا نام ہے) اور وہ (اللہ تعالیٰ) یہاں پر موجود ہیں قطع نظر کسی دوسری صفت کے مسمّٰی (ذات) کا خیال رکھنا چاہئے اس لئے ایسا ہی کیا۔ آج سے پہلے اس بات کا خیال ذکر کے وقت نہیں ہوتا تھا۔ اس خیال سے دل کو ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کو تجلی ذاتی کہتے ہیں۔ یہ ایک بلند حالت ہے۔

حال: یہ صرف حضور گرامی کی توجہ سے مزید انعام ملا۔ یہ تصور حضور کی توجہ سے خود بخود پیدا ہوگیا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

دماغ کے تصرف کا غلبہ

حال: حمد وصلاۃ اور مسنون سلام کے بعد فقیر ظہور بہت ہی ادب کے ساتھ حضرت مولانا شاہ اشرف علی

صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ حقیر حضرت مولانا امروہی رحمۃ اللہ تعالیٰ و حضرت حافظ عبدالرحمن صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کے خدام میں سے ہے۔ (کتاب) شفاء العلیل جو حضرت ولی اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے کے مطالعہ سے عرصے سے اسم پاک یا مغنی گیارہ سو مرتبہ اور سورۃ مزمل گیارہ بار صبح کی نماز کے بعد شروع کر دیا ہے۔ ان کی خاصیات کچھ خاکسار کے حال کے مناسب نہیں اس لئے طبیعت میں خیال ہوا کہ ان کو غنا کے حاصل ہونے کے لئے پڑھا جائے۔ اس کے بعد خیال ہوا کہ خدا کو خدا ہی کے لئے یاد کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس ورد کو چھوڑ دیا۔

اب کافی عرصے بعد کچھ عرصہ سے اس ورد پر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے طبیعت مائل تھی لیکن ابھی شروع کرنے کی باری نہیں آئی تھی کہ پیر کی رات فقیر نے خواب میں جناب کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ پڑھا کرو، میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ آپ نے صبح اور تہجد میں سے کسی وقت کے لئے فرمایا تھا۔ اسی خواب میں اور بھی باتیں تھیں جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں بیس روپیہ نذر دو۔

اس لئے گزارش ہے کہ خاکسار نے وہ ورد آج صبح کی نماز کے بعد سے شروع کیا ہے۔ جناب اس کو ظاہری اجازت مرحمت فرمائیں اور اس خواب کی تعبیر مرحمت فرمائیں۔ جس نذر کا ذکر کیا تھا اس وقت خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے معذور ہوں باقی اس کو ضرور پیش کروں گا اور قبول کرنے پر اصرار کروں گا۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ بھیج رہا ہوں۔ میں (خواب کی یہ بات) بھول گیا کہ جناب نے فرمایا تھا کہ تمہارے لئے دعا کی جائے گی۔ اس لئے دونوں جہاں میں بھلائی اور ظاہری اور باطنی غنا کے حاصل ہونے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ خواب نہیں (بلکہ) دماغ کا تصرف ہے۔ پہلے والا خیال واپس لوٹ آیا۔ نذر کا مضمون بھی دماغ کا تصرف ہے جس کی وجہ طبیعت پر رسم (رواج) کا غلبہ ہے جس کا علاج ضروری ہے۔

کبھی وارد کے ہونے سے نہ ہونا زیادہ مفید ہوتا ہے

حال: کئی مہینے گزر گئے ہیں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی ہے۔ جو شخص ذکر پوچھتا ہے اس کو بھی (کوئی) واردات نہیں ہوتے ہیں۔ احقر کو (وارد کا) کوئی شوق تو نہیں ہے مگر کبھی خیال آتا ہے کہ یہ کیا ہے کوئی دوسری بات تو نہیں ہے یعنی شاید کوئی گناہ ہوا ہے یا کیا بات ہے معلوم نہیں ہے۔ ہر وقت سچی توبہ سچے دل سے کرتا ہوں مگر ہر وقت سکون، خوشی اور اوراد کے اوقات کی پابندی بڑے شوق سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہ سے بہت نفرت ہے گویا یہ طبعی بات ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ شریعت کی باتوں کا بہت شوق ہوتا ہے مگر کبھی بھول

سے یا تدریس وتعلیم کے شغل کی وجہ سے غفلت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: تکمیل عبدیت کے لئے خصوصاً وارد کا نہ ہونا کبھی وارد کے ہونے سے زیادہ نفع والا ہوتا ہے اور عجب کے دور ہونے میں اس کو خاص دخل ہے۔ اس لئے (اس وارد کے نہ ہونے) پر بھی خوش رہنا چاہئے۔ اصلی مقصود دوسرا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چیز محفوظ ہے اس کو محفوظ رکھے۔ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب اس قول میں فرمایا ہے۔ ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: ”دنوں کے گذر جانے پر حسرت اور افسوس نہیں کرنا چاہیے اگر گئے تو بلا سے گئے عشق جو اصلی دولت ہے اور سب خرابیوں سے پاک ہے اس کا رہنا کافی ہے۔“ (خطبات حکیم الامت ۱۱/ ۴۸)

گناہوں سے ڈرا کر مایوس کر دینا شیطانی دھوکہ ہے

حال: آج کل ایک خیال نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی گذشتہ عمر میں ایسے شدید گناہوں کا ڈھیر جمع کیا ہے جس کو نہ تو کسی کے آگے بیان کر سکتا ہوں اور شاید نہ ہی کسی مسلمان نے آج تک ایسے تاریک اور سیاہ گناہوں کا اتنا ذخیرہ جمع کیا ہوگا۔ تو اے اللہ! اگر فرض کرلوں کہ اب باقی عمر اطاعت ہی میں گزاروں (حالانکہ یہ بھی ناممکن ہے) تو رضا الٰہی کا حاصل ہونا تو در کنار شاید ان گناہوں کی تلافی بھی نہ ہو سکے اور موت آ جائے (تو) پھر اے اللہ! میرا کیا حشر ہوگا اور کس طرح وہ راستہ ملے گا جو تیری رضا اور محبت کا راستہ ہے۔ اس خیال کو بڑے اچھے حیلوں کے ساتھ دور کرتا ہوں مگر پھر آتا ہے اور بار بار آتا ہے۔

اب اس کے علاوہ کوئی تدبیر خیال میں نہیں آئی کہ حضرت سے دعا اور توجہ کا طالب ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر رحم فرما کر حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں میرے لئے خاص دعا فرمائیے۔ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ (منتخب) بندوں کی سنتے ہیں اور زیادہ کیا لکھوں۔

تحقیق: ظاہری طور پر تو یہ خشیت کا اثر ہے لیکن باطنی طور پر یہ ایک شیطان کا دھوکہ ہے پہلے تو وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو ہمارے جرم جو کہ محدود ہے سے بھی کم دکھانا چاہتا ہے دوسرے اس کو قوت دے کر وہ ناامیدی اور پھر تعطل (بے عملی) میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اس کو دور کیجئے معافی (درگزر) کا یقین کیجئے۔

دعا میں گھبراہٹ کا علاج

سوال: ایک شخص کو دعا مانگتے وقت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اگر اس کے ختم ہونے کی کوئی تدبیر ہو تو

(ارشاد فرمائی جائے) حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا جائے (گا)۔

جواب: (ان صاحب کے لئے) بہتر یہ ہے کہ (یہ صاحب) کچھ جامع دعائیں منتخب کر لیں اور چاہے جی لگے یا نہیں لگے ان کو توجہ سے پڑھیں۔ کیونکہ جی لگنا الگ چیز ہے اور توجہ الگ چیز ہے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر گھبراہٹ نہ ہوگی۔ بعض طبیعتوں میں یہ گھبراہٹ سوچنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ بعد پھر اپنی کیفیت سے اطلاع دیں اور اس خط میں یہ پرچہ بھی رکھ کر بھیجیں۔

غیر اللہ کی طرف عقلی توجہ بری ہے نہ کہ طبعی توجہ بری ہے

حال: رات میں بیوی کے ساتھ ایک بستر پر رہنے اور خوش طبعی (مذاق) کی باتیں کرنے سے شہوت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔ جتنی دیر تک جاگتا رہتا ہوں بیوی کی طرف توجہ رہتی ہے۔ اتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں نہیں رہتی ہے۔ کیا اس وجہ سے علیحدہ بستر پر سونے سے کوئی حرج ہوگا یا نہیں یا کس طرح رہنا چاہئے؟

تحقیق: بیوی سے ملاعبت (کھیل، مذاق) اس کے حقوق میں سے ہے اور حقوق کو ادا کرنا باطن کے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ باطن کی نورانیت کے لئے مددگار ہے۔ یہ طبعی توجہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں رکاوٹ نہیں ہے لیکن اگر غیر اللہ کی طرف عقلی توجہ ہو (وہ نقصان دہ ہے) یعنی دو مطلوب باتوں (غیر اللہ کی توجہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) میں ٹکراؤ کے وقت غیر اللہ کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پر ترجیح دے تو یہ بے شک برا ہے۔ اس لئے صرف اس وہم پر علیحدہ بستر پر مت سو۔ لیکن ہر بات میں اعتدال ضروری ہے جس سے کوئی دینی مقصود میں خلل (رکاوٹ) نہ ہو۔

وارد کو غلبہ کے وقت نہیں روکنا چاہئے

حال: پانچ چھ دن (پہلے) کی بات ہے کہ بندہ صحیح مسلم کا تحریری پرچہ لے رہا تھا۔ (امتحانی) پرچہ (طلبا کو) دے چکا تھا اور طلباء لکھنے میں مشغول تھے۔ میں آہستہ آہستہ کلمہ طیبہ مبارکہ کا ورد کر رہا تھا، میری عادت یہ ہے کہ جب بھی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ شریف کا ورد رکھتا تو اس میں بھی الا اللہ پر سانس سے ضرب لگاتا ہوں۔ میں وہاں بھی چپکے چپکے زبانی ذکر میں مشغول تھا یہاں تک کہ مجھے یہ بھی خیال نہیں رہا کہ میں کسی مجمع یا مدرسہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس وقت کثرت ذکر سے یہ حال ہوا کہ پہلے میرے دل میں حرکت ہوئی اور خیال کرنے سے لگتا تھا کہ جو حرکت میں زبان سے کر رہا ہوں بالکل وہی دل کر رہا ہے واللہ اعلم (یہ) میرا خیال تھا یا کیا تھا؟

تحقیق: اگر خیال بھی ہو تو یہ بھی مقصود کا زینہ ہے۔

از صفت و زنام چہ زاید خیال وآں خیالات ہست دلیل وصال

ترجمہ: ”صفت اور نام سے زیادہ کیا خیال ہو کہ —— جہاں اس کا خیال ہی وصال کی دلیل ہے۔“

حال: اس وقت میرے دل میں بہت گرمی اور بہت ہی کھلی ہوئی حرکت محسوس ہوتی تھی حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد میرا سارا بدن کانپنے لگا جس کو میں روکنا چاہتا تھا مگر روک نہیں سکتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا اسی دوران کئی طالب علم میرے سامنے سادہ کاغذ وغیرہ اٹھا کر لے گئے اور بعض نے کچھ سوال پوچھنا چاہا مگر مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی۔ جب کچھ دیر کے بعد میں نے زبان سے ذکر بند کر دیا تو پھر بھی دیر تک میرے دل میں اور بدن میں وہ حرکت رہی اور اس کی ایک (قسم) کی لذت اور خوشی پاتا تھا جو حرکت کے ختم ہونے کے بعد دیر تک باقی رہی۔

جب یہ حرکت ہو رہی تھی تو میری کیفیت یہ تھی کہ شاید اگر تھوڑی دیر وہ (حرکت) اور رہتی تو میں بے ہوش ہو کر ذبح کئے ہوئے کی طرح لوٹنے لگتا یونہ آثار ایسے ہی لگتے تھے۔

تحقیق: (اگر لوٹنے لگتے) تو کیا حرج تھا۔ اس (یعنی وارد) کا بغیر شدید ضرورت کے روکنا اکابر کے بیان کے مطابق واردات کے حقوق کا ضائع کرنا ہے ان واردات کے غلبہ کے وقت انہی کا تابع ہو جانا چاہئے۔ ؎

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق نیست فردا گفتن او شرط طریق

ترجمہ: ”اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے —— اس راستے کی شرط کل نہیں کہنا ہے۔“

(مطلب یہ ہے کہ صوفی وقت کے تقاضے کے مطابق کام کرتا ہے جس کام کا جو وقت ہوتا ہے اسی وقت پر وہ کام کرتا ہے آج کے کام کو کل پر ٹالتا نہیں ہے۔) (مفتاح ۹۲/۱ بتصرف)

یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ

سؤال: آج کل فکر کی قوت میں پہلے کے مقابلے میں زیادتی ہے۔ جب بھی فارغ ہوں تو کچھ نہ کچھ علمی اور شرعی سوال و جواب سوچتا ہوں، یکسوئی نہیں ہوتی ہے۔ ”اللهم اجعل وساوس قلبي ذكرك و خشيتك“ (اے اللہ! میرے دل کے وسوسوں کو اپنا ذکر اور اپنا خوف بنا دیجئے)۔ یکسوئی حاصل ہونے کے لیے کیا جائے؟

جواب: ذکر و فکر کی کثرت (کی جائے)۔

سؤال: ذکر کے دوران خدا تعالیٰ سے محبت کے وقت کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اپنا ہاتھ چوم لوں۔ حضور! یہ عجیب حالت بری تو نہیں ہے؟

جواب: نہیں۔ ؎

ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را   کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

ترجمہ: ”میں بار بار اپنے ہاتھ کو چومتا ہوں کیونکہ اس نے تیرا دامن پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے۔“

بھول دل کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے

حال: حضور آج کل میرا اسکول صبح سے کھلتا ہے اور گیارہ بجے کے قریب بند ہوتا ہے۔ جب میں اسکول سے فارغ ہو کر آتا ہوں تو اگر طبیعت تھکی ہوئی نہ ہو تو اس وقت وضو کر کے کچھ ذکر مثلاً تین ہزار اسم ذات کر لیتا تھا اور بعد میں کچھ سو جاتا تھا تا کہ رات کو سحری کے وقت اٹھنے میں گڑبڑ نہ ہو۔

اس جمعہ کو ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کو جب اٹھا تو خیال تھا کہ آج جمعہ ہے۔ جب اسکول سے واپس آیا تب بھی راستے میں (جمعہ کا) خیال تھا۔ مگر جب گھر آیا اور وضو کیا اس وقت بھول گیا۔ جب ذکر شروع کیا تو نیند محسوس ہونے لگی۔ پھر یہ خیال ہوا کہ تین ہزار کر کے کچھ سو جاؤں اور (باقی) ظہر کی نماز کے بعد پورا کر لوں گا۔

جب چارپائی پر (سونے کے لئے) گیا تو نیند جاتی ہوئی گئی پھر دعوات عبدیت ہاتھ میں لے لی کہ شاید اس کو دیکھتے ہوئے نیند آ جائے مگر اس (کے پڑھنے) میں ایسا جی لگا کہ نیند بالکل جاتی رہی اور جمعہ کا بالکل خیال نہ رہا۔ یہاں تک کہ جب نیند سے ناامیدی ہوگئی تو یہ سوچنے کہ اب اگر کچھ دیر بعد نیند آ گئی تو شاید ظہر کی نماز کا وقت نہ رہے۔ اس وقت ظہر کی نماز پڑھی اور تین ہزار اسم ذات پڑھ کر سو گیا۔

پانچ بجے کے قریب اٹھا تو وضو کر کے عصر کی نماز پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو یاد آیا کہ آج جمعہ تھا اور میں جمعہ نہ پڑھ سکا بہت افسوس ہوا۔ غالباً یہ شیطانی غلبہ تھا۔ وما انسانیه الا الشیطان اذکره۔ کہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس واقعہ سے دل کو پریشانی نہیں ہوئی۔ اس قسم کے حالات سے کیونکہ بے چینی سی ہوتی تھی وہ نہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہ خیال آتا ہے کہ دل کی حالت خدانخواستہ خراب تو نہیں ہوئی۔ حضور میری حالت پر خاص توجہ فرمائیں۔ ؎

دریا و کوہ در رہ من خستہ وضعیف   اے خضر بے خجستہ مددکن بہتم

ترجمہ: ”دریا اور پہاڑ میری راہ میں ہیں اور میں کمزور ہیں —— اے بابرکت خضر میری ہمت کی مدد کر۔“

تحقیق: نہیں! دل کی حالت خراب نہیں ہوئی بھول طبعی پیش آنے والی باتوں میں سے ہے۔ اس کے بارے میں صاف حدیث ہے کہ میری امت سے خطا اور بھول کو معاف کیا گیا ہے۔ مگر عبدیت کی چاہت کی وجہ سے

اب پھر بھی استغفار کرنا چاہئے کیونکہ اہتمام کی کمی بھی ایک قسم کی کوتاہی ہے۔

تنہائی اور میل جول میں فرق

حَال: تنہائی میں وحشت ہوتی ہے اور میل جول کی حالت میں دل کی رقت حاصل ہوتی ہے اور سبحان اللہ سبحان اللہ زبان پر جاری رہتا ہے۔

تحقیق: تنہائی میں اگرچہ وحشت ہو وہ وقتی ہے (جو) ذکر میں مشغول ہونے سے چلی جائے گی۔ میل جول میں اگرچہ رقت ہوتی ہو مگر وہ نفس کی لذت ہے (اس لئے وہ رقت) معتبر نہیں ہے۔

وجد کے آثار

حَال: خاکسار جس وقت نماز میں تشہد سے فارغ ہوتا ہے اور درود شریف پڑھنے والا ہوتا ہے تو سارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جیسا کہ ٹھنڈا پانی ڈالنے کے وقت ہوتا ہے۔ یہ ہر نماز خواہ نفل ہو یا فرض میں ہوتا ہے اور کئی سال سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ معلوم نہیں کیوں ہوتا ہے۔ اس کا خیال مسلسل رہتا ہے۔ حضرت والا سے امید ہے کہ اس کی وجہ تحریر فرما کر اس ناکارہ کو مطمئن فرمائیں گے۔

تحقیق: یہ ایک قسم کا وجد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے ”تقشعرا منه جلود الذين يخشون ربهم“ (کہ اس سے ان لوگوں کی کھالیں کانپ اٹھتی ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں)۔

یہ مختلف مزاج ہونے کی وجہ سے مختلف اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ کو نبی ﷺ کے شوق ومحبت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کا محرک درود شریف ہوتا ہے اگر نماز کے علاوہ میں درود سے نہیں ہوتا ہے تو پھر نماز کی یکسوئی اس کی ترجیح کا سبب ہوتی ہے۔

گذشتہ حالت کے لوٹانے کا اہتمام باطن کے لئے نقصان دہ ہے

حَال: میرے حضرت! شعبان کے شروع سے ذکر میں ایسی دلچسپی تھی کہ ذکر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ہر دن یہ ارادہ کرتا تھا کہ جب تک دل و دماغ کام کریں ذکر کرتے رہو۔ شعبان کے آخر میں اس (دلچسپی) میں کمی ہوئی۔ جس دن حضرت ڈیگ شریف تشریف لے جاتے تھے احقر نے عرض کیا کہ دو تین دن سے ذکر میں جی لگنا کم ہو گیا ہے۔ (اس پر) حضرت نے دو کاموں کی پابندی کے لئے ارشاد فرمایا۔ ایک روزانہ غسل کرنا دوسرا ذکر شروع کرنے سے پہلے یاباسط کی ایک تسبیح پڑھنا۔ چنانچہ اسی دن سے یہ دونوں کام شروع کر دیئے۔

رمضان شریف کے شروع میں نماز پڑھتے ہوئے ایسی محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) ہوتی کہ سارا جسم اور ظاہری اور باطنی حواس گویا نماز میں پیوست (چسپاں) ہو جاتے ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک تک یہ کیفیت رہی اعتکاف کے دن سے نماز کی حالت (و کیفیت) تو کم ہوگئی لیکن قرآن شریف کی تلاوت میں وہ حلاوت (مٹھاس) محسوس ہوتی تھی۔ دل یہ چاہتا تھا کہ نوافل کی جگہ بھی قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہوں اور دن رات اس میں مشغول رہوں۔

عید کے بعد سفر ہوا، غذا مزاج کے مطابق نہ ملنے کی وجہ سے تبخیر (معدہ) ہو کر دماغ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس وقت نہ ذکر میں لطف تھا اور نہ نماز میں دلچسپی تھی اور نہ ہی قرآن شریف میں وہ کیفیت تھی اگر چہ زبردستی معمول پورے کرتا تھا۔

الحمد للہ علاج کرنے سے اب دماغ کی حالت صحیح ہونے کی وجہ سے تبخیر کچھ نہ کچھ اچھی ہے۔ لیکن وہ کیفیت جو ذکر، نماز اور تلاوت قرآن شریف میں شعبان اور رمضان میں تھی مختلف اوقات میں تھی اب نہیں رہی ہے۔ اب اس حالت تک پہنچنا بہت مشکل لگتا ہے۔

تحقیق: وہ (شعبان اور رمضان والی) حالت ذرا بھی مقصود نہیں تھی۔ جس کا نہ ہونا افسوس کا سبب ہو۔ کبھی قبض بسط سے افضل ہوتا ہے۔ بالکل بھی کسی خاص حالت کو واپس لانے کا اہتمام نہ کیا جائے کہ (یہ) باطن کے لئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ وہ لایعنی (بے کار بات) میں مشغول ہونا ہے۔ یہ نکتہ ساری زندگی کے لئے معمول بنانے کے قابل ہے۔

شوق خوف سے افضل ہے

حال: کبھی کبھی (حدیث) ''لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو یاد کرو'' پر بھی عمل کرتا ہوں۔ اس سے خوف میں مبتلا ہونے کی جگہ اس عالم (آخرت) کا شوق طاری ہو جاتا ہے۔ میں اس کو دور کرنے کے لئے اپنے برے اعمال اور عذاب قبر کی سختی کا دھیان کرتا ہوں تو اس سے وقتی وحشت طاری ہوتی ہے مگر (یہ گویا) قسم پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ بعد میں وہی وطن (آخرت) کی آرزو کا غلبہ شروع ہوتا ہے۔ اب جیسا حکم ہو ویسا ہی عمل کیا جائے۔

تحقیق: خوف سے افضل شوق ہے۔ اس کو دور کرنے کی فکر نقصان دہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر شکر کیجئے اور بڑھایئے۔

یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: ـــ

الا یا ایھا الساقی مرا جام الستی ، دہ — ترا تا خیر ما عاشق چنیں خوشخو نمی شاید

ترجمہ: "اے ساقی مجھے الست بزم والی کیفیت کا اجام دے ـــــ تیرے لئے مجھ جیسے اچھے عاشق کے لئے دیر کرنا مناسب نہیں۔"

عمدۃ العافین مجدد الملۃ والدین حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنی پریشان داستان کو حضرت والا کی خدمت میں تفصیل سے لکھ رہا ہوں قوی امید ہے کہ پوری طرح غور فرما کر خوب مہربانی سے بہت سارے ارشادات سے سرفراز فرمائیں گے۔ غالباً حضرت والا سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ گذشتہ ماہ رمضان ۱۳۳۵ھ سے ان دنوں تک یعنی محرم الحرام ۱۳۳۶ھ حضرت کے ارشاد کے مطابق تمام راتوں میں چھ ہزار مرتبہ اسم ذات خفیفہ پڑھتا ہوں مقاصد میں ترقی کے بارے کوئی اثر نہیں پاتا ہوں جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب ہوں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے) زبانی ذکر کی توفیق بھی بڑی نعمتوں میں سے ہے ذکر کے وقت دل اور خیال نہ مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) اور نہ ہی (اللہ تعالیٰ کے) نام کی طرف متوجہ ہوتا ہے ایسے ہی نماز میں یکسوئی اور توجہ الی اللہ نہیں ہوتی ہے صرف قرأت بھی دل کی توجہ سے نہیں ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

زبان در ذکر و دل ار فکر خانہ — چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ
چہ شد گر مصحفم در پیش ما باشد — چو دل در فکر گاؤ حیش ما باشد
اے بمسجد میروی بہر سجود — سر بجنبد دل نہ جنبد ایں چہ سود

ترجمہ:

❶ زبان پر ذکر اور دل میں گھر کی فکر ـــــ ایسی پانچ وقتوں کی نماز سے کیا حاصل۔

❷ قرآن اگر میرے سامنے ہو تو کیا ـــــ جبکہ دل میں گائے بھینس کی فکر ہو۔

❸ اے وہ شخص جو سجدہ کے لیے مسجد جاتا ہے ـــــ سر تو ہلے مگر دل نہ ہلے تو اس سے کیا فائدہ۔

لہٰذا اس سلسلہ میں حضرت کی توجہ اور ارشادات کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے میرا کوئی کام مستقل نہیں ہوتا ہے۔ ـــ

گر شود لطف و کرم در شان من   جلوہ طاعت وہد عصیان من

ترجمہ: ''اگر مجھ پر لطف وکرم ہو تو ـــــ میرے گناہوں کو طاعت کی توفیق دیجیے۔''

تحقیق: تربیت السالک کی تینوں جلدوں کا غور سے مطالعہ کیا جائے جو کچھ لکھنا تھا وہاں لکھ دیا گیا ہے۔ مختصر جواب کافی نہیں ہے۔

یکسوئی نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے

حال: کل سے ایک قسم کی بے چینی رہتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جلدی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں کہ یکسو ہوں مگر یکسوئی نام کو نہیں ہوتی ہے۔ برائے مہربانی اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: یہ بے چینی یکسوئی کے ارادے (کی وجہ) سے ہے۔ (آپ کا جو) معمول (ہے وہ) کافی ہے۔ آپ جیسی یکسوئی چاہتے ہیں اختیاری نہیں ہے اور غیر اختیاری کا کوئی علاج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ وقت کا ضائع کرنا ہے۔ غیر اختیاری کا نہ ہونا نقصان دہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔

احوال کا مطلوب نہ ہونا

حال: معمول پہلے کی طرح مسلسل چل رہا ہے (وہ یہ ہے کہ) چھ ہزار مرتبہ اسم ذات (اللہ اللہ کا ذکر) ایک منزل قرآن مجید دو تین بخاری شریف کے ورق (پڑھتا ہوں) اس کے علاوہ کوئی ایسا حال نہیں ہے کہ جو عرض کرنے کے قابل ہو اپنی حالت پر افسوس ہے کیفیت اور کمیت میں کچھ تبدیلی نہیں ہے بلکہ جتنا بھی میں دیکھتا ہوں ترقی کے بجائے تنزلی ہے تہجد میں ایک پارہ پڑھنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جاتی ہے۔

حضرت والا روحانی طبیب ہیں اس ناچیز جیسی زخمی آنکھ جس سے آنسو نہ بہتے ہوں باطنی احساس نہ رکھنے والا کوئی نظر انور سے نہیں گذرا ہے گمان بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس دورافتادہ کوچے میں سب سے زیادہ ناسمجھ اور سب سے کم تر ہوں خیر یہی بہتر ہے کہ آپ جناب سے نسبت رکھتا ہوں۔

ع فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا

ترجمہ: بس میرے لیے آپ سے نسبت کا ہونا ہی کافی ہے۔

تحقیق: ثمرات مقصود اعمال کا نتیجہ ہیں نہ کہ احوال (اعمال کا نتیجہ ہیں) بلکہ کہ احوال مقصود ہیں نہ مقصود کی شرط ہیں۔ اکثر سلف کی نسبت اسی طرح مندر رہتی ہے۔

آپ کو مبارک ہو کہ انجام خیر ہوگا اعمال میں سستی نہیں کرنا چاہیے۔

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور لذت کی طلب مرض ہے

حال: حقیر اپنے کام میں مستقل لگا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا ہے اور نہ (مقرر کیئے ہوئے) وقت میں کبھی فرق آتا ہے۔ لیکن جس توجہ کے ساتھ ہونا چاہئے وہ بات نہیں ہوتی ہے۔ اس کا بہت زیادہ افسوس ہے۔

تحقیق: مواجید اور لذت کی طلب کا مرض ابھی تک دل سے نہیں گیا ہے اگر یہ توجہ اختیاری ہے تو شکایت کیسی اگر غیر اختیاری ہے تو وہی مواجید کی طلب ہے۔

حال: یہ تمنا ہے کہ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: "مٹی جن کی نظر سے سونا ہو جائے —— کاش کہ ان کی نظر ہم پہ ہو جائے۔"

تحقیق: تصرف کی طلب کا مرض ابھی تک نہیں گیا۔

حال: (اور یہ بھی تمنا ہے کہ) خدا کی یاد میرے دل میں اس طرح ہو کہ جس طرح کوئی عاشق اپنے معشوق کی یاد میں لگا رہتا ہے اور کسی وقت (بھی) اس کو بھولتا نہیں ہے۔ خدا کی یاد ہو اور ذہن ہو اور کچھ نہ ہو۔ دنیا کی کیسی ہی اور کتنی ہی مصیبت کیوں نہ ہو آپڑے اس کی رضا پر شاکر رہوں کبھی اف نہ کروں۔

تحقیق: یہ (بھی) وہی احوال اور مواجید کی لذت اور عمل کی توفیق کی نعمت کی ناشکری ہے۔ کیوں صاحب اگر اتنی بھی توفیق نہ ہو تو کیا (اللہ تعالیٰ پر) آپ کا کچھ قرض ہے؟

حال: رمضان کے بعد ایک مہینہ تک پھوڑے کی بیماری مبتلا رہا۔ جس کی وجہ سے چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا مشکل تھا۔ اسی دوران اور اس کے بعد عزیز واقارب کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک بھتیجی قریب البلوغ اور میرا لڑکا قریب البلوغ کا انتقال ہوگیا اور ان دونوں سے کچھ پہلے میری ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا انتقال ہو چکا تھا (اللہ تعالیٰ ان بچوں کو جنت نصیب فرمائے اور ہم لوگوں کو صبر کے ثواب سے سرفراز فرما کر صابرین میں نام درج فرمائے)۔

میرے ماوی! ان ساری مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت برداشت سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکلا مگر طبعی رنج ہوا۔ خاص دوستوں سے غم کا اظہار کیا مگر مجھے اس میں شبہ ہوا کہ کہیں طبعی رنج کے خلاف اور رضا بالقضا کے خلاف اور صبر کے خلاف نہ ہو۔ اس لئے بعد میں زبان کو (اس اظہارغم سے) روکا۔ اب حضرت سے گزارش ہے کہ خادم کی تسلی فرمائیں کہ یہ اوپر جو باتیں ذکر کی گئیں (طبعی رنج کے) کے خلاف ہوا یانہیں۔ یہ غم کا اظہار اس لئے کیا کہ غم میں کمی ہو جائے ورنہ اظہار کئے بغیر گھٹ کر رنج اور بڑھ جائے گا۔

تحقیق: کچھ برانہیں (ہوا)۔

سوال: طبعی رنج کی حد کیا ہے؟

جواب: جس میں اختیار نہ ہو۔

سوال: تسکین کے ایک دوکلمہ تحریر فرمائیں جس سے مجھے اورلڑکے کی والدہ کو پوری تسکین ہو جائے اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صبر عنایت فرمائیں اوران ساری مصیبتوں کے ثواب سے سرفراز فرمائیں۔

جواب: رسالہ شوق وطن کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

حال: خادم نے پہلے تحریر کیا تھا کہ نماز وغیرہ میں رحمت اور عذاب کی آیات پر بے اختیار چیخ مارتا ہوں اور قرأۃ بند ہو جاتی ہے۔ مگر اب دل میں خیال آتا ہے کہ یہ تو مخلوق کے ایک تکلیف دینے کی ایک صورت ہے کیونکہ جب چیخ زور سے نکلتی ہے تو سارے نمازی یا جو ذکر کرنے والے قریب میں ہوتے ہیں اچانک آواز سے چونک جاتے ہیں اوران کا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہوا۔ اب جب وہ حالت پیدا ہوتی ہے تو برداشت کر لیتا ہوں یا بہت آہستہ آواز نکلتی ہے۔ میرا خیال ٹھیک ہے یا نہیں؟

تحقیق: (آپ کا خیال) ٹھیک ہے۔

سوال: برداشت کرنا نقصان دہ تو نہیں ہوگا۔

جواب: نقصان دہ نہیں ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے سارے معمولات کرتا ہوں اور اطاعت اور گناہوں سے بچنے کا خیال بھی رہتا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك حمداً کثیراً طیبًا مبارکًا فیه۔ حضرت بھی دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی غلامی میں کمال نصیب فرمائیں۔

جواب: دل وجان (سے دعا ہے)

مواجید (وہ کیفیات جو سماع کے سننے کی وجہ سے صوفیوں کو پیش آتی ہیں یا اعمال کی خاص کیفیات) اور احوال کی تمنا لغو ہے

حال: پچھلے خط میں (میں نے) جو کچھ عرض کیا تھا اس سے مقصود صرف حضور کو متوجہ کرنا تھا۔

تحقیق: صرف متوجہ کرنا (مقصود تھا) یا خصوصی طور سے اسی مقصود کی طرف متوجہ کرنا (مقصود تھا) اگر یہی بات ہے تو اس کے لئے خاص اسی عنوان کی کیا ضرورت تھی اور اگر دوسری بات ہے تو میں نے بے توجہی (کب) کی تھی؟ جو توجہ کی کوشش کی گئی تو اگر یہ دوسری صورت ہے تو شکایت باقی ہے۔

حال: (اس خط سے صرف حضور کو متوجہ کرنا مقصود تھا) ورنہ حضور کی بار بار ہدایت پر میری مجال (ہمت و قدرت) نہیں کہ ان باتوں کی خواہش کروں جن کے بارے میں حضور بار بار ہدایت فرما چکے ہیں۔ اپنی جہالت اور حماقت (بے وقوفی) سے ممکن ہے تحریر اس عنوان کی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے حضور کے خیال میں یہ بات آئی ہو کہ مواجید اور احوال کی تمنا ہے۔

تحقیق: آخر اس عنوان کی کوئی وجہ تو ہے۔

بلند حالات

حال: مرض سے پہلے چوبیس ہزار (اسم ذات) کا معمول تھا۔ (اب) رات کا معمول بارہ تسبیح اور دن کا معمول بارہ ہزار (اسم ذات) کا ہے۔ کمزوری کی وجہ سے بارہ ہزار مرتبہ کرتا ہوں۔ کیفیت یہ ہے کہ دو دن سے خوف خدا کا غلبہ ہو رہا ہے اور اکثر اوقات اپنے عیوب نظر کے سامنے ہو رہے ہیں۔ اپنے جو بھی نیک اعمال کرتا ہوں ان کو قابل شمار نہ کرنا (بے حیثیت سمجھنا) اکثر ذہن میں رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے خوف اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ جب کسی آدمی کے رضا کے مطابق کام نہیں ہوسکتا ہے تو احکم الحاکمین (اللہ تعالیٰ) کی رضا کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہمارے اعمال خود ایک (قسم کے) گناہ ہیں۔ مگر اعمال صالحہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور کر کے خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ یہ ساری بلند حالتیں ہیں اللہ تعالیٰ زیادتی فرمائیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سفر کے شروع میں حزب البحر زکوۃ کے طریقے سے پڑھنے کا ارادہ ہے۔ اگر میرے حال کے مناسب ہو تو برکت کے لئے پڑھنے کی اجازت فرمائی جائے۔

تحقیق: اس غرض کے لئے زکوٰۃ کی ضرورت نہیں ہے۔

غیر اختیاری باتیں شرمندگی کے قابل نہیں ہیں

حال: حضرت! (مجھے) تھوڑی دیر میں بالکل بھول ہو جاتی ہے۔ بھولنے اور گناہ کی کثرت سے شرمندہ رہتا ہوں۔

تحقیق: غیر اختیاری باتوں میں شرمندگی کیوں؟

اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں آخرت کے سفر کی جلدی تمنا کرنا صحیح ہے

حال: طبیعت بہت گھبراتی ہے اور کسی جگہ بھی نہیں لگتی ہے۔ عجیب بے چینی ہے کہیں سکون وچین نہیں ہے۔ اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے۔ غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے دن بہت کم رہ گئے ہیں، ایک گھنٹہ کا بھی اعتبار نہیں لگتا ہے۔ عقل سے یہی نہیں بلکہ طبعی طور پر بھی (خودکو) قید خانہ میں قید محسوس کرتا ہوں۔ مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا رہتا ہے کہ لوگوں کے کچھ قرض ذمہ ہو گئے ہیں مرنے کے بعد کہاں سے دوں گا۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ مہینہ رہ جاؤں تو قرض کی ذمہ داری سے فارغ ہو کر پھر اپنے اصلی وطن چلا جاؤں گا۔ (یا اللہ! ایسا ہی ہو)۔

آج کل کئی دنوں سے اس بات کی تمنا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا مگر دعا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ہاتھ اٹھاتا تھا تو بے ادبی کا خیال رکاوٹ بنتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا تھا۔

ع اے برتر از قیاس و گمان و خیال و وہم الخ

اے وہ ذات جو قیاس، گمان اور وہم سے برتر ہے۔ مگر (اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی) چاہت باقی رہتی ہے اور ہے بھی کیا کروں؟

لوگ (میرے) نکاح فکر میں ہیں۔ اکثر مرتبہ جی چاہتا ہے کہ انکار کر دوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش (شک وشبہ کی) حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا ہوں مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعی طور پر کوئی گناہ نہ ہو جائے اور یہ بھی لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سارے حالات پسندیدہ ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی چاہت پر یہ دعا کیجئے کہ ”اے اللہ! (آپ کی) زیارت جلدی نصیب ہو“ اس کا خلاصہ آخرت کے سفر کی جلدی کی تمنا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں صحیح ہے۔

نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھئے۔

ع چونکہ بر میخت بہ بندو بستہ باش

ترجمہ: ”جو بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔“

نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے اور شیخ کا تصور

حال: (حضرت!) اس وقت کوئی نیا ایسا حال نہیں ہے جس کو عرض کروں۔ اس خط سے صرف خیریت پوچھنا مقصود ہے۔ ہاں! ایک بات پوچھنے کی یہ بھی ہے کہ مجھے اکثر ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ نماز اور وظیفہ میں اچانک بغیر ارادہ کے حضور کا خیال نظر کے سامنے آجاتا ہے گویا آپ اپنی جگہ پر ہیں اور میں اپنی جگہ پر ہوں (اور میں) آپ کو نماز پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں دیکھ رہا ہوں اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ کے دل میں انوارِ الٰہی آرہے ہیں اور آپ کے دل سے وہ انوار میری طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

(میں) فرائض میں تو اس خیال کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں مگر وظیفہ میں اس خیال سے دلچسپی لیتا ہوں۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس وقت دوسرے لایعنی خیالات نہیں آتے ہیں۔ یہ خیال بھی کسی برے عقیدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک وسیلہ (ذریعہ) سمجھ کر کرتا ہوں۔

گزارش یہ ہے کہ ایسا خیال کچھ نقصان دہ تو نہیں ہے اور میرا نماز میں اس خیال کی طرف متوجہ کرنا اور وظیفہ میں دلچسپی لینا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ زیادہ کیا عرض کروں۔

تحقیق: نیا حال نہ ہونا بھی ایک حال ہے کیونکہ اس حال کا حاصل ثبات (جماؤ، ثابت قدمی) ہے اور کم سے کم درجہ کی تو ضرور ہے۔ جو بات پوچھی گئی ہے (یعنی اس خیال کی طرف نماز میں متوجہ نہ ہونا اور وظیفہ میں متوجہ ہونا) اس کا جواب یہ ہے کہ خواص کے لئے اس تفصیل سے (جو آپ نے ذکر کی) تصور کرنا جائز بلکہ زیادہ مفید ہے۔

پسندیدہ آثار

حال: میں نے جب سے کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کیا ہے پہلے کے مقابلے میں دل میں نرمی محسوس ہوتی ہے۔ اس کا علم یوں ہوا کہ کمزور، خصوصاً بے زبان جانوروں کو دیکھ کر زیادہ رحم آتا ہے اور ان کی تکلیف دیکھ کر دل میں پہلے سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ پسندیدہ آثار ہیں اگر کمالات میں سے نہیں ہیں۔

سینہ میں گرمی محسوس ہونے کا علاج

حال: احقر کو اپنے سینہ بہت گرمی محسوس ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سینہ میں آگ بھری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) اور ضرب (لگانا) چھوڑ دیجئے اور ذکر کے وقت یہ تصور کیجئے کہ چاند میرے دل سے لگا ہوا ہے۔

ذکر میں شوق کی زیادتی کی اصلاح

حال: (دوسرے یہ کہ) ذکر کرتے کرتے دل نہیں بھرتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ ہو کہ جہاں شور وغل بالکل نہ ہو اور وہاں جا کر دن رات ذکر کرتا رہوں۔

تحقیق: اس لئے (ذکر کی) تعداد میں دو باتوں کا لحاظ رہے۔ ایک یہ کہ شوق کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے دوسرے یہ کہ طبیعت کے برداشت سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرح یہ کیفیت مفید ہوگی۔

ذکر میں لذت مقصود نہیں ہے

حال: حضور! میرا معمول اکثر تہجد کی آٹھ رکعت (پڑھنا) ہے۔ لمبی قرأت کرنے کے شوق میں (میں نے) تبارک الذی (انتیسویں) پارے میں سے لمبی لمبی سورتیں یاد کر لی تھیں۔ ان سورتوں کو بہت دنوں سے پڑھتا چلا آرہا ہوں۔ اس سے نماز میں بڑا سرور اور لذت ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نماز کے بعد بارہ تسبیح کے ذکر میں اتنی لذت نہیں ہوتی ہے۔ اب حضور والا سے عرض ہے کہ کیا یہی معمول رکھوں۔

تحقیق: ہاں! گو ذکر میں اتنی لذت نہیں آتی کیونکہ ذکر دوسرے وقت میں بھی تو ہوگا لذت اس میں پوری ہوگی۔

حال: فجر کی نماز کے بعد آدھا پارہ قرآن شریف، مناجات مقبول کی ایک منزل، اسم ذات ایک ضرب والا چوبیس ہزار مرتبہ اور چلتے پھرتے استغفار اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور والا کی دعا میں اچھی طرح ادا ہو جاتا ہے۔

تحقیق: آدھا پارہ کم ہے ایک کرنا چاہئے۔

حال: قلب جاری ہو گیا ہے۔

تحقیق: اس کا کیا مطلب ہے صاف لکھیں۔

حال: ذکر میں کوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے لیکن اچھی لگتی ہے۔

تحقیق: یہ کس وقت (ہوتا ہے)

حال: ذکر، نماز اور تلاوت میں اکثر یکسوئی اور لذت ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے۔ اس سے احقر کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: کیا میرا رسالہ تربیت السالک نہیں پڑھا اور اگر پڑھا ہے تو کیا اس کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں ہے۔

حال: حضور دعا فرمائیں کہ ہمیشہ یکسوئی اور لذت حاصل ہو جائے۔

تحقیق: تحقیق کے بعد دعا کی درخواست کا ہونا یا نہ ہونا معتبر ہوگا۔

روشنی نظر آنا

حال: تین چار دن ہوئے کہ رات میں کبھی سامنے اور کبھی بائیں جانب اور کبھی سر کے اوپر روشنی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: کسی طبیب سے تجویز فرما کر اطمینان کر لیں کہ دماغ میں گرمی یا خشکی تو نہیں ہے۔

کامیابی کی علامت

حال: یہ احقر اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور دس ہزار مرتبہ استغفار روزانہ پڑھ لیتا ہے۔ تہجد کی نماز اور بارہ تسبیح پڑھتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا ہے۔ غرض الحمد للہ ہر وقت ذکر کرتا رہتا ہے اور غفلت بہت ہی کم ہوتی ہے۔

حضرت! کچھ عرصہ سے ذکر میں رقت (نرمی، رونے کی کیفیت) بہت ہوتی ہے خصوصاً ذکر کے وقت وہ آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ پہلے تکلیف کے ساتھ اتنا ذکر ہوتا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ بہت ہی آسانی سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔

تنگی فقر و فاقہ ہو یا قبض اور بسط ہو یا کوئی اور مصیبت ہر حال میں بہت خوش رہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پریشانی نام تک کے لئے نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توکل کی اتنی قوت عطا فرما دی ہے کہ خاص اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر ہی نظر رکھتا ہوں۔ مخلوق سے مانگنا یا اپنا کوئی راز ظاہر کرنا تو گویا کفر و شرک کی طرح برا لگتا ہے۔

اب الحمد للہ! کبر کے مرض سے بالکل حفاظت ہے۔ کبر کے وسوسے سے بھی گھبراتا ہوں۔ جب کبر کا وسوسہ

ہوتا ہے تو فورا اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سوچنے لگتا ہوں تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب مجھے اپنے سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں لگتا ہے۔ الحمدللہ! اب اپنے اندر بہت تواضع پاتا ہوں۔ اس کا ظاہری اثر تو یہ لگتا ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں سے میری صلح ہوگئی ہے۔ اب مجھے میرا کوئی دشمن ہی نظر نہیں آتا ہے۔ دشمنوں سے اس سلوک کا یہ اثر ہوا کہ (ان سے) دوستی ہوگئی۔

جب میں تھانہ بھون سے پہلے وطن گیا تھا تو یہ حالت تھی کہ میں ہر مسلمان کو اپنا مخدوم سمجھتا تھا اور ایسا سلوک ہر مسلمان سے کرتا تھا۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ میرے مخالف تھے اور مجھ سے ایک قسم کی دشمنی رکھتے تھے وہ بھی مجھ پر شفیق (مہربان) ہوگئے۔ ان کو میری حالت پر رحم آتا تھا۔

چنانچہ (اسی رحم کا اثر یہ ہوا کہ) میرے ہم پیشہ ایک شخص نے مجھ پر رحم کھاتے ہوئے کہا: بھائی صاحب تم کب تک اس طرح بے کار رہو گے کچھ کام کرو۔ میں نے کہا: حضرت! الحمدللہ میں بالکل بے کار نہیں ہوں بلکہ خدا کے کرم سے مجھے اس کام کی توفیق ملی ہے جس کے لئے میں پیدا ہوا ہوں۔ اللہ کرے ایسی بے کاری اگر آپ کے عرف (جاننے) میں بے کاری ہے تو مجھے (یہ بے کاری) مبارک ہے۔ وہ کہنے لگے: وہ کیا کام ہے؟ میں نے کہا: اللہ اللہ کرنا۔ کہنے لگے۔ روٹیوں کی بھی کچھ فکر کرنی چاہئے روٹیاں پہلے ہیں بعد میں اللہ اللہ کرنا۔ میں نے کہا: حضرت یہ آپ کے لئے ہے میں تو روٹیوں کی فکر سے آزاد ہوں۔ جب سے روٹیوں کے لئے اپنا فکر کرنا بے کار لگا ہے تو فکر کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور رازق مطلق کے حوالے کر دیا ہے۔

کارساز بسازد کارما فکر ما در کار نہ آزار ما

ترجمہ: ''ہمارے کام بنانے والا ہمارے کاموں میں ہی لگا ہوا ہے اب ہمارے کاموں میں ہمارا سوچ بچار کرنا یہ خود ہماری تکلیف ہے۔''

وہ یہ سن کر خاموش ہوگئے، پھر میں نے ان سے عرض کیا: آپ اللہ کے واسطے میرے لئے یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی محبت عنایت فرمائے۔

تواضع کا باطنی اثر اپنے اندر یہ پاتا ہوں کہ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے سے کچھ شرم آتی تھی۔ اب بے تکلف خود کر لیتا ہوں جیسے بازار سے خود سودا لانا، اناج سر رکھ کر چکی پر پیسنے کے لئے دے کر آنا وغیرہ وغیرہ گویا سنت سمجھ کر گھر کے کام خوشی کے ساتھ کر دیتا ہوں۔ اس سے ایک کشادگی ہوتی ہے۔ غرض نفس کے خلاف ہر کام کرنے سے کشادگی ہوتی رہتی ہے۔

الحمدللہ! دل میں گناہ سے بہت نفرت ہے اور غفلت ہو جانے کا ہر وقت دل میں خیال رہتا ہے۔ ہر کام

کرتے وقت ذرا دیر پہلے یہ سوچ لیتا ہوں کہ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ (یا نہیں) چنانچہ ذکر وفکر کھانا پینا غرض تمام کاموں میں اسی کا ہی خیال رہتا ہے۔

حضرت ایک نئی بات یہ دیکھتا ہوں جس کو بتانے سے شرم آتی ہے لیکن ضرورت سمجھ کر عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سے مجھے بے حد محبت ہوگئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت حضرت کی کچھ خدمت کیا کروں یہاں تک کہ حضور کی ناراضگی میں بھی عجیب لطف آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اپنی باقی عمر یہیں (حضرت کے) قدموں ہی میں پڑا رہ کر گزار دوں۔ چنانچہ اللہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرنی ہے کہ یا تو میرے لئے ایسا سامان (یعنی انتظام) فرما دیا جائے کہ میں یہیں (تھانہ بھون میں) رہوں اور بچوں کے لئے کوئی ایسا کام کر لیا کروں کہ اچھی طرح گزارہ ہو جائے ورنہ کم از کم پروردگار عالم سے اتنا فرما دیا جائے کہ مہینے میں ایک ہفتہ فارغ ہو کر یہاں (تھانہ بھون میں) رہ جاؤں۔

حضرت! یہاں سے جانے کے بعد وطن میں تھانہ بھون آنے کے لئے تڑپتا ہوں۔ واللہ! تھانہ بھون سے اتنا انس ہو گیا ہے کہ لکھ نہیں سکتا ہوں۔ جب تک وطن میں رہتا ہوں دل تھانہ بھون میں ہی رہتا ہے۔ دن رات حضرت کی تصانیف سے یہ لگتا ہے کہ حضرت ہی کی خدمت میں ہوں۔ جب زیارت کا شوق ہوتا ہے تو دعائیں کر کے یہاں آنا نصیب ہوتا ہے۔ دن رات دل چاہتا ہے کہ حضرت کی کچھ خدمت کروں مگر نا اہل ہونے کی وجہ سے مجبور رہتا ہوں۔ جب محبت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے تو دل کی تسلی اس طرح کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے رو رو کر حضور کے لئے دونوں جہاں کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں اس سے صبر آ جاتا ہے۔

آج کل تربیت السالک، التکشف، تعلیم الدین اور قصد السبیل مطالعہ میں رکھتا ہوں۔ (حضور!) اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا نصیب فرمائیں اور ایمان پر رکھ کر ایمان کے ساتھ دنیا سے میرا خاتمہ فرمائیں۔ اکثر مجھے میری موت یاد رہتی ہے جو الحمد للہ میرے گناہ سے بچنے میں مددگار ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ وہی حالات ہیں جو کامیابی کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے میری مبارک بادی کے معنی یہ ہیں کہ کامیابی مبارک ہو۔

فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب

سوال: مجھے نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور فجر کی نماز کے وقت آنکھ نہیں کھلتی ہے اکثر قضا ہو جاتی ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ یا کوئی ترکیب فرمائی جائے کہ اس پر عمل کرنے سے تمام خیالات ختم

ہو جائیں اور فجر کے وقت آنکھ کھل جایا کرے۔

میرے ایک دوست ہیں ان سے مجھے بے حد محبت ہے ان کے خیالات بھی اکثر نماز میں آتے ہیں۔ اس لئے کوئی تعویذ یا ترکیب عنایت فرما دیجئے کہ جس سے (ان کی) محبت ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے سے اپنا عشق اور اپنی محبت عطا فرمائیں (آمین) حضور کا بہت شکر گزار رہوں گا۔

جواب: عشا کی نماز ایسی مسجد میں پڑھو جہاں جلدی ہوتی ہو اور فوراً سو جاؤ شام کے کھانے میں کچھ کمی کرو یعنی دو چار لقمے (کم کھاؤ) شام کو پانی مت پیو کسی شخص سے کہہ کر سو جاؤ کہ مجھے جگا دینا۔ سورہ کہف کی آخری آیات:

﴿ان الذين امنوا وعملو الصالحات كانت لهم جنت الفردوس نزلا ۝ خلدين فيها لا يبغون مولاه قل لو كان البحر مدار اكلمات ربى لنظر البحر قبل ان تنفذ كلمات ربى ولو جئنا بمثله مددا ۝ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد فمن كان يرجون لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا ۝﴾

ایک مرتبہ پڑھ کر یہ دعا کرو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے۔

جس شخص سے آپ نے محبت کے بارے میں لکھا ہے وہ شخص کہاں ہے؟ کیا وہ آپ سے ملتا ہے یا نہیں؟ تفصیلی حال لکھ کر تدبیر پوچھو اور اپنے جواب کے ساتھ یہ خط بھی بھیجو۔

کسی دن آنکھ نہ کھلنا نقصان دہ نہیں ہے

حال: کسی کسی دن آنکھ نہیں کھلتی ہے جس کا بہت رنج و ملال رہتا ہے۔

تحقیق: ﴿عسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم﴾ (کہ بہت چیزوں کو تم ناگوار سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہیں)۔

حال: (اس نہ اٹھنے پر) اللہ تعالیٰ سے بہت شرمندگی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہی وہ (خیر کی) چیز ہے۔

حال: (جس دن نہیں اٹھتا تو) صبح پہلے معمول کے مطابق وظیفہ یا تو نماز سے پہلے کر لیتا ہوں یا نماز کے بعد کر لیتا ہوں۔

تحقیق: مناسب ہے۔

نیند کی زیادتی کا علاج

حال: (حضرت!) مجھے نیند بہت آتی ہے۔ میں نے اپنی معلومات سے بہت علاج کرایا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ یہ بات بھی نہیں ہے کہ میں رات کو سوتا نہیں ہوں بلکہ کئی بار ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ساری رات سویا ہوں مگر پھر بھی نیند آتی ہے۔ (اور اس نیند کے غلبہ میں) یہ نہیں جانتا ہوں کہ (میں) کہاں ہوں خالی پیٹ رہنے کے باوجود نیند اپنا رنگ نہیں چھوڑتی ہے۔

اب میری حالت یہ ہے کہ سارا دن سینے کا کام کرتا ہوں اور مغرب کے بعد عشاء تک کا وقت کلام مجید یاد کرنے اور مسائل کی کتاب دیکھنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ کلام مجید یاد کرتے وقت اتنی نیند آتی ہے کہ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب مسائل کی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو نیند کا غلبہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضور! مطلب یہ ہے کہ مغرب سے عشا تک جو کام کرنا چاہتا ہوں نیند آنے کی وجہ سے وہ رہ جاتا ہے اور دن میں کوئی وقت نہیں ملتا ہے کہ اس میں کلام مجید یاد کروں کھانا عشاء کے بعد کھاتا ہوں مگر پھر بھی نیند زیادہ ہی رہتی ہے۔

ہاں، کلام مجید یاد کرنے اور مسائل کی کتاب دیکھنے کی جگہ کسی دوسرے فضول قصوں اور بے ہودہ باتوں میں مشغول ہوں تو نیند بالکل نہیں آتی ہے۔ کھانے کے بعد تو نیند بہت ہی آتی ہے۔ اگر عشاء کے بعد کھانا نہ کھاؤں اور نہ پڑھوں تب بھی نیند کا غلبہ اسی طرح رہے گا جس طرح کھانے کے بعد ہوتا ہے اس کو بھی آزمایا ہے۔

غرضیکہ حضور! نیند کی بڑی شکایت ہے۔ کوئی کام اس کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے اور جس وقت ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہوں تو نیند کا کیا پوچھنا۔ یہاں تک کہ نماز میں، جماعت کے انتظار میں اور جمعہ کے خطبہ میں ساری نیند ہی نیند رہتی ہے۔ حضور اس کا کچھ علاج بتائیں۔

تحقیق: میرے نزدیک یہ یقیناً مرض ہے۔ کسی ماہر طبیب سے کافی عرصے تک باقاعدہ علاج ضروری ہے متفرق طور سے علاج کافی نہیں ہے۔ اگر طبیب کی رائے میں (یہ) مرض نہیں ہے تو پھر اس کی وجہ مزاج کی خصوصیت ہے جس میں تم معذور ہو اس لئے کچھ فکر نہ کرو۔

باقی فضول کاموں میں نیند نہ آنا اور ذکر میں نیند آنا اس کی وجہ ان فضول مشاغل کی غرابت (نیا پن کہ ہر نئی چیز دلچسپ ہوتی ہے) لذت اور ان مشاغل کو سوچ کر کرنا ہے جس کی وجہ سے اس میں فکر کی قوت متوجہ ہو جاتی ہے اور یہی فکر کی توجہ نیند کے نہ آنے کا سبب ہے۔ ذکر وغیرہ کوئی نئی چیز نہیں ہے معمولی الفاظ ہیں اور (یہ چیز) صرف یاد پر ہوتی ہے جس میں سوچنا نہیں پڑتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کو ذکر وغیرہ میں اتنی لذت نہیں آتی ہے

(جتنی فضول کاموں میں آتی ہے) اس لئے فکر کی قوت اس میں استعمال نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے ذکر وغیرہ میں نیند آتی ہے۔

بہر حال اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن کام کرنا کیونکہ ضروری ہے اس لئے ذکر وغیرہ کے لئے ایسا وقت مقرر کرو جس میں نیند نہ آئے۔ اگر ایسا وقت زیادہ نہ ملے تو کام کم کردو کیونکہ نوافل میں کمی کرنا جائز ہے اور جب وہ کام جتنا ہو سکے تو اس کی باطنی برکت بھی زیادہ سے کم نہیں ہوتی ہے یہ مجرب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگر بیٹھے ہوئے بھی نیند آئے تو ٹہل کر پڑھو یا جماعت کا انتظار کرو۔

* * *

حال: (حضرت! مجھے) تھانہ بھون میں نیند زیادہ آتی ہے۔ دو مرتبہ آخر شب میں ذکر اور تہجد ادا نہ کر سکا۔ نفل نمازوں میں پڑھ لی اور ذکر بھی دن کو کیا۔ دو دن عصر کے بعد کھانا کھایا پھر بھی دیر تک سویا۔ لکھنؤ میں رات کے پانچ (۵) گھنٹے سوتا تھا یہاں کم از کم سات گھنٹے سوتا ہوں۔ کل سادی چائے بنا کر صرف اس لئے پی کہ آخر شب میں آنکھ کھل جائے پھر بھی جاگنے کے وقت پانچ بجے تھے۔ لکھنؤ میں حال یہ ہے کہ اگر دودھ کی چائے بھی رات کو پی لی تو بہت کم نیند آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ رات کو نیند کم آئے۔ حضرت والا ارشاد فرمائیں یا تحریر فرمائیں کہ کیا کروں۔

تحقیق: لکھنؤ کی آب و ہوا سے یہاں کی آب و ہوا اچھی ہے۔ یہ صحت کی علامت ہے دوسری بات یہ کہ وہاں مشاغل مختلف تھے اور یہاں بے فکری اور یکسوئی ہے اس کی فکر چھوڑ دیجئے۔

حال: میری اکثر عادت یہ ہے کہ عشا کے بعد ایک وعظ پڑھنا شروع کیا ہے۔ کبھی چند ورق پڑھنے کے بعد نیند آگئی کبھی کچھ زیادہ پڑھ کر نیند آگئی۔

تحقیق: بہت خوب ہے۔

سوال: حضرت والا نے اگر ہردوئی کا سفر کیا تو میرے لئے تھانہ بھون میں قیام کرنا اچھا ہے یا حضرت کے ساتھ سفر کرنا (اچھا ہے) اہلیہ سے تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا: اگر آپ حضرت کے ساتھ سفر کریں گے تو میں والدہ صاحبہ کے پاس رہوں گی۔ اگر میرے لئے سفر بہتر ہو تو سفر کے خرچ کے لئے روپیہ مکان سے منگوا لوں گا۔

جواب: اس کو ایک الگ پرچہ پر لکھ کر دیجئے گا سوچوں گا۔

انوار اور کشف توجہ کے قابل نہیں ہیں

حال: (حضرت میں) بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہوں اور بارہ تسبیح صبح پڑھتا ہوں۔ دعا فرمائیے کیونکہ تہجد

میں مجھے نیند آتی ہے۔ (میں) اپنے حضرت سے خط وکتابت رکھوں گا۔ انتظام ہونے پر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ جب حضرت کا والا نامہ (خط) آتا ہے تو دل میں ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

(مجھے) رات میں کبھی روشنی زرد لگتی ہے اور کبھی سرخ لگتی ہے اور اللہ اللہ کرنے پر بھی محسوس ہوتی ہے اور دن میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ میرے دل میں نئی نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت! میری طرف توجہ فرماتے رہئے چھ مہینہ سے محنت کر رہا ہوں اور حضرت کی اجازت سے کر رہا ہوں۔

ایک شخص کا مرنا مجھے (اس کے مرنے سے) پہلے معلوم ہو گیا تھا۔ کشف سے کالا بدن لگتا ہے۔ میں بہت رد کرتا ہوں لیکن دل میں ایک انکشاف ہو جاتا ہے۔ منشی فلاں صاحب سے میرے کشف کے حالات معلوم فرمائیں۔ ان کو بھی معلوم ہیں۔ تفصیلی حالات وہ بتائیں گے۔

تحقیق: معمولات کافی ہیں۔ فی الحال تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ایسے انور کبھی ملکوتی (فرشتہ روح کے عالم کی وجہ سے) ہوتے ہیں اور کبھی اخلاط (جسم کی چار خلطیں صفرا، سودا، خون بلغم) کے بھڑکنے کی وجہ سے یا ناسوت (جسم کے عالم کی وجہ سے) ہوتے ہیں اور دونوں حالتیں توجہ کے قابل نہیں ہیں اگرچہ مفید ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا شکر کیا جائے مگر کمال نہ سمجھا جائے۔ کشف تو ناقص کے لئے فتنہ ہے اس کی طرف بالکل توجہ نہ کریں بلکہ اس کو نقصان دہ سمجھیں اور اس پر فخر یا نظر نہ کریں۔ ذکر کی مشغولی سے اس کو مغلوب کریں۔ لگتا ہے کہ تم کو اس پر فخر ہے۔

حال: اس سے پہلے احقر نے لکھا تھا کہ دو چار دن ذکر کر کے طبیعت ایسی اچاٹ (بیزار) ہو جاتی ہے کہ ہمت کرنے سے بھی نہیں لگتی ہے۔ پھر دو چار دن بعد طبیعت میں خود بخود صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت دعا کرتا ہوں مگر حالت صحیح نہیں ہوتی ہے۔ حضور سے بھی احقر نے اس حالت کا علاج پوچھا تھا۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ حالت تو اچھی ہے کونسی حالت کے دور ہونے کے لئے دعا مانگتے ہو۔ حضور! اس کے جواب میں عرض ہے کہ احقر پہلے اس حالت کو بری حالت سمجھتا تھا اس وجہ سے اس کے دور ہونے کی دعا مانگتا تھا۔ اب حضور کے تحریر فرمانے سے اپنی غلطی کی درستگی ہو گئی۔ اب خادم کے نیچے ذکر کئے گئے حالات ملاحظہ ہوں۔

دو دن سے مسلسل ذکر پورا کر رہا ہوں اور طبیعت میں ہر وقت خوشی رہتی ہے۔ ذکر کے درمیان خشوع خضوع کا غلبہ رہتا ہے، کبھی رقت (رونا) طاری ہو جاتی ہے، اور عبدیت کا غلبہ بھی ہے۔ حضور کی محبت بے حد ہے۔ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ حضور کی خدمت ضرور حاضر ہوتا۔ حضور کے دیکھنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔

پرسوں (کی بات ہے کہ) صبح کے وقت اثبات کا ذکر کر رہا تھا کہ رقت طاری ہوگئی اور اسی حالت میں کچھ غنودگی آگئی۔ (اسی میں) خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے۔ میں اور میرے ایک دوست ہیں۔ مسجد کے مغرب کی طرف یا غالباً دروازہ پر دیکھا کہ تکون باغیچہ ہے اور اس میں ایک حجرہ ہے، میں اپنے دوست سے کہہ رہا ہوں کہ اس حجرہ کے اندر چلو اس میں بہت اچھا باغیچہ ہے۔ چنانچہ (ہم) اندر جانے کے ارادے سے گئے تو دیکھا اس پر تالا لگا ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ (یہ) کسی بزرگ کا باغیچہ ہے۔ پھر نیند ختم ہوگئی۔

کل ظہر کے بعد کے معمولات جناب مخدومی...... صاحب کے آنے کی وجہ سے پورے نہ کر سکا۔ عشا کے بعد پڑھ رہا تھا۔ مسجد کے اندر تھا۔ مسجد کے پردے کھلے ہوئے تھے (یعنی اطراف میں سمٹے ہوئے نہیں تھے) چراغ بھی بجھا ہوا تھا۔ (میں) دو ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھا تھا کہ ڈر سا لگنے لگا۔ یہ خیال آنے لگا کہ مسجد میں جنات نماز پڑھنے آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تکلیف پہنچائیں۔ پھر یہ خیال آیا کہ اللہ کا کلام پڑھ رہا ہوں کیا اذیت دیں گے۔ اس سے پہلے بھی میں اکثر وظائف پڑھے ہیں مگر پہلے کبھی کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوا۔

چنانچہ اس خیال کے آتے ہی خوف ختم ہوگیا۔ تقریباً تین ہزار مرتبہ (اسم ذات) پڑھا ہوگا اور آنکھ بند کئے ہوئے تھا کہ ایک تارا سا محسوس ہوا۔ میں خیال سمجھا اور مسلسل ذکر کرتا رہا پھر بائیں طرف ایک بجلی کی طرح چمک ظاہر ہوئی۔ چنانچہ میں بہت ڈرا اور ڈر کر وہاں سے چلا آیا۔ مکان پر آکر باقی ذکر پورا کیا۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ یہ کیا تھا۔

تحقیق: کبھی اخلاط بھڑکتے ہیں اور کبھی نور اور ذکر بھڑکتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں سے ایک بھی مقصود نہیں ہے مگر فائدہ دونوں میں ہے اور وہ فائدہ یکسوئی (کا حاصل ہونا) ہے۔ باقی سب حالات ماشاء اللہ اچھے ہیں۔

بعض وجہوں سے موت کی تمنا کرنا عبدیت کے خلاف ہے

حال: حضور عالی! طبیعت پہلے کی حالت پر آگئی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ!

حال: خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضور نے اس نالائق کے لئے دعا فرمائی جس سے ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی اور آج تو اتنی خوشی ہے کہ آنسو نکل رہے ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اگر خوشی کی زیادتی سے روح نکل جاتی تو اچھا تھا۔

تحقیق: اس وجہ سے موت کی تمنا کرنا عبدیت کے ادب کے خلاف ہے۔ اس سے تو یہ بات لازم آئی کہ روح کا نہ نکلنا برا ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوا تو اس میں صورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے کرنے کی طرف بدی کو منسوب کیا ہوا ہے۔

فنا، تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) اور عشق کے آثار

ایک منتہی کا حال: حضور کے فیض، برکت و دعا سے معمولات روزانہ پورے ہو جاتے ہیں۔ آج کل کیونکہ رات کچھ بڑی ہونے لگی ہے، اس وجہ سے رات میں ہی (سارے معمولات) پورے ہو جاتے ہیں۔ اگر کبھی (رات کو) نہ ہوئے تو صبح فجر کے بعد پورے ہوتے ہیں۔ آج کل دل کی نئی حالت یہ ہے کہ تنہائی میں اکثر خاتمہ کا خیال کر کے رونا آتا ہے اور اکثر چیزوں کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا خیال خود بخود پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی مشکل سے رونا رکتا ہے اور تکلیف کے ساتھ دل کو دوسری طرف متوجہ کرنا پڑتا ہے۔

تقدیر کے لکھے کا خیال کر کے دل قابو میں نہیں رہتا کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے کس گروہ (کامیاب یا ناکام) میں شامل کیا ہے کیونکہ دارو مدار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ کا معلوم نہیں ہے۔ پھر بعد میں صرف (اللہ تعالیٰ کے) رحم و فضل پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اس حالت نے میرے دل و دماغ کو بے کار کر دیا ہے۔ اپنی روح کا خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جسم کے اندر ہے، وقت مقررہ پر نکل کر چلی جائے گی اور یہ جسم مٹی کی طرح رہ جائے گا۔

کبھی (تو میری ایسی حالت ہوتی ہے کہ) مجھے اپنا خیال نہیں رہتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو زمین پر چلتا پھرتا ہوں اور وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے بولتا ہوں، کام کرتا ہوں اور روتا ہوں۔ کوئی کام کرتا ہوں اگر وہ طاعت و دعوات کا کام ہوتا ہے تو مجھے یہ یقین ہوتا ہے کہ میرا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہونے کے قابل نہیں ہے مگر کیونکہ اس کا حکم اور فرمان ہے (اس لئے) فرمانبرداری کے طور پر کرتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اعمال کے اعتبار سے بدلہ عطا فرمائیں اور مجھ سے خود پوچھیں کہ تو خود اپنے خیال کے مطابق یہ فیصلہ کر کہ تیرے کام کیسے ہوتے ہیں، بدلہ دینے کا قابل ہیں یا نہیں؟ تو میں یہی کہوں گا کہ نہیں (بدلہ دیئے جانے کے قابل نہیں ہے) کیونکہ عبادت اور طاعت میرے نزدیک ایسی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی شان کے قبولیت کے قابل ہو۔

کبھی یہ خیال آتا ہے کہ جب (اعمال کی) یہ حالت ہے تو (ان کے) قبول ہونے کی امید کیسی مگر صرف اس خیال سے کہ ؎

گل راچہ مجال ست کہ پرسد ز کلال   از بہر چہ سازی و چرا می شکنی

تَرجَمہ: ''مٹی کی کیا مجال کہ کمہار سے پوچھے کہ تم مجھے کیوں بناتے ہو اور کیوں توڑتے ہو۔''

کام میں لگے رہو جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا۔ اپنی طرف سے جہاں تک ہو سکے کوتاہی کیوں ہو۔ اگر ازل کے دن (یعنی تقدیر میں) خدانخواستہ برے ہو بھی گئے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے صحیح علم کے مطابق بہتر ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جس قابل سمجھا وہ اسی قابل ہے اور اس کے علاوہ اس میں برا بھلا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جس قابل میں تھا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی بنا دیا اس کے حکم میں کیوں اور کیا کیسا۔ مگر پھر اس بات پر رونا آتا ہے کہ خود (ہی) برے ہیں اور اپنی برائی اور نااہلی پر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کے سعید (خوش بخت) وشقی (بد بخت) بنانے پر بالکل ناگواری نہیں ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کی اہلیت کے خلاف ناممکن ہے۔

جب تک اس خیال کا اثر رہتا ہے ساری دنیا کے لوگوں اور چیزوں سے بے التفاتی ہو جاتی ہے۔ نہ ہی کسی چیز سے اور نہ ہی کسی شخص کے افعال اور اعمال سے ناگواری ہوتی ہے۔

کبھی کوئی ذرا سی بات شریعت کے خلاف کرتا ہے یا کہتا ہے تو بہت ناگوار ہوتا ہے اور پہلے خیالات اس وقت بالکل مٹ جاتے ہیں حالانکہ خود پوری طرح سے شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کرتا ہوں اکثر ایسے لوگوں سے میں نے سلام کرنا کم کر دیا ہے۔ جن لوگوں سے کئی بار سنت کے مطابق کیا وہ وعلیکم السلام (کہنے) کے بجائے آداب عرض کرتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ اگر کوئی بے تکلف ہوتا ہے کہہ دیتا ہوں کہ ''آداب عرض'' سلام کا جواب نہیں ہے۔ مگر لوگ ایسے عادی ہو گئے ہیں کہ چھوڑتے ہی نہیں ہیں۔ مجھے یہ خیال ہو گیا کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ میں نے تو سنت ادا کی اور اس نے واجب چھوڑ دیا گویا اس کے واجب چھوڑنے کا سبب میں ہو گیا اور مجھ سے ایک مسلمان کو نفع پہنچنے کے بجائے نقصان پہنچا۔ اس خیال سے جن لوگوں کے بارے میں غالب یقین یہ ہو گیا کہ یہ ٹھیک جواب نہیں دیں گے تو میں ان کو سلام نہیں کرتا ہوں۔

بعض لوگ تو (مجھے) متکبر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ زیادہ ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے خبیث ہیں کہ اس طرح سلام کرنے کو (نعوذ باللہ) بدتمیزی اور بدتہذیبی کہتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں نے مجھ سے بھی کہا۔ ایسے لوگوں کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں؟ مجھے ایسے لوگوں کو دیکھ کر تنگی اور وحشت ہوتی ہے۔ کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کوئی سامنے سے گزر جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے یا کوئی کسی کا ذکر کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ میرے دل میں ایک قسم کی ظلمت (تاریکی) پیدا ہو گئی ہے۔ غصہ اور نفرت ہونے لگتی ہے۔ اس وقت موقع پا کر بہت استغفار کرتا ہوں۔ مگر اس کا اثر مشکل سے بہت دیر کے بعد جاتا ہے بلکہ کبھی تو کئی دن تک رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد خیال تک نہیں رہتا ہے۔ حضور

مولانا رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے قول کے مطابق میرے دل کی خرابیاں تو نہیں ہیں۔ ؎

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں   خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں
اندر ایشاں تافتہ ہستی تو   از نفاق و ظلم بدمستی تو

تَرجَمَہ

① تم جو لوگوں پر بہت سا ظلم دیکھتے ہو ——— اے فلاں! ان لوگوں میں یہ تمہاری ہی عادت ہے۔

② تیری شخصیت ہی کا عکس ان لوگوں میں ہے ——— یعنی تیرا نفاق ظلم اور بدمستی۔

حضور دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام۔

تحقیق: ماشاء اللہ! بلند حالات حاصل ہیں۔ فنا و تفویض اور عشق ان کا مجموعہ ہے۔ مبارک ہو ہزار مبارک دل و جان سے رسوخ و ترقی کی دعا کرتا ہوں۔

بیوی سے ہم بستری کی وجہ سے پریشان ہونے کا علاج

حال: (حضرت! میرا) حال یہ ہے کہ کبھی ذکر و اذکار کی طرف طبیعت کا میلان بہت ہو جاتا ہے۔ رات دن ہر وقت جی چاہتا ہے کہ ذکر میں مشغول رہوں۔ چنانچہ اس میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ زیادہ مشغولی نافل میں رہتی ہے۔ جب سجدہ میں جاتا ہوں تو بہت دیر تک جی نہیں چاہتا کہ سجدہ سے سر اٹھاؤں۔ سجدہ میں (ایک) عجیب قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو بتانے سے قاصر ہوں۔ کبھی اس کے الٹ نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بالکل پریشان ہو جاتا ہوں۔ عجیب قسم کی پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ غرض الحرب سجال (کہ جنگ ڈول کی طرح ہوتی ہے کہ کبھی اوپر آتا ہے تو کبھی نیچے جاتا ہے یعنی کبھی کوئی جیتا ہے کبھی دوسرا جیتا ہے کبھی نفس کا اور کبھی میرا غلبہ ہوتا ہے) کا قصہ ہے۔

اس وقت بہت دعاء، استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ بہت سوچتا ہوں کس وجہ سے ایسی حالت ہوتی ہے کچھ صاف پتہ نہیں چلتا ہے۔ دو چار دن ہوئے ایک قسم کی (نئی) پریشانی پیدا ہوئی۔ جہاں تک غور کیا اس کی وجہ عورت کے ساتھ ہم بستر ہونے کے علاوہ کوئی اور معلوم نہیں ہوئی۔ مگر اس پریشانی کی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے کیونکہ شرعی وجہ معلوم کرتا ہوں تو معلوم نہیں ہوتی۔ مگر اس کی وجہ سے دل پر ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اب پکا ارادہ ہوتا ہے کہ بالکل ایسے فعل کے قریب نہ جاؤں۔ اس کی وجہ سے دل پر تاریکی اور پریشانی بہت ہوتی ہے۔ یا تو مجھ میں کوئی خرابی ہے یا عورت میں (کوئی خرابی ہے) ورنہ باطنی طور پر مواخذہ کی صورت کیوں قائم ہوتی ہے مگر حقوق العباد کا خیال کرتا ہوں تو ہر طرف سے راستہ بند پاتا ہوں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: سبب کی تشخیص میں تو آپ کی رائے ہی کو اس لئے ترجیح دیتا ہوں کہ (آدمی کو) اپنی حالت کا خود زیادہ اندازہ ہوسکتا ہے۔ پھر ماشاء اللہ (آپ کو) اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ بھی حاصل ہے۔ اس لئے اسی کو سبب قرار دے کر عرض کرتا ہوں کہ نہ آپ میں خرابی ہے اور نہ عورت میں اور نہ (ہی) فعل مواخذہ والا ہے اور نہ ہی یہ مواخذہ کی چیز ہے۔ میرے خیال میں آپ کا دل و دماغ کمزور ہے اور ایسے شخص کو اس فعل (صحبت) سے روح کے اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے طبعی بوجھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ یہ تاریکی حیوانی روح میں ہے نہ کہ انسانی روح میں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب نفس میں ہمبستری کا شدید تقاضا بھی نہ ہو (بلکہ) وہ صرف شہوت اور لذت کو حاصل کرنے کے لئے ہو یا (بیوی کے) حق کے ادا کرنے کے لئے ایسا کیا جائے۔

اس کا علاج دل اور دماغ کو وقت دینے والی دواؤں کو ایک مناسب مدت تک استعمال کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس فعل (ہم بستری) میں کمی کیجئے یعنی بہت ہی تقاضا ہو اس وقت توجہ کیجئے باقی (بیوی کے) حق کی کمی کا شبہ ہو تو پہلی بات یہ کہ "لا يكلف الله نفسا الا وسعها" (کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے ہیں یعنی جب آپ یہ کر ہی نہیں سکتے تو آپ اس کے مکلف ہی نہیں ہیں) دوسرے یہ کہ (آپ اپنی) بیوی سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس (صحبت کی کمی) پر راضی ہو تو ٹھیک ورنہ اگر تم چاہو میں تمہیں بجائے بیوی بنا کر رکھنے کے تمہیں آزاد کرنے پر راضی ہوں۔ جب اس کم پر راضی ہو جائے گی تو پھر اس کمی میں شرعی طور پر برائی نہیں رہے گی۔

حال: آج کل دل میں بے چینی ہے۔ جب ذکر کرتا ہوں تو آرام ملتا ہے۔ ہر وقت آواز سنائی دیتی ہے کہ کوئی میرے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے۔ کبھی عذاب کی آیت کبھی ثواب کی آیت اور کبھی "ان الذين يبايعونك" کبھی "ان المجرمين فى ضلال وسعر" وغیرہ۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: میرے نزدیک اس کا سبب دماغ کی خشکی ہے۔ اس کا علاج بھی ضروری ہے۔

سوال: والد صاحب کے بڑھاپے کی کمزوری روزانہ بڑھ رہی ہے۔ چارپائی سے جب کوئی پکڑتا ہے تو تب ہی اٹھ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے دور اور لمبے سفر سے دل کچھ رکتا ہے مجبوری ہے۔

جواب: سفر کی ضرورت نہیں ہے۔ جلدی جلدی حالات کی اطلاع کرتے رہنا ضروری اور کافی ہے۔

خالق سے زیادہ مخلوق کا خوف طبعی باتوں میں سے ہے

حال: حضور! اس حالت کو لکھنے سے ڈرتا ہے کہ شاید حضور کو برا نہ لگے مگر چونکہ یہ بھی میری ایک حالت ہے اس

لئے عرض کرتا ہوں حضور معاف فرمائیں۔ وہ (حالت) یہ ہے کہ کبھی حضور کی ناراضگی کا اتنا ڈر اور خوف ہوتا ہے کہ اتنا اللہ تعالیٰ شانہ کا نہیں ہوتا ہے حالانکہ حضور اللہ تعالیٰ کی طرح ہر وقت میرے افعال کو نہیں جانتے ہیں مگر صرف اس خیال سے کہ ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ: ''پیروں کی دسترس سے کوئی نہیں ہے غائب—— سمجھو کہ ان کا قبضہ اللہ کی طرح ہے۔''
(مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے قبضے سے کوئی باہر نہیں ہے ایسے اللہ والوں کے قبضے سے بھی کوئی باہر نہیں ہے۔) (مفتاح ۴/۲۴۴ بتصرف)

(یہ خیال ہوتا ہے کہ) شاید کوئی حرکت حضور کی مرضی کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو حضور کو بتا دیں اور حضور غمگین ہو جائیں تو ساری برکتیں چھن جائیں گی۔ اس خوف کی وجہ سے بہت تنگ رہتا ہوں۔ حضور یہ کیا بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈر نہیں لگتا اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق: (اس میں) کوئی خرابی نہیں ہے۔ طبعی امور میں انسان بے اختیار ہے۔ (اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے خوف میں) فرق طبعی خوف میں ہے اور عقلی خوف میں تو اس کا الٹ ہے (کہ عقلی خوف اللہ تعالیٰ کا زیادہ ہے) اس طبعی بات کی وجہ یہ ہے مخلوق کا مشاہدہ کیا ہے اور خالق کا مشاہدہ نہیں کیا۔

خوف ورجا دونوں کی ضرورت

حال: پورے ایک مہینہ بعد یہ نالائق پھر چھپا ہوا حاضر ہوتا ہے اور حاضر نہ ہو تو کیا کرے۔ ؎

زیں انجمن فغانے دیوانہ چوں رود یک لالہ چوں برنگ تو در ہیچ باغ نیست

ترجمہ: ''اس چمن سے دیوانے کا رونا کیسے ختم ہو—— تجھ جیسے رنگ وروپ کا پھول کسی باغ میں نہیں ہے۔''

تحقیق: یہ سب کچھ بے سوچے سمجھے لکھا گیا ہے۔ ورنہ کیا ہمارا کیا کرایا جو برباد ہو گیا، کیا ہماری کوشش جو ضائع ہوگئی ہو۔ اگر ساری عمر بھی جان کھپا دے تب بھی اس نے کچھ نہیں کیا۔ جب بات ایسی ہے تو اس بات کے کیا معنی کہ کرنے کے بعد امید اور کھو دینے کے بعد ناامیدی (یعنی جب کچھ کیا کرایا ہی نہیں تو امید اور ناامیدی کیوں بلکہ) دونوں حالتوں میں خوف اور امید برابر ہونی چاہئے۔

حال: اللہ کے لئے جلد پہنچئے اور میرے درد کی دوا کیجئے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ سے نسخہ لکھوا دیا کیجئے۔

حال: ؎

سراپا عقدۂ مشکل شدم چوں شبنم غلطان   تو اے خورشید طلعت برسر بالیں بیا بکشا

ترجمہ: ”سراپا عقدۂ مشکل ہوں گرہ جیسا —— تو اے خورشید روشن آ گرہ کو میری کھول دے۔“

تحقیق: رحمتش آمد وبکشود۔ **ترجمہ:** ”اللہ تعالیٰ کی رحمت آئی اور ایک ہوئی۔“

حال: آپ کے دروازے پر تو ہزاروں مریض شفا حاصل کرتے ہیں، ناکام کامیاب ہوکر جاتے ہیں بس ایک نظر سے اس بوسیدہ حال کو بھی دیکھ لیجئے کہیں ایسا نہ ہوا ہی (طرح اعمال واشغال چھوڑ کر) واپس لوٹ جانے والی حالت میں خاتمہ نہ ہو جائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں ہوگا۔

حال: ؎

خستہ دلاں بہر طرف منتظر اند صف بصف   رخصت یک نظارہ دہ نرگس سرمہ سائے را

ترجمہ: ”منتظر ہیں صف بنائے چہار خستہ دلاں —— اک اجازت دید کی دیں سرگیں آنکھیں انہیں۔“

تحقیق: ہمارے یہاں نہ انتظار ہے اور نہ نظارہ میں شک بلکہ ؎

خستہ دلاں زہر طرف مشتعل اند صف بصف   رخصت صد نظارہ ہست نرگس مرسائے را

ترجمہ: ”مشتعل ہیں صف بنائے خستہ دل چہار سو —— سو دفع دیکھیں اجازت سرگیں آنکھوں کو ہے۔“

محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے

حال: حضرت کی دعا کا طالب ہوں (دعا فرمائیں) کہ اللہ تعالیٰ اس بے کار کو بھی کام کا بنا دیں۔ حضرت! میں سچ عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں میرے برابر کوئی گناہ گار نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔

تحقیق: بس انشاء اللہ تعالیٰ یہی محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی چابی ہے۔

حال: حضرت کی برکت والی خدمت میں آنے سے پہلے کسی کے لئے دل میں محبت اور کسی کے لئے نفرت لگتی تھی۔ اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ جب کبھی (وہ لوگ جن سے محبت یا نفرت لگتی تھی) یاد آتے ہیں

تو جیسے دوسرے عام لوگ یاد آتے ہیں اسی طرح (یہ لوگ بھی) یاد آتے ہیں۔ غرض اس وقت دل میں خدا تعالیٰ کی یاد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

شوق اور انس کی حالت

حال: اس سے پہلے بندہ کی حالت یہ تھی کہ بہت رونا آتا اور عاجزی ہوتی تھی یہاں تک کہ کبھی کھانے کے وقت دیکھا کہ ترکاری اچھی ہے یا باریک چاول ہے اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ (بعض) آدمی ہماری طرح ہی کے فاقہ میں بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ (مجھ) بندہ کو کیسا کھانا کھلاتے ہیں۔ اس (خیال آنے) پر روتا ہوا کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ تہجد اور وظیفہ کے بعد رونا بہت آتا تھا۔ اس سے بھی دل کو آرام وخوشی ہوتی تھی۔ اب معلوم نہیں خدا کی کیا رضا ہے (یہ سب) پہلے سے کم ہوگیا ہے۔ لیکن ذکر میں خوشی بہت ہوتی ہے اور رونا میں فرق آگیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ پہلے کی طرح ذوق وشوق پیدا ہو۔

تحقیق: وہ (پہلے والی) حالت شوق کی تھی اور یہ (موجودہ) حالت انس کی ہے۔ دونوں (حالتیں) پسندیدہ ہیں اس کو تنزل نہ سمجھا جائے۔ یہ تبدیلی ہے اور تبدیلی بھی خیر کی طرف ہے یعنی (یہ تبدیلی) خیر کے ساتھ ہے کیونکہ انس شوق سے زیادہ مفید اور زیادہ ثابت ہوتا ہے غرض کام میں لگے رہئے ایسی تبدیلیوں کی طرف توجہ نہ کریں۔

خوش فہمی

حال: (مجھے) دارالعلوم دیوبند سے عربی تعلیم کرنے کے بعد کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ ہوا جس کا قدم شریعت سے نکلا ہوا نہ ہو۔ (یعنی جو شریعت کے خلاف نہ کرتا ہو) یہ (صفت) حضرت میں پوری طرح سے موجود ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ (بندہ کو) تعلیم فرمائی جائے۔ بیعت سے تعلیم ہی مقصود ہے۔ حضور کی مرضی سے مناسبت (پیدا ہوجانے) کے بعد بیعت کی درخواست کی جائے گی جیسا کہ حضور والا کا طریقہ ہے۔

تحقیق: میں آپ کی خوش فہمی سے بہت خوش ہوا۔ ایسے شخص کو باطنی نفع جلدی ہوتا ہے آپ اپنی کیفیت، صحت، قوت، مہلت (فرصت) اور مشغلہ بتائیے اور یہ خط بھی ساتھ بھیجئے۔

حق تعالیٰ کا خوف مرض نہیں ہے

حال: (میری) حالت یہ ہے کہ اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا تھا، کبھی ساتھ کھانا کھاتے ہوئے اور کبھی بدن ملتے ہوئے دیکھتا تھا۔ اکثر نماز میں بھی حضور کا خیال آجاتا تھا۔ لیکن ہفتہ دس دن ہوئے جب سے اس آیت شریفہ ﴿واما من خاف مقام ربه ونهى انفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى﴾ کی تفسیر پڑھی ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف رہتا ہے جس کی وجہ سے دوسرا کام نہیں کر سکتا ہوں۔ امید ہے کہ علاج ارشاد فرمائیں گے۔

تحقیق: علاج تو مرض کا ہوتا ہے نہ کہ صحت کا ہوتا ہے۔ یہ حالت تو بالکل صحت ہے پھر علاج کیسا۔ ہاں اگر اس خوف سے کسی شرعی واجب سے رکاوٹ ہو تو دوبارہ پوچھئے۔

انکسار کی حالت

حال: کچھ دنوں سے (میری) طبیعت ایسی ہوگئی ہے کہ مجھے کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے مگر (اس سے) میری طبیعت میں پریشانی اور الجھن نہیں ہوتی ہے۔ اس سے پہلے (یہ حالت تھی کہ) ناک پر مکھی نہ بیٹھے۔ گرمی اور تیزی بے حد تھی۔ اس میں حضور کی دعا سے بہت کمی آگئی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

مدح وذم (برائی اور تعریف) کے اثر نہ ہونے کی ترکیب

سوال: حمد وذم (کسی کے تعریف اور برائی) کے بالکل اثر نہ ہونے یا کم ہونے کی کیا ترکیب ہے۔

جواب: تعریف اور برائی کرنے والے کو (اپنی) حقیقت سے بے خبر اور (اس کو اپنے) گمان پر چلنے والا سمجھا جائے۔ وہ تو صرف اپنی رائے کو ظاہر کر رہا ہے اور ان دونوں (تعریف اور برائی) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا اور آزمائش سمجھیں اس مجموعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوگی۔

خوش فہمی کا مطلب

سوال: ایک ضروری پوچھنے کی بات یہ ہے کہ (کتاب) قصد السبیل میں عام آدمی جو مشغول ہو اس کا دستور العمل لکھا گیا ہے کہ ''سو مرتبہ اللہ اکبر اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے'' اور وہ عام آدمی جو مشغول نہ ہو اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ''(اس کو) اشغال کی تعلیم بالکل نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس میں شوق اور استعداد ہو تو

تین ہزار سے چھ ہزار تک اسم ذات (اللہ) بغیر جہر اور ضرب کے (کرنے کے لئے) بتایا جائے۔

اس سے زیادہ (اس کے لئے) مناسب نہیں ہے لیکن اگر کوئی عام آدمی علماء کی صحبت کی وجہ سے علماء کی طرح اچھی سمجھ والا ہو گیا ہو تو وہ الگ ہے۔ (یہاں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ) اچھی سمجھ سے کیا مراد ہے۔ کیا (اس سے) مراد عجب اور نفسانی حیلوں سے محفوظ رہنے کی قوت ہے یا کیا ہے؟

جواب: (اچھی سمجھ کا) مطلب یہ ہے کہ اکثر ایسے اشغال سے کچھ واردات وثمرات پیش آتے ہیں۔ اس لئے وہ شخص ایسا ہو کہ ان واردات وثمرات کی وجہ سمجھانے سے سمجھ سکے۔ عجب وغیرہ سے محفوظ رہنا بھی اس کا ثمرہ ہے۔

خوف کے غلبہ کا علاج

حال: احوال یہ ہیں کہ میرا حال یکساں نہیں رہتا ہے۔ کبھی کیسا اور کبھی کیسا۔ کبھی تو ایمان کی فرحت وخوشی ہوتی ہے اور دل خوش خوش رہتا ہے۔ کبھی اپنے برے وجود کا خیال اور خاتمہ کا خوف غالب رہتا ہے۔ دل اندر ہی اندر کہتا ہے کہ دیکھئے میرا حال کیا ہوگا۔ ایسی حالت میں کمزوری ہو جاتی ہے اور کمزوری میں کچھ نہ کچھ بیماری ہو جاتی ہے۔ بیماری اور خوف دونوں ملی جلی ہوتی ہیں۔ نہ بیماری لگتی ہے اور نہ ہی خوف لگتا ہے۔

آج کل یہ حالت ہے کہ ایک مہینہ سے بیمار ہوں۔ پہلے دس پندرہ دن تو طبیعت پر خوف غالب رہا بعد میں موسمی بخار کی بیماری ہوگئی۔ خاتمہ کے خوف کی وجہ سے کوئی بات اچھی نہیں لگتی ہے۔ دل مایوس رہتا ہے اور طبیعت گھبراتی ہے۔ یہی خیال رہتا ہے کہ میں نے گناہ بہت کئے ہیں اور موت کا وقت قریب آتا جا رہا ہے معلوم نہیں میرا کیا حال ہوگا۔ صحت میں یہ خیال کم رہتا ہے اور بیماری میں زیادہ خوف ہوتا ہے۔ ظاہر میں کوئی بیماری بھی نہیں لگتی ہے (بلکہ) جسم میں کچھ نہ کچھ ہلکی تکلیف رہتی ہے۔

غرضیکہ طبیعت مایوس رہتی ہے اور دل گھبراتا ہے خصوصاً رات میں خوف زیادہ غالب رہتا ہے اور طبیعت بہت گھبراتی ہے، اس وقت کیا کیا کروں؟ ایسی حالت میں جو معمول وغیرہ ہیں وہ کبھی خوشی سے ادا نہیں ہوتے ہیں۔ مشکل سے پڑھا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں توبہ کرنے کو دل زیادہ چاہتا ہے اور صحت وخوشی کے وقت دل عبادت کرنے کو زیادہ چاہتا ہے۔ کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ دل میں بہت خوشی اور محبت ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ دل کچھ ہے ہی نہیں۔ صحت اور خیر کے ساتھ خاتمہ کی دعا کیجئے۔

تحقیق: (آپ نے) جو کچھ مجموعی حالت لکھی ہے کہ اس سب کا خلاصہ قبض وبسط ہے اور دونوں حالتیں بہت ہی بلند ہیں۔ دونوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا ہے اس لئے دونوں کو نعمت سمجھ کر شکر کرنا چاہئے۔ جب قبض کا

غلبہ ہو تو اس وقت ''اکسیر ہدایت'' ترجمہ کیمیائے سعادت یا ''ثلاثین'' ترجمہ اربعین میں سے ''کتاب الرجاء'' کا مضمون بار بار دیکھنا چاہئے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے

حال: (باقی) حضرت کی دعاؤں کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ بے کار کو بھی کام والا بنا دیں۔ حضرت! میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں میرے برابر کوئی گناہ گار نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہیں کیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ بس یہی محتاجگی اور عاجزی کامیابی کی کنجی ہے۔

دماغ کی کمزوری پریشانی کا سبب نہیں ہونی چاہئے

حال: خادم کی بہت ہی ادب سے یہ درخواست ہے کہ پورے ایک سال سے دماغ کی حالت معمول کی طرح ہے۔ دماغ کو تر کرنے والی دواؤں اور بادام کے شیرہ وغیرہ اکثر استعمال کیا مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ بلند آواز سے ذکر تو بالکل نہیں کر سکتا ہوں صرف زبانی ذکر کرتا ہوں۔ مغرب وعشاء کے درمیان تین ہزار مرتبہ اسم ذات کے ذکر کا معمول ہے اور تہجد کے بعد بارہ تسبیح کرتا ہوں یہ بھی زبانی کرتا ہوں بلند آواز سے) بالکل نہیں ہو سکتا ہے۔

کچھ دن سے تو ایسا ہوتا ہے کہ تین ہزر بھی مشکل سے ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی دماغ پر کیل رکھ کر دباتا ہے۔ حکیم صاحب سے حال عرض کیا تو انہوں نے بھی دماغ کے تر کرنے والی دوائیں استعمال کرائیں۔ جب کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تو میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا: میرا دماغ کبھی اچھا بھی ہوگا یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا: تمہاری ہمیشہ یہی حالت رہے گی۔ جب سے میں بہت ہی پریشان ہوں خدا جانے کیا سبب ہے۔

تحقیق: پریشانی کی کیا بات ہے۔ کیا کمزور دماغ والوں پر اللہ تعالیٰ کا راستہ بند ہے۔ اگر ایسا ہوتا (کہ مریض پر اللہ تعالیٰ کا راستہ بند ہوتا) تو مرض کے بارے شرعی احکام نہیں ہوتے۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) مریض تو صحیح کے مقابلے میں مقصود کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ احادیث میں صاف طور سے یہ بات ہے کہ اگر مرض کی وجہ سے فرض اعمال کے علاوہ دوسرے اعمال میں کچھ کمی رہ جاتی ہے تو بھی اجر پورا ملتا ہے۔ فرض اعمال میں بھی مریض کو بہت آسانی دی گئی ہے۔

حال: (اس بات پر) تعجب ہے کہ (ذکر کے وقت کے علاوہ) دوسرے وقت میں کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ مگر

ذکر کے وقت زیادہ محسوس ہوتا۔ اگر کمزوری وغیرہ سمجھی جائے تو (پھر) درد وغیرہ کی بھی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ تلاوت قرآن شریف کے وقت بھی بہت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے خادم بہت پریشان ہے۔

تحقیق: ایسا لگتا ہے کہ توجہ کو ایک طرف کرنے میں بوجھ ہوتا ہے۔ یکسوئی کے حاصل کرنے کے لئے زیادہ کوشش نہ کرکے اطلاع دی جائے کہ اس وقت کیا حال ہوتا ہے۔

حال: واللہ! دل تو یہ چاہتا ہے کہ اسم ذات پاک کا ذکر کرتے کرتے شام سے صبح کردوں مگر دماغ کام نہیں دیتا ہے۔ عجب کشمکش میں مبتلا ہوں۔ حضور اقدس! اللہ تعالیٰ کے واسطے اس بے کار کی مدد فرمائی جائے اور دل سے دعا فرمایئے تاکہ یہ بے کار حضور کی خاص توجہ اور دعا کی برکت سے اس درد (ودکھ) کے گڑھے نکل جائے۔

تحقیق: دعا سے کیا انکار مگر جو کرنے کے لئے کہا ہے وہ کر کے نتیجہ بتائیں۔

جذبہ کی حقیقت

سوال: جذبہ کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: کمائی اور مجاہدہ کے بغیر جو باطنی احوال حاصل ہو جاتے ہیں ان کو جذب کہتے ہیں اور اجتبا (چناؤ انتخاب) محبوبیت ومرادیت (یعنی پسندیدگی) بھی کہتے ہیں۔

کرامت کے بارے میں ایک تحقیق

مقدمہ

پہلا مسئلہ: کرامت کے بارے میں محققین کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ”کرامت اس بات کو کہتے ہیں جو کسی نبی علیہ السلام کی پوری طرح اتباع کرنے والے سے ظاہر ہو اور عادت کے قانون کے خلاف ہو۔ (یعنی عادت کے طور پر ایسا نہ ہوتا ہو) اگر وہ خود کو کسی نبی کا پیروکار نہیں کہتا ہو تو وہ بھی کرامت نہیں ہے جیسے جوگیوں، جادوگروں وغیرہ سے بھی ایسے باتیں پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح اگر وہ شخص (جس سے خلاف عادت بات پیش آئی ہے) نبی کی پیروی کا دعوی تو کرتا ہو مگر حقیقت میں پیروی نہیں کرتا ہو (یعنی زبان سے کہتا ہو اور عمل نہیں کرتا ہو) خواہ اصول (عقائد) میں خلاف کرتا ہو۔ جیسے بدعتی لوگ یا فروع (عمل) میں (خلاف کرتا ہو) جیسے فاسق فاجر (گناہگار آدمی) اس سے بھی اگر ایسی (خلافت عادت) بات پیش آگئی تو وہ بھی کرامت نہیں ہے بلکہ استدراج ہے۔ (غیر مسلم مسلمان گناہ گار سے خلاف عادت پیش آنے والی بات کو استدراج کہتے ہیں اور مسلمان نیک وپرہیزگار سے پیش آئے تو اس کو کرامت کہتے ہیں)۔

اس بات کے ایسے (گناہ گار وغیرہ) شخص سے پیش آ جانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور اس دھوکہ کی وجہ سے کبھی حق کو تلاش کرنے اور اس پر چلنے کی کوشش نہیں کرتا ہے نعوذ باللہ (اللہ کی پناہ) یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ اس لئے (خلاف عادت پیش آنے والی بات) کرامت اس وقت کہی جائے گی جب کہ مؤمن جو کہ سنت پر چلتا ہو اور پوری طرح متقی پرہیزگار ہو۔

اب ہمارے زمانے میں جس شخص سے کوئی عجیب کام ہو جائے تو اس کو غوث قطب سمجھتے ہیں خواہ اس کے عقائد اعمال و اخلاق کیسے ہی ہوں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بزرگوں نے صاف فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتا ہوا دیکھو تو اگر وہ شریعت (کے اعمال کا) پابند نہ ہو تو اس کو بالکل بے کار (یعنی کچھ نہ) سمجھو۔

دوسرا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ کرامت کے لئے ولی کو اس (کرامت) کا علم ہونا بھی ضروری نہیں ہے اور نہ ہی کرامت کے بارے میں ولی کے ارادے کا ہونا ضروری ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے (اس کرامت کا) ارادہ نہیں ہوتا ہے۔ (اور کبھی علم نہیں ہوتا ہے) اور کبھی (علم و ارادہ) دونوں باتیں ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے کرامت کی تین قسمیں ہیں۔ (جو ذیل میں ہیں)

① ایک قسم وہ ہے کہ جس میں علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے نیل کا جاری ہونا۔

② دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں علم ہو اور ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل کا آ جانا۔

③ تیسری قسم وہ ہے جس میں نہ علم ہو اور نہ ارادہ ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور (اس) کھانے کا دوگنا اور تین گنا ہو جانا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود تعجب ہوا۔ جس سے پہلے سے ان کے علم و ارادے کا اس کے بارے میں نہ ہونا معلوم ہوا۔

اوپر جو تین قسمیں بیان کیں ان کے علاوہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے جو کہ حقیقت کے خلاف ہے کہ جس میں ارادہ ہو اور علم نہ ہو (اور یہ حقیقت کے خلاف) اس لئے (ہے) کہ بغیر علم کے ارادہ ممکن نہیں ہے۔

(ان تینوں میں) تصرف اور ہمت کا لفظ صرف پہلی قسم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہتے ہیں لیکن (ان کو) برکت و کرامت کہتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ: یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ایک اور لحاظ سے کرامت کی دو قسمیں ہیں۔ ① حسی ② معنوی۔

(حسی جو ظاہری طور پر محسوس کی جا سکے معنوی وہ جو حقیقت میں ہو اور ظاہر نہ ہو جیسے باطنی) اکثر عوام (عام) لوگ حسی کو جانتے ہیں اور اسی کو کمال سمجھتے ہیں جیسے (کسی کے) دل میں جو کچھ ہے اس کو جان لینا، پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا وغیرہ۔ خواص (خاص لوگوں) کے ہاں بڑا کمال معنوی کرامت ہے یعنی شریعت پر جما رہنا، اچھے اخلاق کا عادی ہونا، نیکی کا پابند ہونا اور ان کاموں کا بے تکلف (بغیر تکلیف) کے اس سے ہونا، حسد و کینہ اور دوسری بری صفات سے دل کا پاک رہنا اور کوئی سانس غفلت میں نہ گزرنا وغیرہ کرامت ہے۔ جس میں استدراج کا شبہ نہیں ہے۔

پہلی قسم (یعنی حسی) میں یہ (استدراج کا) شبہ موجود ہے۔ اسی لئے کاملین کرامت کے ظاہر ہونے کے وقت بہت ڈرتے ہیں۔ کہ یہ استدراج نہ ہو یا خدا نہ کرے اس (کے ہونے) سے عجب نہ پیدا ہو جائے یا اس کی وجہ سے عوام میں شہرت اور امتیاز پیدا ہو کر (یہ کرامت) ہلاکت کا سبب نہ ہو بلکہ بعض اولیاء نے مرتے وقت (اس بات کی) تمنا کی ہے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی کرامت ظاہر نہ ہوتی تا کہ اس کا بدلہ اور ثواب بھی آخرت میں ملتا کیونکہ یہ بات ضروری ہے کہ دنیا میں کسی کو کسی نعمت میں کمی رہے گی تو اس کا بدلہ آخرت میں عطا ہوگا۔

چوتھا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ علما نے کرامت کی قوت ایک خاص حد تک معین کی ہے۔ جو باتیں بہت ہی بڑی ہیں جیسے بغیر باپ کے اولاد کا پیدا ہونا یا کسی جماد (پتھر بے جان چیز) کا حیوان بن جانا یا فرشتوں کا باتیں کرنا ایسی بڑی باتوں کا ہونا کرامت سے ناممکن ہے۔ (مگر) محققین کے نزدیک کوئی حد نہیں ہے کیونکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے کرامت و (اللہ تعالیٰ سے) قرب ومقبولیت کو ظاہر کرنے کے لئے صرف اس ولی کے ہاتھ سے اس کرامت کا ظہور ہو گیا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں ہے تو پھر کرامت کیسے محدود رہ سکتی ہے۔

اگر کرامت کا معجزہ کے برابر ہونے کا شبہ ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحب کرامت (کرامت والا) جب خود کہتا ہے کہ میں نبی کا غلام ہوں تو جو کچھ بھی اس سے پیش آئے نبی کے تابع ہو کر ہے مستقل (علیحدہ) نہیں ہے کہ اس شبہ کی گنجائش ہو۔ ہاں جس عادت کے خلاف چیز کے بارے میں نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا ہونا ناممکن ہے تو وہ کرامت کے طور پر نہیں ہو سکتا ہے جیسے قرآن مجید جیسا کوئی کلام لانا۔

پانچواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ”اپنی کرامت کو چھپانا واجب ہے مگر جہاں ظاہر کرنے کی ضرورت ہو (جیسے) غیب سے اجازت ہو یا (کرامت کی) حالت اتنی غالب ہو کہ اس میں ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے یا کسی حق کے طالب و مرید کے یقین کو مضبوط کرنا مقصود ہو وہاں ظاہر کرنا جائز

ہے۔

چھٹا مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ بعض اولیائے کاملین کا مقام (درجہ) عبودیت اور رضا کے غلبہ کا ہوتا ہے اس لئے وہ کسی چیز میں تصرف نہیں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی کرامتیں معلوم ہی نہیں ہوتی ہیں۔ کچھ اولیائے کاملین کو تصرف کی قوت عطا ہی نہیں ہوتی ہے تسلیم تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا پایا جانا یا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے۔

ساتواں مسئلہ: یہ بھی جاننا چاہئے کہ بعض اولیاء سے انتقال کے بعد بھی تصرفات اور عادت کے خلاف باتیں ہوتی ہیں اور یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہے (یعنی ہر زمانے میں اتنی کثرت سے لوگوں میں مشہور ہوا کہ ان کو جھوٹا نہیں سکتے ہیں اس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے)۔

آٹھواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ کرامت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ طبعی اسباب کی وجہ سے نہ ہو خواہ وہ اسباب جلی (بڑے اور ظاہری) ہوں یا خفی (چھوٹے اور چھپے ہوئے) ہوں۔ اس جگہ لوگوں کو دو غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ تو صرف عجیب باتوں کو ہی کرامت سمجھتے ہیں اور عامل (جس سے یہ بات ہوتی ہے اس) کے کمال کے معتقد ہو جاتے ہیں۔ آج کل اس قسم کے بہت قصے ہو رہے ہیں۔

کہ اس میں بعض آثار تو صرف خیالی ہیں اور بعض کے حقیقی بھی ہوں تو بھی (وہ) طبعی خفی اسباب سے جڑے ہوئے ہیں۔ کرامت ان سب خرافات (بے ہودہ اور بے کار باتوں) سے پاک ہے۔

بعض کرامات کو بھی طبعی قوت سمجھ کر سب کو ایک لکڑی سے ہانکتے ہیں۔ طالب حق اور صاحب بصیرت کو قوی قرائن (اندازہ مناسبت) اور انصاف کی نظر سے (دونوں میں) فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ اس فعل میں قوی طبیعہ (طبعی قوتوں) کو دخل ہے یا قوت قدسیہ کا دخل ہے یا کسی کا بھی دخل نہیں ہے بلکہ غیب کی طرف سے ہے۔

نواں مسئلہ: یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جس فعل کو ظاہری قوی (قوتوں) سے کرنا منع ہے (وہ کرامت کے طور پر بھی کرنا ہے) جیسے کسی بے گناہ کو قتل کرنا یا کسی دل پر زور ڈال کر اس سے کچھ روپیہ لے لینا یا کسی کا چھپا ہوا راز معلوم کرنا یا جان بوجھ کر کرنا محرم کی طرف توجہ کرنا۔ بعض لوگ صرف عادت کے خلاف چیز کے ہونے کو ہی ولایت کا حصہ سمجھتے ہیں اور ان سارے تصرفات کو جلال اور کرامت میں داخل سمجھتے ہیں۔

دسواں مسئلہ: اسی طرح یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ولی سے اگر کبھی کوئی ناجائز بات ہو جائے اور وہ اس کو بار بار نہ کرے اور جب کوئی اس کی غلطی کو بتا دے تو توبہ کر لے یا کسی اختلافی مسئلہ میں غلط صورت کو اختیار کر لے تو یہ باتیں اس کی ولایت کے خلاف نہیں ہیں۔

یہ کل دس مسئلے تھے جو اس باب کے بارے میں ضروری تھے۔

قبض کی بعض اقسام کا علاج

سُؤال: (حضرت!) اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ سمع خرشی (کان کھانے، دماغ چاٹنے) کے بارے میں معاف فرمایا جاؤں گا جس کا پورا یقین ہے۔ حضرت! اب تو بہت ہی بری حالت ہے۔ وظیفہ وغیرہ سب چھوٹا ہوا ہے۔ اگر زبردستی تسبیح لے کر بیٹھتا ہوں تو جی گھبراتا ہے، تسبیح گننے کی قید سے جی الجھتا ہے تو خاموش بیٹھ جاتا ہوں۔ ہاں اس میں (یعنی کے بیٹھنے کے وقت) بھی کچھ دیر تک نیند کہوں یا کیا کہوں (اپنے بارے میں) خبر نہیں رہتی ہے کہ (میں) کہاں ہوں اور کیا ہوں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ شغل اشغال کیونکہ دل الجھتا ہے اس لئے بالکل بند ہیں لیکن اس کا نہ ہونا میری جان کو تکلیف دینے والا بنا ہوا ہے۔

ایک بات یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کیونکہ خدا جانے میں کچھ سمجھتا ہوں اور کچھ اور ہو۔ وہ بات یہ ہے کہ اکثر اوقات اور کبھی کبھی ہر کام میں اور کبھی کبھی نہیں بھی اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رہتا ہے۔ اگر اس وقت کچھ تسکین ہے تو اس لئے ہے کہ اگرچہ زبانی یا ارادہ سے تسبیح سے ذکر نہیں کرتا ہوں۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ کبھی اپنے اللہ کا دھیان تو آ جاتا ہے۔

اس حالت سے پہلے جو سوز و گداز (جلن اور نرمی کا حال) رہتا تھا وہ اب نہیں ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ کون سی حالت ہے اور اس کا کیا علاج کیا جائے۔ کل رسالہ تعلیم الدین کا صفحہ نمبر ۹۶ پڑھ رہا تھا کہ ایک جگہ جہاں حضور نے سالک کی لغزشات (غلطیاں) ذکر فرمائی ہیں (یہ) نظر سے گزرا کہ۔

لیکن الحمد للہ دشمنی نہیں پائی جاتی ہے اب فرمایئے کیا ہوا اور کیا کروں؟

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر عبادت میں کوتاہی کرتا ہے تو راجح (کامیاب) ہو جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ میں کس ذیل (گروہ) میں ہوں۔ اللہ کے لئے جلد جواب دیجئے گا اور علاج فرمائیے گا کیونکہ اوپر جو عبادت ذکر کی گئی ہے اس کو دیکھ کر میرا دل بے چین ہو گیا ہے اور ایسی گھبراہٹ و پریشانی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو کیا بیان کروں دل ہی جانتا ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بات خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہوگی۔ اللہ کے لئے صاف صاف جواب تحریر فرمائیے گا ہرچہ باد۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

اس سے پہلے اتنی تسبیح پڑھتا تھا کہ نماز و نوافل کے علاوہ روزانہ تیس تیس ہزار تسبیح پڑھتا تھا۔ اب میری

قسمت کے یہ حالت ہوئی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ پہلے ابتدا میں جو جوش وخروش تھا وہ اب ایک معمولی حالت ہوگئی ہے۔ کوئی نئی حالت محسوس نہیں ہوتی ہے بلکہ پہلے سے بہت کمی لگتی ہے۔ میرے خیال سے پہلے کی ترقی کے مقابلے میں کمی لگتی ہے۔ اب آپ تحریر فرمایئے کہ (یہ) کیا ہے؟ خدانخواستہ جو تعلیم الدین کی عبارت میں ہے جس کو اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ حالت تو نہیں ہے؟

مختصر طور پر عرض یہ ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ لگتا ہے کہ فکر کچھ ضرور ہے کیونکہ دل میں کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد ضرور رہتی ہے، معلوم نہیں اشغال ومعمولات میں یہ کمی کیوں ہوگئی ہے۔ براہ کرم مجھے بتایئے۔

کبھی اپنی تصویر مجسم (سراپا، جسم والی) اپنے سامنے بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے۔ کتنا ہی آنکھ بند رہتی ہے۔ کبھی کبھی تو جو چیز روشن ہو آسمان کے رنگ کی طرح ہو وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھنے کے باوجود بھی نظر آتی ہے۔ جیسے ایک تجربہ یہ ہوا کہ ایک دن اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ دروازے کے سامنے ایک چھجہ تھا اس پر کچھ حصہ مکان کے اندر سے کھلا ہوا تھا جہاں سے آسمان نظر آتا تھا۔ آنکھ بند کرکے جو دیکھا تو وہی نقشہ نظر آیا پھر دوبارہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھا بالکل وہی نظر آیا۔ فقط

جواب: شفقم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصہ ہے۔ عبادت کے مختلف طریقے ہیں فکر بھی عبادت ہے، بغیر قید کے ذکر بھی عبادت ہے، اپنے کو ذلیل وخوار کم اور ناقص سمجھنا بھی عبادت ہے۔ غرض مقصود ہر حال میں حاصل ہے۔ ہاں بری حالتیں دو ہیں ایک گناہ دوسرے غفلت وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں ہے۔ (باقی) رہا غلبہ اور شوق یہ عارضی حالات ہیں سالک کے لئے ان کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ نہ ہی کیفیت بالکل اسی طرح ہمیشہ رہ سکتی ہے۔

آپ کو جن حجابات (پردوں) کا شبہ ہوگیا ہے وہ صرف وہم ہے اور کچھ نہیں ہے آپ بغیر دلیل کے صرف (میری) تقلید (پیروی) سے میری تحریر پر مطمئن رہئے اور اپنے کام میں آسانی اور خوشی کے ساتھ لگے رہئے۔ پریشانی سے یقینی طور پر دل کمزور ہوجاتا ہے جس سے نقصان ہونے کا شبہ ہے۔

غرض نہ آپ مریض ہیں اور نہ ہی علاج کے محتاج ہیں لیکن فن کے نہ جاننے کی وجہ سے صحت کی خبر نہیں ہے تو یہ بھی کوئی نقصان دہ بات نہیں ہے۔ اس میں جو تحریر فرمایا ہے کہ (یہ جواب اس عبارت کا ہے جس میں سائل نے لکھا تھا کہ ''آسمان کا رنگ وغیرہ کا) وہ خیالی قوت کا تصرف ہے۔ اکثر مشترک حس (دماغ میں خیال کا خزانہ جہاں کہیں دیکھی ہوئی صورتیں جمع ہوتی ہیں) میں جو چیز نظر آتی ہے اس کا رنگ اور انوار رہ جاتے ہیں جو

آنکھ بند کرنے پر بھی نظر آتے ہیں۔ نہ یہ (کوئی) اچھی بات ہے نہ بری بات ہے اس لئے شک نہ فرمائیں۔

دل کی سوزش (جلن) اور وحشت کی بعض اقسام کا علاج

سوال: یہاں ایک حافظ صاحب ہیں جو نعل بنانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ درویش دوست اور ذاکر شاغل آدمی ہیں۔ کل انہوں نے بندہ سے اپنے کچھ حالات کہے اور اصلاح چاہی۔ بندے نے عذر کر دیا کہ میں خود طفل مکتب (مدرسہ کا بچہ) ہوں (میرا) اصلاح و علاج سے کیا تعلق۔ حضور کا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ تو ہی ایک خط لکھ دے۔

(ان کا) حال یہ ہے کہ یہ صاحب ایک پنجابی درویش صاحب جن کا نام خاموش صاحب تھا کسی وقت ان کے پاس گئے تھے۔ یہ صاحب طبیعت سے بہت ہی غبی (کند ذہن) ہیں لیکن قرآن شریف کے حفظ کرنے کا بہت شوق تھا۔ درویش صاحب نے دعا کی جس سے امید کے خلاف (ان کو) اسی سال قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ تب یہ ان ہی (درویش صاحب) کی صحبت میں چند دن رہے۔ بیعت تو نہیں ہوئے مگر کچھ سیکھ لیا۔

جب سے ان کی یہ حالت ہے کہ تھوڑا سا زندگی کے گزارنے کے برابر نعل بنانے کا کام کر لیا جب اتنا مل گیا تو نعل لگانے سے بھی انکار کر دینا۔ ان کے بیوی بچے مر گئے مگر ان کو بالکل پرواہ نہیں۔ نعل بناتے ہیں اور جماعت قضا نہیں ہونے دیتے ہیں۔ اگر کوئی اہل اللہ مل جاتا ہے تو نعل کے کام کی بھی پرواہ نہیں (ہوتی ہے) قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔

کچھ دن ہوئے ایک فقیر صاحب ہنور میں آئے تھے۔ ظاہری طور پر شریعت کے پابند تھے۔ ان کی طرف بہت لوگ رجوع ہوئے۔ کچھ لوگوں نے ان کو بھی کہا کہ مل لو۔ انہوں نے پہلے تو انکار کیا مگر لوگوں کے اصرار پر چلے گئے۔ فقیر صاحب نے ان کو پاس بلا کر کہا: آنکھیں بند کرو اور زبان کو تالو سے لگا کر خیال کرو کہ سانس میں کیا آواز محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے اسی طرح کیا معلوم ہوا کہ اوپر نیچے دونوں سانسوں میں اللہ اللہ نکلتا ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا: اسی طرح روزانہ کیا کرو۔

انہوں نے اسی طرح کچھ دن کیا۔ اب وہ کہتے ہیں: میرے سینے میں جلن ہے اور دل میں اتنی وحشت ہو گئی ہے کہ کسی کام میں دل نہیں لگتا ہے یہاں تک کہ نماز اور تلاوت میں بھی دل گھبراتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ نماز چھوڑ دوں۔ احقر نے کتنا ہی عذر کیا مگر انہوں نے کہا: ضرور کچھ بتا دو۔ اب حضور کوئی علاج بتا دیں۔

جواب: ان صاحب سے کہہ دیجئے کہ گھبرائیں نہیں۔ اگر وہ ذکر اب بھی کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ اس کو

بالکل چھوڑ دیں اور اس کی جگہ (جتنا وقت ذکر میں لگتا تھا) اتنا وقت قرآن کی تلاوت یا درود شریف پڑھنے میں لگائیں اور چلتے پھرتے بھی درود شریف پڑھتے رہیں۔ ہر نماز کے بعد اور رمضان شریف میں صرف مغرب عشاء اور سحری کھانے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پانی پر دم کر کے پئیں۔ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل پر چاند کا تصور کریں (کہ دل پر چاند بنا ہوا ہے) اور روزانہ تازہ یا گرم پانی جو مزاج کے موافق ہو اس سے غسل کریں۔ تین چار دن بعد حالات بتائیں۔ انشاء اللہ بالکل سکون ہو جائے گا۔

آئندہ اس کا خیال رکھیں کہ ہر شخص کی تعلیم پر خصوصاً سیاحوں کی (تعلیم) پر بالکل عمل نہ کریں۔ کسی محقق شیخ کو اپنا عروہ وثقی (مضبوط سہارا) بنالیں۔ والسلام

حد سے زیادہ صدمہ کا علاج

سوال: میرے مولانا مرشدنا! السلام علیکم۔ مجھے اس وقت ایک بہت بڑا صدمہ ہوا ہے۔ جس کے بھاری بوجھ کو میرا دل برداشت نہیں کر رہا ہے۔ میرا لڑکا جگر گوشہ ۱۹ سال کی عمر میں اس نے اپنی ذاتی قابلیت سے انٹر بھی پاس کر لیا تھا (اور) اب اس کے پھل پھول کا زمانہ آیا تھا کہ یکدم ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ کیونکہ وہ میرا ایک ہی لڑکا تھا اس لئے دنیا میں میرا قصہ ہی ختم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آپ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے لئے صبر کی دعا فرمائیں ورنہ مجھے وحشت ہو رہی ہے یا کچھ پڑھنے کو بتائیے گے۔ فقط

جواب: مجمع اخلاق و الطاف دام لطفہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! (آپ کے) صاحبزادے کے انتقال سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آپ ''کیمیائے سعادت'' یا اس کے ترجمہ ''اکسیر ہدایت'' کا باب الصبر بار بار مطالعہ کیجئے اور اٹھتے بیٹھتے لاحول کثرت سے پڑھئے۔ جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو کثرت سے اس کی صورت کا تصور کیجئے ان شاء اللہ سکون ہو جائے گا۔ میں بھی خیر کی دعا کرتا ہوں۔

آپ کو کیونکہ میرے ساتھ دینی تعلق ہے جس کی وجہ سے خیر خواہی میں تکلف کی اجازت نہیں ہے (کہ میں کچھ کہنے میں تکلف کروں) اس لئے یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ (آپ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ) صاحبزادے کے انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ (جو) آپ نے افسوس کی وجہ میں طبعی تقاضے سے آگے بڑھ کے اس کی عقلی وجہ یہ لکھی کہ ''انٹرینس پاس کر لیا تھا اور اب اس کے پھل پھول کا زمانہ آیا تھا۔ دنیا

میں اب میرا قصہ ختم ہوگیا'' اس سے تو معلوم ہوا کہ زیادہ افسوس کی وجہ دنیا کے مزے فوت ہو جانا ہے تو یہ ایسا ہوا کہ بڑا مقصود دنیا ہے۔ طالب حق کی زبان اور اس کے قلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا ہے جیسا کہ موحد (توحید پرست) کی زبان سے شرک کے کلمات کا نکلنا ہے۔ اس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ دل ایسا کیوں ہے جس کی یہ آرزو ہے۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔

حَال: مرحومین کے انتقال کا صدمہ اور ان کی یاد بہت کوشش کے باوجود کم نہیں ہوتی ہے۔ تنہائی کے اوقات اور نماز تلاوت یا بے کار وقت میں بہت زیادہ یاد آ کر اکثر دل پر غالب ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بات آہ واہ کے علاوہ آنسوؤں تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ اتنا شغف (بے انتہا محبت) یا محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) شرعی طور پر پکڑ کے قابل نہ ہو۔

تَحْقِیق: نہیں! طبعی بات پکڑ کے قابل نہیں ہے۔

حَال: یادِ الٰہی کے اوقات میں بھی اس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

تَحْقِیق: معذوری ہے۔ (جو پکڑ کے قابل نہیں ہے)

حَال: اس خیال اور یاد کے دور ہونے کے لئے کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ لاحول یا درود شریف پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ مجھے اس صدمہ سے نجات دیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی آ جاتا ہے کہ مرحومین کو بھلانے کی کوشش کہیں مروت کے خلاف نہ ہو۔ حقیقت بیان فرمایئے۔

تَحْقِیق: مروت کے خلاف وہ بھلانا ہے کہ جو یاد ان کے لئے مفید ہو اس کو بھلایا جائے اور ظاہر ہے کہ اس یاد سے ان کو کیا فائدہ ہے؟ اور آپ کو نقصان ہے اس لئے (اس یاد کو) بھلانے کی کوشش ضروری ہے۔ ہاں ان کو ایصالِ ثواب وغیرہ اس کو نہ چھوڑا جائے (اور) یہ وہ بھلانا ہے جو مروت کے خلاف ہے۔

عجیب مضامین اور ارادہ کو برداشت کرنا

حَال: (یہ بھی کہ) اکثر فارغ اوقات میں اور کبھی ذکر کے درمیان سلوک اصلاح واخلاق کے مضامین ذہن میں آتے ہیں۔ کبھی خدا کی رحمت وقرب کے بارے میں اور کبھی اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہمارے افعال کو اور وہ علیم بذات الصدور (دلوں کے رازوں کو جاننے والے) اور سمیع اور علیم (سننے اور جاننے والے) ہیں۔ پھر ایسے مضامین کا سلسلہ خیال میں دیر تک رہ جاتا ہے پھر اس کے غلبہ کی چاہت ان کو روکنے کی

ہوتی ہے۔

فارغ اوقات میں تو اس وجہ سے کبھی ذکر کے اوقات میں تاخیر ہو جاتی ہے تو ذکر کے وقت ہونے پر دل پر بوجھ ہوتا ہے اور ذکر کے دوران بھی ذکر کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے تو اس وقت کیا کروں؟ کیا مضامین کی طرف سے خیال ہٹالوں یا نہیں؟ ان مضامین کے خیال کو روکنے میں لذت اور خوشی ہوتی ہے۔ یہ سوچ کر کہ یہ میرے لئے سلوک میں مددگار ہوں گے کبھی کبھی ان کے مطالعہ سے ہمت ہوئی پھر یہ خیال بھی آتا ہے کہ کہیں یہ (مضامین) اصل مقصود سے رکاوٹیں نہ ہوں اس کے بارے میں میری اصلاح کی جائے۔

تحقیق: کوئی عجیب بات ہو تو روک لیا کیجئے۔

میت کی حالت کے بارے میں غم کا علاج

حال: (مجھے) یہ خیال ہر وقت پریشان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معلوم نہیں میری والدہ صاحبہ کا معاملہ کیا رہا۔ مغفرت ہوگئی یا نہیں ہوئی۔ دل کو بہت سمجھاتا ہوں، بہلاتا ہوں مگر دل و دماغ سے یہ بات بنتی نہیں ہے۔ دل کے لئے اس خط کا جواب اور جو علاج مناسب ہو جلد تحریر فرمائیں۔

تحقیق: مغفرت کے لئے ایصال ثواب کیجئے۔ ثواب پہنچانے سے کیونکہ مغفرت ہو جاتی ہے اس سے امید ہو جائے گی پھر غم ختم ہو جائے گا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

شوق کی کیفیت

حال: حضرت جی! آج صبح سے طبیعت میں اتنا جوش ہو رہا ہے کہ ایک جان کیا لاکھ جان اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے قربان ہیں۔ (حضرت!) یہ کون سی حالت ہے۔

تحقیق: اس کیفیت کا نام شوق ہے۔

سالک کو خاص وارد پیش آنے پر اس کا اتباع کرنا

حال: مسجد میں نفل پڑھ رہا تھا کہ اپنی نالائقی اور حضور کی شفقت کا ایسا خیال آیا کہ رونا شروع ہوگیا۔ سلام کے بعد تو ایسا ہوا کہ قریب تھا کہ آواز پیدا ہو۔ ایک صاحب تشریف لے آئے۔ رونا فوراً ختم ہوگیا کچھ آنسو باقی رہے۔ حضور! اپنی بے وقوفی پر جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر جی بھر کر رونا بھی نہیں آتا ہے۔

تحقیق: پھر کیا حرج ہے بلکہ اس میں زیادہ نفع ہے۔

حَال: نماز کبھی تو ایسی گزر جاتی ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی ہے اور کبھی جب خیال آتا ہے تو بہت لطف آتا ہے کہ لفظ لفظ پر لگتا ہے کہ مناجات (دعائیں) کر رہا ہوں خصوصاً ایسی حالت میں سجدہ تو لمبا ہو جاتا ہے۔ اب میں کیا کروں؟

تحقیق: پھر لمبا ہونے میں حرج ہی کیا ہے۔

حَال: حضور جس وقت اسم ذات کی تعداد پورے ہونے کے قریب ہوتی ہے تو لطف زیادہ پیدا ہوتا ہے اور پوری ہونے پر افسوس ہوتا ہے ایسے وقت میں کچھ (اور) پڑھ لیا کروں یا نہیں؟

تحقیق: ضرور برداشت کے مطابق (پڑھ لیا کریں)

حَال: آج جس وقت ڈھائی ہزار کے قریب پہنچا تو ایسا لطف پیدا ہوا کہ گردن خوب ہلنے لگی اگرچہ اختیاری چیز تھی اور ایسا خیال آیا کہ پیارے (نے) میری زبان کو اپنے پیارے نام کی توفیق اور قوت دے کر (خود) کھلا کھلا کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تعداد تقریباً دو تین سو یا کچھ زیادہ ہوگئی۔ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: یہی کرنا چاہئے۔

فنا کے آثار

حَال: (حضرت!) میرے لئے دعا فرماتے رہیں کہ مجھے گناہوں سے بچنے کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں استقامت پیدا ہو جائے۔ حضرت! میری حالت بہت ہی گندی لگتی ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا تابعدار بندہ بن جاؤں۔ میرا ایک ایک عضو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جائے۔

* * *

تحقیق: حضرت! کچھ دنوں سے میری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی ضد (اس کے خلاف بات) دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکن ہے کسی کو یہ خیال ہو۔ اس وجہ سے اپنا اصلی مقصود بتا نہیں سکا۔ اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو میں روزانہ تحریر کروں گا اگرچہ طبیعت اس وقت بھی نہیں چاہتی ہے یعنی انشراح و شگفتگی (طبیعت کا کھلنا اور خوش ہونا) نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی تنگی اور رکاوٹ ہے جس کی وجہ وہی اوپر والا سبب ہے۔ کبھی یہ وہم آتا ہے کہ حضرت کو کیا اطلاع دوں پھر کوئی بڑی بات ہوئی تو عرض کرنا حالانکہ نہ بتانے میں نقصان ہے جس کا احساس بھی ساتھ ہی ہو جاتا اور نہ بتانے کی وجہ سے حضرت سے ایک قسم کا حجاب بھی ہو جاتا ہے جو محرومی اور بدنصیبی کی علامت ہے۔

مجھے حضرت سے اتنی شرم آتی ہے کہ جب حضرت کہیں باہر سے تشریف لاتے ہیں تو میں فوراً سامنے نہیں

آ سکتا ہوں بلکہ سامنے ہوتا ہوں تو چھپ جاتا ہوں۔ یہ کیسی حالت ہے۔ مجھے یہ حالت مجھے اکثر پیش آتی ہے ذکر کرتے کرتے طبیعت کبھی لیٹنے کو چاہتی ہے اگر نہ لیٹنا چاہوں تو ایسا نہیں کر سکتا ہوں بلکہ ضرور لیٹنا پڑتا ہے۔ جب لیٹ جاتا ہوں تو تمام رگیں کھنچنے لگتی ہیں اور بالکل یقین ہو جاتا ہے کہ اب روح فناح ہو رہی ہے۔ بس اب زندگی کے دن پورے ہو چکے اس حالت میں تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر حضرت کا کرم واحسان ہر حال میں ساتھ رہتا ہے۔

حضرت کا تصور اکثر رہتا ہے۔ ایسا بہت کم وقت گزرتا ہوگا جس میں حضرت کا خیال وتصور نہ رہتا ہو۔ دل ہر وقت بغیر ارادے کے ذکر کرتا رہتا ہے۔ سونے کے بعد بھی جب دل کی طرف خیال جاتا ہے تو دل کو ذکر کرتا ہوا پاتا ہوں۔ روح کے فنا کی حالت تو ہمیشہ رہتی ہے۔ اس حالت میں اور نزع کی حالت میں کوئی فرق نہیں لگتا ہے۔ حضرت! یہ تو بہت سخت حالت ہوتی ہے۔ اس میں دنیا داروں کو بہت سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہوگی۔ مجھے تو اس وجہ سے اس کی پریشانی اور تکلیف نہیں ہوتی ہے کہ (میری) اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی ہے بلکہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کی بھی خبر نہیں رہتی ہے۔

(بس) حضور کا تصور ہوتا ہے جو ایک نورانی جسم (کی شکل میں) نظر آتا ہے۔ حق سبحانہ کی دلیل وعظمت کے مشاہدہ (دیکھنے) سے بہت ہیبت لگتی ہے اور اس وقت میں کبھی تو یہ چاہت ہوتی ہے کہ بس اب اسی حالت میں رہوں۔ انوار کا غلبہ اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ باقی (دوسری) چیزیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اسی حالت میں کبھی تو یہ چاہت ہوتی ہے کہ ابھی اس حالت سے افاقہ ہو جائے اور دنیا میں رہ کر خوب عبادت کروں اور ذکر سے پیٹ بھروں۔ اس وقت جو تمنا اور خواہش ہوتی ہے تو (وہ) صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر کی (خواہش ہوتی ہے) بس (اس وقت) کہتا ہوں کہ اس حالت سے اچھا ہوکر دنیا میں رہ کر اتنا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں گا کہ کچھ کھانے پینے کی یا کسی سے بولنے بات کرنے کی بھی یاد نہ رہے گی۔ بس صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مست رہوں گا۔

اس میں جو خوشی اور حاصل ہوتی ہے (وہ) بیان تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی ہے کبھی اس حالت میں حضور رسول مقبول ﷺ کا خیال آتا ہے پھر تو کبھی اس حالت سے کو طبیعت چاہتی ہی نہیں ہے۔ بس پھر تو طبیعت یہ چاہتی ہے کہ حضور کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ یہ جو فنا کی حالت ہوتی ہے کیا اس کا ہمیشہ ہونا ضروری ہے۔

تحقیق: نہیں! (اس حالت کا ہمیشہ ہونا ضروری نہیں ہے)۔

حال: یا کبھی ہوتی ہے (اور اس کا) ہمیشہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

تحقیق: ہاں! یہی بات ہے۔

حال: کبھی ذکر کی حالت میں حضرت حق کے جلال وعظمت کا مشاہدہ ہوتا ہے تو اپنے سے زیادہ ذلیل وخوار کسی کو نہیں پاتا ہوں۔ اپنی ذلت وخواری میں جتنی زیادتی کرتا ہوں اپنا حال اتنا ہی مضبوط پاتا ہوں۔ اس حالت میں بھی حضرت کو اپنے قریب پاتا ہوں اور حضرت کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتا ہوں۔ محبت اتنی بڑھتی ہے کہ اس وقت یہ حال ہوتا ہے کہ حضور کی جوتی ہو اور میرا سر ہو۔ ہر ہر گلی میں ہر ہر دروازے پر جوتی پڑتی جائے اور حضرت کے نام سے یہ آواز لگائی جائے کہ یہ (ان کا) چھوٹا سا نالائق گناہ گار خادم ہے جوتیوں سے اس کی اصلاح کی جارہی ہے اور اس کا حال مضبوط کیا جاتا ہے۔ جس کو میں ہی خوب جانتا ہوں کسی کو کیا معلوم ہے۔

کبھی کبھی حضور ﷺ کا تصور جمعہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد آتا ہے۔ حضور کی شفقت اور اپنی نالائقی پر نظر ہو کر ایک محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے جو بے قرار کر دیتا ہے کہ میں چیخ مار کر رونے لگتا ہوں۔ اس حالت سے مجھے کبھی بھی برداشت نہیں ہو سکا۔ کتنا ہی برداشت کرنا چاہتا ہوں مگر برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ حالت یہاں (حضرت کے پاس) اور کانپور میں بھی ہوتی ہے۔

کبھی (تو ایسا ہوا کہ) کتے بھی میری طرف بھونکتے ہوئے دوڑے اور ان کی آواز سن کر لوگ گھروں سے نکل آئے مگر وہ لوگ ایسے تھے جو مجھے جانتے نہیں تھے۔ اس حالت میں میری طبیعت یہ ہو جاتی ہے کہ تمام کپڑے پھاڑ کر ابھی جنگل چلا جاؤں۔ کبھی تو گریبان تک ہاتھ بھی گیا مگر حق تعالیٰ نے میری رکنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت! حضور ﷺ کے تصور میں تو یہ حالت نہیں ہونی چاہئے۔ عقل کے لحاظ سے اس حالت میں شریعت کا اتباع نظر کے سامنے ہونا چاہئے مگر اس کا خیال بھی نہیں آتا ہے۔ اتنا بے چین اور بے تاب ہو جاتا ہوں کہ بس یہی چاہت ہوتی ہے کہ جنگل میں مارا مارا پھروں دوسری باتیں اس وقت نظر سے ہٹ جاتی ہیں۔ یہ حالت کیسی ہے؟

تحقیق: جو حالت غیر اختیاری ہو وہ سب سے اچھی ہے۔

حال: اگر تنہائی اختیار کرتا ہوں ایسی تنہائی کہ کسی سے زیادہ نہ ملوں بلکہ تنہائی میں زیادہ رہوں تو پھر طبیعت لوگوں سے بات کرنے کو نہیں چاہتی ہے اور نہ پڑھنے کو چاہتی ہے بلکہ طبیعت یہ چاہتی ہے کہ زمین میں اگر گڑھا کھود کر اس میں بیٹھ جاؤں نہ کوئی میری صورت دیکھے اور نہ میں کسی کی صورت دیکھوں بلکہ اس وقت کسی غیر کی صورت کا خیال بھی آجاتا ہے تو بہت برا لگتا ہے۔ علم حاصل کرنے کے بعد میرا ارادہ بھی یہی ہے کہ ایک اچھے خاصے زمانے تک میں گوشہ نشینی اختیار کروں گا۔ میں علم حاصل کرنے کی غرض سے اس خیال کو بس بول کر کمزور کر

دیتا ہوں۔ (یہ خیال) یکسوئی کی وجہ سے سے مجھے اکثر ہوا کرتا ہے اس خیال میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: فی الحال تو یہی مناسب ہے جو کر رہے ہیں۔

حال: مجھے ایسے لگتا ہے کہ اگر میں اس حال کو کمزور اور ختم نہ کر دوں تو یقیناً پڑھنا چھوٹ جائے گا اور پڑھنے سے مجھے بہت ہی محبت ہے۔ ابھی جس حالت میں مظفر نگر خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر تو پڑھے گا تو بہت جلد فنا ہو جائے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

تحقیق: اگر صحیح بھی ہو تو کیا نقصان ہے۔

حال: (حضرت!) مگر میری طبیعت پڑھنے کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہے۔ اب کچھ دنوں سے رات بارہ بجے یا ساڑھے بارہ بجے تک کتابیں دیکھتا ہوں اور اس کے بعد نوافل سے فارغ ہو کر سو جاتا ہوں۔ حضرت سے اگر کسی دن کوئی بات کرتا ہوں تو کئی دن اس کی خوشی رہتی ہے اور اگر کسی دن ڈانٹ پڑتی ہے تو وہ شان جلالی ہمیشہ نظر کے سامنے رہتی ہے اور بات کرنے کی کچھ جرأت نہیں رہتی ہے۔ اور نہ سامنے آنے کی جرأت ہوتی ہے۔ حضرت! اتنا رعب اور خوف کیوں ہوتا ہے ہم لوگوں کی حالت تو ایسی نہیں ہونی چاہئے جیسی باپ بیٹے کی ہوتی ہے مگر یہاں خور زیادہ غالب رہتا ہے۔

تحقیق: اعتقاد کی عظمت کی وجہ سے (ایسا ہوتا ہے)۔

حال: جس وقت حضرت کو میری ذات سے کوئی تکلیف ہوتی ہے اور پھر ڈانٹ پڑتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی فنا ہو جاؤں اس وجہ سے نہیں کہ نفس کو برا لگا بلکہ اس وجہ سے کہ میری نامعقول حرکت سے حضرت کو تکلیف کیوں پہنچی ہے۔

یہ بات اس لئے نہیں لکھی کہ میرے دل کا مقصد یہ ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہو کر میری اصلاح نہ کریں بلکہ یہ بھی اور حالتوں کی طرح میری ایک حالت ہے اس لئے لکھ دی۔ بلکہ حضرت مجھ پر زیادہ سختی کیا کریں۔ اس لئے کہ ابتدائی تربیت باقاعدہ نہیں ہوتی ہے اور اس طرح (غصہ اور ناراض ہو کر) منع کرنے سے نفع اتنا ہوتا ہے کہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس پر سختی ہو۔ حضور کی سختی سختی نہیں ہے بلکہ درستی ہے۔ حضرت کے موجود نہ ہونے کے وقت میں جھنجھانے گیا تھا

جس زمانے میں حضرت میرٹھ میں علاج کے لئے تشریف فرما تھے۔ میں حضرت میاں جیو رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر جا کر مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد قبر شریف کے اندر سے انوار نظر آنے لگے۔ پھر ایک انسانی ہیئت کی پوری نورانی صورت نظر آئی۔ قد میرے قد سے بڑا تھا، رنگ گندمی تھا ڈاڑھی مبارک زیادہ بھری ہوئی نہ تھی اور

نہ لمبی تھی۔ صورت بہت ہی خوب صورت تھی۔

ایسی خوب صورت میں نے کسی مزار پر نہیں دیکھی۔ خوب انوار کا مشاہدہ ہو رہا تھا کہ اچانک نظر اس قبر پر چلی گئی جو حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی قبر سے پہلے ہے اس پر غلاف وغیرہ پڑے رہتے ہیں تو انوار چھپ گئے۔ اس دوسری قبر سے ایک بہت ہی حسین وجمیل نوجوان نظر آیا۔ جس کے جسم پر زخم کے نشانات لگتے تھے اور سارا بدن خون سے لہولہان لگتا تھا اور ڈاڑھی چھوٹی چھوٹی تھی۔

اس کے بعد دوبارہ حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے مزار کی طرف متوجہ ہوا مگر پھر کتنی ہی توجہ کرتا رہا وہ انوار نظر نہ آئے۔ حضرت میاں جیو رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی نسبت بہت ہی قوی اور مؤثر لگی اور ان دوسرے صاحب کی نسبت مجھے معمولی محسوس ہوئی۔ اس مزار کے نظر آنے کے بعد پھر حضرت میاں جیو صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے انوار کیوں نظر نہیں آئے؟ حالانکہ دیر تک مراقبہ کرتا رہا۔

تحقیق: یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حال: پڑھنے میں اکثر میری حالت یہ ہوتی ہے کہ استاد کی تقریر سن کر یا کسی طالب علم کی آواز سن کر بہت مزہ آتا ہے۔ استاد کی تقریر اور معنوں پر نظر نہیں رہتی ہے بلکہ اس بات پر نظر ہوتی ہے کہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا۔ کتنوں ہی نے پڑھا ہوگا آج کوئی ان کے نام کو بھی نہیں جانتا ہے اور مجھے بھی یہی ہونا ہے کہ ایک دن فنا ہو جاؤں گا کچھ دن کے بعد کوئی نام کا جاننے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس آواز میں ایک قسم کی محویت ہی ہوجاتی ہے اور (وہ آواز) بہت ہی پیاری لگتی ہے۔

اکثر لوگ میرے پاس بیٹھے باتیں کرتے ہیں مجھے علم نہیں ہوتا ہے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ کبھی بعض لڑکے کہتے ہیں کہ بھئی کسی سے مت کہنا تو میں پوچھتا ہوں کیا نہ کہوں۔ وہ خاموش ہوکر کہتے ہیں نہیں۔ اکثر اوقات آخرت کا خیال رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے جب تک مجھ سے کوئی خود مخاطب نہ ہو (کسی کی) کوئی بات سنائی نہیں دیتی ہے۔

نماز کی حالت میں دل ذکر کرتا رہتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو سانس محسوس ہوتی ہے۔ ایک دن ایک صاحب اجازت نے بلا کر پوچھا کہ کیوں تمہارا اس میں کیا فائدہ کہ تم نماز میں سانس لیتے ہو۔ ان کا پوچھنا بوجھ تو لگا اور جی چاہا کہ ان حضرت سے بھی اسی طرح پوچھوں کہ اس میں نقصان کیا ہے؟ مگر اپنا اور اپنے سے بڑا سمجھ کر کہہ دیا کہ یہ حالت مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میں جان بوجھ کر نہیں کرتا ہوں۔ (حضرت!) کیا یہ منع ہے نماز میں روکنا چاہئے میں نے اگر روکنا بھی چاہا تو یہ حالت رکتی نہیں ہے بلکہ دل کے اندر ایک قسم کی پریشانی اور تاریکی

محسوس ہوتی ہے۔

بعض کام حضرت کی اجازت سے کرتا ہوں تو اس میں ایک قسم کی فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے اور بغیر اطلاع واجازت (کوئی کام) کرنے سے یقینی طور پر نقصان ہوتا ہے جو نظر تو بالکل معمولی آتا ہے جیسے سہارنپور کے جلسے میں بغیر اجازت کے جانا اگرچہ اسٹیشن پہنچ کر اطلاع کردی تھی مگر وہ خوشی نہیں ہوئی جو یہاں سے اجازت لینے کی ہوتی ہے۔ اسی طرح سہارنپور میں بغیر اجازت کھانا کھانے بازار جاتا تھا (تو اس سے) طبیعت بہت رکتی تھی اور کہتی تھی کہ پہلے حضرت سے اجازت لینا چاہئے مگر بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے بغیر اجازت چلا گیا آخر کار اس سے تنگی رہتی تھی اور ایک قسم کی بے تکلفی لگتی تھی کہ جو جی میں آیا کرلیا۔ اجازت کے ارادہ سے خوشی و فرحت کا احساس ہوتا تھا۔ اجازت واطلاع کے بعد تو اور بھی فرحت اور خوشی ہوتی تھی۔

کبھی مجھے خود یہ خیال ہوتا تھا کہ ذرا ذرا سی باتوں کو کہوں بلکہ ایک اور بات ذہن میں آئی ہے کہ میرے کہنے سے کہیں اجازت سے یہ شبہ نہ ہو کہ اس (اجازت) کا مقصد یہ ہو کہ (حضرت) کہہ دیں گے کہ میرے ساتھ کھالینا اگرچہ اس کی کوئی اصل نہیں سمجھتا ہوں مگر ایک وہم پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت رک جاتی ہے۔ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: اجازت لینی چاہئے۔

حال: آخر حق تعالیٰ نے ہر کام کرنے کی قدرت تو دی ہی ہے اگرچہ بعض باتیں نفس کو ناگوار لگتی ہیں۔

تحقیق: تمام حالات پڑھے جن پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اللّٰھم ادم واقم اے اللہ! ہمیشہ قائم ودائم رکھیں۔

ایک صالحہ کا حال

حال: خادمہ کی حالت سوا مہینہ سے یہ ہے کہ اگرچہ یہ کیفیت پرانی ہے مگر سوا مہینہ سے اس میں شدت آگئی ہے۔

تحقیق: پھر حرج کیا ہے۔

* * *

حال: بحمد للہ کہ ے

بازم دیدہ روشن شد بدیدارت گرفتم قوت جان از حقہ لعل شکر بارت

ترجمہ: ”تیرے دیدار کے لئے میری آنکھ پھر روشن ہوگئی —— تیرے شیریں موتی کے ڈبے سے میں نے قوت جاں حاصل کی ہے۔“

آج ایک ہفتہ سے زیادہ ہوگیا کہ پڑھنا بند ہوگیا۔ کتنا ہی چاہا کہ پڑھوں مگر مجبور تھا نہ پڑھ سکا فنا کا کچھ ایسا غلبہ تھا کہ ہر در و دیوار اور جو شخص سامنے آئے (اور) تمام چیزیں فانی لگتی ہیں۔ ان کو دیکھنے سے عجب قسم کی وحشت ہوتی تھی اور لگتا تھا کہ میں خود فنا ہو جاؤں گا، کچھ عرصہ بعد میں ہوں گا اور گوشہ قبر ہوگا۔ سینہ میں ایک آگ بھڑکتی تھی کہ تمام سینہ جلا جاتا تھا۔ جس وقت کوئی نئی کیفیت ہوتی تھی تو وہ آگ سارے بدن میں دوگنی ہوکر پھیل جاتی تھی جس طرح ہنڈیا خوب پک رہی ہو اور اس ڈھکن کھول کر ہاتھ وغیرہ کوئی چیز سامنے کردی جائے تو جیسا بھاپ اثر کرے گی اتنا سوز وگداز (جلن ونرمی) اور صورت کے اعتبار سے پریشانی لگتی تھی جس کو بیان کرنا ممکن نہیں۔

طبیعت چاہتی تھی کہ زمین پھٹ جائے اور میں ایک دم اس میں سما جاؤں ایک عجیب وغریب بلا ومصیبت میں گرفتار لگتا تھا۔ اچانک ایک چیخ نکلنے لگتی تھی مگر اس کو برداشت کرتا تھا کہ کسی کو کچھ خبر نہ ہو۔ لوگ ذکر کرتے تھے آواز بالکل مردہ لگتی تھی۔ میرے اندر ایک عجیب جوش اٹھتا تھا۔ طبیعت چاہتی تھی کہ سارے لوگوں سے کہہ دوں کہ ذکر کریں مجھے سننے میں بہت ہی لذت حاصل ہوتی تھی قریب ہوتا کہ میں الا اللہ کی ایک ضرب اتنی زور سے لگاؤں کہ لوگوں کے دل ہل جائیں مگر اس کو بھی برداشت کرتا تھا اس وقت (میری حالت پر) یہ شعر سچا آتا تھا:

شب تاریک موج گردابے چنیں مائل   کجا دانند حال ما سبکسار ان ساحلہا

ترجمہ: ''تاریک رات میں خوفناک موجیں یوں حائل ہیں ساحل کے مطمئن لوگوں کو ہمارا حال کیسے معلوم ہو۔''

حضور کو دیکھنے کی تمنا کسی وقت دل بھولتی نہیں ہے ؎

خیالک مونسی فی کل واد   و وصلک مقصدی فی کل ناد

ترجمہ: ''تیرا خیال ہر وادی میں میرا ساتھی ہے —— اور تیری ملاقات ہر مجلس میں میرا مقصود ہے۔''

حضور کو یاد کر کے یہ کہتا تھا ؎

ای گل بشکر آنکہ شگفتی بکام دل   با بلبلاں بیدل شیدا مکن غرور
زاہد اگر بہ حور قصور ست امید وار   مارا شرابخانہ قصور است یار حور
گر دیگراں بعیش وطرب خرم اند وشاہ   مارا غم نگار بود مایہ سرور

ترجمہ

❶ اے پھول اس شکرانہ میں کہ تو دل کے مقصد کے مطابق کھل گیا —— بے دل عاشق اور بلبلوں کے ساتھ

غرور مت کر۔

❷ زاہد اگر حور اور محلات کا امیدوار ہے—— ہمارے واسطے محل شراب خانہ ہے اور حور یار ہے۔

❸ اگر اور لوگ عیش وعشرت میں خوش ہیں—— ہمارے لیے محبوب کا غم خوشی کا سرمایہ ہے۔

اور کبھی یہ کہتا تھا ؎

دو ہفتہ شد کہ ندیدم مہ دو ہفتہ خود را   کجا روم بکہ گویم غم نہفتہ خود را

ترجمہ: ''دو ہفتے ہوگئے میں نے اپنے چاند کو نہیں دیکھا—— کہاں جاؤں اپنے مخفی غم کو کس سے کہوں۔''

اور کبھی حق تعالیٰ کی طرف طبیعت منتقل ہوتی اور یہ کہتا ؎

توئی کہ درد غمت بارنا گزیر من است   جفاؤ ہر چہ رسد از دل پذیر من است
جز بہ تسلیم و رضا کو چارہ   در کف شیر نر خونخوارہ

ترجمہ

❶ تیرے درد اور غم کا بوجھ میرے لئے ضروری ہے—— جو ظلم بھی پہنچتا ہے میرا دل اسے قبول کر لیتا ہے۔

❷ خونخوار شیر کی ہتھیلی میں سوائے تسلیم اور رضامندی کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

اگر کچھ سکون وراحت ہوتی ہے تو حضور کی یاد میں ہوتی ہے کہ آخر اب مرتا تو ہوں ہی اگر ایک ظاہری نظر سے دیکھ لوں تو دل کی تمنا حاصل ہو جائے۔ کیا ہی اچھی بات ہو کہ حضور کی مبارک گود میں (اس) بے کار خادم کا سر رکھا ہوا اور اس وقت روح پرواز کر جائے اس خیال سے خوشی اور سکون ہوتا ہے میں یہی جانتا ہوں ؎

بسکہ نادیدم ز درد دوری آں سنگدل   دل بدرد آمد زآہ و نالہ من سنگ را
دورم از یار نیارم سوئے او رفتن چو اشک   ساخت دریا گرد من فرسنگ در فرسنگ را

ترجمہ

❶ میں اس سنگدل کی دوری کے درد سے رو گیا—— میرے آہ و نالہ سے دل نے پتھر کو بھی غمگین کر دیا۔

❷ یار سے دور ہوں اس کے پاس جا نہیں سکتا کیونکہ آنسوؤں نے میرے اردگرد میلوں کا دریا بنا ڈالا ہے۔

اور کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ ؎

دوش بریاد تو چشم دمیدم خوں میگریست   سوز من میدید شمع واز من افزوں میگریست

ترجمہ: ''کل رات تیری یاد میں خون کے آنسو رو رہا تھا—— میری جلن دیکھ کر شمع مجھ سے زیادہ

رو رہی تھی۔''

یہ حالت اکثر رات کو پیش آتی تھی۔ اس وقت دل میں کہتا تھا کہ خدا اس مصیبت میں کسی کو نہ ڈالے مگر پھر توبہ کرتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کی نعمت ہے اگرچہ صورت کے اعتبار سے کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں روحانی خوشی ہوتی ہے۔

ہر غنچہ کا بسینہ ز پیکاں او دمید   مارا شگفت صدگل راحت بباغ دل

ترجمہ: ''اس کے تیر سے جو کلی سینے پر چٹکی ——— ہمارے دل کے گلستاں میں خوشی کے سو پھول کھل اٹھے۔''

یہ سب حقیقت میں حضور کے کرم کی وجہ سے ہے ورنہ کہاں مجھ سا گناہگار اور بے کار اور کہاں یہ حالت۔

ع بوصل دوست لطفش رہنموں گشت

ترجمہ: ''اس کی مہربانی نے یار کی ملاقات کی طرف رہنمائی کر دی۔''

ورنہ میری کیا حقیقت اور اصل تھی مجھ جیسے نالائق کتنے پھرتے ہیں کہ ان میں اپنے اختیار سے ذرا بھی حرکت پیدا نہیں ہوتی ہے۔

منگل کے دن حضور کے آنا کا سن کر سکون وٹھنڈک حاصل ہوئی اس سے پہلے جب مظفر نگر میں حاضر خدمت ہوا تھا اور جناب نے گلے لگایا تو بالکل سکون حاصل ہوگیا تھا اور وہ جلن، گرمی، اور فنا کا غلبہ ختم ہوگیا تھا۔ وہاں سے آنے کے بعد پھر وہی حالت ہوگئی اور اب حضرت کے تشریف لانے سے پہلے آنے کی خبر سن کر وہ حالت ختم ہوگئی۔ یہ عجیب بات ہے۔

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند   وندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیا ئیست عجیب بندگی پیر مغاں   خاک او گشتم و چندیں در جانم دادند

ترجمہ

① کل صبح انہوں نے مجھے غصہ سے نجات دے دی ——— اور اس تاریک رات میں مجھے آب حیات عطا کر دیا۔

② پیر مغاں کی اطاعت بھی کیا عجیب چیز ہے ——— میں ان کے قدموں میں رہنے کی وجہ اتنے اونچے درجہ پر پہنچ گیا۔

امید کرتا ہوں کہ حضور کی توجہ و برکت سے اب ایسا غلبہ نہ ہو۔ ان حالات کا ختم ہونا نہیں چاہتا بلکہ علم

حاصل کرنے کے زمانے تک نہ ہونا چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ حضور کی برکت سے جو بہتر اور مناسب ہوگا ہو کر رہے گا۔

تحقیق: پڑھنے سے جو اصلی مقصود ہے وہ اس (غلبہ) میں بھی حاصل ہے اور جب (یہ غلبہ احوال) بغیر اختیار ہو تو پھر اس کے بارے میں کوئی تجویز بھی نہیں کرو ؎

مصلحت نیست از مرا سیری ازاں آب حیات   ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

ترجمہ: ”میرا اس آب حیات سے سیر ہو جانا اچھا نہیں اللہ تعالیٰ ہر آن ہر گھڑی یہ پیاس بڑھاتا رہے۔“

حال: پہلے پہلے میں نے یہ حالت مولوی   صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی۔ مولوی...... صاحب نے سکون بھی دلایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا وہی پریشانی باقی رہی۔ حضرت! جو لوگ اپنے شیخ کے نہ ہونے کے وقت یا شیخ کی اجازت سے ایسے موقع پر کسی دوسرے سے رجوع کریں تو کیا (ان کو) نفع ہوتا ہوگا۔

تحقیق: کبھی جب تشخیص صحیح اور مناسب ہو تو (نفع) ہوتا بھی ہے۔

حال: چنانچہ یہ حالت مجھ پر گزر چکی ہے اور کبھی کبھی دو تین مہینہ میں ہوتی ہے مگر اتنا غلبہ نہیں ہوتا ہے ایک آدھ گھنٹے میں طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ میں خود بھی جانتا تھا اور مولوی...... صاحب سے بھی عرض کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ اس حالت کے بعد ایسا لگتا ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا۔ حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ کو دیکھنے سے طبیعت کبھی بھرتی نہیں ہے حالانکہ آپ کو اس سے تکلیف ہوتی ہوگی۔

تحقیق: بالکل نہیں۔ (کوئی تکلیف) نہیں ہوتی ہے۔

حال: مگر طبیعت نہیں رکتی کیا کروں ؎

چہ حسن است اینکہ گر ہردم رخت راصد نظر بینم
بنوزم آرزو باشد کہ یک بار دیگر بینم
چنین شوقے کہ من دارم چہ تسکین یابم از ناگہ

ترجمہ: ”کیا ہی اچھا ہوا گر ہر وقت تیرا سو سو بار دیدار کرتا رہوں ـــــــ لیکن پھر بھی یہ تمنا رہے گی کہ ایک بار اور دیکھ لوں۔“ میرے اس شوق کی تسکین کیسے ہو۔

ضعف بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے اگرچہ دودھ وگھی وغیرہ کھاتا رہتا ہوں۔ اگر کسی کا ہاتھ وغیرہ لگ جاتا ہے تو سارا بدن پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھتا ہے۔ یہ کیفیت عرصے سے ہے۔

تحقیق: مقویات (قوت دینے والی دوائیں) اور مرطبات (تر کرنے والی دواؤں) کا استعمال مستقل ضروری ہے۔

* * *

حال: (مزید) حالت یہ ہے کہ احقر خود کو ناکارہ اور پستی والا لگتا ہے اور اس کے ساتھ یہ مشاہدہ رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح اس ناچیز و نالائق پر برس رہی ہے۔ میں جس حالت میں ہوں خدا کا شکر ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی خوشی میں خوش رہتا ہوں۔

حضرت! اطلاعا عرض ہے کہ (میرے اندر سے) جو برے امراض ختم ہوگئے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں تا کہ دوبارہ لوٹ نہ آئیں اور جو اچھی دعائیں پیدا ہوگئی ہیں اللہ تعالیٰ ان میں روزانہ مضبوطی پیدا کرتے چلے جارہے۔ احقر (اس بات پر بھی) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ آپ کی صحبت نصیب ہوگئی۔ یہ سب (آپ کی) صحبت کی برکت سے ورنہ اس ناکارہ کو یہ دولت کہاں نصیب ہوتی۔ جو کچھ ہے آپ کی شفقت و توجہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ میرا منہ اس قابل کہاں تھا۔

احقر دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مجھے، اور ہمارے سارے اکابر احباب اور پیر بھائیوں کو (اللہ تعالیٰ) اپنی مرضیات پر راضی رکھ کر قائم اور انجام خیریت کے ساتھ فرمائیں اور حضرت مولانا صاحب قبلہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی بھلائی کی دعا مانگتا ہوں۔ یہ جو کچھ ہے آپ ہی کا فیض ہے اللہ تعالیٰ دیر تک آپ کی فرشتہ صفت ذات کو ہمارے سروں پر دیر تک رکھ کر حضرت کو دونوں جہاں میں اونچے درجات عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ (اسی طرح) اے اللہ! جیسے اللہ تعالیٰ نے ہم سب لوگوں کو دنیا میں حضرت کی صحبت و غلامی نصیب فرمائی ہے ایسے ہی آخرت کے گھر میں حضرت کا ساتھ اور حضرت کی غلامی میں نیک ثمرات جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے اپنے فضل سے عطا فرمائیں۔ احقر دعا کا طالب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر ہمیشہ باقی رکھیں اور اعمال صالحہ پر استقامت عطا فرمائیں۔

تحقیق: سارے حالات پڑھ پڑھ کر بال بال میں جان آئی۔

حال: (حضرت!) روزانہ ذکر میں ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خود اپنا وجود اپنی جگہ پر نہیں لگتا ہے اپنی خبر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت کے حالات میں لکھ نہیں سکتا ہوں، اس کو بتا نہیں سکتا ہوں لیکن سرور بہت ہوتا ہے۔

تحقیق: آخری حالت جو لکھی ہے فنا اور وجود کی کمزوری کا غلبہ اس کا سبب ہے۔ مبارک حالت ہے۔

کیفیات ہمیشہ نہیں رہتی ہیں

حَال: یہ احقر حضرت والا کی خوشی کو نجات کا ذریعہ اور (اللہ تعالیٰ کے) قریب ہونے کا ذریعہ اور درجات کی ترقی کا یقین کرتا ہے۔ اگر اسی طرح مسلسل حضرت کی توجہ رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کامیابی کی امید کرتا ہوں۔ روزانہ (حضرت کے) اثر اور (حضرت کی) دعا کی برکت محسوس ہوتی ہے۔ جس دن غالباً خدمت عالیہ میں خط جاتا ہے اس دن تعظیم کی تبدیلی اور رغبت و ہیبت اور رونے کی خاص کیفیت نماز میں پاتا ہوں جو بعد میں ختم ہو جاتی ہے اپنے اعمال کی برائی سے قائم نہیں رہتی ہے جس کا بہت افسوس اور قلق رہتا ہے۔

تحقیق: کبھی کبھی (اس حالت) کا ہونا بھی غنیمت ہے اور ان کیفیات میں ہمیشگی تو ہوتی بھی نہیں ہے قال الشیر ازی یعنی طمع مدار وصال دوام را۔ **ترجمہ:** ”وصال کے ہمیشہ حاصل رہنے کی امید مت رکھو۔

* * *

حَال: شروع شروع میں کچھ دن تک وظیفہ کے بعد دعا میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے بغیر آنسوؤں کے بدن کانپنا شروع ہو جاتا تھا۔ مگر اب ایسی حالت ہے کہ گناہوں کو یاد کرنے اور رونے کی خواہش کے باوجود رونا نہیں آتا ہے۔ اس بارہ میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ (میں نے) وظیفہ کا وقت فجر کی نماز سے پہلے ساڑھ چار بجے کے قریب مقرر کیا ہے۔ تسلی فرمائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور جو کچھ بھی میری ناقص حالت کے مناسب خیال فرمائیں ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں۔

(میرا) دل تو یہی چاہتا ہے کہ حضرت کی تعریف میں سارا دن گزار دوں اور بہت سارا وقت اس طرح گزار بھی دیتا ہوں خوب لذت حاصل کرتا ہوں۔ اس میں آپ کی طرف سے کچھ منع تو نہیں ہے یہ بھی کہ کالج آتے جاتے تعلیمی (کتابوں کا) مطالعہ تو کچھ نہیں ہوتا ہے کیا پڑھا کروں؟ برائے مہربانی خادم کی کامیابی کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: اس (بات) کا غم نہ کریں کہ رونا نہیں آتا ہے۔ جوش و خروش کی طرح کی جو کیفیات ہوتی ہیں وہ ہمیشہ نہیں رہتی ہیں مگر ان کا اثر ہمیشہ رہتا ہے بالکل تسلی رکھیں۔ موجودہ حالت میں وظیفہ کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ مناسب ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

حَال: تہجد کے وقت قرآن مجید کی تلاوت میں کبھی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر مضمون کی تصویر آنکھ کے سامنے بن جاتی ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ سے سرگوشی ہو رہی ہے مگر یہ کبھی کبھی ہوتا ہے اکثر نہیں ہوتا ہے

دل تو چاہتا ہے کہ اکثر ہوا کرے مگر یہ تو ایک حال ہے جس کے معنی ہی میں ثبات نہیں ہے اس لئے یہ صرف تمنا ہی ہے۔

تحقیق: اس (کیفیت) کا غلبہ تو ایک غیر اختیاری بات ہے جس کا ہونا بھی بعض وجہوں سے نعمت ہے اور نہ ہونا بھی بعض وجہوں سے نعمت ہے اور تمام غیر اختیاری باتوں کا یہی حال ہے لیکن بغیر غلبہ کے یہ اختیاری ہے "وفی ذلك فليافس المتنافسون" کہ اس میں بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہئے۔

کاہلی کا علاج

حال: تعلیمی کام میں زیادہ مشغولی کی وجہ سے بہت ہی کم فرصت ملتی ہے۔ سارا دن گویا ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ صرف فجر کے بعد تھوڑا سا موقع کلام مجید کی تلاوت کا ملتا ہے، مغرب کی نماز کے بعد ایک ضرب اسم ذات ڈیڑھ ہزار مرتبہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد کھانا وغیرہ کھانے اور عشاء کی نماز پڑھتے پڑھتے ساڑھے نو بج جاتے ہیں، بہت سے بہت دس بجے تک کچھ کتاب کا مطالعہ کیا پھر سو جاتا ہوں۔

کئی مرتبہ جاگتا ہوں مگر اتنی کاہلی ہوتی ہے کہ اٹھ کر بیٹھا مگر پھر سو جاتا ہوں۔ تہجد کی نماز کبھی ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی ہے۔ روزانہ ارادہ کرتا ہوں کہ آج ضرور اٹھوں گا مگر رات کو جب آنکھ کھلی تو بہت ہی سستی ہوتی ہے۔ بڑا پریشان رہتا ہوں کہ اب کیا کروں۔ کوئی ایسا علاج بتایا جائے کہ کاہلی دور ہو جائے۔ دن میں کم از کم پندرہ بیس منٹ سوتا ہوں اور کھانا بھی درمیانی مقدار سے زیادہ نہیں کھاتا ہوں۔

تحقیق: (آپ کی) طبیعت کمزور لگتی ہے قوت حاصل کرنے کے لئے علاج کیجئے اور دن میں کچھ زیادہ سوئیے۔

حال: ایک قوی شبہ یہ ہوتا ہے کہ اس نالائق کو گویا اللہ تعالیٰ سے پوری محبت نہیں ہے (عیاذ باللہ) کیونکہ جب کسی کو کسی سے قوی تعلق یا محبت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ بات کرنے میں کاہلی کا نام تک نہیں ہوتا ہے اور یہاں ارادہ کرنا پڑتا ہے اور پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی ہے (اور) کاہلی رکاوٹ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی صورت تجویز فرمائیے ورنہ بہت مشکل ہے۔

تحقیق: محبت کے درجے اور اس کی قسمیں الگ الگ ہیں اور ہر ایک کے آثار (علامات) بھی الگ الگ ہیں۔ آپ نے الگ الگ درجوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا اس لئے محبت کے نہ ہونے کا شبہ ہوا۔ بحمد للہ تعالیٰ محبت تو حاصل ہے، اچھا (آپ یہ بتائیے کہ) اگر آپ کو (اس بات میں) اختیار دیا جائے کہ اگر حق تعالیٰ سے

تعلق رہے گا تو تمام پسندیدہ چیز چھین لی جائیں گی ورنہ اللہ تعالیٰ سے تعلق چھین لیا جائے گا تو آپ کون سی صورت کو اختیار کریں گے؟ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اختیار کریں گے تو یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے؟

وقت کو ضائع ہونے سے بچانا پسندیدہ ہے

حَال: حضرت! چند دنوں سے ایک ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ اس پر مجھے کبھی خود بخود شرمندگی ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب دل کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ اگر کوئی مجھے میرے سامنے برا بھلا کہتا ہے تو جواب دینے کے مقابلے میں خاموش رہنا اچھا لگتا ہے۔ یہ ایک قسم کی بے شرمی سی لگتی ہے۔ مخالف کی برائی کو بہت ہی ٹھنڈے دل سے سن لیتا ہوں ذرا بھی جوش نہیں آتا ہے۔

پہلے یہ حالت نہیں تھی بلکہ اور غیرت محسوس ہوتی تھی۔ اب تو دل یہ سمجھا دیتا ہے کہ لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ دل کو پریشانی ہوتی ہے جس سے معمولات میں خرابی ہو جاتی ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر یہ شخص اپنی بات میں سچا ہے تو ہم اسی قابل ہیں اگر جھوٹا ہے تو بوجھ اس کے سر پر ہے اس کا جواب دے کر خواہ مخواہ تو تو میں میں کرنا بے کار ہے پھر یہ بھی خیال آتا ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ مالک ہیں اور (بندوں پر) پوری قدرت ہونے کے باوجود صرف اپنے فضل سے حلم اختیار کرتے ہیں تو ہم جیسے غلاموں کو لڑنے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمیں تو کسی بندہ پر اختیار نہیں ہے۔ بس جی چاہتا ہے کہ آقا (اللہ تعالیٰ) کی عادت اپنے اندر پیدا ہو جائے۔

(اس کے باوجود) کبھی جب حضرت امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی کا یہ قول یاد آتا ہے کہ "من استغضب فلم یغضب فھو حمار" کہ جس کو غصہ دلایا جائے اور وہ غصہ نہ ہو تو وہ گدھا ہے تو (اس قول کی وجہ سے) جی چاہتا ہے کہ خاموش نہیں رہنا چاہئے لیکن تجربہ سے خاموشی میں زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ کسی شخص پر (ہمیں) یہ اختیار نہیں ہے کہ شریعت کے خلاف کام کرنے پر اس کو زبردستی روک دیا جائے اس لئے دنیاداری اور خودداری کی حیثیت سے خاموش رہنا زیادہ محفوظ لگتا ہے۔

پھر یہ خیال آتا ہے کہ یہ قول شاید بالکل وسوسوں کی وجہ سے یاد آتا ہو ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے۔ ان خیالات کی کھینچا تانی سے کبھی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ اب حضور اس کا فیصلہ فرمائیں۔

تَحْقِیق: آپ کی حالت اچھی ہے کہ اس کی وجہ اچھی ہے یعنی وقت کو ضائع ہونے سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کے

اخلاق کو اپنانا ارادہ ہے۔ امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا قول اس صورت میں ہے جہاں یہ وجہ نہ ہو۔

بلند حالات

حَال: (حضرت!) دس دن سے حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے قراری (بے چینی) پیدا ہوئی اور چھ دن رہی۔ ایسی بے قراری تھی کہ دل کا نرم ہونا اور بار بار موت مانگنا کہ اللہ تعالیٰ موت دے دیں۔ اب اس وقت بے قراری میں سکون ہونے کے بعد اللہ کی یادداشت کا ملکہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہر وقت اللہ اللہ کہتا رہتا ہوں اگر زبان بند بھی کر لیتا ہوں تب بھی دل میں (اللہ تعالیٰ کی) یاد ہر وقت رہتی ہے۔ چاہے کسی بھی کام یا بات وغیرہ میں مشغول رہوں مگر دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کا ہر وقت جوش رہتا ہے۔

دو تین دن ہوئے احقر کے گھر سے خط آیا کہ تمہارے بھائی کا لڑکا فوت ہوگیا اللہ کی محبت کی یادداشت دل میں ایسی جمی ہے کہ جس کی وجہ سے احقر کو کچھ غم نہیں ہوا۔ احقر نے دل کو کتنا ہی پھیرا لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے بھائی کے لڑکی کی صورت بھی دل میں نہیں آئی اور نہ ہی مرنے کا غم ہوا بلکہ خیال اللہ تعالیٰ کی طرف گیا۔

احقر کو نماز، مناجات، مقبول، قرآن شریف اور ذکر وظیفے غرض ہر عبادت میں دل میں ایسا مزہ پیدا ہوتا ہے کہ (اس کو) لکھ نہیں سکتا ہوں اور جی یہ چاہتا ہے کہ پڑھتے رہو اور دل میں اللہ تعالیٰ کی یادداشت میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے بہت ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ سینے میں ہر وقت اللہ کی یاد کی چوٹ لگی رہتی ہے۔ اس کیفیت کی تعریف اور مزہ (میں) لکھ نہیں سکتا ہوں کیونکہ اگر میٹھی کراری (چیز) ہو تو لکھ دیا جائے اس کو کیسے لکھا جائے جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی وہی اس درد کے مزے کو سمجھے گا۔

اب ہر وقت یکسوئی رہتی ہے خواہ خلوت (تنہائی) ہو یا جلوت (مجمع ہو) احقر کو تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔ مولوی ...... صاحب کے پاس اصلاح کی غرض سے اور گھر کے کام سے بے تعلق ہو کر تنہائی میں رہتے ہوئے تقریباً چار سال ہوگئے ہیں۔ گھر پر احقر کی تھوڑی سی زمینداری ہے اسی سے گزر ہوتا ہے۔ موروثی زمین تھی چھوڑ دی۔ احقر کو حرام آمدنی کی پیداوار ہضم نہیں ہوتی ہے۔ موروثی (زمین) کا دانہ کھاتے ہی الٹی ہو جاتی ہے۔ رشتہ داروں میں جن کے پاس موروثی زمین ہے وہاں کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ کئی مرتبہ دھوکہ سے کھلا دیا لیکن ہضم نہیں ہوا کھاتے ہی فوراً الٹی ہوگئی اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

احقر جب ظہر کی نماز کے بعد آپ کے پاس بیٹھتا ہے تو احقر کے سینے میں جوش ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ حضرت کے سینہ مبارک سے احقر کے سینے میں کچھ آ رہا ہے۔ سینہ میں جس جگہ کچھ آتا ہوا محسوس ہوتا ہے ذکر کے

وقت اس جگہ خود جوش کرنے لگتا ہے وہ نور دل پر (اس طرح) لگتا ہے کہ موٹے قلم سے اللہ کا نورانی نام لکھا ہوا ہے۔ غلبہ نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں خوشی محسوس ہوتی ہے اور دل میں نرمی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے خوف ہوتا ہے کہ میری نماز الٹ کر میرے منہ پر نہ پھینک دی جائے۔ نماز رقت (روتے ہوئے) اور خشوع سے ادا ہوتی ہے۔

احقر کو فاقہ میں مزہ آتا ہے دل تنگ نہیں ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی خوشی ہوتی ہے کہ (اللہ تعالیٰ) جس حالت میں رکھیں وہ سب اچھا ہے۔ احقر کے پاس جب کچھ نہیں ہوتا ہے جب بھی ایسا لگتا ہے کہ خزانہ لئے ہوئے ہوں یعنی مطمئن رہتا ہوں۔ احقر کو اچھے کپڑے اور اچھے کھانے کی بالکل حرص نہیں رہتی ہے جو کچھ مل گیا اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر کھا اور پہن لیتا ہوں۔ جو مل گیا وہی نعمت لگتی ہے شہوت بالکل نہیں ہوتی ہے بلکہ (شہوت کا) وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا ہے۔

احقر کو خدا اور رسول کے مطابق جو کام ہو اس میں خوشی اور آرام ہوتا ہے۔ شریعت کے خلاف کام دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے جوش ہوتا ہے اور غصہ سے جہاں اور جیسا موقع ہوتا ہے کرتا ہوں۔ اگر دل میں یہ بات آئی اور یقین ہوگیا کہ منع کرنے سے رک جائے گا تو نرمی سے سمجھا دیتا ہوں ورنہ ایسی جگہ سے ہٹ جاتا ہوں۔

احقر کے دل میں یہ بات ہر وقت رہتی ہے کہ جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے۔ اس لئے احقر خوب سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے اور اس بات کا عادی ہوگیا ہے۔ احقر کو کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے احقر (اس کا) کچھ بھی خیال نہیں کرتا ہے۔ (اس احقر کو) کیفیت یا خواہش ذرہ برابر بھی نہیں ہوتی ہے۔ ہر وقت اللہ کے کام یعنی عبادت میں سوچ بچار رہتا ہے کہ میری عبادت اچھی ہو تا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ (میں) خوف اور رحمت کے درمیان رہتا ہوں۔ اس (رحمت اور خوف کے) وقت لگتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی جانب اوپر کی طرف کھنچتا ہے۔ اسم ذات آٹھ ہزار (۸۰۰۰) مرتبہ پڑھتا ہوں اور جی چاہتا ہے نفی اثبات کروں۔ آٹھ ہزار کے علاوہ جو مناسب ہو حضرت تحریر فرمائیں۔

احقر بہشتی زیور اور بہشتی گوہر کے گیارہ حصے کے ساتھ برابر مکان پر گھر والوں اور گاؤں والوں کو سناتا اور پڑھتا تھا اس وجہ سے مسائل خوب یاد ہوگئے ہیں اور اس کے مطابق گھر والوں کے ساتھ (خود بھی) عمل کرتا تھا۔

یہ کتاب جو مولوی...... اعظم گڑھی نے پڑھنے کو فرمایا ہے مسلسل پڑھتا تھا ''آداب معاشرت، تبلیغ دین، امداد السلوک، اغلاط العوام، قصد السبیل، اصلاح الرسوم، القول البدیع، شوق وطن، مواعظ السرور، مثنوی تحفۃ العشاق، دردنامہ غمناک، رسالہ جہاد اکسیر، مواعظ دعوات عبدیت کا پورا پہلا اور دوسرا حصہ، ارتکاب الغیبۃ، فتاویٰ

رشیدیہ، غذائے روح، معمولات اشرفیہ، صفائی معاملات، جزاء الاعمال، تنبیہ الغافلین، تعلیم الدین، فروع الایمان، نشر الطیب، ارشاد و مرشد، حقوق الاسلام، گزار معرفت، تعلیم الطالب، مواعظ روح الرواح'' یہ ساری کتابیں احقر کئی کئی مرتبہ پڑھ چکا ہے اور اپنے مقام کے لوگوں کو سنایا بھی ہے۔ اب جو کچھ فرصت ملتی ہے تو آداب معاشرت، امداد السلوک اور تبلیغ دین دیکھ لیتا ہوں اور کبھی کبھی جہاد اکبر پڑھتا ہوں۔ اب اس وقت جو احقر کے لئے مناسب ہو حکم فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اور) زیادہ برکت عطا فرمائیں۔ اگر نفی اثبات کا شوق ہو تو جتنا برداشت ہو سکے اتنا کرنے کی اجازت ہے۔ تنبیہ الغافلین دیکھنا یاد نہیں کیسی بات ہے۔ باقی سارے معمولات ماشاء اللہ بہت مفید نسخہ ہے ہمیشہ کرتے رہیں۔

حال: (حضرت!) پہلے یہ حال تھا کہ اگر کبھی صبح آنکھ نہیں کھلتی تھی تو بہت صدمہ ہوتا تھا اور دن بھر اس کا افسوس رہتا تھا، کبھی اپنے جسم کو مارتا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ اگر کبھی آنکھ نہیں کھلتی ہے تو ایک (قسم کا) صدمہ تو ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ خیال آتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نور سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے نور سے فائدہ اٹھانا چاہئے اسی رنج و افسوس میں نہیں رہنا چاہئے۔

حضور کی دعا سے اگر صبح کو آنکھ کھل جاتی ہے تو صبح ہی کو بارہ تسبیح پوری کر لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ الحمد للہ باری تعالیٰ (یہ) آپ کا فضل ہے ورنہ یہ بندہ ناچیز و ناپید کیا ہے کہ آپ کی اطاعت کے لئے اٹھ سکے۔ اس حالت میں فوراً اپنی نیستی (نہ ہونا) و عجز اور باری عزوجل کے فضل و احسان کا خیال ہوتا ہے۔

تحقیق: (آپ کی) حالت بلند ہے مبارک ہو مگر کوتاہی کی وجہ سے استغفار بھی ضرور کیا جائے کہ وہ مشاہدہ میں داخل ہے۔

کیفیات کا مقصود نہ ہونا

حال: الحمد للہ بارہ تسبیح اور ستائیس ہزار مرتبہ اسم ذات کا ورد پہلے کی طرح ہو رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے معمولات جیسے قرآن کی تلاوت وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہو رہے ہیں۔ حق تعالیٰ کی عزت اور اپنی ذلت نظر کے سامنے ہے۔ ظلمانی حجاب کی آڑ میں راستہ چل رہا ہوں جہاں شیطان کا گزر کم ہے۔ شریعت کو (اپنا) پیر بنالیا ہے حق تعالیٰ پر بھروسہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ جو امور اختیاری ہیں ان کی کوشش کرتا ہوں، اور بے اختیار امور کے لئے دل میں تنگی نہیں ہے اگر چہ نفس اپنے ذوق اور مزے کے لئے ذکر کے بہت سارے نتائج

کے ہونے کو چاہتا ہے۔ مگر نفس کی (نتائج کی طلب کی) یہ تمنا سنجیدگی کے ساتھ ہے بے چینی بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ نفس یہ سمجھتا ہے کہ اس جہاں (یعنی دنیا) میں ذکر وشغل کے نتائج غیر یقینی اور فانی ہیں یقینی نہیں ہیں۔ بس ایسی فانی باتوں کے لئے دل کی تنگی اور بے چینی بے فائدہ ہے۔ حضرت والا کو مطلع کرنے سے برکت مقصود ہے۔ دعائے خیر کا طالب ہوں۔

تحقیق: اس خط کے مضمون پر دوبارہ مبارک باد دیتا ہوں۔

حال: ذکر وشغل کم زیادہ ہو رہا ہے لیکن تقریباً ایک مہینہ سے دل میں کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ناغے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ کیفیت خود مطلوب نہیں ہے بلکہ دوسرے کی وجہ سے مطلوب ہے (وہ اس مددگاری کی وجہ سے مطلوب ہے) جیسے (بھوک کا حال ہے کہ) بھوک اس لئے لگتی ہے کہ غذا حاصل کی جائے جس پر زندگی کی بقا موقوف ہے۔ (کہ بھوک خود مطلوب نہیں بلکہ بقائے زندگی کا سبب ہونے کی وجہ سے مطلوب ہے) اس لئے یہ خیال ہوتا ہے کہ بھوک نہ لگنا جسمانی مرض ہے (اسی طرح) دل میں کیفیت اور ذوق و شوق کا نہ رہنا روحانی مرض ہے۔ (چونکہ یہ روحانی مرض ہے) اس لئے عرض کیا گیا ہے مناسب علاج تجویز فرمائیے۔

تحقیق: یہ مثال ہر طرح سے صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ بہتر مثال یہ ہے کہ جیسے دوا کی رغبت خود مطلوب نہیں ہے اگر (یہ رغبت) دوا کی آسانی کے لئے ہو تو بہتر ہے لیکن اگر دوا رغبت کے بغیر بھی استعمال کی جائے تو بھی دوا کی خصوصیت مرتب ہوگی۔ آپ کو تربیت السالک کی جلدوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

حال: اس وقت تمام حالات بیان کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک رسمی اور ضابطہ (معمول) کی محبت اور انس رہ گیا ہے۔ نہ ذوق ہے نہ شوق اور نہ ہی سوز و گداز (دل میں جلن و نرمی) ہے اگر کچھ (تھوڑا سا) خوف رہ گیا ہے تو وہ بھی رسمی ہے دل ہلانے اور کانپنے والا نہیں ہے۔ معمولات ورد اور وظائف ایک خشک دماغ نمازی کی طرح پورے کر لیتا ہوں ناغہ نہیں کرتا ہوں۔ دن رات افسوس سے ہاتھ ملتا رہتا ہوں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔

اصل یہ ہے کہ یہ حالت صرف ایک دن کی بے اعتدالی سے بدل گئی ہے۔ جب حضرت والا فتح پور گئے ہوئے تھے۔ فدوی کو ایک خاص ضرورت کی وجہ سے دہلی جانا پڑا۔ دہلی میں اگرچہ معمولات کبھی ناغہ نہیں ہوئے۔ ایک دن صرف تھکن اور لوگوں کے آنے کی وجہ سے عشا کے بعد جو معمول تھا نہ کر سکا۔ اسی وقت سے حالت بدل

گئی۔ صبح جو اٹھا تو نہ وہ شوق تھا نہ وہ ذوق تھا۔ طبیعت ڈر گئی کہ خدا خیر کرے۔ چنانچہ آج تک اسی واہی سی حالت میں مبتلا ہوں۔

(میں نے) بہت چاہا کہ یہ خراب حالت حضرت اقدس کے کان مبارک تک نہ پہنچے کہ حضرت والا کو رنج ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے چاہنے میں (کوئی) چارہ نہیں ہے۔ اس حالت کی وجہ سے زندگی سے دور اور موت کے قریب ہوگیا ہوں۔ نفس کی یہ حالت ہے کہ طرح طرح سے مکاریاں کرتا ہے اور قسم قسم کے شبہات پیش کرتا ہے۔ کبھی قرآن شریف کی تلاوت میں (میرے سر پر خاک) ایسے خیالات پیدا کرتا ہے جن کی کوئی حد نہ ہو۔ حضرت اقدس! اس خاکسار کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کسی جذامی کو فاخرہ (فخر والا) لباس پہنا دیا جائے۔ ظاہر میں مسلمان ہوں اندر کی حالت کا خدا حافظ ہے۔

اب فدوی اپنی مختصر حالت جو طبیعت کا رنگ ہے عرض کرتا ہے۔ فدوی کی طبیعت اس قسم کی ہے کہ جب تک تنہا رہے اور کوئی دنیاوی کام نہ کرے یہاں تک کہ معمولی سا کھانے پینے کی طرف بھی توجہ نہ ہو تو شوق و ذوق محبت وانس بے حد بڑھ جاتا ہے اور اگر دنیاوی کام کی طرف ہلکی سی توجہ کی جائے تو پھر وہ جوش اور طبیعت کا رنگ (باقی) نہیں رہتا ہے۔ اس بات کا کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے آج تک محروم ہوں نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

افسوس اس مسافر کے حال پر جس کا گھوڑا بہت لاغر (دبلا کمزور) اور لنگڑا ہو اور مسافر سفر بھی بے وقت شروع کرے ہائے حسرت! اس مسافر کو منزل مقصود تک پہنچنے کی کب امید رکھنی چاہئے۔

تحقیق: السلام علیکم! حق تعالیٰ رحیم وحکیم ہیں۔ جس ذوق وشوق سوز وگداز کو آپ کمال سمجھتے ہیں نہ وہ کمال ہے اور جس خشکی اور وسوسہ کو آپ نقصان سمجھتے ہیں نہ وہ نقصان ہے۔ اگر آپ کو وہ کیفیات حاصل ہوتیں تو آپ کیونکہ ان کیفیات کو بڑی چیز سمجھتے ہیں (تو اس سے) ضرور عجب پیدا ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے (آپ کو) عجب سے بچایا جو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس پر شکر واجب ہے نہ کہ الٹ شکایت کی جائے۔

آنکس کہ تونگرت نمے گرداند   او مصلحت تو از تو بہتر داند

ترجمہ: ”جس شخص نے تجھے مالدار نہیں بنایا ہے وہ تیرے فائدے کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔“

اس مضمون میں یہ باطنی دولت بھی داخل ہے۔

جس چیز کو آپ نقصان سمجھ رہے ہیں اگر یہ نہ ہوتی تو آپ میں یہ عاجزی نہ پیدا ہوتی جو بڑی نعمت ہے۔ اس پر بھی شکر (ادا کرنا) واجب ہے۔ لیکن اس میں کیونکہ ناشکری کا شبہ ہے اس لئے اب اس کی حقیقت سمجھ لیجئے

تا کہ اس پر بھی شکر کیجئے۔ آپ کے بارے میں لگتا ہے کہ آپ تربیت السالک کے مضامین کو ذہن سے نکال دیتے ہیں۔ (ایک) کلیہ (قاعدہ) سمجھ لیجئے کہ جو اختیاری افعال ہیں ان میں اللہ اور رسول (کے حکم) کے خلاف نہ کیا جائے تو اس صورت میں احوال چاہے کچھ بھی ہوں وہ (احوال) کیونکہ غیر اختیاری ہیں ان کی کچھ (بھی) پرواہ مت کیجئے کام کرتے رہیے۔ آپ محروم نہیں ہیں وقت آنے پر یہ بات حقیقی طور پر بھی معلوم ہو جائے گی۔ اب تقلیداً اگر (یعنی میری پیروی کے طور پر) مان لیجئے۔

حال: کچھ دنوں سے پہلے جیسی کیفیت، غلبہ اور جوش نہیں رہا ہے مگر حضور والا کے طفیل سے یہ (بات) اب بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق جو پہلے نہیں محسوس ہوتا تھا اب محسوس کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ (آپ کی) حالت پسندیدہ ہے۔ جوش مقصود نہیں ہے اس کا نتیجہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہے۔ دعا کرتا ہوں۔

بازاری لوگوں کو دیکھ کر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا

حال: (حضرت!) جب میں بازار جاتا ہوں تو کبھی دل بہت پریشان ہوتا ہے کہ یا اللہ! یہ تو سارے جہنم کے ایندھن نظر آتے ہیں۔ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بازار میں اکثر تو کافر ہوتے ہیں اور مسلمان بھی عام طور سے ناجائز خرید و فروخت کی وجہ سے غافل نظر آتے ہیں۔ اس وقت میں سر نیچے کر کے جلدی بھاگتا ہوں۔ اگر کام ہوا تو اس کو پورا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہوں ورنہ دل گھبرانے لگتا ہے۔

کبھی ان ہی خیالات میں دیر تک بیٹھا رہ جاتا ہوں۔ شاید دوسروں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے۔ حضرت! یہ خیالات کیوں بکھر جاتے ہیں؟ کیا اس میں کچھ فائدہ ہے یا یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ اگر یہ وسوسے ہوں تو حضور اس سے بچنے کی دعا فرمائیں۔ اگر یہ فائدہ کی بات ہے تو کیا یہ تنبیہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں اس طرح مشغول نہ ہونا۔

تحقیق: یہ نہ فائدہ کی بات ہے اور نہ ہی شیطانی وسوسہ ہے بلکہ یہ طبعی بات ہے مگر اس (خیال) کے ساتھ جان بوجھ کر یہ خیال لانا چاہئے کہ ممکن ہے سب پر اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں اور یہ ہم سے اچھے ہو جائیں۔

غیر اختیاری بات کے حاصل ہونے پر غم نہیں ہونا چاہئے

حال: (حضرت!) میں روزانہ رات میں دو گھنٹے سوتا ہوں باقی سارے اوقات معین (ومقرر) ہیں۔ ہر روز

رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے کی تمنا رہتی ہے مگر اب تک کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کوئی صورت ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: جو بات غیر اختیاری ہو اس کے حاصل نہ ہونے پر غم (کرنا) ہی ناجائز ہے تو اس کی وجہ پوچھنا بھی فضول ہے۔

دل کی یکسوئی حاصل نہ ہونے کا علاج

حال: آج کل دل کی یکسوئی بالکل نہیں ہوتی ہے (اس کی وجہ سے) پریشانی ہوتی ہے مگر کام میں لگا رہتا ہوں۔

تحقیق: دل کی یکسوئی غیر اختیاری (چیز) ہے۔ اس کے نہ ہونے سے پریشان نہ ہوں۔ ہاں دل کو متوجہ کرنا اختیاری (چیز) ہے یعنی اپنی طرف سے متوجہ رہیں خواہ (دل کی یکسوئی) ہو یا نہ ہو اور اکثر اس (دل کو متوجہ رکھنے کی وجہ) سے یکسوئی ہو ہی جاتی ہے۔

قابلیت کے آثار

حال: الحمد للہ تعالیٰ! تمام معمولات پہلے کی طرح بغیر تکلیف کے مسلسل ہو رہے ہیں۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: حقیقت میں یہ حضرت والا کی توجہ دعا کا نتیجہ ہے ورنہ احقر کسی قابل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ سمجھنا بھی قابلیت کی علامت ہے۔ اس نعمت پر شکر کیجئے کہ (اللہ تعالیٰ نے) عجب سے بچایا۔

طبیعتوں کی مختلف خصوصیات

حال: اکثر عصر سے عشاء تک ایک خاص محویت کی کیفیت رہتی ہے اور تہجد کے وقت نہیں رہتی ہے حالانکہ اس وقت بالکل تنہائی ہوتی ہے۔

تحقیق: طبیعتوں کی خصوصیات مختلف ہیں۔ آپ کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوئی جس میں فنا اور زوال کی آمد ہے۔ تہجد کا وقت اگرچہ تنہائی کا ہے مگر وہ تعلقات کے آنے کا وقت ہے تو آئندہ کا اثر ہوتا ہے اور اگر حال کا اثر ہوتا تو معاملہ الٹ ہوتا (کہ اس وقت آپ پر آئندہ صبح ہونے اور اس میں تعلقات وغیرہ کے آنے کے اثر کی وجہ سے یکسوئی کی کیفیت نہیں ہوتی ہے حالانکہ یہ وقت تنہائی کا ہے تو اگر حال کا اثر ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی)۔

افسوس دل کا رونا ہے

حَال: اللہ اللہ ذکر کرتے وقت دل چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر (رونا) نہیں آتا ہے۔ میری (اس) حالت پر افسوس (ہوتا ہے)۔

تحقیق: یہ افسوس بھی دل کا رونا ہے جو نفع میں آنکھ کے رونے سے کم نہیں ہے۔

حَال: چلتے پھرتے اللہ اللہ زیادہ یاد رہتا ہے پھر یاد کرتا ہوں تو استغفار پڑھتا ہوں۔

تحقیق: دونوں (لا الہ الا اللہ اور استغفار) کا حاصل ایک ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کمالات کے استحضار کے وقت سبحان اللہ پڑھنا

حَال: حضور کی برکت سے آخر رات میں اکثر چار کبھی کبھی ٦، اور آٹھ رکعت نفل (پڑھتا ہوں) اور چھ تسبیح لا الہ الا اللہ کی اور چھ تسبیح دو ضرب والے اسم ذات (اللہ اللہ) کی اور فرصت کے وقت معمولی سی ایک ضرب والے اسم ذات (اللہ اللہ) ...... ایک ضربی والے ذکر میں اکثر سرور اور کشش کی کیفیت ہو جاتی ہے۔

عصر کی نماز کے بعد اکثر ٹہلنے چلا جاتا ہوں۔ سبزہ دیکھ کر اور اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ کے کمالات خیال کر کے بے اختیار دیر تک سبحان سبحان اللہ کہتا ہوں۔ پھر یہ خیال آتا ہے کہ حضرت صاحب سلمہ نے تو تجھے اسم ذات (پڑھنے کے لئے) فرمایا ہے یہ (سبحان اللہ کہنا) اپنا اجتہاد نہ کر۔ بالکل اس خیال سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگتا ہوں ورنہ اکثر دل یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات کو خیال کرتے وقت اللہ اللہ کہا کروں۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔ جس حالت میں سبحان اللہ کہنے کی چاہت ہو اس میں یہی کلمہ (سبحان اللہ) کہہ لیا کیجئے یہ اجتہاد نہیں ہے اگر ہر وقت سبحان اللہ (پڑھنے کا) معمول ہوتا تو اجتہاد ہوتا (کہ جب ہر وقت سبحان اللہ ہی پڑھنا ہے تو اس وقت خاص طور پر پڑھنا اجتہاد ہوتا)۔

دل کی اصلاح اور صحیح مقاصد کے بارے میں وضاحت

حَال: دل کے حال کی اصلاح، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہونے، مقام احسان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے (حاصل) ہونے کے لئے کوئی ذکر و شغل اور عمل کی تعلیم فرمائیں۔

تحقیق: (آپ) کیونکہ سچے طالب ہیں اس لئے مجھے بھی سچائی اور خلوص کے ساتھ خیر خواہی سے سچی بات عرض کر دینا چاہئے۔ آپ نے جو مقاصد لکھے ہیں وہ واقعی صحیح مقاصد ہیں مگر ان الفاظ کی تفسیر میں غالباً اتنی

غلطیاں ہو رہی ہیں کہ سب سے پہلے ان کی تحقیق ضروری ہے۔ تحقیق کے لئے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خطوط کافی نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے سامنے بیٹھ کر بات کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے بغیر یہ نقصان ہے کہ شاید ان (باتوں) کی تفصیل ذہن میں کچھ غلط ہو اور (ان باتوں کے) حاصل ہونے کے بعد بھی حاصل نہ ہونے یا نہ پہنچنے کا وہم ہو۔

سالک کو دیوانے کہے جانے سے شرم نہیں کرنا چاہئے

حال: تصوف کا مشغلہ جاری ہے۔ اس کچھ دن کی صحبت سے بہت فائدہ ہوا۔ خلوت (تنہائی) کی عادت ہو رہی ہے۔ اس عالم کی ساری باتیں اچھی لگتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ عالم خواب لگتا ہے۔ ہر وقت جی چاہتا ہے کہ کبھی اللہ اللہ اور کبھی اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرتا رہوں مگر اس خیال سے کہ لوگ دیوانہ کہیں گے رک جاتا ہوں۔ (اس بارے میں) کیا ارشاد عالی ہے؟

تحقیق: (حدیث میں آتا ہے) ''اذکروا اللّٰہ حتی یقولوا انه مجنون'' (کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر (اس کثرت سے کرو کہ) مجنوں کہا جانے لگے یہ) حضور ﷺ کی چاہت ہے۔

ع ما نمی خواہیم ننگ و نام را

ترجمہ: ''ہم عار اور شہرت نہیں چاہتے ہیں۔''
''عاشقوں کا مزاج ہے۔''

حضوری کا غلبہ بہت ساری مطلوبہ باتوں کے لئے رکاوٹ ہے

حال: (حضرت مجھ پر) ایک وقت وہ بھی گزرا ہے کہ ایسی حضوری (اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا خیال) ہوگئی تھی کہ (میں) پیر نہیں پھیلا سکتا تھا، لیٹ نہیں سکتا تھا اور بیٹھے بیٹھے سوتا تھا۔ (اس) حضوری (کے غلبہ) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے ادب رکاوٹ بنتا تھا۔ ذکر چھوٹ گیا تھا۔ درخت پتھر سب میں اسی دیکھنے کا ظہور تھا۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوئی جب اللّٰہ سمیع اللّٰہ بصیر الخ کا (شغل) سانس کو اوپر اور نیچے کی جانب روک کر کیا کرتا تھا۔ ان تینوں صفات میں اللہ بصیر کا غلبہ زیادہ تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ دل کو ذرا سی بھی حرکت نہیں ہوتی ہے اس قدر (دل کی) سختی بڑھ گئی ہے۔

تحقیق: وہ حال عارضی (وقتی) تھا۔ وہ کمال بھی نہیں ہے کیونکہ وہ بہت ساری مطلوبہ باتوں کے لئے رکاوٹ بھی ہوتا ہے۔ مقصود اعتدال تو یہی ہے کہ اور یہ باقی بھی ہے۔ یہ سختی نہیں ہے۔

تلوینیات مقصود نہیں

حال: اللہ تعالیٰ کی ذات کیونکہ متجزی (یعنی ٹکڑے اور تقسیم ہونے والی) نہیں ہے اس لئے اپنا کوئی ذکر یا فعل ذات کے کسی حصہ کے ساتھ متعلق نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے ذکر قلبی بھی اتنا لمبا ہوتا اور پھیلتا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

تحقیق: مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ذات کا نہ ختم ہونے والا ہونے سے ذکر کا بھی زمانے کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا ہونا لازم نہیں آتا ہے جیسا کہ اس تحریر سے سمجھ میں آتا ہے۔

حال: پہلے یہ تصور تھا کہ "ان اللّٰہ معنا" اب یہ حالت ہے کہ "انا مع اللّٰہ" پہلے دونوں محدود اب دونوں غیر محدود بے اختیار یہ شعر کہنے کو جی چاہتا ہے۔

میں ہوں دیوانہ مضطر تو وہ ہر جائی ہے ‏ ‏ نہ ٹھکانہ کہیں ہے میرا نہ مسکن انکا

تحقیق: یہ سب تلوینیات (مختلف حالات اور رنگ) مقصود نہیں ہیں۔ تمکین علی المقصود (مقصود پر جاؤ سکون) مقصود ہے۔

فنا کے حاصل ہونے کا طریقہ

حال: دن رات اس پریشانی میں ہوں کہ اپنا تصور مٹ جائے۔

ع تو خود حجاب شدی حافظ از میاں برخیز

ترجمہ: ”حافظ تو خود ہی آڑ بن ہوگیا ہے اب درمیان سے ہٹ جا۔“

تحقیق: کوشش اور پریشانی سے نہیں مٹتا (بلکہ) کام کرتے رہیے پھر خواہ اس کا نتیجہ مٹنا ہو یا کچھ اور ہو سب خیر ہے۔

ع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

ترجمہ: ”سلوک کے راستے میں سالک کو جو بھی پیش اسکے لیئے بہتر ہے۔“

سوال: کبھی جی چاہتا ہے کہ نفس بالکل یاد میں فنا ہوجائے اور خودی کی بلا سے نکل جائے تو کیا اچھا ہوتا۔ اس کا کیا علاج کروں؟

جواب: اعمال کو ہمیشہ کرتے رہنے سے اس کی بھی امید ہے۔

انوار مقصود نہیں ہیں

سوال: قصد السبیل، مالا بدمنہ اور ضیاء القلوب کی عبارت سے لگتا ہے کہ سالک کو جو کچھ انوار و تجلیات نظر ان کو

لائے نفی (نفی والے لا) کے نیچے لانا چاہئے (یعنی ان کی نفی کرنی چاہئے اس کا کیا مطلب ہے۔ کبھی (ان انوار و تجلیات میں) ایسی کشش ہوتی ہے کہ سالک اگر ان سے اعراض کرے (تو ہی) شاید وہ خیال چلا جائے ورنہ (اس کا) چلا جانا مشکل ہے۔ اس صورت میں نفی کے نیچے لانے کے کیا معنی ہوں گے۔ اس (انوار وتجلیات کی) صورت میں تو جی چاہتا ہے کہ خود کو ہی لائے نفی کے نیچے لایا جائے (یعنی خود ہی کی نفی کر دی جائے) مگر ان انوار کو نفی نہ کیا جائے۔ کیونکہ تو دل کی خوشی کا سبب ہے۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس گر نباشد نور یارم ہم نفس

ترجمہ: ''اگر محبوب کا نور میرے ساتھ نہ ہو تو میں کیا حیلہ کروں۔''

جواب: اس (نفی کرنے) سے مراد اس وقت (نفی کرنا) ہے جب وہ (انوار وتجلیات) حقیقی مقصود سے آڑ ہو جائے۔

غیر اختیاری باتوں کا فوت ہو جانا محرومی کا سبب نہیں ہے

حال: اب رمضان شریف آ گئے ہیں جمعہ، جماعت اور نماز میں کھڑا ہونا تو چھوٹ گیا ہے اور روزے بھی نہ رکھ سکا تو بڑی بدنصیبی ہے۔

تحقیق: کیا جو باتیں بندے کے اختیار میں نہیں ہیں اس میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کی محرومی یا نقصان طے کر دیا ہے۔

قبض کا علاج

حال: عرض یہ ہے کہ کچھ دنوں سے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ایسا خیال رہتا ہے کہ گویا حق تعالیٰ کی مخلوق ہے ہی نہیں۔ اس خیال سے کچھ ایسی بے خودی سی رہتی کہ اپنی اور کسی دوسری کی اچھی طرح خبر نہیں تھی اور دل میں قسم قسم کے علوم اور اسرار (راز) آتے تھے اور دل کی حالت بدلتی رہتی تھی۔ کبھی خوشی ہوتی اور کبھی اللہ تعالیٰ سے بہت خوف لگتا تھا۔

اب دو دنوں سے اچانک حالت بدل گئی۔ نہ پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا خیال رہتا ہے اور نہ بے خودی سی رہتی ہے۔ ہوش وحواس بالکل صحیح ہو گئے ہیں۔ اپنی اور دوسرے کی ساری خبر رہتی ہے اور نہ ہمارے دل میں (علوم واسرار کا) خیال آتا ہے اور نہ ہی کچھ دل کی حالت بدلتی ہے۔ کچھ قبض کی طرح کی حالت رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت کو ایک فکر اور پریشانی رہتی ہے کہ اچانک کیا ہو گیا۔ پرچہ دینے کی جلدی تھی اسی

وجہ سے کہ فکر ختم ہو کر اطمینان حاصل ہو جائے۔

تحقیق: یہ قبض ہے اس کی طرف توجہ نہ کرو۔ کام میں لگے رہو اور استغفار کثرت سے کرو۔ اس (قبض) کے فائدے بسط سے بھی زیادہ ہیں۔ صبر تسلیم و رضا تفویض (اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا) اس کے آداب میں سے ہے۔

* * *

حال: حضور انور! اللہ تعالیٰ کے واسطے بندہ کے لئے دعا اور توجہ فرمائیں بہت ہی بری حالت ہے۔ ہفتہ میں (تہجد کے لئے رات کو صرف) دو دن آنکھ کھلی اور چار دن ناغہ ہوا۔ کتنا ہی (اٹھنے کا) ارادہ کر کے اور دعا مانگ کر سوتا ہوں کہ اے رب عز و جل! صبح تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے مگر صبح صادق کے بعد آنکھ کھلتی ہے حالانکہ عشا کے بعد ہی پلنگ پر لیٹ جاتا ہوں۔

ایک دن یہ ارادہ کر کے سویا کہ اگر آنکھ نہیں کھلے گی تو روزہ رکھوں گا۔ اس دن ایسا ہوا کہ صبح کی جماعت ہی فوت ہوگئی حالانکہ دوسرے دنوں میں جماعت اطمینان سے مل جاتی تھی۔ حضور والا کی دعا کی بہت ضرورت ہے۔ باری تعالیٰ حضرت کے طفیل بندہ کی اصلاح فرمائیں۔ بہت ہی خراب حالت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حضور دعا فرما دیں۔ حضور والا اس بندہ کا ظاہری و باطنی دونوں علاج فرمائیں تاکہ حالت کی اصلاح ہو جائے بہت پریشان ہوں کہ کیا ہوگا۔

تحقیق: آپ نے جو حالت لکھی ہے یہ قبض کہلاتی ہے۔ اس کے اسباب مختلف ہیں اور علاج بھی مختلف ہیں۔ اگر آپ سے کوئی گناہ نہیں ہوا اور دوسرے جنس (یعنی برے لوگوں) کی صحبت بھی نہیں ہوئی تو اس کا سبب امتحان ہے۔ توکل اور صبر سے کام لیجئے اور استغفار کیجئے۔ میرا مواعظ اور تربیت السالک دیکھے جس سے رحمت متوجہ ہو۔

* * *

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولات پورے کر رہا ہوں۔ آج کل پانچ چھ دن سے کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ میری کیا حالت ہے۔ دل نہ نماز نہ وظیفہ میں اور نہ ہی کسی دنیاوی کام میں لگتا۔ ہر وقت ایک گھبراہٹ سی رہتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں نے کوئی خطا کی ہے۔

تحقیق: یہ قبض ہے کبھی اس کا سبب طبعی یا طبی تبدیلی ہوتا ہے، کبھی کوئی گناہ اور کبھی امتحان مطلوب ہوتا ہے اس لئے جہاں کوئی سبب معلوم نہ ہو سکے سارے علاج کو جمع کرنا چاہئے یعنی طبیب سے نبض وغیرہ دکھا کر مزاج کو معتدل کیا جائے، استغفار کی کثرت کی جائے اور بغیر توجہ اور شک و شبہ کے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

حال: احقر سے عذر کی وجہ سے حالات عرض کرنے میں تاخیر ہوئی امید ہے کہ حضور معاف فرما کر شکر گزار، فرمائیں گے۔ حضور والا کی محبت کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے استغنا (بے پرواہی) کی کیفیت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف شوق و رغبت اور آخرت میں جو نعمتیں ہیں ان سب کا بہت ہی مشوق پیدا ہوگیا ہے۔ دنیا ایک ایسی جگہ جہاں محبت کے قابل کوئی چیز نہ ہو اور بالکل غیر آباد ویرانہ لگتی ہے۔ دل ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ اس ویرانے سے نکل کر اپنے محبوب سے مل جاؤں۔ سب کے ہونے باوجود خود کو ایک اجنبی جس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو محسوس کرتا ہوں۔ ایسا لگتا تھا کہ میں قبر میں ہوں اپنے رب کے علاوہ کسی سے کوئی کام نہیں ہے۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ارادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مختلف قسم کی نعمتوں کے یاد آنے اور ہر ہر چھوٹی چھوٹی چیز میں ان کے احسان کے نظر کے سامنے ہوکر بہت ذلت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنے کا خیال آتا ہے اور جو کام اللہ تعالیٰ نے منع کئے ہیں ان سے رکنے کی فکر ہوتی ہے۔ ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت اور نماز میں بہت ہی محبت ہوتی ہے۔

اب وہ حالت عرض کرتا ہوں یہ زمانہ پہلی مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا تھا۔ (میں) بہت سخت حیران و پریشان تھا اور مسلمانوں کو دیکھ کر حسرت ہوتی تھی۔ حضرت کی خدمت میں (یہ حالت) عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار اس (حالت کی وجہ) سے ایک اور حالت پیش آئی جو اس سے بھی وحشت ناک ہے۔ جس کی وجہ سے بالکل مایوسی ہوگئی (اس حالت سے) ڈر کر (میں) واپس گھر چلا گیا تھا۔ اب دونوں حالتوں کو ترتیب سے عرض کرتا ہوں۔

پہلی حالت یہ ہے کہ اپنے اندر کفر محسوس کرتا تھا یہاں تک کہ شیطان لعین نے اللہ تعالیٰ کے وجود میں شک ڈالا جس کی وجہ سے بے قرار تھا۔ بہت ہی بے قراری کی وجہ سے ایک دن صبح بازار کے مشرقی جانب اکیلا چلا گیا۔ تسبیح کے علاوہ کوئی چیز (میرے پاس) نہیں تھی۔ ایک کتا آیا اور زور سے بھونکنے لگا اور شدید حملہ کرنے لگا۔ اس وقت میں نے بہت ہی جم کر ذکر شروع کیا اور نفس سے کہا: میں تو باری تعالیٰ کے وجود میں شک کرتا تھا اور اب کس طرح خدا کو بلا رہا ہوں۔ (اس سے) نفس کو کچھ تسلی ہوئی کہ الحمد للہ اپنے اندر ایمان ہے یہ سب شیطان کا وسوسہ ہے اس سے برے خاتمہ کا خوف نہیں کرنا چاہئے۔

آخر کار بہت دیر کے بعد کتا خود بخود چلا گیا۔ میں اتنی دیر تک ذکر میں مشغول رہا۔ کتے کے حملے کی کیفیت یہ تھی کہ کچھ دور جا کر پھر لوٹ کر آتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ اس مرتبہ کاٹے گا۔ کوئی دوسرا شخص کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ اس دن کا واقعہ یاد آکر تعجب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے کے کاٹنے سے کیسے بچایا۔ آخر میں حجرہ میں واپس آیا

لیکن اب تک اس قصہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد کفر کے وسوسے تو کم ہو گئے لیکن بالکل ختم نہیں ہوئے۔

اس کے بعد ایک اور بری حالت شروع ہوئی جس کو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے وہ یہ کہ حضور کے بارے میں برے برے خیالات آنے لگے تھے۔ میں جتنا روکتا اتنا ہی اور زیادہ آتے تھے کہ یہاں آکر یہ ردی (گھٹیا، بری) حالت پیش آئی ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو دل میں خیال کیا کہ گھر واپس چلے جانا چاہئے اور جب تک یہ خیالات ختم نہ ہوں (حضور کی) خدمت میں رہنا ہلاکت کا سبب ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت تو مقرب (اللہ تعالیٰ کے خاص بندے) ہیں اور مقرب کے بارے میں ایسے (برے) خیالات کا ہونا ہلاکت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

اسی کھینچا تانی میں تھا کہ بیمار ہو گیا جس کی وجہ سے سہارنپور جانا پڑا۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ اب وہ بے کار خیالات ختم ہو جائیں گے۔ جب ظاہری جدائی ہوئی تو اور بھی پریشان ہوا۔ ایک تو دوری (دوسرے) وہ خیالات آخر حضور کی محبت جو اس (بری) حالت سے پہلے پیدا ہو چکی تھی (بلکہ) اس سے بھی جب پہلے جب استاذنا جناب مولوی حبیب اللہ صاحب تفسیر جلالین پڑھاتے تھے اسی وقت سے حضرت کی محبت ہو گئی تھی۔ (اس محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ) استاد صاحب آپ کا تذکرہ اکثر کیا کرتے تھے۔ کبھی عادات شریفہ بیان فرماتے اور کبھی قرآن کی آیات کے حل میں جناب کے اقوال نقل فرماتے تھے۔ اس سے حضرت کی محبت دل کی تہہ میں پہنچ گئی تھی۔

خلاصہ یہ کہ محبت کی وجہ سے دوری تلخ (کڑوی) تھی اور ان (خیالات کے) حالات کی وجہ سے حاضر ہونا مشکل تھا۔ کچھ صحت حاصل ہونے کے بعد یہاں رہنے کے ارادے سے آیا تھا پھر وہی حالت محسوس ہوئی۔ اس لئے رخصت (چھٹی) کا پرچہ دے کر چلا گیا تھا۔ باقی حالات کل پیش کروں گا۔

تحقیق: اس وقت جواب دوں گا۔

(برے خیالات والی) پچھلی حالت جو اس پرچے میں لکھی ہے وہ اگر ظاہری طور پر ناپسندیدہ ہے مگر جب وہ غیر اختیاری تھی تو بری نہیں تھی اور ناگواری کی وجہ سے ایک مجاہدہ تھی جس کی وجہ سے مفید تھی۔ ایسی حالت کو قبض کہتے ہیں۔ وہی (قبض کی حالت) اس موجودہ بسط کی حالت کا ابتدائی سبب ہوئی۔ (اور) اس بسط کا اتنا لذیذ ہونا اسی قبض ہی کی وجہ سے ہے اور یہی معنی اس قول کا ہے ؎

از دست ہجر یار شکایت نمی کنم   گر نیست غیبتی نہ بد لذت حضور

ترجمہ: ”دوست کی جدائی کی شکایت نہیں کرتا ہوں اگر وہ غائب نہ ہوتا تو موجودگی کی لذت بھی نہ ہوتی۔“

مبارک ہو کام میں لگے رہیں۔

مزاج کی گرمی کے آثار

حال: رونے کے وقت کپڑے پھاڑنے اور سر پر پٹکنے کا خیال آتا ہے اور منہ پر طمانچہ مارنے تک بات پہنچ جاتی ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں خراش اور ورم نہ آجائے۔

تحقیق: ان کیفیات کو رونے سے مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر کے وقت جنگل جانے کا بہت خیال ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ نعرہ لگاتے ہوئے پھرا کروں لیکن بڑی مشکل سے روکتا ہوں۔

تحقیق: اشعار پڑھنے سے اس کو مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر میں ایک کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل کے پاس ایک چراغ جلتا رہتا ہے۔ ذکر کے وقت اس کی روشنی بہت تیز معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہلکی ہوتی ہے لیکن رہتی ہے۔ ہر وقت غور کرنے سے ہر رونگٹے سے اللہ اللہ کی صاف آواز لگتی ہے۔ ذکر کے وقت کان سے تار کی طرح کی ایک آواز آتی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ سارے دماغ کی گرمی کے آثار ہیں اسی طرح اوپر کے بعض واقعات بھی دماغی گرمی کی وجہ سے ہیں۔ طبیب سے مزاج کے اعتدال کا علاج معلوم کیجئے۔

مبتدی کا گناہوں کو یاد کر کے رونا

سوال: اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کر کے رونا بہتر ہے یا ایک مرتبہ خالص توبہ کر کے اپنے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

جواب: آپ کی جو حالت ہے یعنی ابتداء کی حالت اس میں گناہوں پر رونا بہتر ہے۔

رونا نہ آنا

حال: چار پانچ دن سے رونا نہیں آرہا ہے۔

تحقیق: رونا نہ آنا ذرا بھی نقصان دہ نہیں ہے ورنہ ”فان لم تبکوا فتباکوا“ کہ اگر رو نہ سکو تو رونے کی

صورت ہی بنالو‘‘ نہ آتا۔

اختیاری باتوں میں کوتاہی کی اصلاح کا ضروری ہونا اور غیر اختیاری باتوں کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حَالؔ: (حضرت آپ کی) ڈیڑھ مہینہ کی برکت والی صحبت سے جو کچھ بندہ کی ناقص سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ اختیاری باتوں کی کوتاہی کی اصلاح کرنی چاہئے اور غیر اختیاری باتوں کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ اسی خیال کی وجہ سے اکثر استغفار کرتا ہوں اور (حضرت کے) ارشاد کے مطابق پابندی سے جو اتباع کر رہا ہوں۔ اس اتباع (کرنے کو) حضرت کی برکت اور اللہ تعالیٰ شانہ کا عطیہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کیا کر سکتا ہوں۔

الحمدللہ مجاہدہ صرف علاج ہے مجاہدہ کے باوجود بھی اللہ پاک کے فضل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ رات کو دن کے مقابلے میں غذا میں کچھ کمی تو کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ سوتے وقت ''اللھم الیك فوضت امری'' (کہ اے اللہ! میں نے اپنے معاملے کو آپ کے حوالہ کیا) پڑھ لیتا ہوں کہ (رات کو اٹھانا) اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے غذا کم کرنے کے باوجود بھی اگر وہ کام نہ لیں، توفیق نہ عطا فرمائیں تو کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

الحمدللہ! گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے علاوہ ساری مخلوق کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے یعنی ''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده'' (کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں) ایسا بننا چاہئے۔ چنانچہ اس کی فکر کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع ہوگئی ہے۔ اس کے جرمانے کے لئے نقد پیسوں کا جرمانہ اور نفل نماز بھی جرمانے کے طور پر شروع کر دی ہے۔ جس شخص کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو معافی مانگتا رہتا ہوں اور خدا سے نیک عمل اور اصلاح کی توفیق مانگتا رہتا ہوں۔ تنہائی میں اپنی کوتاہی اور اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت اور درجے والے ہیں (ان کی عظمت و اونچائی) کے سامنے خود کو کچھ نہیں سمجھ کر رونا آجاتا ہے کبھی نماز میں جو کچھ سمجھ میں آیا اس وقت بھی رونا آتا ہے۔ یہ احوال ہیں ان کو عرض کر دیا۔

تَحقِیق: ماشاءاللہ! خوب (صحیح) سمجھے (میرا) دل خوش ہوا۔

حَالؔ: جو کچھ کمی ہے اس کو (حضرت) ارشاد فرمائیں۔

تَحقِیق: صحبت، کہنے سننے اور مواعظ سے خود ہی کمی کا علاج ہو جائے گا۔

چھاتی کے نیچے حرکت کا نظر آنا

حال: چھاتی کے ڈھائی انچ نیچے حرکت کرتی ہوئی کون سی چیز ہوتی ہے۔

تحقیق: (حرکت کرتی ہوئی وہ چیز) پھیپھڑا ہے۔

حضور (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور دھیان) واسطے اور بغیر واسطے کے ساتھ

حال: حضرت! اب یہ دکھ ہو رہا ہے کہ اسباق کے مطالعہ کے وقت معبود حقیقی کا حضور نہیں رہتا ہے۔ اگر حضور کی طرف توجہ کرتا ہوں تو نہ کتاب، نہ مطالعہ سمجھ میں آتا ہے اور نہ ہی سبق سمجھا سکتا ہوں اور اگر یہ (کتاب، مطالعہ سمجھنا اور سبق سمجھنا) ہوتا ہے تو حضور باقی نہیں رہتا ہے۔

تحقیق: اوہو! بڑی غلطی میں پڑ گئے وہ حضور جو واسطے کے ساتھ ہو وہ بھی حضور ہی ہے اور یہ حضور واسطے کے ساتھ ہے۔ اگر سمجھ میں نہیں آیا ہو تو تفصیل سے لکھوں؟

ہیبت وانس

حال: (حضرت!) کبھی کبھی میری حالت باادب غلام کی طرح ہو جاتی ہے جس طرح وہ آقا کے سامنے ڈر و خوف اور فرمانبرداری کے انتظار اور غلطی اور خطا پر شرمندہ بیٹھا رہتا ہے خدا کی قسم میری حالت بھی ایسی ہو جاتی ہے۔ کبھی ناز ونخرہ کی باتیں جیسا کہ باپ بیٹے میں ہوتی ہیں ایسی ہی کرتا ہوں۔

تحقیق: پہلی (خوف و ڈر والی) حالت ہیبت کی حالت ہے اور دوسری (ناز ونخرہ والی) حالت انس کی حالت کہلاتی ہے۔ انس میں انبساط کو ادب کی حد سے آگے جانے نہ دیا جائے کیونکہ یہ کبھی (اللہ تعالیٰ کے) غصہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حال: (میں نے) ایک مرتبہ یہ کہا: اگر خدا تعالیٰ میرے لباس میں تنگی کرے تو میں بالکل بھی وہ لباس نہیں پہنوں گا اور یہ کہوں گا غنی ہونے کے باوجود (مجھ) فقیر کو کیوں نہیں دیا وغیرہ۔

تحقیق: یہ (بات) ادب کی حد سے باہر ہے۔

موت کے خوف کے غلبہ کا علاج

حال: (حضرت!) عرض یہ ہے کہ (مجھ پر) موت کا خوف اتنا غالب ہوگیا ہے کہ بیٹھنے سے اٹھنے کی اور اٹھنے سے بیٹھنے کی امید نہیں ہوتی ہے۔ ہر صبح یہ خوف بہت زیادہ ہو جاتا ہے کہ آج کیا حال مجھ پر گزرے گا اب کسی

وقت بھی مجھے موت آ جائے گی۔ غرض یہ خوف سارے اوقات میں رہتا ہے اور آخرت کی طرف خیال کرنے سے یہ خوف بہت زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان باتوں (آخرت کے حالات) سے کس طرح نجات ملے گی۔ میرا یہ خوف علاج کے قابل ہو تو علاج فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ (مجھے) دنیا اور آخرت کی ساری آفتوں سے نجات عطا فرمائیں۔ میرے دل سے ان باتوں کا خوف دور فرمائیں اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور انس عطا فرمائیں۔ میرے لئے جو کچھ مفید ہو عنایت فرمائیں۔

تحقیق: میرے رسالے شوق وطن کا مطالعہ کریں اس سے اعتدال ہو جائے گا۔

شرعی عقلی باتوں کا ذوقی باتوں پر غالب ہونا پسندیدہ ہے

حال: کمترین (ناکارہ اپنے) بکھر ہوئے اور بے جوڑ احوال کو کیسے عرض کرے کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا۔ (کہ عشق ابتداء میں آسان ہوتا ہے بعد میں مصیبتیں پیش آتی ہیں۔ حاضر ہونے سے پہلے کے حالات حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجے تھے ان میں سے اکثر کی اصلاح ہو گئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: ایک ضروری مرض عرض کرنا بھول گیا تھا وہ یہ کہ (میں) دعا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اپنے وجود کے تصور سے وحشت ہوتی تھی۔ الحمد للہ! اس مرض سے بھی صحت حاصل ہو گئی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ! کہ شرعی عقلی باتوں کو ذوقی باتوں پر غلبہ ہوا۔

حال: (حضور کے) قدموں کے چومنے کے بعد جو کیفیت ہوئی اس کے بعد یہ دونوں خط موجود ہیں، اس کے بعد سے نہ تلوینات ہیں اور نہ مواجید بلکہ حضوری کی کیفیت رہتی ہے۔

تحقیق: یہ ان (تلوینات اور مواجید) سے زیادہ کامل ہے جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

قرآن مجید کی تلاوت سے دلچسپی نہ ہونے کا علاج

حال: (حضرت! میں) قرآن مجید کی تلاوت کا بہت شوق رکھتا تھا اور روزانہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا۔ مگر آج کل حالت بالکل الٹ ہے۔ کوئی علاج فرمائیں۔

تحقیق: بلا تکلف پڑھتے رہیے۔ دلچسپی کا انتظار نہیں کیجئے عمل کرنے سے دلچسپی خود ہو جاتی ہے۔

مبتدی کا دوسرے سلسلہ والے بزرگوں سے ملنا

سُؤال: مبتدی کے لئے دوسرے سلسلے کے بزرگوں سے ملنا اور ان کے پاس بیٹھنا نقصان دہ ہے یا نہیں ہے؟

جَواب: اکثر نقصان دہ ہے۔

اپنے اندر ندامت کا بڑھنا مفید ہے

(یہ خط ایک منتہی کا خط ہے۔ ان کو اجازت کے خط میں کچھ ہدایات لکھی گئی تھیں)

حَال: (ساتویں ہدایت) جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ "اگر دل قبول کرے تو بیعت کر لیں اور اگر قبول نہ کرے تو بھی صاف انکار نہ کریں" اس کے بارے میں یہ پوچھنا ہے کہ جتنا لوگ نیک و صالح سمجھتے ہیں اتنے نیک و صالح ہونے کی صلاحیت بھی اندر نہیں ہے (بلکہ میں تو) عیب سے بھرا ہوا ہوں حالانکہ اندر کی صلاحیت زیادہ ضروری ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے "اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی واجعل علانیتی صالحة" (اے اللہ! آپ میرے باطن کو میرے ظاہر سے اچھا بنا دیں اور میرے ظاہر کو بھی نیک بنا دیں) بیعت سے حسن ظن بڑھتا جائے گا (یعنی میرے بارے میں لوگوں کا حسن ظن بڑھتا جائے گا) اور (کیونکہ اس حسن ظن کے قابل نہیں ہوں اس لئے) میرے اندر ندامت بڑھتی جائے گی۔ اس کا کیا علاج ہے؟

تَحقِیق: یہ خود بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ندامت سے اپنی اصلاح کی فکر بڑھے گی۔

طبعی وحشت اور عقلی توجہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں

حَال: کبھی ذکر کی مشغولی میں لوگوں سے نفرت ہوتی ہے۔ اس صورت میں دوسروں کی طرف توجہ کیسے ہوگی۔

تَحقِیق: طبعی وحشت اور عقلی توجہ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں۔

چوری کی تہمت لگنے سے پریشانی کا علاج

سُؤال: ایک صاحب جو احقر سے پوچھ کر ذکر کرتے ہیں ان کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ کوئی ان پر چوری کی تہمت نہ لگا دے۔ یہ خیال اتنا غالب ہو گیا ہے کہ دن رات بہت پریشان رہتے ہیں۔ اسی فکر میں دبلے ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز ذکر ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بس یہی خیال رہتا ہے۔ وہ خود چور نہیں ہیں۔ ان کے والد پر ایک دفعہ تہمت لگائی گئی تھی۔

احقر نے ان سے کہا ہے کہ یہ صرف شیطان کا دھوکہ ہے۔ اس لئے آپ اطمینان سے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ نہیں ہوگا۔ صبح شام لازمی طور پر ایک سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ الخ پڑھئے۔ اکثر چلتے پھرتے پڑھتے رہئے۔ جب وہ (تہمت کا) خیال آئے تو اس کو ذہن میں بسائیے نہیں بلکہ فوراً لاحول پڑھ کر خیال بدل دیجئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ان کے خیال میں خاصی کمی آ گئی مگر بالکل ختم نہیں ہوا۔ اب کیا کروں؟

تحقیق: ان پر سوداء کا غلبہ ہے اس لئے طبیب سے علاج کرانا بھی ضروری ہے۔ آپ نے جو علاج بتائے ہیں وہ کافی ہیں۔ وہ سارے مفید ہیں۔ اس کے ساتھ اتنی بات اور شامل کر لیں کہ اگر ایسا ہو بھی گیا تو صرف مخلوق میں ذلت ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں معاملہ صاف ہے تو اس مخلوق کی ذلت کا کیا نقصان ہے بلکہ اس سے تو نفس کا علاج ہو جائے گا۔

نکاح نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف ہونے کا علاج

حال: (حضرت! اسی طرح) ایک صاحب کو ہر وقت اپنے نکاح کرنے کا خبط رہتا ہے مگر غربت اور عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے نکاح نہیں ہوتا ہے۔ کئی عورتوں سے رشتہ کی کوشش ہوئی مگر وہ منع کر دیتی ہیں۔ وہ ہر وقت اسی خیال میں منہمک تھے۔ (انہوں نے) احقر کو اپنی پریشانی بتائی اور ساتھ ساتھ کوئی دعا پوچھی۔ بندہ نے دعا اور ترکیب بتانے سے انکار کر دیا۔ باقی کیونکہ وہ ایک عرصے سے ذکر کرتے تھے (اس لئے) چند دن کے لئے ان کو یہ بتا دیا کہ مغرب کے بعد اپنی موت اور موت کے بعد کے پیش آنے والے واقعات کو سوچئے اور کل من علیہا فان اکثر اوقات پڑھئے اور کبھی کبھی روزہ رکھ لیجئے۔ (اس علاج سے) ان کو اپنے خیال میں کچھ کمی محسوس ہوئی۔ بندہ نے یہ دونوں علاج بتائے اس میں کیا مناسب تھا اور اب ان سے کیا کہوں؟

تحقیق: صحیح بتایا اس میں اتنی بات اور بڑھا لیں کہ نکاح نہ ہونے سے تکلیف ہوگی تو اس (تکلیف) میں اجر ملے گا اور نفس کی اصلاح مجاہدہ سے ہوگی۔

لوگوں سے تعلق نہ رکھنا

حال: کئی دن ہوئے بندہ نے ایک خط میں اپنے کچھ احوال لکھے تھے اس خط کے جواب میں حضرت کا خط مبارک آیا۔ اس میں تحریر تھا کہ خط کے تمام حصوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مزاج بالکل میرے مزاج کے مطابق ہو گیا ہے الخ اس خط مبارک کو پڑھنے سے جو کچھ خوشی حاصل ہوئی بیان سے باہر ہے بار بار زبان

سے یہ شعر نکلتا تھا کہ ؎

فی الجملہ نسبتے کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست

ترجمہ: ”خلاصہ یہ کہ مجھے تو یہی نسبت کافی ہے ——— (جس طرح) بلبل کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ وہ پھول کے ساتھ قافیہ شعر میں تو ہے۔“

جو کچھ ہے حضور کا ہی کرم ہے ؎

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اللہ پاک حضور کے سایہ کو ہمیشہ ہمارے سر پر رکھیں اور ہمیں حضور کے فیوض سے مستفیض فرمائیں۔ الحمد للہ! معمولات جاری ہیں نئی کوئی خاص بات نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذوق وشوق میں ترقی ہے۔ کبیرہ گناہوں سے بچاؤ ہے بلکہ اگر کبھی صغیرہ گناہ ہو بھی جاتا ہے تو بہت زیادہ بے چینی ہوتی ہے۔ اگر معمولات میں سے کوئی چیز رہ جائے تو دل اتنا گھبراتا ہے کہ جب تک اس کو پورا نہ کرلوں یا اس کی تلافی نہ کرلوں تو جی نہیں لگتا ہے۔ بہت سے کام تو میں اس طرح کرتا ہوں کہ صاف لگتا ہے کہ دل میں کوئی اس کام کو کرنے کو بہت چاہ رہا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ارشاد فرما رہے تھے کہ مخالفین تو مخالفین موافقین بھی مجھ سے پوری طرح خوش نہیں ہیں۔ میں نے اس پر غور کیا اور غور کرتا ہوں کہ اللہ میاں! وہ کیسے معتقدین ہیں اور ان کی طبیعتیں کیسی ہیں کہ حضرت کے مزاج کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اعتقاد کے علاوہ مجھے حضرت کے مزاج سے اتنی محبت ہے کہ حضرت کا کوئی قول وفعل اور کوئی ادا ایسی نہیں جو عقلی اور طبعی طور پر ذرا بھی بوجھ ہوا گرچہ (اس پر) عمل نہ کرسکوں لیکن جی ایسا چاہتا ہے کہ معاملات، معاشرات، عادات اور اخلاق میں بالکل حضرت کا اتباع نصیب ہو جائے۔ چنانچہ طبعی طور پر اس کا اہتمام اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ بلکہ دل میں کہتا ہوں کہ تو اس قابل کہاں کہ تجھ سے کہاں پوری طرح حضرت کا اتباع ہو سکے مگر خود ہی یہ جواب دیتا ہوں کہ ؎

من طریق سعی مے آرم بجا لیس للانسان الا ما سعی

ترجمہ: ”میں شراب کی کوشش ہی کرتا ہوں کیونکہ انسان کو اس کی کوشش ہی کا نتیجہ ملتا ہے۔“

اگر بندہ میں حضرت کا عشر عشیر (دسویں کا دسواں حصہ) کیا ایک ذرہ بھی اثر آگیا تو نجات کی کافی امید ہے۔

حضرت! خدا کی قسم! میری حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ اس کو حضرت کے علاوہ کسی سے عرض نہیں کرسکتا

ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھے مجنوں یا احمق یا خبطی کہیں گے۔ بس جس میں حضرت جیسے اخلاق ہوں تو وہ پورا پورا کامل لگتا ہے ورنہ یہ لگتا ہے کہ (یہ صاحب) نیک ہیں مگر کامل اکمل (پورے کامل) نہیں ہیں۔

حضرت کے سامنے بھی اس وقت یہ عرض کرتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے کہ آج کل لوگوں کی حالت بہت ہی افسوس ناک ہے خدا جانے مجھے کوئی کیا کہے۔ طبیعت میں آزادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ رشتہ دار یا عزیز سے بھی ملنے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اگر کوئی بغیر ارادے کے مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ جان بوجھ کر کسی کے پاس حتیٰ کہ بیمار تک کے پاس نہیں جاتا ہوں۔ لوگ (مجھے) بے مروت کہتے ہیں۔ مگر میں کیا کروں (میں) اپنے دل میں ان تعلقات کی گنجائش ہی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ یہ بات جانتا ہوں کہ عزیز رشتہ داروں سے ملنا، مریض کی عیادت کرنا سنت ہے مگر پھر بھی ایسے تعلقات سے طبیعت الجھتی ہے اس خیال اصلاح کا طالب ہوں۔

تحقیق: (آپ کی موجودہ حالت) ایک حال ہے اس وقت کے لئے (یہی) مناسب ہے۔ کچھ دن بعد اس میں عملی طور پر اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ اگر چہ اعمال کو ہمیشہ کرتے رہنے کی برکت سے (لوگوں کے ساتھ) بے تعلقی اس وقت سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔

مجبوری کی وجہ سے حال کوئی کمی نہیں ہے

حال: (حضرت!) پندرہ بیس دن سے ایک حالت (بندہ کے ساتھ) یہ پیش آرہی ہے کہ اگر کسی کو غلط راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہوں تو (میرا دل) بے اختیار یہ چاہتا ہے کہ یہ سیدھے راستے پر آجائے۔ اگر اس کو سچا طالب محسوس کرتا ہوں تو دل اور بھی بے چین ہو جاتا ہے۔ یہ بات جانتا ہوں کہ تجھے (دوسرے کی) کیا پڑی ہے تو تو اپنا حال درست کر۔ اس وقت کچھ ایسی بے خودی سی ہوتی ہے (اور بعد میں شرمندہ بھی ہوتا ہوں) کہ اس کو سمجھانے کے لئے بات کرتا ہوں تو اس کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور وہ بہت ہی دعائیں دیتا ہے۔

ان پندرہ بیس دنوں میں کوئی چار پانچ واقعات ایسے ہوئے کہ ان میں سے ایک شخص ایک پیر سے بیعت تھے جن کو مسلمان کہنا بھی مشکل ہے۔ وہ ایسے خوش ہوئے کہ انہوں نے فوراً (اس پیر سے اپنی) بیعت توڑ دی، کئی آدمی ایسے تھے جو کسی سے بیعت ہی نہیں تھے مگر (پیر کی) تلاش میں تھے۔ میری بات کے بعد انہوں نے حضرت سے خط وکتابت شروع کر دی مگر میں نے ان کو اس کی ترغیب نہیں دی بلکہ ان کے پوچھنے پر اپنے بہت سے بزرگوں کے نام بتائے اور حضرت سے اپنا تعلق بتایا۔ اس (لوگوں کو ترغیب دے کر حضرت سے بیعت کرانے کے) بارہ میں بندہ بہت سخت ہے۔ مجھے ترغیب دے کر لوگوں کو حضرت سے بیعت کرانے میں غیرت

آتی ہے ایسا لگتا ہے کہ اس میں تو ایک طرح کی حضرت کی بے قدری ہے۔ جس کو ہزار مرتبہ غرض ہو وہ جائے۔ دل اگرچہ یہ چاہتا ہے کہ اس فیض کے چشمہ سے ہر کوئی سیراب ہو جائے۔

کل پرسوں سے یہ خیال آرہا ہے کہ یہ (لوگوں سے بات کرنا) حقیقت میں بڑا بننا ہے۔ اس لئے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ بس یہ خیال آرہا ہے کہ جب تک حضرت کے قدموں میں ہو سکے رہوں تا کہ اپنی اصلاح کرلوں اور کسی دوسرے کی طرف کبھی بھی توجہ نہ ہو۔ اگر حضور کے نزدیک بھی یہ (لوگوں سے بات کرنا) بڑی غلطی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے معاف فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

تحقیق: مجبوری میں کوئی قصور نہیں ہے خصوصاً جب (یہ بات کرنا) مفید بھی ہو اور نیت بھی مشہور کرنے اور شہرت کی نہ ہو۔

حالات کا پیش آنا ترقی کی علامت ہے

حال: ایک یہ خیال آرہا ہے کہ مجھے ذکر کرتے ہوئے کئی مہینے ہوگئے ہیں مگر ذاکرین جیسی کوئی حالت مجھے پیش نہیں آئی ہے۔ میں اگرچہ یہ جواب بھی دیتا ہوں کہ ”آمدی دے کہ پیر شدی۔“ ترجمہ تو آتے ہی پیر ہوگیا۔

یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ حالات کچھ بھی مقصود نہیں ہے نہ ان کا حاصل ہونا فخر کا سبب ہے اور نہ ہی ان کا حاصل نہ ہونا غم کا سبب ہے۔ الحمد للہ! دل میں ان باتوں کی تمنا وسوسہ کی طرح بھی نہیں ہے۔ پھر بھی یہ خیال آتا ہے کہ یہ حالات مقصود نہیں ہیں مگر ان سے یہ معلوم رہتا ہے کہ راستہ طے ہو رہا ہے۔

تحقیق: یہ بھی (کوئی) کلیہ نہیں کبھی واپسی کی حالت میں بھی اس سے زیادہ حالات پیش آتے ہیں۔

حال: ان حالات کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ شبہ ہو رہا ہے کہ مجھے اس راستے سے مناسبت نہیں ہے۔

تحقیق: اوپر لکھ دیا گیا ہے۔

دل کی یکسوئی کے حاصل ہونے کا طریقہ

حال: (میں) حضور کے ارشاد کے مطابق حضور کے مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ (ان کے مطالعہ سے) دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے۔ ایک وعظ سے دل کی یکسوئی کے معلوم ہونے سے (اس کی) توفیق ہوئی۔ چار پانچ دن تو ایسا لگتا تھا کہ اس نعمت کا حاصل ہونا بہت ہی آسان ہے۔ مگر اس کے بعد پھر وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ اب کبھی کبھی خیال ہو جاتا ہے۔

حضرت میرے اندر یہ مرض ہر تقریباً بات میں ہے۔ (میرا) دل بہت جلدی متاثر ہو جاتا ہے مگر پھر وہ اثر

(جو جلد پیدا ہوا تھا) باقی نہیں رہتا ہے۔ حضرت دعا بھی فرمائیں اور کوئی علاج بھی بتائیں جس سے دل کی استقامت پیدا ہو جائے۔

تحقیق: اس کا طریقہ بس (عمل پر) ہمیشگی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے اگرچہ تکلف کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو جیسے ابتدا میں قرآن کچا ہوتا ہے مگر مستقل ہمیشہ پڑھنے سے پکا ہو جاتا ہے۔ یہی حال باطنی حالات کا ہے۔

پڑھائی میں طبیعت کی گھبراہٹ کا علاج

حال: (حضرت! میں) آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کر رہی ہوں کچھ دن حکیم کا بھی علاج کیا جب آرام محسوس ہوا (علاج) چھوڑ دیا۔ آپ کی دعا سے میری طبیعت بہت اچھی ہے۔ اب پڑھنے کے بارے یہ عرض ہے کہ جب سے حافظ جی پڑھانے آتے ہیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پڑھنے میں غلطی ہے اس وقت سے جو سورتیں زبانی یاد ہیں وہی یاد کرتی ہوں اور (اس کے علاوہ) سب پڑھنا چھوڑا ہوا ہے۔

آج کئی دن ہوگئے کہ (ایک دن) میں پڑھنے بیٹھی اس دن مجھ سے پڑھا نہیں گیا اور طبیعت گھبرانے لگی۔ اس دن سے طبیعت یاد کرنے میں بھی رکی ہوئی ہے۔ اس حالت کی اصلاح فرمائی جائے۔ اب میری حالت یہ ہے کہ فرض نماز پڑھتی ہوں قضا نمازیں پڑھتی ہوں اور درود شریف پڑھتی ہوں۔ کئی دن سے کبھی بارہ بجے اور کبھی بارہ بجے کے بعد میری آنکھ گھبرا کر کھل جاتی ہے اور پیٹھ پر گرمی سی لگتی ہے۔

تحقیق: پڑھنا اگرچہ غلط ہو لیکن پڑھنا مت چھوڑو۔ جب تم جان بوجھ کر غلط نہیں پڑھتی ہو تو سب معاف ہے۔ تھوڑا تھوڑا صحیح بھی کرتی رہو۔ یہ گھبراہٹ غالباً اس خیال سے ہے کہ ہمارا پڑھا ہوا سب بے کار ہے اگر یہ وجہ ہے تو اوپر جو لکھا گیا اس سے ختم ہو جائے گی اگر یہ وجہ نہیں ہے تو لگتا ہے کہ ابھی مرض یا اس کا اثر باقی ہے اس لئے پھر دوبارہ طبیب سے رجوع کرو۔

بے اختیاری مجاہدہ یعنی مرض، غم اور فکر وغیرہ کا مفید ہونا

حال: پچھلے سال خدمت عالی میں تبخیر کی جو شکایت عرض کی تھی وہ اب تقریباً ایک مہینہ سے پہلے کی طرح ہوگئی بلکہ پچھلے سال سے زیادہ ہے۔ دماغ بالکل بے کار ہو گیا ہے۔ کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ دن میں کچھ ذکر و شغل کر لیا کروں لیکن دماغ کے کام نہ دینے کی وجہ سے مجبور اور معذور ہو جاتا ہوں۔ ہاں تہجد کی نوافل کے بعد ہلکے جہر سے ذکر کر ہی لیتا ہوں۔ اپنی بری حالت پر بہت افسوس ہوتا ہے کہ خدمت عالی میں بھی حاضر ہو کر وہی قسمت کی محرومی ہی رہی۔

ع تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
ترجمہ: ''بدنصیبوں کو رہبر کامل سے کیا فائدہ ہوگا''

اب (یہ) محتاج ضرورت مند مجبور ہو کر اپنی مانگی ہوئی زندگی کے سارے واقعات حضرت عالی خدمت میں پیش کر کے دعا اور مشورہ چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ جب میری عمر پانچ سال کی تھی تو اس وقت ایک مشکل مرض ہوا تھا۔ جس سے زندگی کی امید باقی نہیں رہی تھی۔ احقر کے جد امجد طبیب تھے۔ انہوں نے آخری علاج کسی کشتہ سے کیا۔ مرض سے اگر چہ نجات مل گئی مگر ہمیشہ کے لئے (پیاس، گرمی) پکارتا رہا۔ جوانی کی ابتدا میں تبخیر کے مرض کا زور شروع ہوا۔ تایا حکیم صاحب مرحوم یعنی بھائی مرحوم کے والد بزرگوار نے مراق (جنون، مالیخولیا) تجویز کر کے لودیانہ میں علاج شروع کر دیا۔ ہمیشہ ماء الجبن (وہ پانی جو دودھ کو پھاڑ کر سفیدی دور کرنے کے بعد رہ جاتا ہے) وتبرید (ٹھنڈی دوا) استعمال ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ والد مرحوم اور تایا صاحب مرحوم کا انبالہ میں علیحدگی کا زمانہ آیا۔ تایا صاحب پنشن لے کر منولی ریاست میں منیجر ہوگئے۔ خاکسار بھی علاج اور دوسرے فائدہ کے لئے ان کی خدمت میں اکثر منول میں رہتا تھا۔

اس کے بعد حکیم ...... صاحب سے رجوع کیا۔ حکیم صاحب نے اس کے علاوہ کوئی اور دوا تجویز نہیں کی کہ تو ہمارے پاس رہا کر۔ چنانچہ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ وہ مریض کو دیکھنے یا سیر وتفریح کے لئے جاتے ہوئے مجھے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ جب تک زنان خانے (عورتوں کے رہنے کی جگہ) میں نہ جاتے تھے مجھے اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیتے تھے۔ اتفاق سے منشی ...... سے پرانے تعلقات کی وجہ سے مطبع سے شراکت ہوگئی۔ اس لئے حکیم ...... صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے کا بہت موقع ملا۔ اس کے بعد حکیم صاحب موصوف کی حیات میں حکیم ...... صاحب سے رجوع کیا لیکن ان سے ہمیشہ بحث وتکرار ہوتی رہی کوئی علاج موافق نہیں آیا۔ اس کے بعد حکیم ...... سے رجوع کیا پھر آب وہوا کے موافق نہ آنے کی وجہ سے دہلی چھوڑ کر وطن واپس چلا آیا۔ یہاں آکر بھی حکیم ...... سہارن پوری وحافظ صاحب ...... سے علاج کراتا رہا۔

غرضیکہ جب تک علاج کرتا رہا فائدہ ہوتا رہا جب علاج چھوڑ دیا پہلے جیسی حالت ہوگئی۔ (آخر کار) مجبور ہو کر علاج بالکل چھوڑ دیا اور علاج کی جگہ دودھ کا استعمال زیادہ شروع کر دیا۔ اس سے صاف فائدہ محسوس ہوا۔ چنانچہ دس بارہ سال تک تبخیر بالکل نہیں ہوئی۔ خاکسار کیونکہ دو سال سے یہاں مقیم ہے۔ دودھ کا استعمال سفر یا تنگی کی وجہ سے بہت کم ہوتا ہے اس لئے تبخیر پھر لوٹ آئی۔ اب یہ بات بھی ناممکن اور قیاس سے دور ہے کہ صرف جسمانی صحت جو عارضی ہے اس کے لئے روحانی (صحت) جو دائمی ہے (اس کے لئے) صحت کے فیض

سے محروم ہو کر واپس وطن چلا جاؤں لیکن یہ بھی بہت ناگوار بلکہ ناقابل برداشت تکلیف ہے کہ اس جگہ (حضرت کے پاس) رہ کر بھی چوپایوں (جانوروں) اور حیوانوں کی طرح زندگی گزاروں۔

(احقر کی حالت یہ ہے کہ) احقر کو ذکر وشغل کی قوت نہیں ہے۔ دماغ بے کار ہونے سے بالکل بے کار ہو گیا ہوں۔ جب طبیعت نہیں مانتی تو آدھا گھنٹہ ذکر کرتا ہوں تو (اس کے نتیجے میں) دو گھنٹے تک دماغ کی پریشانی سے پریشان رہتا ہوں۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ہفتہ تک اس محتاج کے دماغ کو راحت مل جائے اور تبخیر وغیرہ نہ ہو تو خاکسار کا دماغ تندرستوں اور صحت مند انسانوں کی طرح کام کرتا ہے۔ ابھی تین دن سے کالا بلیلہ مقرر دوا دودھ کے ساتھ کھانا شروع کی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبخیر کم لیکن زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اب کوئی دوا تین دن سے زیادہ فائدہ نہیں دیتی ہے۔ چوتھے دن اسی دوا سے نقصان شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے دعا کا طالب ہوں۔

اس تمام سمع خراشی (کان کھانے) کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ محتاج نہ تو اس موجودہ حالت میں حیوانوں کی طرح بالکل ذکر وشغل سے خالی ہے اس میں نہ تو زندگی گزارنا چاہتا ہے اور نہ اس دربار عالی سے جدا ہونا چاہتا ہے بلکہ (یہ تو) اس پاک مٹی میں اپنی ہڈیاں ملانا چاہتا ہے۔ یہ محتاج اگرچہ بیماری کے زمانے میں جب کہ بالکل بے کار رہا اور تہجد کے معین وقت کے علاوہ ذکر وشغل کچھ بھی نہیں کیا۔ (جس کا اس محتاج کو بہت افسوس ہے) حضرت عالی کی صحبت سے ایسا فائدہ ہوا کہ نہ زبان کو اس کے بیان کرنے کی قوت ہے اور نہ ہی اس کو تحریر کر سکتا ہوں۔ ارادہ تھا کہ یہاں کچھ اپنے حالات گزارش کرتا لیکن دو مضمون ہو جانے کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ کبھی دوسرے وقت خط کے ذریعے سے عرض کر دوں گا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر یہ محتاج یہاں رہنے کے وقت کام (یعنی ذکر وشغل) میں مصروف رہتا تو موجودہ فوائد جو صرف حضرت کی صحبت کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں (ان کے علاوہ) اور زیادہ فائدہ ہوتا۔ اس کے علاوہ تنگی کا زمانہ بھی ہے جو میرے کم حوصلہ اور کم ہمتی کو بتاتا ہے۔ صبر اور مستقل مزاجی کا کوئی حصہ بھی اس نالائق میں نہیں ہے۔ دعا کا طالب ہوں اور مشورہ بھی چاہتا ہوں کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: جس طرح ذکر وشغل کا اختیاری مجاہدہ باطن کے لئے مفید ہے اسی طرح مرض اور غم کا غیر اختیاری مجاہدہ بھی باطن کے لئے مفید ہونے میں اس سے کم نہیں ہے بلکہ اختیاری مجاہدے میں (تو) عجب کا بھی احتمال ہے اور بے اختیاری (مجاہدہ) میں پوری پوری عاجزی اور محتاجگی ہی ہے اس حیثیت سے یہ (بے اختیاری مجاہدہ) اس (اختیاری مجاہدہ) سے زیادہ مفید ہے بالکل پریشان نہ ہوں۔ اگر ذکر نہ ہو تو فکر ہی کافی ہے (اور) اگر یہ نہ ہو

تو بادی (اللہ تعالیٰ) کا قرب کافی ہے (اور اگر) اس میں بھی کمی ہو تو اس (کمی) کا غم بھی کافی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ان سب (چیزوں کا) افسوس تو ہوگا ہی وہ بھی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کو اپنی تنگ تجویز کے تابع کیوں سمجھا جائے۔ ہلیلہ (ہڑ ایک دوا کا نام) اور دودھ ابھی کچھ دن جاری رکھئے۔ مال دین سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ جب مجھ سے دینی فائدہ حاصل کرنے میں شرم نہیں تو مالی فائدہ میں شرم کیوں ہو۔ اگر کبھی (مالی فائدہ مجھ سے) نہ ہو سکے گا تو بوجھ نہیں اٹھاؤں گا عرض کر دوں گا دونوں طرف سے توکل اور بے تکلفی کا معاملہ ہونا چاہئے۔

حَال: بندہ حضور کی خدمت سے واپس آنے کے بعد سے بخار میں مبتلا ہے اور تلی بھی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ چار راتوں سے تہجد اور وظیفہ بھی نہیں ہوا لیکن جب صبح ہوتی ہے تو دل میں اتنا غم اور پریشانی ہوتی ہے کہ آنکھ سے پانی نکلتا ہے اور کبھی کبھی تو رونا آتا ہے۔ ذکر کرنے کا شوق بھی اتنا ہوتا ہے کہ اگر نہ کروں تو دل میں بالکل بھی راحت اور چین نہیں ملتا ہے۔ آج رات کو اٹھا تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر وظیفہ کروں گا مگر بالکل بھی نہ ہو سکا۔ دل میں کیا کیا خیالات آتے ہیں خادم کو اس وقت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

تَحْقِیق: ماشاء اللہ (سارے) حالات اچھے ہیں۔ بیماری کی وجہ سے جو کمی ہوئی ہے اس سے نفع میں کمی نہیں ہوتی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر ان حالات کا دوبارہ غلبہ ہو تو فوراً اطلاع دیں سستی نہ کریں۔

اچھے اور پسندیدہ حالات

(ان صاحب کا پہلے یہ خط آیا)

حَال: (حضرت!) دو چار مہینہ میں ایک دو ہفتہ کے لئے کبھی بواسیر کا دورہ ہو جاتا تھا مگر اب تین مہینہ سے مسلسل پریشان ہوں۔ مرض کی شدت کے علاوہ وضو بھی پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے پانچ نمازوں کے علاوہ سب کچھ چھوٹ گیا۔ تکالیف کی وجہ سے طبیعت ست ہوگئی ہے۔ نفس آرام چاہتا ہے مجبورا جو کچھ بھی ہو جاتا ہے اسی کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ علی کل حال ہر وقت زبان پر رہتا ہے اور ''فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة'' (کہ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے) پر پکا اعتقاد ہے)۔

اپنی حالت کا اندازہ کرنے سے یہ خیال آتا ہے کہ بس اب وقت قریب ہے افسوس کہ یہی وقت کچھ کرنے کا تھا اور اسی وقت میں مختلف امراض میں مبتلا ہو گیا یہ عمر یوں ہی برباد ہوگئی۔ دل کی حسرتیں دل میں رہ گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلے تو یہ کہ مجھے خواب نظر ہی نہیں آتے تھے دوسرے یہ کہ میں کبھی ان پر توجہ نہیں دیتا تھا۔ میں کیا اور

میرے خواب ہی کیا" نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم" **ترجمہ:** نہ میری شب ہے نہ میں شب پرست ہوں کہ خواب کی بات کروں۔ (یعنی میں اس لائق نہیں ہوں کہ میرا خواب کوئی اہم خواب ہوگا)۔

مگر مریض کو طبیب کے سامنے اپنے تمام امراض، حالات اور ہر اچھی بری کیفیت ضرور بتانی چاہئے۔ اس لئے کچھ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ تقریباً ایک مہینہ سے (خودکو) خواب میں سورۃ مریم پڑھتا (ہوا دیکھتا) ہوں۔ جب سلام علیك پڑھتا ہوں تو اس کو بار بار ذرا جوش اور بلند آواز سے دہراتا ہوں اور آنکھ کھل جاتی ہے۔ جاگنے کے بعد قال سلام علیك زبان پر مسلسل جاری رہتا ہے۔ کبھی "وسیق الذین اتقوا الی الجنة زمرا" سے "اجر العاملین" تک خواب میں پڑھتا ہوں اور "سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین" زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور آنکھ کھل جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ لیکن سورۃ مریم شروع سے پڑھنا اور تیسرے رکوع "واذکر فی الکتاب ابراهیم" کی ایک آیت "سلام علیك" پر آنکھ کھلنا اور اس کا زبان پر جاری رہنا زیادہ پیش آتا ہے۔

نماز میں بغیر ارادے کے سورہ نصر (اذا جاء نصر الله) زبان سے نکلتی ہے پھر اس کو ہی پڑھ لیتا ہوں حالانکہ دوسری (سورت) پڑھنا چاہتا ہوں لیکن زبان سے اذا جاء نصر الله ہی پڑھی جاتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسری صورت نہیں پڑھتا ہوں۔ کچھ دن ساری نمازوں فرض اور نفل میں بغیر ارادے کے (یہی سورت) پڑھی جاتی ہے۔ ہاں سورہ اخلاص (قل هو الله احد) سے مجھے بہت لگاؤ (محبت) ہے۔ پہلے ہر نماز کی دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتا تھا۔ مگر اب یہ التزم نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: سارے حالات پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی برکت عطا فرمائیں۔

حال: الحمدللہ! میں نے آج تک کسی مرض میں ناپاک یا شریعت کے خلاف کوئی دوا اندر باہر کے لئے استعمال نہیں کی۔ آئندہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ (آمین) میرے مولا! دو حسرتیں بے چین کر رہی ہیں اللہ کے لئے دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ ان دونوں تمناؤں کو پوری فرما دے۔ ایک درسی کتابیں پوری ہو جائیں۔ دوسرے حج بیت ہو جائے اور سب سے آخری خواہش اور مقصود حسن خاتمہ کا ہے بس اس کے علاوہ کچھ (اور) ارمان نہیں ہے۔

تحقیق: آمین آمین!

پھر دوسرا خط یہ آیا:

حال: پچھلا خط جو اس خط کے ساتھ ہے اس (پچھلے خط) کے جواب میں حضرت کے ہاتھ مبارک سے جو تحریر

ہے معلوم نہیں اس میں کیا عجیب وغریب اثر تھا اور ہے اس کو پڑھ کر ساری پریشانی اور بے چینی ختم ہوئی اور مرض سے فی الحال ایسا سکون ہو گیا ہے گویا تھا ہی نہیں۔ تقریباً تین مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک (وہ مرض کا) دورہ نہیں ہوا ہے۔ اس تحریر کو بار بار پڑھتا ہوں۔ ہر بار ایک تازہ مزہ پاتا ہوں طبیعت بھرتی ہی نہیں ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ہر وقت اس کو پڑھتا رہوں۔ خصوصاً (یہ بات کہ سارے حالات پسندیدہ ہیں خدا تعالیٰ ظاہری اور باطنی طور پر برکت عطا فرمائیں)۔

ان دونوں جملوں پر الگ الگ ایک حالت ہو جاتی ہے خوشی میں چیخ مار کر رونے کو دل چاہتا ہے بڑی مشکل سے برداشت کرتا ہوں۔ (یہ) اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس میں میری تعریف کچھ ٹپکتی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ مجھ جیسے مخلوق میں سب سے ذلیل اور لوگوں میں بہت کم درجے کے آدمی جو حیوانوں کی طرح ہے کے بارے میں ایسے زبردست وقت کے شیخ کے حق لکھنے والے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میرے لئے یقیناً مبارک ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اس بار تقریباً پانچ چھ مہینے مرض کا دورہ رہا۔ اس مدت میں نفس سے بڑی بھاری جنگ لڑنی پڑی۔ (یہ بات) سنا کرتا تھا مگر اس کا تجربہ نہیں ہوا تھا کہ نفس سے ایسی جنگ اور لڑائی بھی ہوتی ہے۔ گناہوں کی طرف اگرچہ میلان تو نہیں ہوا مگر اچھے اعمال حتیٰ کہ پانچ نمازوں میں ہی اتنی سستی اور کاہلی محسوس ہوئی کہ اگر حق تعالیٰ کا فضل اور اپنے حضرات اور سلسلہ مقدسہ کی برکت نہ ہوتی تو خدا جانے کیا پیش آتا۔ نفس نے کتنا ہی چاہا کہ نماز روزہ چھوڑ کر گمراہ کرے مگر جھک مار کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی کہ پانچ وقت کی نماز اپنے اوقات پر اور قرآن کی تلاوت کی توفیق عطا ہوئی۔

پہلے مجھے ایک قسم کی وحشت اور پریشانی تھی اور بغیر کسی وجہ کے غصہ اور بات بات پر رونا آتا تھا۔ اگر کسی بات پر اچانک ہنسی آجاتی تو تنہائی میں منہ پیٹتا تھا کہ تو کیوں ہنسا (آیت) ﴿فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيرا﴾ (کہ کم ہنسو اور زیادہ رو) کے خلاف کیوں کیا۔

تحقیق: اس (آیت) کے یہ معنی نہیں ہیں۔

حال: (اس لئے نفس سے یہ کہتا ہوں کہ) اچھا (اے نفس!) اب تو کسی ناگہانی (اچانک پیش آنے والی) آفت کے لئے تیار ہو کر بیٹھ جا۔ اکثر کوئی ایسا سبب ضرور پیش آجاتا ہے کہ اس ہنسی خوشی کی وجہ سے بہت زیادہ رنج اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے (میں) بہت اہتمام کرتا ہوں کہ کوئی بات یا صحبت ایسی نہ ہو کہ جس سے ہنسی زیادہ ہو یا مسرت ہو۔

کبھی خود کو منافق سمجھتا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ کبھی سے یہ خیالات بہت آتے ہیں کہ تو اللہ کے نزدیک مردود ہے ورنہ تجھے فلاں عالم جیسا علم ملتا اور فلاں متقی جیسا تقویٰ ملتا وغیرہ وغیرہ۔ کبھی ہر چیز جو نظر کے سامنے ہے یا ذہن میں ہوتی بہت بری لگتی اور اس سے نفرت بڑھتی تھی۔ اپنا وجود صرف بے کار اور زندگی برے اعمال کا سبب لگتی تھی۔ اسی وجہ سے خودکشی کرنے کا دل چاہتا تھا۔

مگر اب اس بیماری اور اس تحریر شریف کے پڑھنے کے بعد ایک دم بالکل حالت بدل گئی ہے۔ اب ایک قسم کا سکون ایک قسم کی خوشی صبر و شکر اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا بہت قیمتی لگتا ہے۔ ذرا سی نعمت کی ناشکری سے دل ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی عنایت و رحمت سے اپنے حوصلے، قابلیت اور حق سے زیادہ شامل حال نظر آتی ہے۔ نماز سے زیادہ کسی چیز میں خوشی نہیں ہوتی ہے۔ ”الصلاۃ معراج المؤمنین“ (کہ نماز مؤمنوں کی معراج ہے) کو دل والوں اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں ہی کا حصہ ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت نماز میں رہوں خصوصاً سجدہ کی حالت میں رہوں۔

پہلے اس خیال سے کہ دنیا میں جتنا زیادہ رہنا ہوگا اتنا ہی گناہوں میں زیادتی ہوگی اس لئے موت کی تمنا اور دعا کرتا تھا۔ اب ایسا لگتا ہے کہ کوئی جلی قلم (یعنی موٹی لکھائی) سے پرچہ پر ”الدنیا مزرعۃ الاخرہ“ (کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے) لکھ کر ہر وقت سامنے لیئے رہتا ہے اس حدیث کے بارے میں دل میں عجیب عجیب مضمون آتے ہیں۔ اب تمنا ہے کہ دنیا میں بہت زیادہ زندہ رہوں اور ہر وقت اور ہر سانس اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہوں۔ اچھے اعمال کا اتنا ذخیرہ جمع ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس بندہ سے اللہ تعالیٰ اور اس امتی سے حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ خوش ہوں اگر موت آ جائے گی تو گناہ تو نہ بڑھیں گے۔

جب سونے لیٹتا ہوں تو اپنے ۲۴ گھنٹے کے اعمال اور اقوال کا حساب کرتا ہوں۔ الحمد للہ! صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور آپ حضرات کی توجہ اور دعا کی برکت سے ظاہر میں تو اچھے اعمال ہی زیادہ لگتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں۔

تحقیق: یہ ابتدائی حالت ہے اور یہ (سب) اس کے مناسب ہے۔ اس کے بعد اس کیفیت کا نعم البدل (اچھا بدلہ) ملے گا اور اس کی حقیقت بھی اسی وقت سمجھ میں آئے گی اور اس وقت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حال: ہر غلطی کی آئندہ اصلاح کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں۔ خیال، نظر اور زبان کا بہت اہتمام کرتا ہوں کہ شریعت کے خلاف کوئی حرکت نہ ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو انسان بھی حیوان ہے اور ساتھ میں خطا اور بھول سے مل کر بنا ہے تو (انسان اور حیوان میں) صرف بولنے کا فرق

ہے۔ آہ! پھر مجھ جیسا انسان کہ جس نے انسانیت کو ہی عیب لگا دیا۔ انسان کو تو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ ایک انسان ہم ہیں کہ (ہم نے تو اپنے اعمال سے) شیطان کو بھی چھٹی دے دی ہے۔ (کہ ہم بھی شیطانیت میں اس کی جگہ کافی ہیں) ''اللھم رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین'' (کہ اے اللہ! آپ ہماری مغفرت اور ہم پر رحم فرمائیں کہ آپ بہترین رحم کرنے والے ہیں) آمین۔

معلوم نہیں کہ پہلی حالت بہتر تھی یا موجودہ حالت اصلاح کی طرف چل رہی ہے یا دونوں حالتیں مہلک ہیں۔ میرے آقا میں کیا اور میری حالت کیا؟

تحقیق: دونوں حالتیں اچھی ہیں لیکن ''للاخرۃ خیر لك من الاولی'' دوسری حالت پہلی حالت سے زیادہ اچھی ہے۔

حال: (حضرت!) اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمایئے میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو کل کیسے منہ دکھاؤں گا۔ شیطان اور نفس نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا ہے۔ میرے آقا اللہ تعالیٰ کے لئے (میرے لئے) دعا کیجئے (اور دعا کے لئے) ہاتھ مبارک اٹھا دیجئے کہ میرا مرنا جینا، کھانا پینا اور ہر حرکت اور فعل شریعت شریفہ کے مطابق ہو۔ مجھ سے صرف وہی اقوال اور افعال ہوں جو اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق ہوں۔

جس دن حضور نے اپنے مبارک قدموں سے......کو برکت والا بنایا اور مدرسۃ القرآن (وہ کمرہ جس میں خادم بچوں کو علمی خدمت کرتا ہے) کو تشریف لے جا کر منور (روشن) فرمایا وہاں والوں کے لئے عمومی طور پر اور احقر کے لئے خصوصی طور پر وہ دن بہت مبارک دن تھا۔ حضور کا کمرہ کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمانا کہ (حافظ صاحب نے بہت ہی سادہ اور درویشوں والی وضع اختیار کی ہوئی ہے سبحان اللہ)......نعمت غیر مترقبہ (ایسی نعمت جس کا انتظار ہی نہ ہو اور وہ مل جائے) تھی اور ہے۔ میرے دل کا کیا حال ہے میں کہہ نہیں سکتا ہوں۔

اسی رات میں نے خواب میں کسی بزرگ غالباً حضرت مولانا شاہ......محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ ''مبارک باد دی جا رہی ہے اور کس بات پر مٹھائی مانگی جا رہی ہے۔ فرمایا: عزیزی مولوی اشرف علی صاحب شیخ نے تم کو درویشی کا خطاب عطا فرمایا کیا یہ تھوڑی بات ہے۔ پھر میں خوشی سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔

تحقیق: میں اس سارے خط کے جواب میں پھر (اپنے) وہی الفاظ دہراتا ہوں کہ سارے حالات پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی برکت عطا فرمائیں کہیں کہیں درمیان میں کبھی کچھ (الفاظ) بڑھا دیئے ہیں جو مزید

ہیں۔ آخر میں اتنا اور بڑھاتا ہوں کہ خط کے آخر میں جو خواب لکھا ہے وہ الحمدللہ دیکھنے والے اور جس کے بارے میں (یعنی حضرت تھانوی) دیکھا گیا گیا ہے دونوں کے لئے خوشخبری ہے۔

* * *

حَالؒ: احقر آج کل اسم ذات چوبیس ہزار مرتبہ اور استغفار بارہ ہزار مرتبہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہے۔ قرآن شریف تجوید سے پڑھنا شروع کیا ہے اور جمال القرآن بھی پڑھتا ہوں۔ قاری صاحب کے پاس مدرسہ میں حاضر ہوکر تجوید کی مشق آدھا گھنٹہ کرتا ہوں۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تجوید کے مطابق میرا قرآن پاک صحیح کرادیں۔ جس کی مجھے بہت ضرورت اور بہت ہی تمنا ہے۔ فرصت کے اوقات میں حضور کی تصانیف مطالعہ میں رہتی ہیں۔ مواعظ بھی بہت زیادہ دیکھتا رہتا ہوں۔

جامع مسجد خورجہ میں یا جہاں بھی سفر میں مجمع میں پڑھتا ہوں تقریباً ہر جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد ایک وعظ تقریر کی طرح پڑھ کر سناتا ہوں۔ جس سے عوام کے فائدہ کے علاوہ مجھے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہوں۔ غفلت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اکثر اوقات تنہائی میں رہتا ہوں۔ لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ الحمدللہ! یہ حالت ہے۔ ؎

نہ ہے مطلب کسی سے یاد اس کی میری ہمدم ہے
نہ کوئی کام ہے مجھ کو نہ دھندا سوا اس کے

حضور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے استغناء قلب (دل کی بے نیازی و بے پروائی کی کیفیت) کی نعمت ایسی عجیب عطا فرمائی ہے کہ میں شکر یہ ادا نہیں کرسکتا ہوں۔ ہر وقت اطمینان وسکون قلب نصیب ہے جس کی وجہ سے دن عید (کی طرح) اور رات شب برات (کی طرح) ہے۔ الحمدللہ! کیسی ہی تنگی اور مصیبت ہو لیکن پریشانی نام تک کو نہیں ہوتی ہے۔

آج کل روزگار نہ ہونے کی وجہ سے اکثر تنگی رہتی ہے لیکن واللہ! ایسی (تنگی کی) حالت میں بھی مجھے زندگی کی آسانی حاصل ہے اگر سات سلطنتوں کے بادشاہ اس کو دیکھ لیں تو خدا جانے حسد وشرک سے میرا کیا حال کریں۔ فقر وفاقہ تنگی اور بیماری کی جو حالت بھی مجھ پر پیش آتی ہے اس میں بہت ہی خوش رہتا ہوں۔ کیونکہ یہ پورا یقین ہے کہ (یہ حالت) میرے آقا حقیقی کی طرف سے ہے بلکہ واللہ! کبھی تو مصیبت میں مزہ آتا ہے۔ لیکن دعا تو ہر وقت عافیت ہی کی کرتا ہوں۔ پھر بھی جو پیش آتا رہتا ہے وہ لطف وکرم محسوس ہوتا ہے۔

ع درد از یاد است و درماں نیز ہم

ترجمہ: ''درد اور دوا دونوں دوست ہی کی طرف سے ملے ہیں۔''

حضرت مولانا صاحب! اس ذات مقدس کی قسم ہے کہ اپنے اوپر ہر لمحہ اپنے کریم مولا کی نعمتوں کی بارش اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کوئی لمحہ اور کوئی گھڑی (ان نعمتوں سے) خالی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر وقت جی چاہتا ہے کہ اپنا جان و مال اور اولاد سب اپنے حقیقی آقا کے راستے میں دے دوں۔ اپنا نفس تو مجھے بہت ذلیل بلکہ ارذل (بے حد ذلیل) اور بے حد نمک حرام لگتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اگر ہزاروں روپیہ میرے پاس ہو تو سب اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دوں مگر مفلس ہوں اس کے باوجود بھی الحمدللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک طالب علم صاحب کو دو وقت کا کھانا دینا شروع کر دیا ہے خدا تعالیٰ قبول فرمائیں۔ ابھی تک بے کار ہوں حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تجارت کا کام عطا فرما دیں۔

تحقیق: سبحان اللہ! خط پڑھ کر روئیں روئیں میں جان آگئی۔ ''اللھم زد فزد'' (اللہ خوب مزید اضافہ فرمائیں) میں خیریت سے ہوں اور اس خیریت کے لئے بھی دعا کا طالب ہوں۔

حال: خدمت عالی میں گزارش یہ ہے کہ حضور کا خط مبارک ملا جو پریشانی کے دور ہونے اور اطمینان حاصل ہونے کا سبب بنا۔ اس سے جناب والا کی ناخوشی کا وسوسہ بھی ختم ہو گیا اور یہ یقین ہو گیا کہ بدقسمتی سے خطوط ضائع نہیں ہوتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ضائع نہ ہوں اس سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ یہ خیال آتا ہے کہ احقر سے شاید کوئی غلطی ہوئی ہے جو جواب سے محرومی کا سبب بنی ہے۔

جناب نے یہ تحریر فرمایا کہ ''معمولات میں برکت کے لئے دعا کرتا ہوں'' اس جملہ بے حد خوشی اور وجد جیسی حالت ہوئی۔ احقر اس وقت کچھ تفصیل سے اپنے معمولات اور حالات عرض کرتا ہے۔ اس میں اگرچہ حضرت کی سمع خراشی (کان کھانا تو) ہوگا لیکن اس خیال سے (لکھ رہا ہوں) کہ احقر کو پوری طرح اطمینان ہو جائے کہ فلاں بات خراب ہے اور فلاں بات اچھی ہے۔ معمولات یہ ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد مراقبہ رؤیت، سورہ یٰسین کی تلاوت اس کے بعد اگر وقت میں گنجائش ہو تو کسی کتاب کا مطالعہ اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر مدرسہ جانا۔ مدرسہ جاتے ہوئے راستے میں یا تو اسم ذات یا مراقبۂ رویت خصوصاً مراقبہ ''الم یعلم بان اللہ یری'' اور کبھی کبھی حضرت مینائی کے وہ اشعار جو دعوات عبدیت میں لکھے ہوئے ہیں پڑھتا ہوں۔ مدرسہ پہنچ کر تدریس میں مشغول ہو جاتا ہوں خصوصاً دینی کتابوں کو پڑھانے میں یا ان کتابوں میں جن میں زیادہ تقریریں نہیں کرنی پڑتی ہیں۔ طالب علم جب عبارت پڑھ کر ترجمہ کرتا ہے میں اسم ذات کا ذکر اور اس کے ساتھ مراقبہ رؤیت کرتا ہوں۔

مدرسہ سے چھٹی کے بعد ضروری حاجات سے فارغ ہوکر وضو کر کے بعض کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد قیلولہ کر کے تھوڑا سا ذکر اسم ذات توجہ کے ساتھ یا استغفار کرتا ہوں۔ اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھتا ہوں ظہر سے فارغ ہونے کے بعد مدرسہ کے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد گھر آتا ہوں۔ راستے میں کسی اہل علم سے علمی مذاکرہ مگر لایعنی (دعا فرمائیں کہ اس سے محفوظ رہوں)۔

گھر آکر گھر والوں سے باتیں یا کتابیں پڑھنا یا لیٹ کر مراقبہ یا دالان میں چہل قدمی کے ساتھ ہلکی آواز میں ذکر تو گویم ـــــ (آخر تک) وغیرہ شوق اور ولولے (ضرب) کی حالت میں پڑھتا ہوں۔ اس سے وجد کی سی کیفیت ہو جاتی ہے یا کبھی کبھی صحرا یا تالاب کی طرف نکل جاتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد مسنون دعاؤں اور سورۂ ملک پڑھنے کے بعد عشاء تک کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ عشا کے بعد بھی کتابیں پڑھتا ہوں پھر سو جاتا ہوں۔ رات کے آخری وقت اٹھ کر تہجد میں آٹھ رکعت میں تقریباً آدھا پارہ کلام اللہ شریف کا پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد بارہ تسبیح پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد ذوق کی صورت میں الگ سے وقت کی گنجائش کے مطابق (معمول کے علاوہ) اسم ذات کرتا ہوں۔ پھر تقریباً ایک پارہ قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ پھر صبح کی نماز پڑھتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد رونا اور مناجات پڑھنا۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ قبرستان جانا۔

یہ احقر کے معمولات ہیں۔ یہ سب جناب کی دعا و توجہ کی برکت کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کہ (خدا تعالیٰ نے) احقر کو اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائی۔ استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کے مراتب (درجوں) کو بلند فرماتے رہیں۔ آمین

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ سارے معمولات اچھے ہیں۔

حال: حالات نیچے لکھے جاتے ہیں۔

ذکر میں کبھی کبھی رونا اور کبھی کبھی سلطان الاذکار کی طرح کی کیفیت کا ہونا۔ ذکر میں مراقبہ کے وقت روشنی کا خیال میں آنا۔ ایسا لگتا ہے کہ مسلسل تارے کا خط چاروں طرف ہے۔ جب تک اس کا خیال کیا (جب تک رہتا ہے) بعد میں نہیں رہتا ہے۔ یعنی جب ذکر شروع کیا اور توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی تو نہیں رہتا ہے۔ دوبارہ ذکر کے دوران جب تک دل کی طرف توجہ کی تو پھر وہی روشنی کا خیال آنا اور ذکر کے وقت دل سے سر تک ایک دھاری لگتی ہے جیسے بارش کے بعد جب چھپر کی لوئی سے بقیہ پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپکتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک قطرہ زمین تک دھاری کی صورت میں لمبا ہو گیا ہے۔

دو ہفتہ پہلے مسلم شریف کے سبق کے درمیان جب احقر معمول کے مطابق اسم ذات کا ذکر یعنی اللہ اللہ

ضرب کے بغیر آہستہ پڑھ رہا تھا تو طبیعت کا میلان درود شریف کی طرف اتنا ہوا کہ آخر کار درود شریف پڑھنے کی باری آئی اور تقریباً دو ہفتہ یہی حالت رہی یہ حالت مسلم شریف کے سبق میں پیدا ہوئی تھی اب نہیں ہے۔

ایک دن اثبات کا ذکر کر رہا تھا کہ بہت ذوق ہوا اور ایسا لگا کہ میں آسمان کے ایک طبقہ کو طے کر کے دوسرے طبقہ میں پہنچا اور احقر دو طبقوں کے درمیان ہو گیا۔ ایک شخص آسمان کے اوپر کھڑا ہوا نظر آیا۔ سفید لباس، لمبا قد لیکن میں یہ یقین سے نہیں بتا سکتا ہوں کہ صورت مرد کی تھی یا عورت کی تھی کیونکہ نظر نہیں آیا۔ ہاں انداز سے مرد کی شباہت لگتی تھی اور اس کی لاغری بھی محسوس ہوئی۔ اس کے سارے اعضا چھپے ہوئے تھے لیکن پنڈلی صاف نظر آئی۔

اس کے بعد ذکر کے وقت روزانہ یہی منظر رہتا ہے۔ دل کے قریب ایک سفید چیز زردی مائل لگتی تھی لیکن اب اس کا ایک گوشہ (کنارہ) لگتا ہے۔ ''الم یعلم بان اللّٰہ یری'' کا مراقبہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ بعض اوقات نیند سے اٹھ کر بیٹھ جاتا ہوں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) دیکھ رہے ہیں اور تم سوئے ہوئے ہو۔ ایک دن بیت الخلاء میں اس (مراقبہ) کا غلبہ ہوا تو بہت شرم آئی اور بتکلف آگے سے بھی ستر کیا۔ کبھی چار زانو بیٹھتا تو اچانک خبردار ہو جاتا ہوں اور ادب سے بیٹھ جاتا ہوں۔ کبھی سونے میں اس کا غلبہ ہوا تو پیر سمیٹ لیتا ہوں۔

صبح کی نماز میں اکثر رونا آ جاتا ہے اور مغرب میں ایک دو مرتبہ رونا آیا۔ بعد میں خیال آتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضوری کی یہ حالت اس ہفتہ بہت کم ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ سارے حالات اچھے ہیں۔ اللهم بارك (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں)۔

حال: دنیاوی پریشانی کے وقت حضوری بالکل نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے یہ طبعی بات ہے۔

حال: (حضرت! میری) باطنی کیفیت اب یہ ہے کہ اب کسی بات کا غلبہ زیادہ نہیں رہتا ہے نہ اس بات (یعنی کسی بات کے غلبہ) کی تمنا ہے۔ طبیعت میں روزانہ بالکل ایک قسم کی سادگی ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے زیادہ اولیٰ (بہتر لگتی ہے) اور عبدیت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ ہر طرح سے یہی اچھا لگتا ہے حق تعالیٰ اپنی طاعت کی توفیق اور رضا بالقضا (اپنے فیصلے پر راضی رہنا) نصیب فرمائیں، جہاں تک ہو گناہوں اور نافرمانی سے دور رکھیں اور اپنے نیک اور مخلص بندوں میں شامل فرمائیں۔ میں اگرچہ اس درجہ کا نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ دعا فرمائیے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمائیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

(ورنہ) اپنے ذخیرۂ اعمال کے بارے میں سوچتا ہوں تو کچھ نہیں لگتا ہے بلکہ اپنی حالت سے ایک حیرت سی ہو جاتی ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

(لیکن) اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے (میری) فرمانبرداری کی گردن ہر وقت جھکی رہتی ہے۔ جو کچھ اعمال ہو سکتے ہیں، اس کی کوشش میں لگا رہتا ہوں اور جو (کام) کر لیتا ہوں غنیمت سمجھ کر حق تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ الٹی سیدھی نماز، روزہ وظائف اور خدمت خلق ہو جاتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بقول سعدی:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی　　　منت شناس از وکہ بخدمت بداشتت

ترجمہ: ''بادشاہ پر احسان نہ جتاؤ کہ تم اس کی خدمت کر رہے ہو بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ وہ تم سے خدمت لے رہا ہے۔''

ورنہ میں کس لائق تھا اور میری حقیقت ہی کیا ہے جو یہ خدا کے بندوں کی خدمت میرے حوالے کی جاتی ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جو ایک ناچیز بندہ کو اپنی غلامی نصیب فرما کر طاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ دماغ کی کمزوری کی وجہ سے اپنے جی کی باتیں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔

تحقیق: سب حالات پسندیدہ ہیں بلکہ مقصود ہیں۔ بارک اللہ تعالیٰ فیھا۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائیں۔

دینی مشکلات اور وساوس سے بچنے کی تدبیر

حال: (حضرت!) ایک عرصہ سے دل میں شوق ہے کہ حضور عالی شان کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر اور رو رو کر اپنی بدحالی عرض کروں مگر یہ شوق پورا ہوتا نظر نہیں آتا ہے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کیا ہے؟ چنانچہ حضور کی خدمت میں پہلے بھی چند مرتبہ اپنے برے حالات تفصیلی طور پر عرض کئے تھے۔ جس پر حضور نے خدمت میں حاضر ہونے کو فرمایا تھا۔ غلام کی بدقسمتی سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ خدمت میں حاضر ہونے سے محروم رہ جاتا ہوں۔ دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ حضور کی خدمت میں بار بار تفصیلی حالات عرض کرنے سے حضور کو سننے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو مگر کیا کیا جائے کہ غلام اپنی دینی دنیاوی مشکلات کے حل ہونے کے لئے حضور کے علاوہ اپنا کوئی وسیلہ نہیں پاتا ہے۔

اس لئے بہت ہی عاجزانہ طور پر مشکلات کا حل عرض کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ حضور عالی شان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے واسطے اس غلام کی عرض پر توجہ فرما کر دعا فرمائیں گے۔ جو مشکلات پیش آنے والی ہیں ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں گے کمترین اس پر عمل کرے گا۔ کمترین کے چند بار تفصیلی حالات عرض کرنے پر حضور

عالی شان نے ارشاد فرمایا تھا (کہ تمہارا حاضر ہونا بہتر ہے) مگر غلام یہ سوچتا رہا کہ کوئی فرصت کا موقع مل جائے کہ بندہ کچھ عرصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرے۔

اسی گزرے ہوئے مارچ کے مہینہ میں حضور عالی شان کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا کہ موسم ربیع کے غلہ سے فارغ ہونے کے بعد کافی فرصت ملنے کی امید ہے جس پر حضور انور نے فرمایا تھا کہ بے شک فرصت کے وقت آنا چاہئے۔ غلام نے اس لئے جون کے مہینہ میں حاضر ہونے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر اب اس وقت حاضر ہونا مشکل لگتا ہے۔ اب اس وقت یہ مصیبت آگئی ہے کہ ہمارے گاؤں ہی کا ایک شخص میرا اور میرے بھائی دوست محمد خان کا مخالف تھا۔ دوست محمد خان نے اس کے خلاف بالکل سچا دعوی فوجداری عدالت میں دائر کیا (چلایا) جب اس کو سزا کا خوف ہوا تو وہ فوج میں بھرتی ہو گیا اور مقدمہ سے بچ گیا۔ مگر اس نے دل میں کینہ رکھا۔ چنانچہ فوج سے چھٹی لے کر گاؤں آیا اور ۱۵ اپریل کو مجھ پر حملہ کیا۔ جس پر بندہ نے اس کو ہلکی ضربیں لگائیں اور اپنا ہاتھ خود توڑ کر ضلع کی فوجداری میں دعوی دائر کیا۔ جس (مقدمہ) میں غلام اور بھائی دوست محمد خان کی دو دو سو روپیہ کی ضمانت ہوئی۔ اب ۲۴ تاریخ کو پیشی ہے۔ جون تک اس مقدمے کے فیصلے ہونے کی امید نہیں ہے یا شاید اگر ہو بھی جائے تو نجانے کیا صورت حال ہو۔

چنانچہ پہلے بھی حضور کی خدمت میں اس مقدمہ کا حال بیان کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ ذکر کرنے کا یہ موقع آگیا ہے کہ اس موقع پر جو بندہ کے حاضر ہونے کا ارادہ تھا وہ پورا ہونے کی امید نہیں ہے۔ عدالت صرف دس بارہ دن کی تاریخ دیتی ہے جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے اور رہنے کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے دل بہت پریشان ہے۔

② کمترین کو دینی و دنیاوی مشکلات اور مصیبتوں نے بہت گھیرا ہوا ہے۔ کبھی ان مشکلات سے گھبرا کر یہ خیال آتا ہے کہ اس خراب زندگی سے تو موت ہی اچھی لگتی ہے۔ مگر موت سے بھی خوف آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ موت کے بعد آخرت کی کیا مصیبتیں پیش آئیں۔

③ اے پیر صادق، راہنمائے حقیقی اور حکیم الامت! غلام حضور کے سارے خادموں سے نالائق اور گرے ہوئے اخلاق (کا مالک) اور بہت گناہ گاروں سے گنہگار ہے۔ خود کو پکا مسلمان بھی نہیں سمجھتا ہے۔ مگر یہ گناہ گار حضور کے قدموں میں گر کر رہے اس غلام کو اس بات پر بھی ایمان ہے کہ اولیاء اللہ کی نظر اکسیر (سونا بنانے والی، بہت ہی مفید) ہوتی ہے۔ ان کی نظر عنایت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے گنہگار شخص بھی صحیح ہو کر ہمیشہ کی نجات حاصل کر سکتا ہے۔

④ دینی مشکلات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت خدشے (وسوسہ خیالات) آتے ہیں۔ دل میں بہت خیال آتے ہیں۔ دل میں بہت جھگڑے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کر لیتا (یعنی مان) لیتا ہوں۔ پھر یہ خیالات آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (قرآن شریف) میں فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے چھ دن کے بعد عرش پر قرار پکڑا'' اور یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا عرش مؤمن کا دل ہے'' اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں: جہاں تم دو ہو وہاں تیسرا میں ہوں۔ بندہ نے ایک کتاب میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دو علم سیکھے ہیں۔ ایک علم تمہیں بتاتا ہوں اگر دوسرا علم تمہیں بتاؤں تو میرا نرخرہ کٹ جائے۔ اس سے غلام کو یہ خیال ہوا کہ جو علم بتایا گیا ہے وہ تو شریعت ہے اور اصل جو علم ہے وہ باطنی علم ہے وہ فقراء اہل اللہ کو معلوم ہے جو عوام کو نہیں بتاتے ہیں۔

اس قسم کے اور بہت سے وہم ہوتے ہیں کیا کیا عرض کروں۔ حضور کی خدمت میں عرض کرنے سے یہ بھی خیال آتا ہے کہ حضور کا قیمتی وقت زیادہ نہ لوں مگر یہ بھی خیال آتا ہے کہ مر جاؤں اپنا حال کس کو جا کر سناؤں اور کس حکیم سے ان روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کروں۔

⑤ عالی جاہ! کبھی کبھی دل میں ایسے وسوسے آتے ہیں کہ غلام دل ہی دل میں خود کو کافر سمجھ لیتا ہے اور کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کافر نہیں تو منافق ضرور ہوں۔ اس کے بعد کافروں اور منافقوں کا حشر سامنے آتا ہے تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خودکشی کر کے مر جاؤں۔ عالی جاہ! جو شخص ان مصیبتوں اور حادثوں میں مبتلا ہو تو اس کی زندگی ایک مشکل کام ہے۔ بے شک غلام ظاہری نماز پڑھتا ہے لیکن دل میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ جب تک دل حاضر نہ ہو اس نماز سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

⑥ کبھی دل میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ ساری ذمہ داریوں کو چھوڑ کر جنگل چلا جاؤں شاید ان مصیبتوں اور فکروں سے آزاد ہو جاؤں۔ مگر چھوٹے چھوٹے بچے اور بیوی موجود ہیں دل میں یہ خیال آتا ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ان کی پرورش و تربیت وغیرہ میرا فرض ہے شاید ایسا کرنے (یعنی جنگل چلے جانے کی وجہ) سے اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ لیں۔

⑦ (میری) دنیاوی حالت یہ ہے کہ آمدنی قلیل اور خرچ زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے غلام پر بہت قرض ہو گیا ہے۔ لیکن اس معاملہ کا دین سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جب قرض خواہ پیسہ مانگتا ہے تو دین دنیا سب بھول جاتی ہے اور ایک مصیبت پیش آجاتی ہے۔

⑧ کمترین اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی یہ تجویز سوچتا ہے کہ اس غلام کے پاس جو تھوڑی سی زمین

ملکیت میں ہے یا اس احقر کے پاس مکان ہے اس کو رہن رکھ کر یا بیچ کر قرضہ ادا کر دوں۔ جو کچھ روپیہ باقی رہے وہ اپنی بیوی بچوں کے حوالے کروں اور خود حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ حضور کی خدمت میں اپنا سارا ظاہری اور باطنی حال عرض ہے۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عمل کروں گا۔

تحقیق: دنیاوی مشکلات کی تدابیر (علاج) بتانا تجربہ کاروں کا کام ہے جو واقعات کے پہلوؤں سے باخبر ہوں۔ باقی میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نجات عطا فرمائے اور دینی مشکلات کی تدبیر بتانا ہم جیسوں کا کام ہے۔ اس لئے میں کئی بار بتا چکا ہوں کہ یہاں آنا چاہئے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ نہیں آ سکتے ہیں تو اس کا بدل بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ

صبر کن حافظ بہ تلخی روز وشب عاقبت روزے بیابی کام را

ترجمہ: ''دن رات کی تلخیوں پر حافظ صبر کرنا ——— آخر کو ہوگا تو ایک دن کامیاب۔''

اس صبر کی شرح (تفصیل) یہ ہے کہ جتنے کام اختیار میں ہیں ان کو کیا جائے اور جو کام غیر اختیاری ہیں ذرا بھی حرکت نہ کریں نہ (اس کے لئے) کچھ علاج کریں بس خدا کے حوالے کر کے خاموش رہیں۔

حضور قلبی (دلی توجہ)

حال ①: دو چار باتیں پوچھنی ہیں۔ امید ہے کہ تکلیف فرما کر تعلیم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔

❶ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا سے کھانے پینے اور تمام حالات میں آسانی سے حضور حاصل ہے۔ اسم (نام) کی طرف توجہ رہتی ہے مگر مسمّٰی (وہ ذات جس کا یہ نام ہو یعنی اللہ تعالیٰ) کا راستہ ابھی تک نہیں ملا ہے۔ اس کا کیا طریقہ ہے۔ امید ہے کہ رہبری فرمائی جائے گی۔

تحقیق: یہی حضور مسمّٰی (یعنی اللہ تعالیٰ) تک پہنچنا ہے۔ معلوم نہیں آپ کو کیا شبہ ہو گیا ہے۔

حال ②: اگر جان بوجھ کر دل سے تصور نہ کروں تو پھر اسم ذات کا تصور کس موقع پر کیا جائے۔

تحقیق: کسی موقع کی ضرورت ہی کیا ہے۔

سوال: بندہ وظیفہ ذکر وقرآن مجید کی تلاوت وغیرہ سب کچھ کرتا ہے مگر اب تک ایسی حالت پیدا نہیں ہوئی کہ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہے کسی وقت غفلت نہ ہو اس کے لئے احقر کے لئے کوئی علاج وظیفہ مناسب ہو تو ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: یہ عادۃ ناممکن ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حنظلہ! لیکن یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔

یکسوئی حاصل ہونے کا علاج

حال: بندہ مغرب کی نماز کے بعد اسم ذات تین ہزار کی مقرر تعداد کرلیا ہے۔ مگر اس میں مجھ سے دو کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ ایک تو میرا خیال ایک جگہ نہیں رہتا ہے جب ذکر کے لئے بیٹھتا ہوں تو پھر مجھے یہ خبر ہی نہیں رہتی ہے کہ کیا کررہا ہوں۔ چاروں طرف کے خیال گھیرے رہتے ہیں۔ کچھ دیر بعد چونکتا ہوں کہ ارے میں کن خیالات میں ہوں اور (پھر) ذکر کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ مگر پھر دوبارہ وہی پہلے جیسی کیفیت ہوجاتی ہے۔

اگر زور ڈال کر خیالات کو جمع کرنے میں زیادہ کوشش کرتا ہوں تو دماغ پر زیادہ زور پڑتا ہے اور دماغ کیونکہ کمزور ہے اس لئے پریشان ہوجاتا ہوں۔ اپنی اس نااہلیت پر افسوس ہوتا ہے۔ جب کیفیت یہ ہے تو ذکر کا کیا اثر ہوگا۔ حضرت! اگر مناسب سمجھیں تو کوئی ایسی چیز تجویز فرمائیں جو یکسوئی کے لئے مفید ہو۔

تحقیق: بہت زور مت ڈالو۔ ہلکی توجہ کافی ہے۔ یکسوئی کی یہی تدبیر ہے کہ بغیر یکسوئی کے کام کرتے رہو انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے یکسوئی بھی (حاصل) ہوجائے گی۔

کم ہمتی کا علاج

حال: دوسری کوتاہی مجھ سے یہ ہوتی ہے کہ اگر میری طبیعت خراب ہوتی ہے تو مجھ سے بیٹھ کر کام نہیں ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مجھ میں جان ہی نہیں رہی ہے اگر کوئی فکر کی بات پیش آتی ہے تو بھی یہی کیفیت ہوتی ہے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ مجھے امراض تو بہت ہیں اور میں کمزور ہوں اس لئے شفاء کیسے ہوگی۔

تحقیق: طبی علاج کرو۔ یہ کم ہمتی بدن کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ علاج کے بعد پھر مجھے اطلاع کرو۔

حال: (مجھ سے) کچھ ناگوار باتوں اور کچھ اپنی کم ہمتی کی وجہ سے معمولات چھوٹ گئے ہیں۔ اپنی سمجھ کے مطابق بہت کوشش اور ہمت کرنے کے باوجود نماز قضا ہوجاتی ہے اور اکثر گناہوں کے خیالات دماغ میں پکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت اشتعال (جوش) ہوتا ہے۔ آنکھ، کان اور زبان پر بالکل قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ دو چار دن ہمت کرکے نظر کی حفاظت کرتا ہوں مگر پھر دوبارہ پہلی جیسی حالت ہوجاتی ہے بلکہ اور زیادہ بدنظری کا شوق ہوجاتا ہے۔

دل تو بہت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد میں وقت گزرے مگر اس گناہ گار کی بتیس سالہ زندگی میں

کامیابی نہیں ہوئی۔ مدد فرمائیے اور اللہ تعالیٰ کا غلام بنا دیجئے۔

تحقیق: آپ کو بہت زیادہ ضرورت ہے کہ (آپ) روزانہ کیمیائے سعادت یا اس کے اردو ترجمہ اکسیر ہدایت کا مطالعہ کیجئے۔

◆

حال: میری حالت یہ ہے کہ آپ نے جو ذکر و اذکار (تعلیم) فرمائے تھے کرتا ہوں۔ لیکن جو وقت آپ نے (ان اذکار کا) بتایا تھا کبھی اسی وقت اور کبھی دوسرے وقت اور کبھی بڑی بڑی مجبوری کی وجہ سے ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ مجبوری کے علاوہ ناغہ نہیں ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ میرے اندر طلب اور دھن (شوق، خواہش) نہیں ہے بلکہ آنکھ کھلتی رہتی ہے اور اٹھنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔ بس بات یہ ہے کہ طلب اور دھن نہیں ہے۔

تحقیق: دھن چند دن کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس (پابندی کرنے) کے لئے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم یہ دیکھتے ہو کہ پہلے دھن ہو پھر کام کرو اور دھن اس کا انتظار کر رہی ہے کہ جب یہ پابندی کریں تو حاصل ہوں۔

فاقہ کی برکات

حال: احقر آج کل روزانہ دس ہزار مرتبہ استغفار پڑھ لیتا ہے اگرچہ حالت بالکل یہ ہے کہ ؎

سبحہ برکف توبہ برلب دل پُراز ذوقِ گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

ترجمہ: ''ہاتھ میں تسبیح، ہونٹ پر توبہ اور دل گناہوں سے لبریز ـــــ معصیت کو بھی ہمارے استغفار پر ہنسی آتی ہوگی''۔

اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات ایک پارہ قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں لیکن کیفیت بالکل ایسی ہوتی ہے کہ ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: ''ہے زباں پہ تسبیح دل میں خیال گاؤ خر ـــــ اس طرح تسبیح کا پڑھنا کیا دکھائے گا اثر۔''

حضرت ذکر کے درمیان اکثر عظمت الٰہی نظر کے سامنے رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے واللہ اپنی طاعت (اپنے نیک کام) سے ہی شرمندہ ہوتا ہوں اور جب گناہ بھی ہو جاتا تو بہت ہی غیرت آتی ہے۔ اپنی طاعت ہی میں خود کو ہزاروں کوتاہیوں میں دیکھتا ہوں۔ یہ شعر میری حالت کا ترجمہ ہے کہ ؎

میری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
میری توبہ سے تو توبہ استغفار کرتی ہے

لیکن کیونکہ یہ ذکر ہی سرمایۂ تسلی ہے اگر اچھا نہ ہو برا ہی سہی شاید ذکر کرتے کرتے اچھا ہی نصیب ہو جائے ذکر کے بغیر بھی چین نہیں آتا ہے۔ ؎

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

پہلے ذکر تکلیف سے ہوتا تھا (اور) اب تو الحمد للہ ذکر کے بغیر چین نہیں ہے۔ بظاہر بالکل غفلت نہیں ہوتی ہے اگر چہ حقیقت میں غافل ہوں۔ ذکر کی برکات جو مجھے نظر آئیں کیا ہیں اور کہاں تک ہیں عرض کر سکتا ہوں۔ واللہ مجھے بالکل مست کی طرح کر دیا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ بہت تنگی ہے اور فاقے پر فاقے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں بخار کی وجہ سے ایک بچہ کا انتقال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بھی مشکلیں پیش آتی رہتی ہیں لیکن ان تکالیف کا ظاہری اثر ہونے کے باوجود یعنی فاقہ میں کمزوری بھی ہوتی ہے اور رنج کی بات پر رنج بھی ہوتا ہے لیکن اس پروردگار عالم کی قسم ہے کہ اس پر مجھے عیش (زندگی آسانی) حاصل ہے کہ واللہ ساری زندگی میں ایسی آسانی کبھی نہیں ملی ہے۔ ہزاروں روپیہ کمایا اور خرچ کیا کبھی بھی ایسی زندگی کی آسانی اور بے فکری اور اطمینان حاصل نہیں ہوا جیسا کہ اب تنگی میں حاصل ہے۔

حضرت واللہ! اللہ تعالیٰ کا ذکر عجیب چیز ہے (اس کا) اثر ضرور ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے۔ (یہ بات) ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو۔ جب میرے ذکر جس میں سینکڑوں کوتاہیاں موجود ہیں اس کی یہ کیفیت ہے تو جن حضرات کو ذکر کا اعلیٰ (اونچا) درجہ حاصل ہے ان کی اللہ جانے کیا کیفیت ہوگی مستی کا کیا عالم ہوگا۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند صاف گر باشد ندانم چوں کند

ترجمہ: "جب گدلا پانی ہی مجنوں بنا رہا ہے اگر صاف ہو تو نجانے کیا کرے۔"

مختصر یہ کہ مجھے الحمد للہ کسی واقعہ سے بھی پریشانی نہیں ہوتی ہے بلکہ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی (کہ بغیر دولت اور خزانے کے قارون کی طرح سینکڑوں خادموں رہنے) کی حالت ہے۔ بس اطمینان ہے کہ۔

؎ ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود
ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

ترجمہ: "وہ بادشاہ جو کچھ کرے اچھا ہوتا ہے، دوست سے جو ملے اچھا ہوتا ہے۔"

دنیا کی ساری فکروں سے آزاد ہوں اور اکثر یہ شعر زبان پر رہتا ہے۔ ؎

کار ساز ما بسازد کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

ترجمہ: "ہمارے کام بناتا ہے ہمارے کام بنانے والا اس لئے اپنے کاموں کی فکر کرنا خود کو تکلیف

دیتا ہے۔"

اور یہ سب حضور کی وجہ سے حاصل ہوا ہے ورنہ میں کیا؟ اگر ہزار سال بھی ذکر کرتا تو یہ (سب کچھ) نہیں ملتا۔

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ: "اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو بھی اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔"

(حضرت!) ذکر وتلاوت اور نماز میں اکثر رقت (رونے کی کیفیت) رہتی ہے حضرت! دل میں ایک آگ سی لگی رہتی ہے اور دل میں سوز (جلن) اور درد بہت اچھا لگتا ہے۔ حضرت کی تصانیف کثرت سے مطالعہ میں رکھتا ہوں۔ "مذاق العارفین" جو "احیاء العلوم" کا ترجمہ ہے اس کی چوتھی جلد بھی آج کل میرے مطالعے میں ہے۔ جامع مسجد میں جمعہ کے دن حضرت کا ایک وعظ یا کبھی آدھا وعظ تقریر [illegible] پڑھ کر سناتا ہوں۔ جس سے مجھے بہت فائدہ ہوتا ہے اور سننے والے بھی بہت ہی فائدہ ہونا بتاتے ہیں۔ [illegible] حضرت! واللہ! میرے آقا (اللہ تعالیٰ) نے مجھ پر یہ قدرتی رحمت جو فاقے اور تنگی کی صورت میں جو نازل فرمائی ہے اس سے مجھے بے انتہا روحانی فائدہ ہوا ہے۔ دل میں ایک نور لگتا ہے۔ جس سے عجیب کیفیت ہوتی ہے [illegible] خشوع اور انکسار کی عجیب حالت پیدا ہوگئی ہے جس کو بیان نہیں کرسکتا ہوں۔ ذوق کی کیفیت تحریر میں کیسے لاؤں۔

غرض حضرت کی دعا اور توجہ کی وجہ سے میرے آقا کا مجھ پر بے انتہا فضل وکرم ہے۔ میں الحمد للہ ہزاروں روحانی نعمتوں اور جسمانی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔ حضرت! ایسا لگتا ہے کہ دل میں کوئی تسلی دینے والا موجود ہے۔

ہمدم مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم دیتا ہے تسلی کوئی بیٹھا میرے دل میں

ایک خیال سے اکثر یہ پریشانی پیدا ہوتی ہے اور دن رات یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھئے ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا یا نہیں؟ مرض کی شدت، دنیا سے جانے، جان نکلنے کی تکلیف اور شیطان کے بہکانے کا خیال کچھ ایک بے چینی پیدا کرتا ہے کہ پریشانی ہو جاتی ہے لیکن پھر یہ خیال آنا شروع ہو جاتا ہے کہ جب پروردگار عالم نے صرف اپنے فضل وکرم سے مجھ پر اپنے احسانات، عنایات اور رحمت کے انبار (ڈھیر) کے انبار نازل فرما رہے ہیں تو ایک محتاجگی، مجبوری اور انتہائی ضرورت کے وقت اور بھی زیادہ یقیناً ان شاء اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا اور وسعت ورحمت سوچتا رہتا ہوں بس یہ پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ان حالات سے جتنی خوشی آپ کو ہے مجھے بھی اس زیادہ ہے کم نہیں ہے۔ مبارک ہو اللہ تعالیٰ زیادہ ترقی اور استقامت نصیب فرمائیں۔ الحمد للہ بڑی نعمت ہے۔

دنیوی باتوں میں رونا آنے اور دینی باتوں میں نہ آنے کے فرق کی وجہ

حال: اگر اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا خود کو کوئی ذاتی دنیوی تکلیف ہو تو رونا بہت جلدی آجاتا ہے مگر دینی کام نماز، وظیفہ وغیرہ میں (کمی آنے سے) کبھی رونا نہیں آتا ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ باتیں مقصود نہیں ہے۔ (لیکن) صرف اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیاوی باتوں میں رونا اور اتنی جلدی آنا اور دینی باتوں میں رونے کا نام نشان بھی نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: دنیوی باتوں میں غم کی وجہ سے رونا آتا ہے (کہ دنیاوی باتوں کے نقصان پر غم ہوتا ہے) اور یہاں (دینی باتوں میں) غم ہی کیا ہے (کہ دینی باتوں میں کمی کی وجہ سے غم نہیں ہوتا ہے اس لئے رونا بھی نہیں آتا ہے)۔

طلب کی علامات کے آثار

حال: بندہ آج کل شیطان کی عجیب کشمکش میں مبتلا اور پریشانی میں ہے۔ شیطان یہ خیالات لاتا ہے کہ فلاں کامیاب ہوا اور تو نہیں ہوا۔ بندہ اس کو ایک دوسرے سے حسد کرنا اس لئے نہیں سمجھتا ہے کہ اس شخص سے نعمت چھن جانے کا وسوسہ بھی دل میں نہیں آتا ہے بلکہ (بندہ اس کو) ایک دوسرے سے آگے بڑھنا سمجھتا ہے جو طریقت میں شرک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس شہرت کو پسند کرتا ہے دوسرے یہ کہ دنیا میں اعمال کے نتیجہ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے تیسرے یہ کہ شیطان مقصود کی طرف سے غیر مقصود کی طرف لانا چاہتا ہے چوتھے یہ کہ شیطان بندہ کو اس (بات) کا مستحق بناتا ہے کہ (دنیا میں اعمال کے) نتیجہ ظاہر ہوں (کہ یہ نتیجہ کا ظاہر ہونا ہمارا حق ہے)۔

بندہ اس خیال کو نفس کا دھوکہ سمجھتا ہے اور لاحول پڑھتا ہے (بندہ) دل کو سمجھاتا ہے کہ اگر یہ خیال کرلیں جو دنیا ہی میں نتیجہ ظاہر ہوں تو تیرا کون سا عمل ایسا ہے کہ جس پر نتیجہ کا ظاہر ہونا ضروری ہو۔ ہر شخص اپنے کمال کے لحاظ سے (یعنی جس درجہ کا وہ کامل ہوتا ہے اسی لحاظ سے) کسی فعل یا عمل کو پسند کرتا ہے۔ جب انسانوں میں یہ طریقہ مروج ہے تو وہ احکم الحاکمین جو تمام صفات میں سب سے کامل ہیں اس طریقہ کو کیوں پسند نہیں کریں گے۔ اس اصول کو نظر کے سامنے رکھ کر تو ہی دیکھ لے کہ تیرا کون سا عمل ایسا ہے (کہ اس پر نتیجہ مرتب ہو) تیرے عمل

پر تو اگر غصہ ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہ تو کس منہ سے ایسا (اعمال کے نتیجہ ظاہر) ہونا کہتا ہے۔ اور یہ اشعار پڑھتا ہوں۔ ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن بازی اگرچہ نہ پا سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے کہتا اپنے آپ کو عشق باز اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

اور کبھی اس طرف خیال جاتا ہے بقول شہیدی کے ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پہ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

جب کبھی اس حالت سے افاقہ ہوتا ہے تو افسوس ہوتا ہے کہ لاحول ولا قوۃ کس خرافات میں ہوں۔ اگر اس سے آدھے وقت ہی میں محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا تو کیا (ہی) اچھا ہوتا۔ باری تعالیٰ کا تصور ہوتا لیکن پھر شیطان بہکا دیتا ہے۔

بندہ کی حقیقی حالت یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں ہفتہ کے شروع میں ایک دن تو ضرور (رات کے معمول کا) ناغہ ہو جاتا ہے اگرچہ دن میں اس کی تلافی کر لیتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر آنکھ کھلی بھی تو نیند کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ نفل تو کھڑے ہو کر پڑھ لئے یا ذکر میں خبر نہیں رہتی ہے کہ کیا پڑھا اور کس حالت میں (پڑھا) اس وجہ سے یہ (معمول) اختیار کیا کہ ساڑھے تین بجے اٹھتا ہوں اور چار بجے تک نوافل سے فارغ ہو جاتا ہوں صبح صادق کے بعد ہی نماز سے پہلے تسبیح پوری کر لیتا ہوں۔ حالانکہ جی چاہتا ہے کہ نوافل میں قرأت لمبی کروں مگر مجبور ہوں ایک دن لمبی قرأت کروں اور دوسرے دن بالکل آنکھ ہی نہ کھلے۔

دن میں دنیا کے کام کی وجہ سے ایک گھنٹہ مشکل سے سونے کو ملتا ہے دوسرے آنے جانے کی تھکان بھی ہوتی ہے لیکن یہ فائدہ ضرور ہے کہ حضور والا کی صحبت اقدس ایک ڈیڑھ گھنٹہ حاصل ہو جاتی ہے۔ بندہ اپنی ناقص رائے میں حضور والا کی ایک گھنٹہ کی صحبت کو اپنی عبادت تو کس شمار میں ہے بلکہ کسی کامل (شخص) کی سارے دن کی عبادت سے بہتر سمجھتا ہے اپنی حالت کو بالکل اس (شعر) کی طرح پاتا ہوں کہ ؎

علم رکھتا ہوں سو بے سود عمل ہیں سو خراب ہیں دل و جان رکھتا ہوں وہ بھی پریشان دونوں

ایسا شخص اگر اپنے آپ کو کسی نتیجہ کا مستحق سمجھے تو اس سے زیادہ حماقت (بے وقوفی) کیا ہوگی۔ دل کو کتنا ہی سمجھاتا ہوں مگر شیطان نے بہت ہی پریشانی میں ڈال رکھا ہے۔ حضور والا باری تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ بندہ ناچیز کو شیطان ملعون کے شر محفوظ رکھیں۔ ہاں! دل یہ چاہتا ہے کہ حالت اس (شعر) کی طرح ہو جائے ؎

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

بکشائے تربتم رابعد از وفات و بنگر کز آتش درونم دود از کفن برآید

ترجمہ

1. جب تک مجھے میرا مقصد حاصل نہ ہو جائے میں طلب سے نہیں رکوں گا یا تو میرا مقصد حاصل ہو جائے یا میری جاں چلی جائے۔
2. مرنے کے بعد قبر کھول کر دیکھ لینا میرے دل کی آگ کی وجہ سے کفن سے دھواں نکل رہا ہے۔

باری تعالیٰ بندہ کو استقامت عطا فرمائیں خواہ مرتے وقت بھی معلوم ہو جائے کہ تو بالکل ناکام رہا مگر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں رچ (بس) جائے۔ حضور والا بندہ کی حالت ملاحظہ فرما کر اگر مرض تشخیص فرمائیں تو اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: یہ مرض نہیں ہے (بلکہ) بالکل (یہی) خدا کی مرضی ہے۔ یہ سب طلب کے آثار اور علامات ہیں۔ حق تعالیٰ مبارک فرمائیں کام میں لگے رہنا چاہئے خواہ الٹا سیدھا ہی سہی۔ انشاء اللہ یہ بھی (فائدہ سے) خالی نہیں جائے گا۔ جس کامیابی کے بارے میں آپ کو خیالی کشمکش ہے اس کی حقیقت کامیابی کے طالبوں کی خدمت سے ایک طرح کی مناسبت ہے۔

باقی حقیقی کامیابی وہ دوسری چیز ہے اس کے لئے پیر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں رسوخ (پختگی) ہے۔ یہ الحمد للہ آثار سے آپ کو معلوم ہوتی ہے۔

جذب کا طریق (راستہ)

حال: مولانا روم (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا مذہب تو یہ ہے کہ اس طریق کی اصل جذب ہے مگر وہ کسبی (یعنی اپنی کوشش سے حاصل کی جانے والی چیز) نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اگر یہ مسئلہ سب کے ہاں اتفاقی ہے تو تب تو میری جذب کے حاصل کرنے کی خواہش صرف ہوس اور لایعنی ہے ورنہ ارشاد فرمائیں کہ بندہ کی محنت و مشقت میں وہ کون سی کڑی ہے جس کے ملا دینے سے جذب کی طرف پہنچنا آسان ہوں۔ باقی عمل تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسی پر ہوگا ــــــ کار کن موقوف ہر جذبہ مباش۔

ایک عرصہ سے اس بات کے لئے جی چاہ رہا تھا آج چونکہ چاہت بہت زیادہ ہوئی اس لئے لکھ دیا۔

تحقیق: یہ مسئلہ تقریباً اتفاقی ہے اگرچہ طریقہ مختلف ہو۔ باقی اس کا یقینی راستہ وہی سلوک ہے (چنانچہ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا﴾ (کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کریں گے ہم

انہیں اپنے راستے کی طرف رہنمائی فرمائیں گے) اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہنچائیں گے نہ یہ کہ راہ دکھائیں گے کیونکہ یہ راہ دکھانا تو مجاہدہ سے پہلے ہوتا ہے نہ کہ مجاہدہ کے بعد (کیونکہ مجاہدہ کے بعد تو پہنچائیں گے)۔

شیخ کی اتباع نہ کرنے کا علاج

حال: (حضرت! میرا حال یہ ہے کہ) تہجد بالکل نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں بہت بے چینی اور ملال (افسوس) رہتا ہے۔ ویسے تو جناب نے عشاء کے بعد وتر سے پہلے (تہجد) پڑھنے کے لئے فرمایا تھا مگر اس طریقہ کو پہلے تو طبیعت قبول نہیں کرتی ہے۔

تحقیق: افسوس! (کیا) اعتقاد اور اتباع یہی ہے کہ ایک شخص کو جاننے والا اور خیر خواہ سمجھا جائے اور پھر اس (شخص) کی تعلیم کے بارے میں یہ کہا جائے کہ طبیعت قبول نہیں کرتی ہے تو اس صورت میں اس (تعلیم کرنے والے) کو ہر تعلیم میں یہی شک رہے گا کہ شاید حضرت سائل صاحب (سوال کرنے والے) کی طبیعت مبارکہ قبول نہ فرمائے۔ پھر (ایسی صورت میں جب کہ سائل کے قبول کرنے میں شک وشبہ ہو تو) تعلیم کرنے کے لئے کس کا دل چاہے گا۔ (اس لئے) بہتر تو یہ ہے کہ ایسے قدر نہ کرنے والے معلم کو چھوڑ کر (کوئی) دوسرا معلم تجویز کرو خواہ وہ نفس ہو یا دوسرا شیخ ہو۔

ہیبت کے آثار

حال: آج دوسرا دن ہے کہ ایک ایسی حالت (مجھ پر) طاری ہے کہ جس کو برداشت کرنا (میرے لئے) بہت مشکل ہے۔ ہر وقت خیال رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ قیامت کا دن آ گیا ہے۔ خود کو مخلوق کا غلام اور روپے پیسے کا غلام دیکھ کر ایسا خوف ہوتا ہے کہ کچھ بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ نفس کے دھوکوں کو دیکھ کر پریشانی زیادہ ہوتی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو راحت سے بدل دیں۔

تحقیق: یہ ہیبت کی کیفیت ہے جو اونچے حالات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ یہ پریشانی بالکل مفید ہے اس کی تبدیلی کی کوشش کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر مایوسی ہونے لگے تو احیاء (العلوم) یا (اس کے ترجمہ) کیمیا (سعادت) میں سے کتاب الرجاء وغیرہ کا مطالعہ مناسب ہے۔

معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کی کیفیت) کے غلبہ کے آثار

حال: کچھ دن غالباً محرم ۳۶ھ کی ابتداء سے یا اس سے کچھ پہلے سے ذکر کے وقت ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

میرے دل میں جلوہ فرما (یعنی بیٹھے ہوئے) ہیں۔ (لیکن) کوئی صورت دل میں نہیں آتی ہے مگر دل نور سے بھرا ہوا، آباد لگتا ہے اور یقینی طور پر یہ بات دل میں اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں تشریف فرما ہیں۔ (میں) یہ جانتا ہوں کہ دل میں جو کچھ انوار وغیرہ ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کے) غیر ہیں مگر (ان اللّٰہ بکل شیء محیط) (اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے) [illegible] تصور اس وقت دل میں محسوس کرتا ہوں۔ اس حالت کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: اعتقادِ تنزیہ (اللہ تعالیٰ کا تمام صورتوں اور شکلوں سے پاک سمجھنا) کے ساتھ یہ حالت معیت (کی کیفیت) کا غلبہ ہے۔ اس کے [illegible] سے بھی زیادہ اور ترقی ہوگی۔

غفلت کا علاج

حال: نیند کی زیادتی سے کبھی کبھی مذکورہ عبادت میں کمی آ جاتی ہے۔ حضور کی بارگاہ سے امید کرتا ہے کہ غفلت کا علاج فرما کر بندہ کو بہتری کی تعلیم فرمائیں گے۔

تحقیق: العلاج بالضد۔ (علاج ضد سے ہوتا ہے) اس لئے غفلت کا علاج ذکر ہے جو اختیاری فعل ہے (یہ آپ پر لازم ہے) اگر غفلت سے مراد نیند ہے تو لا تفریط فی النوم (کہ نیند میں کوئی کمی نہیں ہے) حدیث ہے پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے۔

قساوت (دل کی سختی) کی تفسیر

حال: میرے حضرت پہلے میری حالت یہ تھی کہ اگر کسی کو مصیبت میں دیکھتا یا مجھے کوئی مصیبت پہنچتی تو روتا تھا اور دل میں نرمی پیدا ہوتی تھی اب یہ حال ہے کہ اس سال دو مہینہ پہلے بہت سارے لوگ بخار کی وجہ سے مر گئے اور اب بھی ہیضہ چل رہا ہے میں کسی کو اگر روتے ہوئے دیکھتا ہوں تو اس سے پوچھتا ہوں روتے کیوں ہو موت سے تو کوئی بچا ہوا نہیں ہے اور دل میں پہلے کی طرح نرمی نہیں پاتا ہوں یہ دل کی سختی ہے یا کیا ہے؟

تحقیق: دل کی سختی (کا ہونا یا نہ ہونا) گناہوں کے ساتھ خاص ہے اور یہ ایک طبعی حالت ہے جو نہ اچھی ہے نہ بری ہے۔

حال: الحمد للہ! دل ہر گناہ سے محفوظ ہے مگر اعضاء جوارح سے گناہ ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: کیوں ہو جاتے ہیں؟

قساوت (دل کی سختی) کے آثار

حال: (حضرت!) بعض دوسرے ایسے گناہ اور ان کے عذاب کو نظر کے سامنے رکھ کر اکثر عقلی (طور پر) ندامت اور رنج ہوتا ہے لیکن روحانی اور قلبی رنج جتنا ہونا چاہئے نہیں ہوتا ہے۔ (حضرت!) اگر یہ حالت قساوت (دل کی سختی) کی وجہ سے ہے تو وعدہ وعید دیکھنے کے لئے مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق اور جنت و دوزخ کے حالات دیکھنا میرے لئے زیادہ تاثیر کرے گا۔ خصوصاً حضرت کی تصانیف میں اس مضمون کی کوئی کتاب میرے پاس نہیں ہے۔ تجربہ سے یہ بات نظر آئی ہے کہ مجھے حدیث کی عبارت (تحریر، مضمون) سے...... دوسری کتاب کے مقابلے میں زیادہ اثر ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ قساوت تو نہیں ہے لیکن اگر ایسا حال ہو جائے تو مشکوٰۃ دیکھئے زیادہ مفید ہے اسی طرح دوسری حدیث کی کتاب بھی (دیکھئے)۔

قساوت قلبی کی حقیقت

حال: حضرت نے مجھ سے جو دل کی سختی کے بارے میں پوچھا ہے کہ اس کی تشریح لکھوں تو جواب میں عرض ہے کہ مجھے ہر کرنے کے کام سے پہلے ایک خوف اور مایوسی لگی رہتی ہے جو اکثر اوقات غلط ثابت ہوتی ہے۔ جب میں نے صرف ونحو (عربی گرامر) کا علم پڑھنا شروع کیا تھا تو مجھے یقین تھا کہ (میں) نحو پر حاوی نہیں ہو سکوں گا۔ (لیکن) جب اس کی کتابیں پڑھیں تو تھوڑی سی محنت سے اس پر جتنا ہو سکا حاوی ہو گیا۔ (اسی طرح) پھر معقول (عقلی علوم کی کتابیں) کے بارے میں پھر تجوید وغیرہ کے بارے میں (بھی) یہی وسوسہ تھا جو فن شروع کرنے کے بعد ختم ہو گیا۔

اسی طرح میں نے بعض کتابوں میں (جیسے قول الجمیل، ضیاء القلوب جن کو عرصہ ہوا کہ دیکھا تھا) جو جو اعمال لکھے ہوئے ہیں کچھ ان کو دیکھنے اور کچھ اپنے گھر میں کہیں کہیں سننے سے اگر کبھی ان اعمال کو کیا یا اللہ اللہ کر لیا تو جو آثار و انوار (ان اعمال کے) لکھے ہوئے ہیں میرے اندر محسوس نہیں ہوئے اور نہ ہی (ان اعمال کی) بنیادی چیزوں کو (اپنے اندر) محسوس کر سکا ہوں اور نہ ہی آج تک کسی عمل میں استقامت نصیب ہوتی ہے۔ (اسی طرح) جیسے لوگوں کے بارے میں سننے میں آتا ہے ان کے دل کی عجیب وغریب کیفیات ہوتی ہیں مجھ میں ان کیفیات کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہاں کبھی کبھی کوئی ابھارنے اور چاہت والی کوئی چیز پیش آجاتی ہے تو اس وقت دل پر ایک قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جیسے کبھی اشعار لکھوں تو نعتیہ مناجات (دعائیہ) مضمون سامنے آجائے

تو دل پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جو اشعار لکھتا ہوں ان کا ذوق بھی اچھا ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ یہ حالت میرے دل کی انتہائی ہے اس لئے میرے خیال میں میرے دل کی سختی بڑھی ہوئی ہے۔

تحقیق: اس تفسیر کا خلاصہ تو بعض غیر اختیار ابھار کا ہونا یا نہ ہونا ہے اور قساوت (دل کی سختی) کی حقیقت ایک ایسا ابھار جو اختیاری فعل سے پیدا ہوتا ہے اس لئے وہ ابھار بھی اختیاری کے حکم میں ہے اور گناہ کے فعل میں منحصر ہے۔ اس لئے قسوت (دل کی سختی) وہ خاص اثر ہے جو بار بار گناہ کرنے سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے قساوت کی برائی اور وعید آئی ہے ورنہ غیر اختیاری باتیں جس کا انسان کو کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے ان پر برائی اور وعید نہیں آسکتی ہے۔ ورنہ یہ ﴿لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعها﴾ (کہ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ مکلف نہیں کرتے ہیں) کے خلاف ہوگا۔

جس بات کا آپ نے ذکر فرمایا ہے یہ ایک طبعی بات ہے جو دل کی کمزوری کا اثر ہے۔ یہ برا نہیں ہے اور نہ ہی اس کو دور کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جیسا دل میں نور اور قوت پیدا ہوگی یہ خود بخود ختم ہو جائے گی لیکن یہ ختم ہونا کوئی ضروری چیز نہیں بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

فنا کے غلبہ کے آثار

حال: (حضرت!) آج کل (میری) عجیب حالت ہے کہ کسی چیز میں غور وفکر کرنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ مصنوعات (بنی ہوئی چیزوں) میں اس خیال سے غور وفکر کرنا کہ یہ بنانے والے کے لئے دلیل ہے اس سے بھی طبیعت انکار کرتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ بغیر دلیل کے دیکھنا چاہئے۔ جاگنے کی حالت میں بھی غنودگی (نیند) سی لگتی ہے۔ کسی دوسرے کا بات کرنا مشکل اور ناگوار لگتا ہے۔ اپنی بات کرتا ہوں دوسرے کے بات کرتے وقت غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیق: (آپ نے) جو حالت لکھی ہے یہ فنا کا غلبہ ہے۔ مبارک ہو۔

اچھی عقلی باتیں عمل کے ساتھ کافی ہیں

حال: (حضرت!) غلام کو اگرچہ گناہ اور منکرات (ممنوعہ اور، بری باتوں) سے نفرت تو ہے اور اسی طرح خدانخواستہ اگر گناہ ہو جائے اور معمول قضا ہو جائے تو توبہ، استغفار اور نفس کا برا کہنا تو ضرور ہوتا ہے مگر خشیت (اللہ تعالیٰ کا خوف) غالب نہیں لگتی ہے بلکہ امید غالب ہے کیونکہ اگر کچھ منکرات ہو بھی جائیں تو توبہ کے بعد دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔ نہ موت سے خوف اور نہ حیات کی آرزو ہے۔ دوزخ سے

ڈر اور جنت کا شوق دنیا کی حرص ونفرت بالکل نہیں ہے۔ براہ کرم کوئی علاج تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اچھی باتیں اگر طبعی نہ ہوں عقلی (بھی ہوں تو) عمل کے ساتھ کافی ہیں۔

موت کی فکر

حال: (حضرت!) مجھے ہر وقت موت کا ڈر لگا رہتا ہے اچھا پہننے اور خوشی سے زندگی گزارنے اور خوشی کی باتوں سے طبیعت ہٹ گئی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اکثر یہ خیال آتا ہے کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اور مرنے کے بعد معلوم نہیں کیا حشر ہوگا۔ اس خیال سے طبیعت غم گین ہو جاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہوں کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

تحقیق: اس غم پر ہزار خوشیاں قربان (ہیں)۔

حال: حضور دعا فرمائیں کہ (میرا) خاتمہ بھلائی کے ساتھ ہو۔ حضور کے فیض اور برکات سے میری حالت میں بہت تبدیلی آ گئی ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

حزن (غم وغیرہ) کا مجاہدہ کرنا

حال: جن دنوں طبیعت غمگین رہتی ہے ان دنوں میں عبادت کا ذوق بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

تحقیق: حقیقت میں حزن عجیب مجاہدہ ہے جو دل کے صاف ہونے میں خاص اثر رکھتا ہے۔

حزن کی زیادتی کا علاج

حال: (میں) عید سے پہلے شدید نزلہ میں مبتلا تھا۔ عید کے ایک دو دن بعد افاقہ ہوا کہ فوراً ہی بیوی بیمار ہوئی۔ کھانسی کی شدت سے چھ ماہ کا حمل ساقط ہو گیا اور اچانک اس سے بارہ گھنٹے بعد انتقال ہو گیا۔ جب سے میرے دل پر اتنا افسوس غالب ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ہوں۔ کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔ نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ باقی تمام اشغال نہیں کر رہا ہوں۔ دماغ اور دل دونوں صدمہ کی زیادتی سے بے کار ہو گئے ہیں۔

تحقیق:

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم راحت جاں طلبم وز پئے جاناں بروم

ترجمہ: ”(یہ دنیا محبوب کے بغیر اصل میں ایک ویراں منزل ہے) وہ دن کتنی خوشی کا ہوگا جس دن میں اس ویراں گھر (دنیا) سے جاؤں گا میری جاں کو آرام ملے گا اور میں محبوب کے ساتھ ساتھ پھروں گا۔“

طبعی حزن وافسوس ہونا چاہئے۔ طبعی ہونے کے علاوہ یہ (حزن وافسوس) خود بہت ساری مصلحت حکمتوں اور بہت سارے رازوں کو شامل ہے۔ لیکن عقل اور دین کے اعتبار سے اوپر کے مضمون کا استحضار اور اس سے تسلی بھی ضروری ہے۔ ایسے وقت میں رسالہ ”شوق وطن“ کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا نیز احیاء العلوم کی کتاب الصبر کا بھی مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

موت کی تمنا

سوال: اگر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے مرنے کی دعا کی جائے تو منع تو نہیں ہے؟

جواب: (موت کی دعا) کیوں؟ (کی جائے)۔

حال: حضور! میرا دل مرنے کو بہت چاہتا ہے اور مرنا مجھے بہت ہی مطلوب ہے۔ مجھے دنیا میں موت جیسی دوسری کوئی چیز مطلوب نہیں ہے۔ کسی کا جنازہ دیکھ کر دل بہت چاہتا ہے زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ ”یا الٰہی آپ مجھے کب اٹھائیں گے“ یہ خیال آتا ہے کہ دنیا میں رہ کر رات دن خطائیں ہوتی ہیں اور رات دن پریشان حال رہتا ہوں اس سے تو بچوں گا۔ ہاں جس وقت کوئی گناہ ہو جائے اس وقت مرنا مطلوب نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: اصل سوال کا جواب (یہ ہے کہ) ماشاء اللہ (آپ کی) حالت مبارک ہے ایسی حالت میں موت کی دعا کرنا منع نہیں ہے۔

طبعی رنج

حال: لیکن معمولات کے چھوٹ جانے سے رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: طبعی رنج کا کوئی حرج نہیں ہے مگر عقلی رنج نہیں ہونا چاہئے جو کچھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے خیر ہوتا ہے۔

جو حال بغیر اختیار کے ہو ترقی ہے

حال: پہلے ایک عرصے تک تو ذات محبت کا تصور اکثر رہتا تھا مگر میں کیونکہ مختلف اوقات میں ”موت کے بعد کا

مراقبہ" کیا کرتا تھا۔ اس سے موت کا شوق ہونے لگا تھا۔ کبھی جی چاہتا تھا کہ اس عالم (موت کے بعد کے عالم میں) چھلانگ لگا کر چلا جاؤں۔ اس حال کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا تھا کہ "نسبت تعلق مع اللہ" کی خوشخبری ہو۔" یہ مراقبہ اب تک مسلسل ہو رہا ہے۔

اب چند دنوں سے یہ بات ہے کہ ہر وقت عالم آخرت کا خیال بغیر ارادے کے ہوتا ہے۔ اسی عالم کے ذکر وفکر سے لذت محسوس ہوتی ہے۔ "ان الدار الاخرة لهی الحیوان" (کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے) کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ عرض یہ ہے کہ (اللہ کی) ذات کے بجائے یہ تصور (موت کا) قائم ہو گیا ہے۔ اس لحاظ سے میں نے ترقی کی یا تنزل (پستی اختیار) کی۔

تحقیق: جو حال بغیر ارادے اور اختیار سے ہو وہ ترقی ہی ہے تنزل نہیں ہے اگر چہ بعض وجوہ سے پہلی حالت ہی زیادہ کامل ہو لیکن جس وقت جو حال ہو وہی مناسب ہے اس مناسبت کی حقیقت و آثار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرا حال زیادہ مناسب، زیادہ بہتر اور زیادہ مفید ہوتا ہے۔ "وللاخرة خیر لك من الاولی" کہ آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے کے عام میں یہ مسئلہ بھی شامل ہے یعنی جس طرح آخرت جو دنیا کے بعد والی حالت ہے اس پہلی دنیا کی حالت سے بہتر ہے ایسے ہی بعد والا حال پہلے حال سے بہتر ہے، (کہ اس آیت میں دونوں لام استغراق کے لئے ہیں یعنی زیادہ خیر آخرت میں ہے)

نظافت (پاکیزگی، صفائی) پسندی

حال: اب ایک نیا حال یہ پیش آیا کہ دل چاہتا ہے کہ نماز کی جگہ خوب اچھی ہو، بستر اچھا پاک ہو اور گھر بھی خوب اچھا ہو۔ اگر مسجد (صاف) ہو تو دل بہت لگتا ہے۔

تحقیق: باطن کی نظافت کی وجہ سے ظاہری نظافت کی چاہت ہوتی ہے۔ مبارک ہو۔

اپنی صفت پر نظر نہیں ہونی چاہئے

حال: الحمد للہ! اب بندے کی حالت پہلے سے ہزار گنا بہتر ہے۔ ایسا لگتا ہے بلکہ کامل یقین ہے کہ حضور نے اپنی دعا کی برکت سے مجھ جیسے دنیا کے کتے کو گمراہی کے کنویں سے نکال کر راستہ پر لگا دیا اور مخلوق سے بے پرواہ کر دیا ہے۔

تحقیق: اس طرف بھی توجہ نہ کریں کیونکہ یہ بھی اپنی صفت ہے اور اس طریقہ سے اپنی صفت پر نظر ہی نہیں کرنا چاہئے۔

حال: (حضرت! میرا) حال یہ ہے کہ خادم ہر وقت اپنی حالت کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اب چند دنوں سے

خادم کو اپنی حالت میں تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ وہ یہ کہ اب سے پہلے جو یاد الٰہی میں محویت (گم ہو جانے کی کیفیت) رہتی تھی اس میں کمی ہے۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے جو ابتدا میں طبعی طور پر قوی ہوتا ہے اور عقلی طور پر کمزور ہوتا ہے اور آخر اس کا الٹ ہوتا ہے (کہ طبعی طور پر کمزور اور عقلی طور پر قوی ہوتا ہے) اور الٹ زیادہ معتبر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اعمال میں کمی نہ ہو ورنہ کمی کی وجہ ظاہر ہے (کہ عمل کی کمی کی وجہ سے ہے)۔

حالات کی تفصیل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے

حال: کمترین کی حالت کبھی کبھی گناہوں کی طرف بہت مائل ہو جاتی۔ اطمینان کی جو حالت ہوتی ہے وہ بالکل مٹ جاتی ہے۔ کبھی کبھی توحید کا غلبہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اسم ذات کے علاوہ دل کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ رات کو (خواب میں) کبھی کبھی درختوں اور مکانوں پر اڑتا پھرتا ہوں اور کبھی برائیوں میں مبتلا رہتا ہوں۔ جب سو کر اٹھتا ہوں تو طبیعت بڑی پریشان ہوتی ہے۔ تہجد کی نماز کئی مرتبہ تو قضا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اصل وقت پر ادا ہوتی ہے۔ جب قضا ہو جاتی ہے تو سورج نکلنے کے بعد ادا کر لی جاتی ہے۔

حضرت والا اس خاکسار کی کم سمجھی کے مطابق صاف صاف لکھیں کہ یہ حالتیں کیسی ہیں اور حضرت والا خیر کی دعا فرمائیں کہ خاکسار کو خداوند عالم کی پوری پوری محبت ہو جائے۔

تحقیق: حالات کی تفصیل کے پیچھے نہ پڑیں (کہ وہ کیسے ہیں) ایسی تبدیلیاں سب کو پیش آتی ہیں۔ الٹا سیدھا کام کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح ایک دن اطمینان حاصل ہو جائے گا۔ ہاں تربیت السالک کے مطالعہ سے مدد ملے گی۔

دعا میں رک جانے کے اسباب

حال: دعا کرنے سے پہلے امنگ (جوش ولولہ کی کیفیت) ہوتی ہے کہ اس طرح عاجزی سے دعا کروں گا اور یوں کہوں گا مگر عین دعا کے وقت خاموشی ہوتی ہے سوائے خدایا صراط مستقیم پر قائم رکھ کے کوئی بات زبان سے نہیں نکلتی ہے حیرت میں ہوں کیا وجہ ہے۔

تحقیق: دعا سے پہلے امنگ ہونا پھر عین دعا کے وقت پر خاموش ہو جانا اس کے مختلف اسباب ہیں۔ کبھی شوق کا ضعیف ہو جانا اس کا سبب ہے کہ پہلے کچھ شوق ہوا پھر کمزور ہو گیا، کبھی دعا کے وقت (اللہ تعالیٰ کی) ہیبت کا غلبہ ہے، کبھی تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے) کا غلبہ، کبھی توحید کا غلبہ کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا کیا سوال کیا

جائے اور کبھی حیرت کا غلبہ کہ کیا مانگوں اور کیا نہ مانگوں۔ میرے خیال میں آپ میں آخری سبب ہے۔ باقی آپ خود دیکھ لیجئے ان باتوں کا علم محسوس کرنے سے ہو جاتا ہے۔

بیوی سے تعلق رکھنا

حال: بیوی سے تعلق ہے مگر ایسا ہے کہ مصیبت لگتی ہے۔ اکثر گھبراتا ہوں کہ بہت بڑا تعلق اور بکھیڑ ہو گئی لیکن جب اس کے پاس رہتا ہوں تو محبت بھی بہت زیادہ لگتی ہے۔ ایک مرتبہ بہت سخت بیمار ہو گئی تھی تو اندر سے جی چاہتا تھا کہ مر جاتی تو نجات ملتی مگر جان بوجھ کر اس خیال کو دور کرتا تھا کہ گناہ نہ ہو۔ خیر اچھی ہو گئی۔

تحقیق: ہاں! ایسا خیال بھی نہ کیا جائے کہ بعض اوقات یہ خیال ہمت کے درجہ تک پہنچ کر موثر ہو جاتا ہے (کہ اس پر آدمی عمل کر بیٹھتا) تو اس وقت قتل کا گناہ لازم آ جاتا ہے۔

حال: وہ مجھ کو بہت مانتی ہے کیونکہ دیندار تمیزدار لکھی پڑھی اور عقل مند بھی ہے، اس لئے زیادہ تکلیف نہیں ہے ورنہ خدا جانے کیا ہوتا۔ بہشتی زیور اور تبلیغ دین پوری پڑھ چکی ہے اور جہاں تک ہو سکے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔

تحقیق: خدا کے بندے! ایسی نعمت سے گھبراتے ہیں جس کو حدیث میں خیر المتاع فرمایا ہے۔

حال: اب اس کو کون سی کتابیں دی جائیں۔

تحقیق: جتنے ہو سکیں میرے مواعظ دکھائے جائیں۔

حال: تلاوت نماز وغیرہ کی پابند ہے میں نے (اس سے) کہا تھا کہ مولانا مدظلہ سے مرید ہو جاؤ تو (اس نے) کہا کہ ابھی ذرا اپنی حالت اور درست کرلو پھر (بیعت ہوں گی)۔ اس کے بارے میں اب کیا کروں؟

تحقیق: اس کی رائے صحیح ہے قبول کریں۔

حال: وہ اب تک میکہ میں ہے۔ اس کے والد کچہری کا کام کرتے ہیں جس کی آمدنی میں ہر قسم کی رقم ہوتی ہوگی اس کے کھانے میں احتیاط کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر اس کے کھانے کے اندازہ سے کسی طرح اس کے گھر والوں کی خدمت یا اُسی کے ذریعہ سے کھانے کے انتظام میں (کچھ پیسے) شامل کرا دوں تو جائز ہو سکتا ہے؟

تحقیق: اس سے کیا ہو سکتا ہے۔

حال: اس بات سے مجھے اکثر پریشانی رہتی ہے۔

تحقیق: (بیوی کے والد کی) آمدنی کی کیفیت تفصیل سے لکھنی چاہئے۔

حال: میرے مکان پر چونکہ شرعی محرم نہیں ہے اس لئے (بیوی) اب تک میکہ میں ہے ہاں جب میں رہوں گا

تو کوئی بات ہی نہیں۔

تحقیق: اپنے پاس کیوں نہیں بلا لیتے؟

حال: میں بہت چاہتا ہوں کہ ان تمام تعلقات سے کسی طرح سے نجات ملے جس سے یکسو ہو کر اطمینان سے رہوں مگر اب تک کوئی صورت نظر نہیں آئی شاید میرے مقدر میں یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اسی طرح رکھنے میں ہے۔

تحقیق: میں اوپر لکھ چکا ہوں۔

بیوی سے صحبت کا نفس کشی (نفس کو مارنے) کے خلاف نہ ہونا

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ میری شادی کے بعد آج تک عشاء کے بعد نماز اور دوسرے وظیفہ ادا کرنے کے بعد مکان واپس آتا ہوں۔ ہفتہ میں دو تین بار نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بیوی سے صحبت کے بغیر نیند نہیں آتی ہے۔ مجبور ہوں کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ تہائی رات گزرنے کے بعد بیوی سے صحبت کی جائے مگر نہیں ہوتا ہے۔ سونے کے وقت تیمم کر کے سوتا ہوں اس لئے شرمندہ ہوتا ہوں کہ سوتے وقت بغیر کئے سو رہا ہوں نفس کی چاہت کی وجہ سے مجبور ہوں۔ نفس نتواں کشت الا ظل پیر۔ نفس کی تربیت پیر کی سرپرستی میں ہی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ نفس کشی (نفس کو مارنے) کے خلاف نہیں ہے بلکہ بیوی کے ساتھ سونا تو بیوی کے حقوق میں سے ہے چنانچہ بیوی سے ناراضگی کی صورت "واھجرو ھن فی المضاجع" "ان عورتوں کو الگ بستروں میں سلاؤ (یعنی اپنے ساتھ نہ سلاؤ)" عورتوں کو تجویز ہوئی۔

غلبہ حال

حال: کبھی عین مناجات (دعا) کی حالت میں خیال ہوتا ہے کہ اشیاء مطلوبہ (جو چیزیں مانگی جا رہی ہیں) وہ اگرچہ جائز ہیں مگر معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اور (تمہارے لئے) مفید بھی ہیں یا نہیں اور ممکن ہے کہ تیرے لئے مفید نہ ہوں۔ جب یہ خیال آتا تو (دعا میں) رغبت کم ہو جاتی ہے اور طبیعت سست ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسی باتوں میں عمومی طور پر رغبت رہتی ہے جو ذوق وشوق کو مضبوط کرنے والی ہوں۔ چنانچہ اکثر نماز کے بعد یہ دعا و مناجات رہتی ہے کہ اے اللہ! میرے قلب کو غیروں کی محبت سے پاک وصاف کر کے اپنی محبت عطا فرما "اللھم طھر قلبی عن غیرك بنور معرفتك" **ترجمہ:** "اے اللہ! میرے دل کو اپنے غیر کی محبت سے پاک وصاف فرمائیے اور اپنے معرفت کے نور سے اس روشن فرمائیے۔" اور کبھی صیغہ جمع کا استعمال

کرتا ہوں (ہمارے قلب کو) لیکن اس صورت میں یہ خطرہ بھی ہو جاتا ہے کہ یہ ساری چیزیں سب کو تو مل نہیں سکتی ہیں تو پھر رغبت کم ہو جاتی ہے حالانکہ ادعیہ ماثورہ عمومی طور پر جمع کے صیغہ کے ساتھ آئی ہیں اس لئے کچھ پریشان ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: یہ بھی ایک حال ہے جس کی تعدیل (یعنی برابری) ہو جائے گی۔

غلبہ نیند کا علاج

حال: خدمت میں گزارش یہ ہے کہ جس وقت وظیفہ پڑھتا ہوں خواہ دن ہو یا رات ہو نیند کا غلبہ بہت ہوتا ہے۔ تہجد کی نماز میں بھی نیند کا زور ہوتا ہے جس سے طبیعت بہت ہی پریشان رہتی ہے۔ جب وظیفہ نہیں پڑھتا ہوں تو پھر نیند وغیرہ کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ وظیفہ کے دوران کئی مرتبہ وضو بناتا ہوں وضو کے کچھ دیر بعد پھر نیند کا غلبہ ہوتا ہے جس سے پریشان ہو جاتا ہوں اور اسی پریشانی کی حالت میں حضور کو اطلاع دیتا ہوں۔ میری طبیعت بہت ہی عاجز رہتی ہے کیا علاج کروں؟ حضور جیسا حکم دیں گے ویسا عمل کروں گا حضور میرے لئے دعا کریں۔ احقر وظیفہ وغیرہ میں کمی کرنا بھی نہیں چاہتا ہے۔ جو حالت تھی عرض کر دی اب جیسا حضور حکم دیں گے عمل کروں گا۔

تحقیق: ٹہلتے ہوئے وظیفہ پڑھئے۔

حال: ذکر اور تہجد کے وقت بارہ تسبیح پڑھنے میں نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: سیاہ مرچیں پاس رکھئے جب غلبہ ہوا ایک دانہ چبا لیجئے۔

بیٹھ کر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج

حال: سب (ذکر) چل پھر کر پورا کرتا ہوں بیٹھ کر پڑھنے سے وحشت اور گھبراہٹ اتنی ہوتی ہے کہ کیا بیان کروں۔ کئی مرتبہ اسم مبارک کا ذکر کرنے بیٹھا بس ایسا لگا جیسے کوئی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہو اٹھ کر بھاگ چنانچہ چھوڑ دیا۔

تحقیق: اسم ذات تھوڑا سا ضرور مقرر کر لو ایسی جگہ بیٹھو جہاں دوسرے ذاکر کی آواز آتی ہو پھر چند دن کے بعد اطلاع دو۔

شیخ سے حضور وغیبوبت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) میں فرق

حال: حضور کے آستانہ مبارک پر رہنے کی اگر چہ تھوڑے ہی دنوں سہی بے حد خواہش ہے لیکن یہ عجیب بات

ہے کہ غائبانہ (موجود نہ ہونے کے وقت) بہت اشتیاق رہتا ہے لیکن زیارت نصیب ہونے کے بعد پھر طبیعت میں الجھن ہوتی ہے۔

تحقیق: ہاں بعض طبیعتوں کی خصوصیت یہی چاہتی ہے اور اس کا راز قید (و پابندی) کا بوجھ ہے کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

شیخ سے حضور وغیبوبت (یعنی شیخ کے سامنے موجود ہونے اور نہ ہونے) کا فرق

حال: معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ طبیعت میں وہ بات جو (حضور کے) دربار عالی کی حاضری میں تھی نہیں پاتا ہوں۔ اس میں بہت کمی لگتی ہے۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں ہے وہ کمی صرف لطف ومزہ کی ہے نفع کی نہیں جیسے غذا کھانے کے وقت منہ میں جو مزہ آتا ہے بعد میں نہیں رہتا مگر غذا کا نفع ختم نہیں ہوتا ہے۔

عبدیت کا حال اور مقام

حال: ایک ہفتہ سے یہ کیفیت ہے کہ نماز واذکار کے بعد دعا کرنے میں (دعا کی) قبولیت کی درخواست کرتے ہوئے شرم وحجاب محسوس ہوتا ہے کہ میری نماز وذکر جو سراسر کوتاہیوں سے بھری ہوئی ہے نہ اس میں خشوع خضوع ہے نہ حضور قلب (دل کی یکسوئی وتوجہ) ہے پھر اس کو پیش کر کے قبولیت کی درخواست کرنا بہت بے حیائی ہے۔ اس کیفیت میں جو کچھ غلطی ہو اس کی اصلاح سے مطلع فرما دیجئے۔

تحقیق: عبدیت کے اعلیٰ درجہ کا حال ہے۔ مبارک ہو۔ اب اس سے زیادہ ایک (اور) عبدیت کا مقام ہے وہ یہ کہ اس حال کے غلبہ کے باوجود حکم کو مقدم رکھ کر قبولیت کی دعا ضرور کی جائے۔ اس میں ایک قسم کا مجاہدہ بھی ہے کہ طبیعت کی چاہت پر شریعت کی چاہت کو مقدم کیا۔

نسبت کا سلب نہ کر سکنا اور صاحب تصرف

سوال: دوسری تحقیق یہ ہے کہ جو صوفیاء تصرفات وغیرہ کی مشق رکھتے ہیں وہ دوسرے صاحب نسبت کی نسبت کو کیسے سلب کر لیتے ہیں۔

الجواب: نسبت کو کوئی سلب نہیں کر سکتا۔ وہ تو تعلق مع اللہ کا نام ہے نفسانی کیفیات کو ضعیف کر دیتا ہے جس سے

ایک قسم کی غباوت (کم سمجھی) ہو جاتی ہے۔ کبھی اس کا اثر ارادہ پر ہو کر اعمال تک پہنچتا ہے یعنی اعمال میں سستی ہونے لگتی ہے لیکن (پھر بھی) اختیار سلب نہیں ہوتا ہے۔ اپنے قصد سے اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

سؤال: اس سے ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔

الجواب: اکثر تو کچھ بھی (فائدہ) نہیں بلکہ یہ گناہ ہوتی ہے ہاں کبھی کسی کیفیت کے زیادہ ہونے سے بعض واجبات (کی ادائیگی) میں رکاوٹ ہونے لگتی ہے اس وقت اس کو ضعیف کرنے میں مفید ہوتی ہے۔

سؤال: تصرفات کی مشاقی کے بغیر صاحب نسبت اور صاحب تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: نہیں۔ لیکن پیدائشی وقدرتی طور پر تصرف کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر چہ صاحب نسبت بھی نہ ہوں۔

سؤال: اوپر کے جواب سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ اصل نسبت جو تعلق مع اللہ ہے سلب کرنے سے سلب نہیں ہوتی ہے۔ صرف نفسانی کیفیات ضعیف اور مضمحل (کمزور) ہو جاتی ہیں (اب یہاں چند باتیں پوچھنی ہیں جو ذیل میں نمبر وار ذکر کی جاتی ہیں)۔

① لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ اہل طریق کے ہاں اس کے ضعیف کر دینے کا کیا طریقہ ہے۔

② اگر کوئی مشاق (مشق کرنے والا) ایسا عمل کرے تو اس کے روک دینے کی بھی کوئی تدبیر ہے کہ اس کا اثر اپنے اوپر نہ آنے دے تا کہ اس کے بلاوجہ تصرف سے بچ جائے اس سے بھی مطلع فرمائیے۔

③ اہل طریق نے تصرفات کے جو طریق (اس) فن کی کتابوں میں لکھے ہیں ان کو حاصل کرنا صرف مشاقی (مشق کرنے) پر موقوف یا اس کی کچھ اور بھی خاص شرائط ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ ”بغیر مشاقی صاحب نسبت صاحب تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں آپ نے تحریر فرمایا کہ نہیں لیکن بعض لوگ قدرتی طور پر تصرف کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر چہ صاحب نسبت نہ ہوں۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تصرف ہونے کے لئے صاحب نسبت ہونا ضروری نہیں ہے صرف تصرفات کی مشاقی (مشق) کر لینے سے (آدمی) صاحب تصرف ہو جاتا ہے لیکن حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ضیاء القلوب صفحہ ۴۴ میں جہاں تصرفات کے بعض طریق لکھے ہوئے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

”اما ایں تصرفات عجیبہ وغریبہ بدون حصول نسبت فنا و بقا دست نمید ہد وایں معاملات از متوسطان سلوک اکثر واقع میشوند الخ۔“

ترجمہ: ”بہرحال یہ عجیب وغریب تصرفات فناء اور بقاء کی نسبت کے حاصل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ یہ معاملات سلوک کے متوسط لوگوں کو اکثر پیش آتے ہیں۔“

بہر کیف میری ناقص سمجھ میں اس میں (یعنی حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کی تحقیق نہیں) اور اس (یعنی آپ کی) تحقیق میں فرق لگا اس لئے دوبارہ عرض ہے تشفی فرمائی جائے۔

جواب:

① اس کا طریقہ ہمت کا استعمال کرنا ہے۔

② اگر دوسری کی ہمت بھی قوی ہو تو اس سے روک سکتا ہے۔

③ صرف مشاقی (سے حاصل ہوتا ہے)۔

④ اور حضرت رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ عجیب وغریب تصرفات کا دین میں مفید ہونا۔ بقا اور فنا کی نسبت کے حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ یعنی مشاقی (مشق کرنے) یا قوۃ فطریہ (کے ہونے) کے ساتھ یہ (بقا اور فنا کی نسبت کا حاصل ہونا) بھی شرط ہے۔ یہ قید اگرچہ ذکر نہیں کی گئی ہے مگر مشاہدہ کی دلیل اور دوسرے قواعد سے یہ حکم اس (قید) کے ساتھ ہے۔ کیونکہ سالک کا اصل موضوع (ومقصد) یہی دین کا نفع ہے تو سلوک کی کتاب میں یہی مراد ہوگا اور اس (فنا وبقاء کی نسبت) کے بغیر اس (سلب کرنے والی) نسبت کا دینی نفع نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو صاحب تصرف (ہوگا اور) انوار سے خالی ہوگا تو اس سے نور کیسے پھیلے گا یا ان عجیب وغریب تصرفات سے مراد وہ خاص (تصرفات ہوں جو سلوک کے بارے میں ہوں جیسے مرید سے توبہ کرانا وغیرہ۔ ان کو عجیب وغریب کہنا اس بات کا ایک اور سبب ہے کہ (وہ خاص تصرفات سلوک کے بارے میں ہی ہیں) ورنہ مرض وغیرہ تو باطل والے بھی سلب کر لیتے ہیں ایسی معمولی (ہلکے درجہ کے) تصرف کو کیوں فرماتے۔ دونوں وجہوں کا مقصد قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت حاصل ہونے کا طریقہ

سوال: مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر سالک کو عشق اور معرفت کی نسبت حاصل ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: گناہوں کا چھوڑنا ذکر کی کثرت کرنا اور مرشد کو اپنے حالات کی اطلاع کرتے رہنا اس (نسبت کے حاصل ہونے) کا طریقہ ہے اگرچہ (مرشد کی) خدمت میں حاضری نہ ہو۔

وجودی اور فنا کی توحید کا غلبہ، کبر کا علاج اور لطائف کا ذکر یہ ایک اجازت یافتہ منتہی کے سوالات کا جواب ہے

احقر کی جانب سے سیدی ومولائی مرشدی ومقتدائی مدظلہ العالی کی خدمت میں "بسم اللہ الرحمن

الرحیم حامدا و مصلیا اما بعد ''احقر اپنے کچھ حالات عرض کر کے ارشاد کا طالب ہے۔

پہلا حصہ: ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ احقر ایک گاؤں گیا تھا۔ وہاں قلب پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ پوری طرح بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ ایک خالص سکون تھا کہ ایسا خلوت میں بھی کبھی نہیں ہوا۔ جو اس جلوت میں (نصیب ہوا) تھا میں اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ حضور مع اللہ کہا جائے یا (کیا کہا جائے؟) ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بالکل اتصال ہے (کہ اللہ تعالیٰ سے بالکل ملا ہوا ہوں) حتیٰ کہ (درمیان میں) کسی کے خیال کی بھی گنجائش نہیں حضور والا کی جوتیوں کے طفیل کیونکہ احقر کا مذاق (مزاج و ذوق) خالص تنزیہہ (یعنی اللہ تعالیٰ کو شکل وصورت سے پاک سمجھنے) کا ہے اس لئے یہ بیان نہیں کر سکتا کہ اتصال کے کیا معنی ہیں۔ اسی خیال میں کبھی اتنی ترقی ہوئی کہ بے اختیار لا الہ الا اللّٰہ کہتا اور سر سجدہ کی طرح جھک جاتا اور اپنا خیال بھی باقی رہتا ہے۔ کبھی عظمت اتنی طاری ہوتی کہ اتنا اتصال گستاخی اور بے ادبی ہے پیچھے ہٹ کر رہنا چاہئے لیکن اس پیچھے ہٹنے کے معنی بھی نہیں بتا سکتا کہ کیا ہیں۔ ہاں یہ مضمون ذہن میں آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کے درمیان) سبب آڑ رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کو بغیر پردہ کے نہ دیکھا جائے اور ساتھ ہی اس سبب کا سلسلہ کہیں ختم ہوتا ہے اسباب کے اس سلسلے کے آگے اللہ تعالیٰ جو سارے اسباب کو پیدا کرنے والے ہیں خود موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان اسباب کے بعد موجود ہونا اللہ تعالیٰ کا خود اختیار کیا ہوا ہے کوئی لازمی چیز نہیں ہے۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو (اسباب کی) آڑ بھی باقی نہیں رہتی اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جا سکتا ہے اس وقت یہ (شعر) کہتا تھا ؎

اے تو پنہاں در ظہور خویشتن آشکارا ہم بنور خویشتن

ترجمہ: ''اے تو پوشیدہ اپنے ظہور میں —— ظاہر ہونا بھی اپنا نہ ہو۔''

کبھی نماز میں بعض وقت یہ حالت ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ بالکل اپنی طرف بھی نہیں رہتی مگر یہ حالت کچھ سیکنڈ کے لئے ہوتی اس سے زیادہ باقی نہیں رہتی تھی۔ نماز کے باہر لوگوں سے علاج معالجہ کے متعلق باتیں کرتا تھا مگر قلب میں یکسوئی تھی۔ باتیں کرنے میں توجہ ہٹتی تھی لیکن (جیسے ہی) بات ختم ہوئی اور وہی حالت واپس لوٹ آئی۔ اس حالت میں جو لطف تھا وہ میری رگوں میں اب تک موجود ہے۔ پوری طرح خوشی سرور اور فراغت تھی۔ نماز کے بعد دل یہ چاہتا تھا کہ مسجد سے اب کہیں نہ جاؤں مگر مجبوری کی وجہ سے جانا پڑتا تھا۔ کبھی خیال کر کے یہ حالت چلی نہ جائے (اس لئے) شکر کرتا تھا کیونکہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور

کبھی دعا مانگتا ''اللھم لا تنزع منی صالح ما اعطیتی'' (کہ ''اے اللہ! جو بھلائیاں آپ نے مجھے عطا فرمائی ہیں ان کو (میرے کسی گناہ کی وجہ سے) واپس نہ چھین لیجئے۔'' اس وقت یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (میری طرف) متوجہ ہے۔ حضرت والا کے لئے اور والدین اور کے لئے دعا کرتا اور جو کچھ بھی سمجھ میں آتا دعا کرتا۔

دو دن یہ حالت رہی گو یکساں نہیں رہی مگر کوئی وقت اس حالت سے بالکل خالی نہ تھا۔ اسی دوران ایک اثر یہ تھا کہ غیر ضروری کلام سے نفرت تھی۔ اور جو کچھ کلام کرتا تھا وہ جامع مانع (ضرورت کے لئے کافی اور ضرورت سے زائد نہیں) ہوتا تھا اس میں حضرت والا کا عکس ہوتا تھا لب و لہجہ بھی وہی آواز بھی قریب قریب اسی طرح۔ صفائی ستھرائی کی جانب سے انتہائی میلان اور میل کچیل سے سخت نفرت لیکن نماز میں کیسا ہی کوئی میلا آدمی ساتھ کھڑا ہو نفرت نہ تھی۔ صورت کے اچھا ہونے کی طرف بہت زیادہ میلان تھا۔

ایک اثر یہ تھا کہ ہر چیز کی حقیقت گویا آنکھ سے نظر آتی تھی حتیٰ کہ کئی مرتبہ ایسا لگا کہ لوگوں کی قلبی حالت منکشف ہوتی (نظر آتی) ہے۔ لیکن جب ایسا ہوا میں نے فوراً (اپنا منہ دوسری طرف) پھیر لیا ایک تو اسی وجہ سے کہ یہ تجسس ہے اور گناہ ہے دوسرے کچھ طبعی نفرت سی تھی حتیٰ کہ اگر یہ حالت ختم نہ ہوتی تو میں لوگوں سے بات چیت کرنے میں لگ جاتا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو مگر اس میں بھی نہ پڑوں (اس وقت یہی سمجھ میں آیا تھا نہ معلوم یہ طریقہ غلط تھا یا صحیح اور مجھ کو کیا کرنا چاہئے تھا) بہت دفعہ ایسا ہی ہوا اور میں نے اُس انکشاف کو نہ ہونے دیا۔

ایک بات یہ تھی کہ وہ اتصال (اللہ تعالیٰ سے ملے ہوئے ہونے کی کیفیت) ایک ایسی چیز تھی کہ بائیں طرف (یعنی) دل (کی طرف سے) محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ داہنی طرف سینہ کے اندر سے محسوس ہوتی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا بات تھی۔ پورے دو دن یہی حالت رہی اس کے بعد کم ہوگئی حتیٰ کہ اب بھی ہے مگر کبھی کبھی اور اتنی خالص نہیں جتنی اُن دو دن میں تھی۔ اس میں لذت اتنی تھی کہ دل بے حد تڑپتا ہے کہ یہ ہمیشہ کیوں نہیں رہتی ہے۔ اور جب اس میں کمی ہوئی تھی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا کہ اے اللہ کیا ہوگا۔ مگر اپنا ہی ایک واقعہ یاد تھا جو حضرت کے ساتھ ہی گورکھپور کے سفر میں پیش آیا تھا وہ یہ کہ مجھولی جاتے وقت حضرت سکنڈ کلاس میں تھے اور خدام تیسرے درجہ میں تھے۔ اُس وقت ایک دم احقر پر یہی حالت طاری ہوئی جب وہ ذرا کم ہوئی تو بے اختیار دل چاہا کہ حضرت والا کے پاس ہوتا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک اسٹیشن آیا اور حضرت والا سکنڈ میں سے اتر کر خدام کی گاڑی میں تشریف لائے کسی نے عرض کیا کہ حضرت سکنڈ میں سے کیوں اتر آئے فرمایا کہ دل چاہا کہ احباب

کو دیکھ آؤں احقر نے مجھولی پہنچ کر یہ حالت عرض کی تو فرمایا کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ؎

در بزم عیش یک دو قدم درکش و برو   یعنی طمع مدار وصال مدام را

ترجمہ: ”اک دو لمحے ہی رہنا ہے کافی مجلس یار میں —— امید نہ رکھنا ہر دم رہنے کی مجلس یار میں۔“

اس واقعہ کو یاد کر کے اس دفعہ بھی خاموش ہو گیا۔ وہ حالت اب بھی کبھی کبھی ہوتی ہے مگر تھوڑی دیر کے لئے (ہوتی ہے) حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ یہ حالت کیسی تھی۔ اور احقر کو کیا کرنا چاہئے تھا اور اب کیا کرنا چاہئے؟ دل بہت چاہتا ہے کہ ہر وقت وہی حالت رہے۔

دوسرا حصہ: دوسری ایک حالت (اور) بھی قابل عرض ہے وہ یہ کہ اسی حالت کے دوران میں جب میں گاؤں سے چلنے لگا تو ایک شناسا (جاننے والے) نے ایک چھوٹی سی ٹوکری میں آم دیئے اور ایک مرتبان میں سرکہ کی چٹنی دی۔ قیام کی جگہ سڑک سے تقریباً آدھا فرلانگ تھی۔ اس وقت بہت سارے آدمی جمع تھے دینے والے نے آم کی ٹوکری اور چٹنی کا مرتبان میرے سامنے لا کر رکھ دیئے۔ جب میں اٹھا تو انہوں نے کوئی آدمی ان کو پہنچانے کے لئے نہیں دیا۔ مجھے خود اٹھانے میں شرم آئی اور انتظار (کرتا) رہا کہ وہ کوئی آدمی پہنچانے کے لئے دیں یا مجمع میں سے کوئی اٹھا لے۔ انہوں نے آدمی نہیں دیا۔ مجمع میں سے ایک صاحب نے دونوں چیزوں کو اٹھا لیا یہ (صاحب) ایک حافظ صاحب تھے جنہوں نے بندہ سے بیعت ہونے کی درخواست کی تھی۔ بندہ نے ان کا شوق دیکھنے کے لئے ٹال دیا تھا۔ اس کا اٹھا لینا غنیمت معلوم ہوا مگر بطور تواضع اُن سے کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں خود لے جاؤں گا۔ (سچ بات یہ ہے کہ یہ سب بناوٹ تھی۔)

غرض بندہ اس سب مجمع کے ساتھ سڑک پر پہنچا۔ اس وقت ایک موٹر کے آنے کا وقت تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا ہوا کہ اس دن وقت پر موٹر نہیں آئی۔ بہت دیر کے بعد ایک آئی تو بالکل بھری ہوئی تھی۔ خبر ملی کہ ایک اور موٹر آنے والی ہے مگر وہ نہیں آئی۔ دو گھنٹہ دھوپ میں پڑا رہنا پڑا۔ اس کے بعد کوئی ٹمٹمیں (دو پہیوں کی انگریزی گاڑی جس پر سائبان نہیں ہوتا ہے) آئیں مگر کسی میں جگہ نہ ملی اور کسی سے معاملہ طے نہ ہوا غرض بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

اس وقت اس آیت کی طرف خیال گیا۔ ”ماَاصابکم مصیبة فبما کسبت ایدیکم“ کہ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوئی ہے۔“ اور دل کھٹکا (شک ہوا) کہ یہ اس گناہ کا اثر ہے کہ ایک غیر شخص سے یہ خدمت لی اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھا یہ کبر ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ فکر یہ

ہوئی کہ کہیں اس گناہ کی نحوست سے حضور مع اللہ کی وہ حالت ختم نہ ہو جائے۔ توبہ استغفار کیا اور دعا مانگی ''اللھم لا تجعل مصیبتنا فی دیننا'' ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں ہمارے دین کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔'' اے اللہ اگر اس گناہ کا یہ وبال ہے تو دنیا کی تکلیف چاہے اور بھی کچھ پہنچ جائے مجھے منظور ہے لیکن دینی مصیبت اور اس (حضور مع اللہ کی) حالت کا زوال منظور نہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک ٹمٹم آگئی اور میں روانہ ہوا۔ سارا راستہ توبہ استغفار و دعا کرتا رہا۔ سوچتا رہا کہ اس کا کفارہ کیا کروں؟ اس کے علاوہ کچھ خیال نہ آیا کہ نفس کی اس شرارت کا علاج یہ تھا کہ اس ٹوکری کو اس مجمع کے سامنے سر پر رکھ لیتا لیکن وہاں سے روانہ ہو چکا تھا اور شہر کے قریب تھا۔ (اس لئے اب یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے) دل میں ٹھان لیا کہ شہر میں ایسا کروں گا اور بعد میں حضرت والا کو اطلاع دوں گا اور جو تجویز ہوگی وہی کروں گا۔ چنانچہ شہر پہنچ کر جب گھر کے قریب پہنچا تو اس ٹوکری کو سر پر رکھ کر چلا۔ پھر یہ خیال آیا کہ معلوم نہیں کہ مطب میں کون کون ہو۔ (ان کے سامنے) شرم کا سبب ہے یہ حرکت شرمندگی کا سبب ہے خصوصاً نوکر کے سامنے (تو ہے ہی) مگر اس کی پروا نہیں کی اور اسی طرح مکان پر پہنچا۔ دازہ میں نیچے کرایہ دار ملے اُن سے سلام علیک کی اور اسی طرح مطب میں پہنچا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں (کوئی) نوکر نہ تھا نہ کوئی اور تھا صرف مولوی ...... تھے۔ ان سے سلام علیک کر کے ٹوکرا سر سے اتار کر رکھ دیا۔ اب حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ احقر نے کیا بات صحیح کی اور کیا غلط؟ اور یہ علاج کافی ہے یا کسی اور علاج کی ضرورت ہے؟

تیسرا حصہ: وہ کیفیت اب اس طرح باقی ہے کہ کبھی کبھی ہو جاتی ہے کبھی نماز میں کبھی نماز کے باہر۔ مگر نماز میں ایک فرق ہو گیا ہے کہ اُس زمانہ میں داہنی طرف سینہ میں محسوس ہوئی تھی اور اب سینہ کے درمیان میں بلکہ دل کے قریب بائیں جانب ہے۔ میں یہ بیان نہیں کر سکتا کہ کس چیز سے اتصال معلوم ہوتا ہے اور سینہ میں درمیان میں اور دائیں اور بائیں جانب (کا آپس میں) کیا تعلق ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے بارے میں احقر کا مذاق خالص تنزیہہ کا ہے۔ والسلام باالادب التمام۔

پہلے حصہ کا جواب: یہ حالت توحید وجودی وفنا کے غلبہ سے مرکب تھی اور چونکہ اس غلبہ کے اترنے کی پہلی جگہ روح ہے دل نہیں ہے اس لئے دائیں جانب سے ہوتی ہوئی لگتی تھی۔ اس حالت میں کمی آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے کیونکہ اس حالت کا ہمیشہ رہنا اعتقادی اور عملی طور پر خطرناک ہے۔ اور آپ نے اس (انکشاف کی حالت) کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اجتہادا مناسب تھا لیکن زیادہ مناسب یہ تھا کہ اس میں اپنے ارادے سے کچھ تصرف نہ کیا جاتا بلکہ اس کے تابع بن جانا چاہئے تھا طبعی طور پر اس حالت کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

مگر عقلی اعتبار سے مطلوب نہیں ہے۔

دوسرے حصہ کا جواب: یہ (کبر کا) ڈر اور (اس ٹوکری اور مرتبان کے) اٹھانے والا کا انتظار اس (حضور مع اللہ کی) حالت کے کمزور ہونے کی وجہ سے تھا جو برا نہ تھا۔ اس کا سبب شرمندگی تھی تکبر نہیں تھا اس لئے اس کا علاج بھی ضروری نہ تھا مگر جو علاج کیا گیا اس میں نفع ہوا البتہ مبتدی کو اگر ایسی حالت پیش آوے تو اکثر اس کی وجہ اس کا کبر ہوتا ہے اس کو یہ علاج کرنا ضروری ہے۔

تیسرے حصہ کا جواب: لطیفۂ قلب (قلب کے لطیفے) کا تعلق بائیں طرف سے ہے اور لطیفۂ سر (سر کے لطیفہ) کا تعلق درمیان سے ہے اور تمام لطائف میں جوڑ ہے۔ ان سب لطائف پر روح کا عکس یعنی کی روشنی پڑنا سمجھ میں آتا ہے اور کبھی اصل سے زیادہ روشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ (یعنی اصل تو روح متاثر ہوتی ہے پھر اس کی روشنی کسی لطیفہ پر پڑتی ہے اور کبھی جس لطیفہ پر روشنی پڑتی ہے وہ لطیفہ روح جو کہ اصل ہے اس سے زیادہ محسوس ہوتا ہے)۔

رجاء (امید)

حَالؔ: ایک بات دل میں یہ سما گئی ہے کہ میں جنت ہی میں جاؤں گی حالانکہ یہ جانتی ہوں کہ میں بڑی گنہ گار ہوں۔ دوزخ کے ذکر اور آیات وعید (ڈرانے والی آیات) سے بھی ڈر لگتا ہے لیکن غالب گمان بھی ہے کتنا ہی چاہتی ہوں کہ یہ وثوق (مضبوطی) کی حالت امید سے بدل جائے لیکن کچھ نہیں ہوتا۔

تَحْقِیق: یہ امید ہی (کی حالت) ہے مگر قوی (یعنی مضبوط ہے) جو مطلوب ہے۔ اگر یہ علم قطعی یقینی ہوتا تو وعید سے ڈر نہ لگتا کیونکہ ہم جیسوں کا ڈر احتمال ہی سے ہوتا ہے۔

رجاء وخوف کے متعلق چند شبہات کا ازالہ (جس کا نام) الجلاء والشوف فی احکام الرجاء والخوف جس میں سوال وجواب ہیں

خدمت والا عرض ہے کہ خاکسار کے دل میں کچھ دن سے یہ بات آئی ہے (جس کے چند حصے ہیں ان کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے)۔

(پہلا حصہ) خوف و رجاء میں اعمال کو کچھ بھی دخل نہیں (یعنی اعمال کی کوئی تاثیر نہیں ہے)۔

(دوسرا حصہ) اتنا تو پہلے سے عقیدہ تھا کہ اعمال حسنہ (اچھے اعمال) کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے غصہ سے خوف ہونا ضروری ہے اور افعال سیہ (برے اعمال) میں مبتلا ہوکر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نجات کی امید

رکھنا چاہئے۔

(تیسرا حصہ) لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا تھا کہ اعمال حسنہ سے امید میں قوت ہوتی ہے اور اعمال حسنہ کے بغیر امید کا خیال خالی ہوس ہے۔ اسی طرح اصل خوف گناہوں سے بچنے کو سمجھتا تھا اور تقویٰ کے بغیر خوف کا ہونا صرف دعویٰ سمجھتا تھا۔

(چوتھا حصہ) مگر اب یہ خیال ہے کہ اعمال حسنہ سے خوف میں کمی ہونا اور رجاء میں قوت ہونا اس پر دلالت کرتا (یعنی بتاتا) ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ہے۔ اسی طرح گناہ کرنے والے کو خوف کا زیادہ ہونا بتا رہا ہے کہ یہ گناہ نہ ہوتا تو اپنے آپ کو قابل سمجھتا۔ اس لئے ہر حال میں امید وخوف کی حالت برابر ہونا چاہئے۔

(پانچواں حصہ) جب شروع میں یہ خیال آیا تو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ یہ خیال ان ٹوٹے پھوٹے اعمال کو بھی نہ چھڑوا دے لیکن یہ اندیشہ اس طرح دور ہوگیا کہ اعمال کی اصل بنیاد امتثال امر (حکم کو پورا کرنا) ہے اگرچہ خوف اور امید حکم پورا کرنے کا سبب بن جائیں لیکن ان پر اتنا مدار نہیں ہے کہ اگر (خوف و امید) کسی دوسرے راستے سے حاصل ہو جائیں تو اعمال کی ضرورت ہی نہ رہے بلکہ جس طرح خوف و امید کا حکم ہے اسی طرح دوسرے اعمال کا بھی مستقل طور سے حکم ہے۔

لیکن یہ خیال اکثر دل میں رہتا ہے نیکیوں اور برائیوں سے جزا وسزا کا تعلق ہونے کی وجہ سے (کہ نیکیوں سے اچھا بدلہ اور برائیوں سے سزا ملے گی) یہ دلیل حاصل کی جاسکتی ہے کہ اعمال سے خوف اور امید کی زیادتی ہو سکتی ہے (کہ نیک اعمال سے امید میں زیادتی اور خوف میں کمی ہوسکتی ہے اور برے اعمال سے خوف میں زیادتی اور امید میں کمی ہوسکتی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اعمال سے خوف و امید میں کمی یا زیادتی ہوسکتی ہے لیکن) حدیث میں ہے کہ "لا يدخل الجنة احد بعمله" (کہ کوئی بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوگا) تو اس (حدیث) سے معلوم ہوتا ہے اعمال کی وجہ سے خوف و امید میں کمی زیادتی کا فرق نہیں ہونا چاہئے (نہ اچھے اعمال سے امید کا بڑھنا اور خوف کا کم ہونا اور نہ ہی برے اعمال سے خوف کا بڑھنا اور امید کا کم ہونا چاہئے کیونکہ جب کوئی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا تو اعمال کے اچھا برے ہونے سے کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے)

جواب: پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ امید اور خوف میں جو چیز مشترک ہے وہ احتمال (گمان) ہے۔ امید میں نفع کا گمان ہے اور خوف میں نقصان کا گمان ہے۔ اس نفع ونقصان سے ان دونوں میں فرق ہو جاتا ہے۔ (کہ گمان تو دونوں میں ہے لیکن ایک میں نفع اور دوسرے میں نقصان کا ہے) اب اس گمان کی کوئی بنیاد ہونی

چاہئے۔

تو اگر نفع یا نقصان دنیاوی ہے تو اس کی بنیاد تجربہ ہوگا اور اگر آخرت کا نفع نقصان ہے تو اس کی بنیاد وحی ہوگی۔ وحی نے وعدہ وعید سے (یعنی اچھے اعمال پر اچھے بدلے کے وعدہ اور برے اعمال پر سزا سے ڈرا کر یہ) بتا دیا کہ طاعات سے نفع کا گمان ہے اور گناہوں سے نقصان کا گمان ہے اگرچہ طاعات پر (اچھے بدلے کا) وعدہ اور گناہوں پر سزا کی دھمکی ہے۔ مگر جب ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد (کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتے) کو دیکھا جائے تو (اس وعدہ وعید سے) یقین ثابت ہوتا ہے کہ (طاعات پر یقینی طور پر اچھا بدلہ اور گناہوں پر یقینی طور پر سزا ملے گی) لیکن کیونکہ اس وعدہ میں قبول ہونے کی شرط ہے (کہ اگر طاعات قبول ہوں تو اچھا بدلہ ملے گا) اور وعید میں معاف نہ ہونے کی شرط ہے (کہ اگر گناہوں کو معاف نہ کیا تو سزا ملے گی) اب کیونکہ ان شروط کا علم یقینی طور سے معلوم نہیں ہے (کہ کونسی طاعت قبول ہوئی کہ یقینی طور پر بدلہ ملے اور کون سا گناہ معاف نہیں ہوا کہ یقینی طور پر سزا ملے گی) تو طاعات پر اچھا بدلہ اور گناہوں پر سزا بھی یقینی نہیں رہی تو اب (خوف وامید کے) گمان کا درجہ ہی رہ گیا ہے۔

اصل مقصد یہ ہے کہ وحی سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امید کی بنیاد طاعات ہیں اور خوف کی بنیاد گناہ ہیں۔ طاعات اور گناہ یہ سب اعمال ہیں۔ اس لئے اعمال کا امید اور خوف میں داخل ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہوا تو اس دخل کے اعتقاد کا شرعی طور پر حکم ہوا۔

(لیکن) اس دخل میں کچھ تفصیل ہے کہ اعمال (کا لفظ) اصل (یعنی بنیادی عقائد یعنی) ایمان وکفر اور فروع (اعمال یعنی) طاعات اور گناہ دونوں کو شامل ہے۔ (اب یہ سمجھو کہ) اس نفع ونقصان میں ایمان کا دخل تو علت کے درجہ میں ہے (علت ایسا سبب جس کے بغیر مسبب نہیں ہوتا ہے اگر مسبب پایا جائے تو سبب ضرور پایا جائے گا) اور باقی فروع (دوسرے اعمال) سبب کے درجہ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان نجات کی علت ہے (کہ بغیر ایمان کے نجات نہیں ہوگی جب نجات ہوگی تو ایمان یقینی طور پر موجود ہوگا) اور کفر سزا کی علت ہے (کہ کفر کے ساتھ سزا ضروری ہے کہ کفر ہوگا تو سزا ضروری ہوگی) تو یہ دونوں ایسی علتیں ہیں کہ مسبب ان کے بغیر نہیں پایا جاتا ہے۔

(اب یہ سمجھیں کہ) جب یہ سب پایا جائے گا تو مسبب کا پایا جانا یقینی ہے تو یہاں پر خوف اور امید کا ثبوت اس طرح ہوگا کہ (جو سبب ہے یعنی) ایمان اور کفران کا باقی رہنا یقینی نہیں ہے اور علت کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے (تاکہ مسبب جزا وسزا پائے جائیں) اس لئے (ان کے باقی رہنے یا نہ رہنے کی وجہ سے) خوف اور امید

یہاں بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

باقی رہے فروع وہ صرف مسبب ہیں علت نہیں ہیں (کہ مسبب سبب کے بغیر بھی پایا جا سکتا ہے کہ اس مسبب کے لئے کوئی دوسرا سبب ہو جائے) کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ طاعات کی شرعی حقیقت بھی پائی جائے اور وہ ہمیشہ بھی ہوں مگر کسی خرابی کی وجہ سے قبول نہ ہوں اسی طرح گناہ بھی پائے جائیں اور وہ ہمیشہ بھی ہوں مگر کسی نیکی یا صرف (اللہ تعالیٰ کے) فضل سے معاف ہو جائیں۔ اس لئے ان (طاعات) پر اچھا بدلہ اور (گناہوں پر) سزا ہو ہی نہ تو ان (فروعی اعمال میں) علت ہونا نہیں پایا گیا (علت اور سبب کی تشریح گزر چکی ہے) اس کے برخلاف ایمان وکفر (میں) کہ ان میں کوئی درجہ ایسا نہیں ہے کہ ایمان ہو مقبول نہ ہو یا کفر ہو اور معافی ہو جائے۔

جب یہ بات سمجھ گئے تو اب سوال کے حصوں (کے جواب) کو دیکھو۔

جزو اول: اگر اس میں کچھ تاویل نہ کی جائے تو صحیح نہیں۔

جزو دوم: یہ خوف اسی وجہ سے تو ہے کہ حسنات (نیکیاں) شاید مقبول نہ ہوں ورنہ مقبولیت کی صورت میں تو وعدہ یقینی ہے اور یقینی (چیز) میں گمان نہیں ہوتا تو پھر خوف کی جو تفسیر گزری ہے اس کی وجہ سے خوف کا کیا مطلب ہے اسی طرح امید اس وجہ سے ہے کہ سیئات (برائیاں) شاید معاف ہو جائیں ورنہ معاف نہ ہونے کی صورت میں سزا یقینی ہے اور یقینی میں گمان نہیں ہوتا پھر امید کی جو تفسیر گزری اسی وجہ سے امید کا کیا معنی ہے؟

تیسرے حصے کا جواب: یہ سمجھئے (کہ اچھے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید میں قوت ہوتی ہے) کا بھی حکم ہے جیسا کہ ابتدا میں گزرا ہے۔ باقی بغیر عمل امید کا ہوس ہونا (اس صورت میں ہے کہ) جب اعمال میں ایمان کو بھی شامل کیا جائے تو بالکل صحیح ہے (کیونکہ بغیر ایمان کے امید ہوس ہی ہے) اور اگر اعمال سے مراد اعمال ہوں تو یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ معافی کے گمان کی وجہ سے امید کے لئے ایمان بھی کافی ہے جیسا کہ گزر چکا کہ طاعات نجات کے لئے سبب ہیں۔

اسی طرح اصل خوف معاصی سے اجتناب الخ (آپ کی اس عبادت سے) امید کے ساتھ (خوف کا) مقابلہ نہیں رہا بلکہ یہ ایک مستقل مضمون ہو گیا ورنہ تقویٰ کے بغیر جو خوف ہوگا وہ حقیقت میں قوی ہوگا۔ کیونکہ نقصان کا گمان زیادہ ہوگا غالباً (آپ کا) یہ مقصود ہے کہ اگر سچ مچ نقصان کا گمان قوی ہوتا تو وہ گناہوں سے روک دیتا سو یہ بات صحیح ہے مگر قوی خوف کے نہ ہونے سے وہ خوف جس کی اوپر تفسیر اور وضاحت کی ہے اس خوف کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

چوتھے حصہ کا جواب: (یہ بات) اور اس سے اعمال پر نظر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ وعدہ وعید پر نظر ہونے کا

اثر ہے۔ کیونکہ اس وعدہ وعید کا تعلق اعمال سے ہے تو اس لئے اعمال پر اس درجہ میں (کہ اس کا تعلق وعدہ وعید سے ہے) نظر ہونا ضروری ہے۔ (اور) جب بنیاد ہی صحیح نہیں ہے تو اس پر جو آپ نے کہا کہ ''اس لئے ہر حال میں (امید وخوف کی حالت برابر ہونی چاہئے)'' کا حال بھی معلوم ہوگیا۔

پانچویں حصہ کا جواب: اس کی ایک بات صحیح ہے کہ (اعمال کی) اصل بنیاد حکم کا پورا کرنا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ خوف اور امید کسی اور طریقے سے حاصل ہو جائیں کیونکہ قرآن وحدیث سے وہ طریقہ عمل میں ہی منحصر ہے جیسا کہ گزر چکا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خوف اور امید کا راستہ تو یہی ہے اس کے بغیر خوف اور امید کا وجود ہی ممکن نہیں ہے۔ یوں کہئے کہ خوف اور امید کا وجود نہیں ہو تو بھی امر اور نہی کی وجہ سے عمل کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ اس تقریر سے سارے حصوں کا جواب ہوگیا ہوگا۔

تنبیہ: یہ کہ یہ ساری بات (اس) خوف اور امید کے بارے میں ہے جس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے جس کی بنیاد وعدہ و وعید ہے جو اعمال سے متعلق ہیں ایک مرتبہ اور ہے جو ہیبت وانس کا مرتبہ ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذاتی جلال و جمال ہے۔ حقیقت میں اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنی اصطلاح میں خوف اور امید اس کو کہنے لگے تو اس کا صحیح حکم یہ ہے کہ ہر حال میں امید اور خوف کی حالت برابر ہونی چاہئے جو چوتھے حصے کے آخر میں مذکور ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

اوپر کی تحقیق کے بارے میں چند شبہات کا دفعیہ

حال: سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا صاحب مدفیوضکم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدمت والا میں گزارش ہے کہ احقر کے جواب میں حضرت والا نے جو تفصیلی اور جامع مضمون تحریر فرمایا ہے اس کو چند بار غور سے پڑھا۔ حق تعالیٰ آپ کو ان فیوض و برکات کے ساتھ خدام کے سروں پر دیر تک قائم رکھیں آمین ثم آمین اور اس ناکارہ کو اطاعت کی دولت نصیب فرمائیں آمین۔ بحمد للہ تعالیٰ پورا مضمون سمجھ میں آگیا لیکن ایک شبہ اسی دن سے اجمالا (مختصر طور پر) ذہن میں تھا مگر ذہن تفصیل آئے بغیر گزارش کرنے سے مجبور رہا۔ اب عرض ہے کہ تیسرے حصہ سے صرف ایمان کا معافی کے گمان کی وجہ امید کے لئے کافی ہونا معلوم ہوا اور تنبیہ میں (جو کہ حضرت والا نے جواب کے ختم پر تحریر فرمائی ہے) یہ ہے کہ ہیبت وانس کے مرتبہ کا اعمال سے کوئی تعلق نہیں۔

تحقیق: یہ مراد نہیں کہ ایک (چیز) کے وجود کو دوسری (چیز) کے وجود میں دخل نہیں کیونکہ بغیر ایمان کے تو نہ انس کا ثبوت ہوتا ہے نہ ہیبت کا ثبوت ہوتا ہے یہ تجلیات جمالیہ وجلالیہ غیر مؤمن کو نصیب نہیں ہوتیں بلکہ مراد یہ

ہے کہ اعمال پر نظر کرنے کو اس میں دخل نہیں یعنی اس وقت اعمال پر نظر نہیں ہوتی اسی طرح دخل فی الوجود درجہ سببیت میں بھی نہیں کیونکہ ان تجلیات کے حاصل ہونے میں بالکل اعمال کے دخل کی ہو نفی نہیں ہے کیونکہ نفی تجلیات کے لئے ان اعمال پر فقط ہونے کی نفی ہے اسی طرح مسبب ہونے کی بھی نفی ہے کہ کثرت سے اس کے بغیر بھی تجلیات ہوتی ہیں۔

اعمال پر نظر کرنے کو اس (تجلیات کے حصول) میں دخل نہیں ہے یعنی ان تجلیات کے وقت اعمال پر نظر نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح ان تجلیات کے ہونے کے لئے یہ اعمال سبب کے درجہ میں بھی نہیں ہیں کیونکہ کثرت سے ان اعمال کے بغیر بھی تجلیات ہوتی ہیں بلکہ اعمال کا ہونا صرف شرط کے درجہ میں ہے۔

حَالْ: کمترین کو یہ شبہ ہے کہ ہیبت وانس کا تعلق اعمال سے نہیں ہے تو کیا ایمان سے بھی نہیں ہے۔

تحقِیق: ایمان سے بھی نہیں ہے۔

حَالْ: اگر (ہیبت وانس کا تعلق) ایمان سے ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اعمال سے نہیں ہے تو اگر شامل نہیں بلکہ ایمان کے علاوہ دوسرے اعمال مراد ہیں تب تو امید اور انس میں کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ صرف ایمان کی وجہ سے جو جو امید ہے وہ معافی کے گمان کی وجہ سے ہے اور معافی تجلی جمالی ہے پس جیسا کہ انس میں تجلی جمالی یعنی رحمت پر نظر ہوتی ہے اسی طرح امید میں بھی ہوئی اور اگر انس سے اعمال کا تعلق نہیں ہے اور اسی طرح ایمان سے بھی نہیں ہے اور ایمان کے بغیر بھی انس کا مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف لگتی ہے۔ جواب سے تسلی فرمائیں۔

تحقِیق: اوپر معلوم ہوگیا کہ مطلق دخل فی الحصول کی نفی نہیں (کیونکہ شرط ہونا ثابت ہے اگرچہ سبب نہیں) دخل التفات کی نفی ہے اسی طرح سببیت کی۔

(ایمان کی ہیبت وانس) کے حاصل ہونے میں بالکل نفی نہیں ہے (کیونکہ اس کے لئے ایمان کا شرط ہونا ضروری ہے اگرچہ سبب ہونا ضروری نہیں ہے)۔

حضور کا مختلف درجے والا ہونا

سُؤالْ: احقر کے خیال میں احضار (کسی چیز کا خود خیال کرنا یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا مراد ہے) اختیاری فعل ہے جس کو مستقل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور (کسی چیز کا خود خیال رہنا یہاں اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا اور یاد رہنا مراد ہے) کی دولت عطا ہوتی ہے۔ احضار اور حضور کا حال ایسا ہی جیسا کاٹنے اور کٹنے کا حال ہے

(یعنی جیسے کانٹے میں کٹنا پایا ہی جاتا ہے ایسے ہی احضار میں حضور موجود ہوتا ہے) کسی ایک کے موجود ہونے کے وقت دوسرے کا موجود ہونا ضروری ہے (حضرت سے امید ہے کہ جو صحیح بات ہوگی وہ بتائیں گے۔)

اس وجہ سے (بندہ) اپنے گمان میں حضور قلب کے نہ ہونے کی وجہ سے حضرت کی خدمت میں شکایت کرتا ہے (اس شکایت کی) وجہ یہ ہے کہ حضور اگرچہ اختیاری چیز نہیں ہے اور نہ اس (کے حاصل کرنے) کا حکم ہے مگر وہ (یعنی حضور) احضار جو اختیاری چیز ہے اور جس (کے حاصل کرنے) کا حکم ہے کی وجہ سے بطور انعام عطا ہوتا ہے (نہ کہ احضار سے پیدا ہو کر ملتا ہے) اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی چیز کا اچھا ہونا اس کے اجزائے ترکیبی کے اچھا ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے اس وجہ سے حضور کے نہ ہونے کا مطلب احضار کا نہ ہونا ہے ان دونوں (احضار اور حضور) کے یقینی طور پر نہ ہونے کی وجہ سے شکایت ہے۔ احضار کے نہ ہونے کی شکایت اصل کے اعتبار سے ہے اور حضور کے نہ ہونے کی شکایت تبع کے طور پر ہے۔

جواب: تمام باتیں صحیح ہیں مگر ایک نکتہ نظر سے اوجھل ہوگیا جو غلطی کا سبب بنا ہے۔ وہ (نکتہ) یہ ہے کہ حضور ایک ایسی چیز ہے جس کے مختلف درجے ہیں اس لیے کہ احضار اختیاری کے نتیجے میں حضور کے کسی نہ کسی درجے کا پایا جانا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ درجہ طالب کا مطلوبہ درجہ بھی ہو (یعنی طالب کو اس سے اونچا درجہ مطلوب ہو۔)

اس کی مثال تو حفظ قرآن کی طرح ہے کہ قرآن کے یاد کرنے کے مختلف طریقوں کی وجہ یاد ہونے کے مختلف درجے ہوتے ہیں (یعنی کچا یاد کرنے کی وجہ سے کچا اور پکا یاد کرنے کی وجہ سے پکا ہوتا ہے۔)

اس لیے اس (سلوک کے) راستے میں احضار کے نتیجے میں حضور کا جو بھی درجہ پایا جائے کافی ہے احضار کو ہمیشہ کرنے سے حضور میں ترقی حاصل ہوتی اور یہ ترقی استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے (جیسا کہ حفظ قرآن کے یاد کرنے کے طریقے کے مختلف ہونے کی وجہ سے کچا یا پکا مختلف یاد ہوتا ہے) اور یہ (حضور) بالکل غیر اختیاری ہوتا ہے۔

نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت

حال: یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نسبت ہیں اس نسبت کی حقیقت کیا ہے؟

تحقیق: نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی (یعنی علماء سلوک کے ہاں) بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ اطاعت اور ذکر اکثر اوقات غالب رہے۔ حق تعالیٰ کا بندہ سے

خاص قسم (کا تعلق کا ہونا ہے) یعنی قبول و رضا جیسا فرماں بردار عاشق اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے۔

حَال: اور صاحب نسبت ہونے کی علامت کیا ہے؟

تحقیق: اس شخص کی صحبت میں آخرت کی رغبت اور دنیا سے نفرت رغبت الی الاخرت ونفرۃ عن الدنیا کا اثر ہو اور اس کی طرف دینداروں کی زیادہ توجہ ہو اور دنیا داروں کی کم ہو مگر یہ پہچان خصوصاً اس کا پہلا حصہ عام لوگ جو اس کو سمجھتے نہیں ہیں ان کو کم ہوتی ہے اہل طریق کو زیادہ ہوتی ہے۔

حَال: فاسق اور کافر بھی صاحب نسبت ہوتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: جب نسبت کے معنی معلوم ہو گئے تو ظاہر ہو گیا کہ فاسق و کافر صاحب نسبت نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ غلطی سے نسبت کے معنی خاص کیفیات جو ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ ہوتا ہے سمجھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہر مرتاض (ریاضت کرنے والے) میں ہو سکتی ہے مگر یہ جہلاء کی اصلاح ہے۔

کم ہمتی کا علاج

حَال: ایک مرض جو کہ سب سے بڑھ کر ہے اور سب کی جڑ ہے وہ کم ہمتی ہے مجھ سے کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔

تحقیق: جتنا بھی ہو جائے وہ بھی نہ کئے ہوئے کی ندامت سے مل کر محروم نہ رہنے دے گا۔

حَال: جس قدر امراض ہیں حضرت کی خدمت کی حاضری کی برکت سے کچھ نہ کچھ سب کے علاج معلوم ہیں مگر وہی مثل ہے کہ۔ ؎

جانتا ہوں علاجِ عیب و خطا   پر طبیعت ادھر نہیں آتی

اتنا کم ہمت ہوں کہ کوئی سخت (محنت و مشقت والا) کام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ خود بھی کوشش میں ہوں اور طبیعت پر جبر کر کے بہت سے کام کرتا ہوں مگر اس کے لئے حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کی مدد اور توفیق کی ضرورت ہے اور اس کا وسیلہ حضرت والا کی دعا ہے اس لئے اس صورت میں بھی دعاء کے لئے عرض ہے۔ غرضیکہ اس ناکارہ خدام کو بھی اگر یاد کر لیا کریں تو اس سے نجات کی امید ہے جیسا کہ آج ہی فرما رہے تھے کہ بزرگوں کے قلب کی طرف حق تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے تو جو ان کے دل میں آتا ہے اس پر بھی نظر ہوتی ہے۔ لہٰذا خدا کے لئے کبھی کبھی دل میں غریبوں کا خیال ضرور کر لیا کریں تا کہ یہ بھی خدا کے یہاں بخشے جاویں۔

تحقیق: یہ مطلوب تو بغیر مانگے تم کو حاصل ہے۔

حَال: آج کل عبادات خصوصاً نماز سے بعض وقت بے رغبتی ہو جاتی ہے۔ اور سخت آسکت گھیرتی ہے جس

سے دل کو تکلیف اور ندامت ہوتی ہے اور ایک آدھ بار قضا بھی ہوگئی جس سے سخت الجھن ہوئی۔ اور پھر نماز کے لئے دربار الٰہی میں کھڑے ہوتے ہوئے شرم ہوتی رہی کہ کیسے حاضر ہوں۔ مگر نماز ادا کر کے معافی مانگی۔ کبھی صلوۃ توبہ پڑھی۔ اس حالت کے دور ہونے کی کیا صورت ہے۔ تلاوت سے جی نہیں گھبراتا۔ نہ ہمت ہارتی ہے۔

تحقیق: (اس کی) یہی صورت ہے کہ پہلے (یعنی ابتدا میں) تکلیف سے اس کام کو کیا جائے کچھ دن کے بعد سہولت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کی اعانت کے لئے اپنے نفس پر کوئی جرمانہ نقد جو نہ بہت آسان ہو اور نہ بہت مشکل ہو مقرر کیا جائے یا کچھ نوافل ایسی تعداد میں کہ نہ بہت آسان ہو اور نہ بہت مشکل ہو اپنے ذمہ لازم کر لی جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لازم کر لینے سے یہ شکایت دور ہو جائے گی۔

* * *

حال: ایک خادم نے نفس کے قابو میں نہ آنے کی شکایت لکھی اور لکھا کہ اس کی شرارتوں کی جو سزا تجویز کرتا ہوں تو اس پر بھی عمل کرنے پر پوری قدرت نہیں ہوتی۔ یہ صاحب ایک عرصے سے ایسی کم ہمتی کی باتیں لکھا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا عملی علاج بھی ہو چکا ہے۔ مگر اپنے آپ کو ہمیشہ عاجز ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت کے اس استغناء (بے پروائی، بےفکری) کے جواب سے آنکھیں کھل جائیں گی اور ان شاء اللہ ہمت کریں گے۔

تحقیق: قدرت سب کچھ ہے لیکن اگر کوئی اس قدرت کا استعمال ہی نہ کرے تو اس کا کیا علاج ہے۔ میں اس سے زیادہ فضول باتیں سننا نہیں چاہتا۔ اگر ہماری تعلیم صحیح نہیں ہے تو کہیں اور جایئے۔ (النور: ص ۴۱۸)

* * *

حال: احقر نے پہلے نیاز نامہ (خط) میں عرض کیا تھا کہ (اگر حضور کی طرف سے) عریضہ (خط کے آنے) میں دیر ہو جائے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور نے احقر کو اپنے دربار سے رد کر دیا۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ”یہ بات دلیل سے پیدا ہوتی ہے بغیر دلیل کے پیدا نہیں ہوتی ہے۔“ حضور والا! اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ حضور کے بعض مواعظ میں یہ قصہ پڑھا ہے کہ ایک آقا اپنے غلام کے ساتھ مسجد کی طرف سے گزرا تو اذان سن کر غلام نماز کے لئے چلا گیا اور دیر لگائی تو مالک نے آواز دی کہ تم کو کس نے روک رکھا ہے؟ غلام نے کہا: ”جس نے آپ کو اندر آنے سے روک رکھا ہے۔“ اس سے یہ سمجھ میں آیا ہے کہ اہل حق کا طریقہ بھی یہی ہے جس کو اپنے دربار کا اہل دیکھا بلا لیا جس کو نالائق دیکھا اس کو رد کر دیا۔ اسی طرح یاد آتا ہے کہ مثنوی شریف یا کسی دوسری کتاب میں دیکھا ہے کہ زمین آسمان کے درمیان معلق ہے اور گرتی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرف گرنا چاہتی ہے آسمان اس کو دھکیل دیتا ہے اسی طرح جو اہل دنیا مشائخ سے دور رہیں مشائخ نے ان کو دھکیل دیا ہے۔

تحقیق: حفظت شیئا وغابت عنك اشیاء (تم نے ایک بات یاد رکھی اور بہت سی باتیں بھول گئے) پہلے تو اس کے کلیہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف پر دلیل موجود ہے جناب رسالت مآب ﷺ کو ابوطالب کے ایمان کی کتنی تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے (ان کی) اس آرزو کو احببت (آپ ان کے ایمان کو محبوب رکھتے تھے) کو فرمایا ہے۔ تو کیا ان کے ایمان نہ لانے کا سبب بھی یہی ردِ نبوی تھا؟ بات یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تو پھر آپ نے اسی پر موقوفہ ہونا کیسے سمجھ لیا اور یہ خیال کیسے کر لیا؟ اگر یہ کہیے کہ یہ خیال گمان کے معنی میں ہے تو جب کبھی ایسا ہوتا ہے تو مجھے ایسا گمان ہو گیا تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اس صورت میں آپ نے یہ غور نہیں کیا کہ اس رد کا سبب اس مردود کا کوئی اختیاری فعل ہوتا ہے یا بلا سبب وہ رد ہوتا ہے دوسری صورت پر ”ادع الی سبیل ربك“ (اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے) اور ”عظهم وقل لهم فی انفسهم قولا بلیغا“ **ترجمہ:** ”اور آپ ان لوگوں کو نصیحت کیجیے اور ان کو کام کی باتیں بتائیے۔“ کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر فعل اختیاری کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس رد کا علاج کیا یہ ہوگا کہ اس گمان کو رد کرنے والے پر اس ارادے سے ظاہر کر دیا جائے کہ وہ اپنے رد کو چھوڑ دے۔ یا یہ علاج ہوگا کہ اپنے اختیاری فعل کا علاج اور اصلاح کرے پہلی صورت میں اس کو اس اطلاع سے کیا فائدہ۔ اگر یہ فائدہ کہا جائے کہ وہ اس فعل کو بتا دے تو یہ کس عبارت سے پتہ چل رہا ہے دوسرے ”بل الانسان علی نفسه بصیرة“ (”کہ انسان خود اپنے آپ کو جاننے والا ہے) اب آپ کو معلوم ہوا کہ کتنی اشیاء غائب ہے۔ افسوس اپنی کوتاہی کو دوسرے کے سر رکھا جائے)۔

سوال: اس وقت احقر کی جو کچھ حالت ہے احقر کو کچھ عجیب سی لگتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تک احقر جاگتا رہتا ہے تب تک تو شریعت پر عمل کرنے کا خوب دل میں جوش وخروش رہتا ہے اور جس وقت میں سو جاتا ہوں اس وقت نہ تو شریعت پر عمل کرنے کی کچھ خواہش معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی خوف خدا حتیٰ کہ میں کبھی چارپائی پر لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور اذان سنائی دیتی ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے غلبۂ چارپائی پر سے اٹھنے کی ہمت نہیں ہوتی اور نہ اس وقت کچھ خدا کا خوف ہی لگتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ پھر جس وقت اٹھ کر وضو وغیرہ سے فارغ ہوتا ہوں تو پھر وہی جوش وخروش اور شریعت پر عمل کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اب حضور والا کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ جناب والا اس کا کچھ علاج فرمائیں کہ جس سے یہ حالت جاتی رہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ جوش وخروش اور خوف (کی) ایک (قسم) طبعی ہے اور بندہ کو اس کا حکم نہیں ہے اور ایک (قسم) عقلی ہے اور بندہ کو اس کا حکم ہے۔ جو تغیر لکھا ہے وہ پہلی قسم ہے جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ صورت میں اس کا سبب طبعی ہے۔ یعنی نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہواس کا بوجھل ہونا ہے اور یہ نہ برا

ہے اور نہ ہی نقصان دہ ہے۔ دوسری قسم بغیر تبدیلی کے باقی ہے لیکن اس بوجھ سے جو واجب کاموں میں رکاوٹ آجاتی ہے اس کا علاج واجب ہے۔ البتہ اس ثقل سے جو افعال واجبہ میں اختلال ہوتا ہے وہ واجب العلاج ہے اور اس کا علاج ہمت ہے۔

خوش فہمی

حَال: الحمد للہ کہ جس مقصود مطلب کا چاہنا تھا بفضل اللہ حاصل ہونے والا ہے۔ اس لئے چاہتا تھا کہ کوئی ایسا مصلح ملے کہ مجھے ڈانٹ پیٹ کر سیدھا کرے والحمد للہ کہ اس کلیہ سے میری ہزاروں چھوٹی چھوٹی مشکلات حل ہوئیں۔ وہ یہ کہ دع مالا یعنیك (لایعنی چھوڑ دو) اور آزادی کا خلل نہ کرنا چاہئے۔ اور دل پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ اور خلوت (تنہائی) اچھی ہے ان باتوں سے ہزاروں چھوٹی چھوٹی باتیں حل ہوتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہی امید۔

تحقِیق: آپ کی خوش فہمی سے بہت مسرت (خوشی) ہوئی لیهنئك العلم (آپ کو علم مبارک ہو)۔

* * *

حَال: بفضلہٖ فدویہ اختلاج اور سستی کے مرض کے باوجود اپنے تمام معمولات شوق کے ساتھ پورے کرلیتی ہے بلکہ اکثر ذکر کی پچاس تسبیح ہو جاتی ہیں۔ لیکن خیالات بے حد ستاتے ہیں لیکن فدویہ زیادہ توجہ نہیں کرتی۔ ادھر چند روز سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خیالات سطحی ہوتے ہیں اور دل کے اندر کوئی اور ہی شے بیٹھی ہوئی ہے واللہ اعلم۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ پہلے تنہائی سے بہت گھبرایا کرتی تھی اور اکثر شب کو خوف سے نیند نہ آتی تھی اب اس کے بجائے کسی کا آنا یا اپنا کہیں جانا بوجھ لگتا ہے۔ ایک نفع یہ معلوم ہوا کہ واقعات کا اثر دل پر کم ہوتا ہے نہ کسی کی موت سے اتنا صدمہ ہوتا ہے نہ کسی کی بیماری سے ویسی پریشانی ہوتی ہے۔ ایک نفع یہ سمجھ میں آیا کہ دنیا کے کاموں میں دلچسپی بہت کم ہوگئی ہے یہ خیال ہوتا ہے اصلی مقصود یہ نہیں ہے ضرورتا یہ بھی سہی۔ چند روز سے یہ حالت ہے کہ جب ذکر کرتی ہوں تو ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن دماغ پچاس تسبیح کے بعد عاجز ہو جاتا ہے۔ یہی وہ شکایت ہے جو ماجدہ سلمہا کے ذریعہ سے عرض کی تھی۔ کیونکہ اس کی وجہ بدہضمی واختلاف ہے۔ لہٰذا دعا کی درخواست کی تھی مرض ختم ہو جائے گا تو قوت ان شاء اللہ تعالیٰ خود آجائے گی۔

تحقِیق: دعا کرتا ہوں اور اوپر کے حالات معلوم ہونے سے جو مسرت مجھ کو ہوئی وہ شاید اس سے زیادہ ہو جو تم کو ہوئی ہوگی۔ کیونکہ ظاہری طور پر ان باتوں کی حقیقت میں کچھ زیادہ سمجھتا ہوں۔ حق تعالیٰ برکت واستقامت بخشیں۔

حَالْ: بندہ اپنا ایک حال عرض کر کے اصلاح چاہتا ہے وہ یہ کہ بندہ رمضان سے پہلے جب بجنور میں بیمار ہوا تو مرض قولنج تھا۔ پورے چار دن تڑپ تڑپ کر گزرے۔ اسی دوران ایک بات ناامیدی تک پہنچی۔ حکیم صاحب معالج نے بھی امید چھوڑ دی۔ اس وقت جو حالت پیش آئی اسی کے بارے میں عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ طبیعت مرنے کو نہیں چاہتی تھی۔ اس حالت سے دل میں بے چینی ہوئی کہ یہ حالت تو اچھی نہیں ہے اگر اس حالت میں دم نکل گیا تو خاتمہ خراب ہوا۔ غور کیا کہ یہ موت کی ناپسندیدگی کیوں ہے تو بعض باتیں تو ایسی معلوم ہوئیں کہ وہ وسوسہ کے درجہ میں تھیں مثلاً یہ کہ ابھی زندگی رہے تو دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھائیں اور زندگی نہ رہی تو سب چھوٹ جائیں گے۔ یا یہ کہ میں یہاں ہوں اور بال بچے پردیس میں ہیں مرتے وقت بال بچوں کو بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ یہ بالکل وسوسہ کے درجہ میں تھے میں نے ان کی طرف سے ہاں یا نہیں کی توجہ بالکل ہٹالی اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ خیالات ختم بھی ہوگئے۔

ہاں دو باتیں ایسی تھیں جو حقیقت میں زندگی کی تمنا کا سبب تھیں۔ ایک یہ کہ بال بچے ایسی حالت میں ہیں کہ میرے بعد کوئی ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے۔ دو لڑکیاں چھوٹی ہیں کاش اتنی مہلت مل جائے کہ لڑکا کسی قابل ہو جائے تو بچوں کے لئے اطمینان کا سبب ہو۔ اہلیہ کی حالت یہ ہے کہ کسی کے ساتھ اس کا نباہ ممکن نہیں میرے بعد وہ کہاں جائے گی مکان تک رہنے کو نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ میرے ذمہ کچھ مالی حقوق ہیں۔ بعض لوگوں کی امانتیں ہیں اور بعض کے قرض ہیں ان کا کیا ہوگا۔ یہ سب کتاب میں لکھے ہوئے تو ہیں مگر میرے بعد ادا کیسے ہوں گے۔ اگر کچھ مہلت ہو تو ادا کی امید ہو سکتی ہے۔

ان دونوں کے جواب بھی ذہن میں آتے تھے پہلے کا یہ کہ کار دنیا کسے تمام نکرد۔ اس بات کا کیا یقین ہے کہ اگر زندگی کچھ دنوں کی اور بھی ہوگئی تو لڑکا کسی قابل ہو جائے گا یا وہ قابل ہو کر ماں بہنوں کے ساتھ ہمدردی کرے گا یا اور بچے نہ ہو جائیں گے۔ یا زندگی ہونے سے روپیہ اتنا مل ہی جائے گا۔ جس سے بیوی بچے میرے بعد فراغت سے بسر کر سکیں۔ غرض جب بھی مرنا ہوگا اس کی کیا دلیل ہے کہ ہر طرح سے اطمینان ہو جائے گا۔ لہٰذا جو بات اب ہے وہی جب ہوگی۔ تو کیوں حکم خداوندی میں دخل دیا۔

اور دوسری بات یعنی حقوق کے فکر کا جواب بھی تقریبا ایسا ہی تھا۔ وہ یہ کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ حقوق ادا ہو ہی جائیں گے کیونکہ جو ضرورتیں قرض لینے کی اب تک پیش آئیں وہ کہاں چلی جائیں گی۔ لہٰذا اب مرنا اور آئندہ مرنا برابر ہے۔ تھوڑی دیر تک یہ جواب وسوال دل میں رہے اس کے بعد دونوں کے جواب کے لئے ایک مشترک بات دل میں یہ آئی کہ خدا تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے اور خدا تعالیٰ رحیم وکریم بھی ہیں تمام ضرورتوں کے علم کے

ساتھ اگر موت ہی کو میرے لئے پسند فرمایا ہے تو اشکال کی جگہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ حق تعالیٰ مختار مطلق ہیں بنظر مہر (محبت کی نظر) یا بنظر قہر (غصہ کی نظر) جس طرح بھی یہ حکم نافذ فرمادیں عین صواب (بالکل صحیح) ہے۔

(بندہ کے ذہن میں حضور کی جوتیوں کے طفیل یہ بات اچھی طرح مرکوز (جمی ہوئی) ہے کہ حق تعالیٰ کا ہر کام حسن ہے بلکہ حسن وہ ہے جو حق تعالیٰ کا کام ہو خواہ کسی کے لئے نقصان دہ ہو یا مفید) پھر اس کے خلاف کی تمنا کرنا بہت ہی بے ادبی ہے اور موت آنے والی ہے تو آئے ہی گی میں بے ادب بن کر کیوں مروں؟ اس لئے میں بالکل خاموش ہوگیا اور یہ خیال رہا کہ جو ہونا ہوگا ہو کر رہے گا۔ میں دخل در معقول (معاملے مداخلت) کر کے اپنے سر بلا (مصیبت) کیوں لوں۔

درد کی تکلیف اس وقت بہت زیادہ تھی حتیٰ کہ اب جس وقت وہ تکلیف یاد آجاتی ہے تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ میں نے اس حالت میں نماز کیسے پڑھی تھی۔ الحمد للہ کوئی نماز قضا نہیں ہوئی ہمشیرہ اور والدہ اس وقت پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور میں اس ادھیڑ بن (سوچ بچار) میں تھا آخر یہ کہہ کر کہ ؎

نہ رونے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

خاموش ہوگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد دوسرا خیال پیدا ہوا کہ یہ سب کچھ ہے کہ قضاء قدر میں دم مارنا نہ چاہئے۔ لیکن حق تعالیٰ نے دعا مانگنے کی اجازت تو دی ہے بلکہ حکم فرمایا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے لہٰذا دعا مانگنا چاہئے۔ چاہا کہ دعا مانگوں لیکن پھر یہ خیال آیا کہ کیا دعا مانگنا چاہئے۔ اطالت عمر کی دعا مانگنا تو موت کی ناپسندیدگی ہے جو برا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق اور موت کی تمنا ہوتی نہ کہ موت کی ناپسندگی۔ بہت دیر تک کچھ سمجھ میں نہ آیا بالآخر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے اس وقت کوئی دعاء نہیں آتی۔ اپنی طرف سے دے دیجئے جو کچھ (آپ کی) مرضی ہو۔

پھر یہ خیال آیا کہ ایسا بھی تو ممکن ہے کہ زندگی بھی ہو جائے اور کوئی بات اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو کیونکہ حق تعالیٰ کی قدرت سے یہ بھی باہر نہیں آخر یوں دعا مانگی یا اللہ! مجھے اس مرض سے نجات دیجئے اور حقوق کی ادائیگی اور موت کی تمنا کی تمام رکاوٹوں کے دور ہونے کا موقعہ دیجئے۔ مگر اس میں بھی شرط یہی ہے کہ کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ میں موت ہی کو پسند کرتا ہوں۔ (یہ لفظ زبان سے نکلتے نہ تھے۔ اور دل اندر سے اس کو قبول نہ کرتا تھا۔ مگر جبرا (زبردستی) نکالے) اس کے بعد حدیث کی دعا یاد آئی۔ ”احینی ما

علمت الحیوۃ خیر الی وتوفنی اذا علمت الوفاۃ خیرا لی" (اے اللہ جب میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھئے اور جب موت میرے لئے بہتر ہو مجھے موت دیجئے۔") اس کے یاد آنے سے بہت سکون اور اطمینان ہوا اور اس پر دعاء کو ختم کیا)۔

اس کے بعد درد میں سکون آنا شروع ہوا اور زندگی کی امید پیدا ہوئی۔ درد تو جاتا رہا مگر جاڑا بخار تیزی سے شروع ہوا۔ صبح وشام دو وقت بہت ہی تیزی ہوتی تھی اور ایک بخار اترنے نہیں پاتا تھا کہ دوسرا چڑھ آتا تھا۔ پندرہ سولہ دن تک یہی حالت رہی۔

تحقیق: ماشاء اللہ ان مجموعی حالات وواقعات میں حق تعالیٰ کی یہ نعمتیں جمع تھیں عقل طبیعت پر غالب اور عشق اور دین غالب علی الطبع اور عشق اور دین فھنیئا لکم تمہیں مبارک ہو۔

ابتدائی حالات

حال: فی الحال نماز میں پہلے سے خشوع لگتا ہے اور کبھی کبھی دل بہت چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ پاک کا دھیان رکھوں۔ اس میں لذت بھی آتی ہے لیکن جب بیٹھتا ہوں اس وقت حسرت کی آہ نکلنا چاہتی ہے اور دل میں یہ خیال بار بار لوٹ کر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام خلوص کے ساتھ ایک دفعہ بھی نہیں لے سکا۔ اس سے بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب ابتدائی حالات ہیں اور مبارک ہیں کام کئے جائیں۔ سب حال اپنے ٹھکانہ پر آجائے گا۔

ترقی عقلی مطلوب ہے اگرچہ واسطے کے ساتھ ہو اور طبعی ترقی مطلوب نہیں ہے

حال: ایک بات عرض کرنے کے قابل ہے وہ یہ کہ سلسلہ انقاء الفتن میں جتنے رسالے اور تحریرات اس وقت تک لکھے ہیں ان سے کچھ قرب میں زیادتی نہیں لگتی ہے بلکہ اور تنزل (کمی) کا شبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: حقیقت میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا مگر معلوم ہونا طبعی ہے عقلی نہیں معتبر دوسرا ہے پہلا نہیں ہے۔ یعنی شرعی دلائل کی وجہ سے یہ ترقی کا سبب ہے کیونکہ اس میں دینی نفع ہے ضروری اور پھیلنے والا ہے۔

حال: اس میں جتنا مشغول ہوتا ہوں نسبت میں کمزوری ہوتی جاتی ہے۔

تحقیق: اس ضعف کی حقیقت مقصود کی طرف واسطے کے ساتھ توجہ کا ہونا ہے اس کے مقابلہ میں جو قوت ہے وہ بغیر واسطے کے توجہ ہے جیسے محبوب کو آئینہ کے واسطے سے دیکھنا ہے کہ بار بار دل بے قرار ہوتا ہے کہ آئینہ کی طرف پیٹھ کر کے مڑ کر بغیر آئینہ کے واسطہ کے محبوب کو دیکھ لوں۔ لیکن اگر کبھی محبوب کی رضا اور امر اسی واسطے کے

ساتھ ہو تو عاشق کو قرب اسی واسطے کے ساتھ دیکھنے میں ہوگا اگرچہ انکشاف (صاف دیکھنے کی) لذت بغیر واسطے کے دیکھنے میں زیادہ ہے۔ اس لئے جس نے نسبت وتعلق کو خاص اس بغیر واسطے کے دیکھنے کو سمجھا اس کو واسطے کے ساتھ دیکھنے میں تعلق کی کمی کا شبہ ہوگا ورنہ معاملہ الٹ ہے۔ میں ہمیشہ سے وجدانا یہی سمجھتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے "انه ليغان على قلبي" (وہ غین یہی مخلوق کی طرف ان کی رہنمائی وہدایت کے لئے توجہ کرنا ہے کہ وہ غین مخلوق کے آئینہ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے)۔ عاشق طبعی بے صبری سے اس کو حجاب کہتا ہے۔

حال: اس سے یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہیں نفس کا شبہ نہ ہو گیا ہے کیونکہ بحث وتکرار اور تو تو میں میں اکثر نفس کے شبہ سے کم خالی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے لیکن اس کا علاج استغفار سے کرلیا جائے۔ ایک نکتہ تنبیہ کے قابل ہے یہ ہے کہ عمل کرنے والے کو جب تک اس شبہ کا خوف رہتا ہے حفاظت خداوندی اس کی رفیق رہتی ہے لیکن مبتدی کو شبہوں کے غلبہ کی وجہ سے ایسی مشغولی بہت نقصان دہ ہے۔ مالم يتعين له۔

حال: اب جو ارشاد ہو ویسا کیا جاوے۔

تحقیق: اعمل واستغفر (عمل کرتے رہئے اور استغفار کرتے رہئے)۔

جسمانی مرض سے نفسانی مرض کا علاج ہو جانا

حال: جب سے تھانہ بھون سے واپس آیا ہوں مسلسل کھانسی میں مبتلا تھا دماغ اور جسم کی کمزوری اتنی ہوگئی ہے کہ (مشقت وصحت) کی قسم کا کوئی کام بھی خوشی کے ساتھ ادا نہیں ہوتا ہے۔ صفائی اور عبادات کی پابندی کا رہا سہا (بچا کھچا) غرور بھی مٹی میں مل گیا ہے۔ جب سے کچھ کام شروع کیا ہے۔ بلند آواز سے تلاوت نہیں کرسکتا ہوں۔ اس لئے آہستہ تلاوت کرتا ہوں دعا فرمائیے ایک طرف استقامت ہو دوسری طرف نفس کی برائیوں سے نجات ہو۔

تحقیق: جو نفسانی مرض کسی روحانی مرض کا علاج ہو جائے جیسا کہ آپ نے قصہ لکھا ہے اس مرض پر ہزار صحت قربان ہے مگر چونکہ صحت کے بعد دوا علاج چھوٹ جاتا ہے اس لئے دعا کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ اس جسمانی مرض سے بھی نجات دیں بہرحال اس کا ہونا بھی رحمت مرغوبہ (پسندیدہ رحمت) اور ختم ہونا بھی رحمت مطلوبہ (مانگی جانے والی رحمت) ہے۔

آثار کا غیر مطلوب ہونا

حَالؒ: کچھ دنوں سے دل میں یہ چاہت بہت زیادہ پیدا ہو رہی ہے کہ میں چونکہ ضعیف بھی ہوں کہ تعلیم کے ساتھ ذکر و شغل میں زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور قلب میں قساوت (سختی) اتنی ہے کہ جتنے دن ذکر کرتا ہوں ہر دن پہلے سے ذوق شوق، یکسوئی اور دلچسپی میں پہلے کے مقابلے میں کمی آتی جاتی ہے دل پر ذکر کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

تحقِیق: مگر ایسے آثار مطلوب ہی کب ہیں۔

حَالؒ: اس وجہ سے میں مدرسہ سے دو مہینہ رخصت لوں اور وعظ کا کام جو میرے ذمہ ہے اس کو تقریباً روزانہ دو گھنٹہ کر لیا کروں اس میں اگر ماہانہ دس روپیہ بھی مل جایا کریں تو وہ کافی ہوں گے۔ دو مہینہ ذرا کفایت سے رہنا طبیعت پر کچھ بوجھ نہ ہوگا۔ اتنی عمر غفلت میں آج کل کرتے ہوئے گزر گئی سارا سال رمضان کا منتظر رہتا ہوں کہ چھٹیاں ہوں گی تو کچھ اس کام میں محنت کروں گا مگر رمضان میں معلوم نہیں کیا ہو جاتا ہے بالکل بے کار ہو جاتا ہوں۔ سردیوں کے زمانہ میں صحت اچھی ہوتی ہے اس لئے سردیوں میں تو کچھ محنت ہو بھی سکتی ہے گرمیوں میں تو کچھ بھی ہمت نہیں ہوتی شاید اس طرح میرا کام ہو جائے۔

بغفلت عمر شد حافظ بیابا ما یمخانہ کہ شنگولان سرمستت بیاسوزندار خوش

تَرجَمَہ: ”عمر غفلت میں گذر گئی حافظ آ ؤ ہمارے ساتھ شراب خانہ میں —— تا کہ مست معشوق تجھے ایک بہتر کام سکھائیں۔“

حضرت اگر میرے لئے یہ تدبیر مفید ہو تو میں مہتمم صاحب سے رخصت کی درخواست کروں۔

تحقِیق: اس کی اگرچہ ضرورت تو نہیں جیسا کہ اوپر گزرا کہ یہ آثار مطلوب ہی نہیں ہیں۔ اگر بہت ہی شوق ہو کوئی حرج نہیں۔ اسباق کے لئے کوئی معلم تجویز ہو جانا ضروری ہے۔

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حَالؒ: اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔

تحقِیق: فال نیک ہے۔

مواعظ کے اثر کا باقی رہنا کافی ہے

حَالؒ: احقر نے گھر میں کچھ قرآن مجید صحیح کیا ہے۔

تحقیق: ہم کو کیسے اطمینان ہو قاری صاحب کو سنا کر ان سے پوچھو۔

حال: اگر حضور والا کا ارشاد ہو اور بھی صحیح کروں گا لیکن صبح کو فرصت بہت کم ہے۔ گذشتہ منگل سے قرآن مجید ایک پارہ تلاوت کرتا ہوں اور اسم ذات سولہ ہزار اور دعوات عبدیت جلد اول مطالعہ کرتا ہوں۔ وعظ ششم (چھٹے وعظ) تک دیکھ چکا ہوں لیکن حافظہ کم ہونے کی وجہ سے یاد کم رہتا ہے۔ دعاء ارشاد فرمادیں۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں کیونکہ اثر باقی رہ جاتا ہے۔

آثار انس

حال: کسی سے کلام کرنے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔

تحقیق: مخلوق سے وحشت اور اللہ تعالیٰ سے انس کی علامت ہے بشرطیکہ مزاج میں سوداویت کا اثر موجود نہ ہو جس کی تشخیص طبیب سے ہوسکتی ہے ورنہ سواویت اور انس کے اثر سے مرکب ہے۔

حال: یا مرشدی! دعا ضرور فرمائیے کہ حق تعالیٰ اس ناکارہ غلام کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے۔ (النور: ص ۳۶)

منتہی میں کیفیات روحانیہ کا غالب ہونا اور ان کے نفع میں قوت و بقاء کا مشروط ہونا

سوال: کانپور میں جب آپ تشریف فرما تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور پاس بیٹھنے سے عشق کا اثر بہت محسوس ہوتا تھا۔ پھر میں جب تھانہ بھون خدمت والا میں حاضر ہوا تو فوراً کوئی اثر مجھے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے مجھ کو تردد ہوا اور خیال ہوا کہ خود مجھ میں پہچاننے کی قابلیت جاتی رہی ہے۔ اس لئے تردد کے دور کرنے کے لئے میں نے جناب والا سے سوال کیا کہ کیا ”حضرت کاملین کے حال کا اثر پاس بیٹھنے والوں پر نہیں پڑتا (کیا) یہ امر مخصوص مغلوب الحال کے ساتھ ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد ہوا: ہاں! کاملین کا حال لازمی ہوتا ہے متعدی (پھیلنے والا) نہیں ہوتا لیکن جب وہ ارادہ کرتے ہیں اس وقت اثر ہوتا ہے اس سے شبہ جاتا رہا۔

جواب: اس وقت کا کہا ہوا تو (مجھے) یاد نہیں باقی اس وقت جو تحقیق ذہن میں ہے وہ لکھتا ہوں۔ منتہی میں نفسانی کیفیات کا غلبہ نہیں رہتا ہے۔ روحانی کیفیات غالب ہوتی ہیں اور وہ بہت لطیف (نازک) ہوتی ہیں اگر مفید (فائدہ دینے والے) اور مستفید (فائدہ پہنچانے والے) کی توجہ ہو تو مگر اس کی پہچان فوراً کم محسوس ہوتی ہے اس کا نفع تو قوی اور باقی ہوتا ہے۔ معتدل المزاج دوا کہ اس کا اثر تیز نہیں ہوتا ہے اگر موافق آئے تو اس کا اثر باقی زیادہ رہتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونے کا سبب

سُوال: ایک نیا شبہ پھر پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر میں جاتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں تو مجھ کو بہت اثر محسوس ہوتا ہے۔ ہر صاحب قبر کی نسبت جس رنگ کی ہو اسی رنگ سے قلب رنگ جاتا ہے کہیں سکون و اطمینان کہیں جذب و شورش اس کی کیا وجہ ہے کیا موتے (مردہ) کا حال زندہ لوگوں سے الگ کے ہے یا وہ خود جان بوجھ کر زیارت کرنے والے کی کیفیت بنا دیتے ہیں۔

تحقیق: بعض اموات (مردے) جو اہل تصرف ہیں وہاں یہ بھی ممکن ہے مگر اس کا زیادہ سبب طالب کے ارادے کا ہے اور قوت و یکسوئی کے ساتھ ہوتا ہے طبعی قاعدہ ہے کہ نئی چیز کا ارادہ اور اثر ارادے کے تابع ہے اور اسی معمول پر اگر ایک زمانہ گزر جائے پھر یہ قوت نہ رہے گی اور یہی احساس کا اختلاف کبھی زندوں میں بھی ہوتا ہے۔

نیند کے بعد روشنی نظر آنا

حَال: ایک عرصہ دراز سے (جس کی پوری مدت معلوم نہیں) احقر جب نیند سے بیدار ہوتا تھا تو ایک تجلی نظر آیا کرتی تھی کبھی تو یہ تجلی سفید روشنی کی صورت میں نظر ہوتی تھی اور کبھی سرخ روشنی کی صورت میں نظر آتی تھی۔ مگر یہ تجلی مسلسل بلاناغہ جب نیند سے بیدار ہوتا تھا تو بیداری میں مع حواس کے اپنے قریب پاتا تھا۔

ایک دن بیماری اور سخت مجبوری و بدحواسی کی حالت میں نیند سے بیدار ہوا تو کچھ بدحواسی کی وجہ سے خیال نہیں ہوا اور اس پر تھوک دیا۔ اس بات کا خیال نہیں ہوا کہ اس تھوک کو کسی کپڑے وغیرہ میں لے لیں یا کنارہ پر تھوک دیں۔ اسی روز سے اچانک یہ تجلی بند ہے اور وہ صورت تجلی کی جو روزانہ بلاناغہ ہوا کرتی تھی اب نصیب نہیں ہوتی۔ بہت توبہ و استغفار کیا مگر اب وہ بات کہاں نصیب ہو۔ لیکن کبھی کبھی ہلکی سی روشنی ملتی ہے مگر اس پہلی حالت کے گم ہو جانے سے بہت صدمہ ہے۔ اگر حضور والا کوئی ضروری تدبیر مناسب خیال فرما دیں تو تحریر فرما کر مشکور فرما دیں یہ کیفیت جس کے بارے میں میں نے لکھا ہے اگر حافظہ غلطی نہ کرتا ہو تو پچپن تیس سال سے ہوگی۔

تحقیق: کیا وہ کوئی مقصود چیز تھی؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا تھا۔

قرآن مجید کی تلاوت میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حَال: احوال یہ ہے کہ اب کمترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواعظ بھی پڑھنے لگا۔ جب تک پڑھتا رہتا ہوں

اس وقت تک ایسا لگتا ہے کہ حضور فرما رہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں۔ اتنی یکسوئی کلام مجید کی تلاوت کے وقت نہیں ہوتی غالبا (یہ بات) مطالب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا کوئی اور وجہ ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق: وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ جو بغیر ارادے کے ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ (النور ص ۲)

نیند غالب ہونے کا علاج

حال: حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعا سے سارے معمولات پورے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی پچھلی رات کو آنکھ کھلتی ہے اس وقت اگر نفل ادا کرتا ہوں تو اچھا رہتا ہے مگر جب ذرا وظیفہ یا تلاوت کے لئے بیٹھا تو فورا نیند غالب ہو جاتی ہے۔ کبھی تو ایک طرف گر بھی جاتا ہوں۔ اس کی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی کہ نفل ادا کرتے ہوئے ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے۔ اور وظیفہ کے وقت کیوں۔

تحقیق: نفل میں مختلف حرکتوں سے نفس کو آرام کم ملتا ہے اور ذکر و تلاوت میں ان کے نہ ہونے سے زیادہ آرام ملتا ہے ان اعمال کے اثر میں فرق کی وجہ یہ ہے لیکن وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں احکام کی تحقیق ضروری ہے وہ بتاتا ہوں کہ ایسی حالت میں ذکر و تلاوت کا وقت دوسرا مقرر کر لیا جائے اور اس وقت نوافل ادا کئے جائیں۔

حال: نیند زیادہ ہے۔

تحقیق: صحت کی علامت ہے لیکن اگر بہت زیادہ ہے تو طبیب سے علاج پوچھو۔

سینہ میں حرکت کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حال: دل کی حرکت سے سینہ بھی ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: (یہ) توجہ کے قابل نہیں ہے۔

نکاح کا سلوک میں رکاوٹ ہونا یا رکاوٹ نہ ہونا

حال: ایک بات یہ عرض کرنی ہے کہ میری نانی و ہمشیرہ نے میرے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ میں نے ان کو منع بھی کیا کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں لیکن انہوں نے زیادہ اصرار کیا اور میرے انکار سے انہوں نے ناراضگی بھی ظاہر کی۔ آخر کار جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو پھر میں نے بھی منظور کر لیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ لڑکی والے اور اپنے گھر کے لوگ میرا نکاح عنقریب کرنے والے ہیں۔ معین تاریخ تو معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ رمضان

سے قبل نکاح کر دیں گے۔ اب حضور والا سے یہ گزارش ہے کہ میرے لئے اس وقت نکاح کرنا مناسب ہے یا نہیں۔

جواب: اس کا اندازہ تو اپنے مقصود کی تعیین سے کر سکتے ہو اگر باقاعدہ سلوک طے کرنے ہے جس کے لئے تفرغ (فارغ رہنا) عادۃً شرط ہے تب تو نکاح مناسب نہیں اور اگر صرف احکامات کو پورے کرتے رہنا اور ممنوع چیزوں سے بچتے رہنا مقصود ہے تو نکاح اس میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر نکاح کرنا ہو تو اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر بیوی کے خرچ اور حقوق کی ادائیگی کی استطاعت ہو تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔

کامیابی کے آثار

حال: احقر کے معمولات اور حالت بدستور ہے۔ ذکر میں مسلسل یکسوئی تو نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: تربیۃ السالک میں جگہ جگہ اس کا فیصلہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تربیۃ اچھی طرح دیکھی نہیں ورنہ شاید ہی کوئی پریشانی باقی رہتی۔

حال: لیکن تھوڑی دیر کے لیے یکسوئی ہو جاتی ہے لیکن ذکر کی حالت میں دل نہیں گھبراتا۔

تحقیق: یہ سب کامیابی کے آثار ہیں۔

ضرورت فہم سلیم، ایک طالب کا خط

حال: احقر ناچیز کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے حضور کا فرمایا ہوا ذکر و شغل پورا کر لیتا ہوں اگرچہ یہ پورا کرنا صرف عادت کے طور پر ہوتا ہے شوق سے نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: تربیۃ السالک دیکھنا نہ دیکھنا برابر کر دیا۔

حال: میں نے پہلے بھی پوری حالت لکھی تھی تو حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ قبض (کی حالت) ہے جو نفع میں بسط (کی حالت) سے زیادہ ہے۔ اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس احقر کو اب تک قبض کی حالت سے نجات نہیں ملی بلکہ میں خود کو پہلے کے مقابلے میں اور پریشان پاتا ہوں کیونکہ پہلے یہ حالت تھی جب کبھی کام سے فارغ رہتا تھا یا چلتے پھرتے زبان سے ذکر خود جاری رہتا تھا اور اکثر کام کرتا رہتا اور ذکر کو جاری پاتا تھا۔ اب وہ حالت بدل کے یہ حالت ہوگئی کہ اب چاہتا ہوں کہ ذکر کو فراغت کے وقت بتکلف جاری رکھوں لیکن اپنے اندر اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: قدرت نہ پانا بالکل غلط ہے۔

حَالْ: لہٰذا اب حالت آئندہ اس سے اور خراب ہونے کی امید لگتی ہے حضور مدد فرمائیں۔

تَحقِیق: مدد کا طریقہ کیا ہوگا؟ افسوس اس بدفہمی (غلط سمجھ) پر آپ کے کرنے کا کام میں کیسے کروں؟

حَالْ: ورنہ یہ ناکارہ چند روز میں حضور کے فرمائے ہوئے ذکر وغیرہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

تَحقِیق: کیا دھمکی دیتے ہو۔

حَالْ: اگر مناسب ہو تو کوئی تدبیر فرمائیں۔

تَحقِیق: اس کج فہمی سے بہت تکلیف ہوئی۔

حَالْ: حضور میرے دادا صاحب کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت جسمانی اچھی قوت عطا فرمائیں۔

تَحقِیق: دعا کرتا ہوں۔

حَالْ: کیونکہ ان کی صحت کے بعد فراغت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہے۔

تَحقِیق: کچھ کام نہیں۔

حَالْ: دوبارہ عرض ہے کہ احقر حضور کے حکم کے مطابق شرح دیوان حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی دیکھتا ہے اور تربیۃ السالک بھی دیکھتا ہے اس میں یہ تحریر دیکھی ہے۔

تَحقِیق: وہ مضمون پورا صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا جائے۔

حَالْ: عبارت یہ ہے کہ ”جب قبض دفع نہ ہو تو مرشد سے رجوع کرے اور دعا کرائے۔“

تَحقِیق: حوالوں میں دیکھا اس عبارت کا کہیں بھی پتہ نہیں چلا آپ کے نزدیک اس عبارت کا اور ان عبارتوں کا ایک ہی مطلب ہے جس کو اتنی بھی سمجھ نہ ہو اس کو عبارت بدلنے کی ہی کیا ضرورت ہے۔

ان صاحب کا دوسرا خط

حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مضمون پورا صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا جائے لہٰذا حضرت کے حکم کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔ التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ ۲ اس شعر

بوئے نافہ کاخر صبازاں طرہ بکشاید زتاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

تَرجَمَہ: ”اس نافہ کی مہک کی قسم جو آخر صبا اس طرہ سے کھولے گی —— اس کے مشک والے گھنگرو بالوں کی شکن کی وجہ سے دلوں میں کتنا خون پڑ گیا ہے۔“

(مطلب یہ ہے کہ نسیم سحری کی مہک اس کے بالوں کی وجہ سے ہے جس کی یاد میں ہمارے دل زخمی ہیں۔)

(حاشیہ دیوان حافظ: ص ۲۹)

کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ ''صبا کی طرف نسبت اشارہ ہے کہ قبض میں مرشد کی طرف رجوع کرے کیونکہ قبض کے علل (وجوہات) و آثار و مصالح و طریق بسط یا اس قبض کا عین بسط یعنی حکمت میں بسط کی طرح ہونا یہ سب مراتب مرشد سے حل ہوتے ہیں نیز اس سے لازم گیا کہ سالک قبض میں اپنی رائے پر ہرگز عمل نہ کرے ورنہ بہت سے اس میں صورۃً یا معنیً ہلاک ہو چکے ہیں۔'' التکشف جلد چہارم عرفان حافظ صفحہ ۲ شعر ؎

اے باد اگر بہ گلشن احباب بگذری زنہار عرضہ دہ بر جاناں پیام ما
گو نام مازیاد بعمدا چہ میبری خود آید آنکہ یادنیاری زنام ما

ترجمہ

① اے ہوا! اگر تو دوستوں کے چمن سے گذرے تو ضرور معشوق کو ہمارا پیغام دے دینا۔

② کہہ دینا کہ تو جان بوجھ کر ہمارا نام کیوں بھلاتا ہے —— وہ دن خود آرہا ہے جس دن تو ہمارا نام نہ لے گا۔

(مطلب یہ ہے کہ ہمارا نام جان بوجھ کر بھلانے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ ہم خود ہی فنا ہونے والے ہیں تو جان بوجھ کر ہمارا نام بھلانے کی کیا ضرورت ہے۔) (دیوان حافظ مترجم: ص ۳۶)

اس شعر کی تشریح میں حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اور اس کا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ کہنے والے پر حالت قبض غالب ہے اور وہ کبھی کبھی مرشد کی توجہ اور اکثر و ہمیشہ مرشد کی تعلیم سے ختم ہو جاتا ہے۔'' اس لئے حالت قبض میں تنگ ہو کر مضطربانہ مرشد سے بعنوان شکایت عرض ہے کہ حضرت میرے حال پر توجہ اور میری خبر گیری کیجئے کیونکہ میں ابھی تک مرا تو نہیں جب مر جاؤں گا جب ہی رخ پھیر لیجئے چونکہ قبض شدید میں گونہ معذور ہوتا ہے اس لئے ایسے امور معاف ہیں اور اس میں تعلیم بھی ہے قبض میں رجوع الی المرشد کی۔

تحقیق: اس صفحہ کے بارے میں دوسرے کاغذ میں لکھ دیا ہے۔

حال: پہلا خط بھیجا ہے اس خط میں جو میں نے یہ لکھا تھا ورنہ یہ ناکارہ چند روز میں الخ جس کے جواب میں حضور نے یہ تحریر فرمایا (کیا دھمکاتے ہو) نعوذ باللہ منہ توبہ توبہ ہرگز میرا یہ خیال نہ تھا اور نہ اب ہے اور نعوذ باللہ نہ آئندہ ہوگا میں اور میری کیا حقیقت بلکہ میرا مقصد اس تحریر سے یہ تھا کہ حضور میرے حال پر متوجہ ہوں اگرچہ اس عبارت سے جو کچھ بھی سمجھ میں آئے مگر میرا مقصد وہی اپنے حال پر متوجہ کرنا تھا۔

تحقیق: توجہ کا کیا طریقہ ہوتا ہے۔

حال: حضور نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ''اس کج فہمی (ٹیڑھی سمجھ) سے سخت تکلیف ہوئی'' بے شک۔ حضور کو ضرور

ضرور تکلیف پہنچی ہے کیونکہ جب سے خط آیا ہے حضور کی تکلیف کا اندازہ خود مجھ کو معلوم ہوا اس سے کئی گنا زیادہ حضور کو تکلیف پہنچی ہوگی۔ لہٰذا میں اپنی کج فہمی (ٹیڑھی سمجھ) و غلط فہمی (غلط سمجھ) سے توبہ کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسی کج فہمی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور سیدھے راستے پر لگا دیں اور فہم سلیم (صحیح سمجھ) عطا فرمائیں اور (حضور) جو سزا چاہیں دیں ؎

دارم امید عاطفتے از جناب دوست کردم جنایتے وا میدم بعفو اوست

ترجمہ: ”حضرت والا سے میں مہربانی کی امید رکھتا ہوں —— میں نے جرم کئے ہیں اور ان کی معافی کا امیدوار ہوں۔“

اتنا تو ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس خط نے ایک مسہل کا کام کیا گو جب سے یہ خط پڑھا ہے اور جب سے ملا ہے اب تک کسی کام میں انہماک (مشغول) نہیں ہوا ہر وقت حضور کا خیال رہا اور استغفار و ذکر جاری رہا۔ نہ کھانے میں مزا معلوم ہوتا اور نہ کسی کی بات چیت میں معلوم ہوتا ہے جیسے مریض ہوں لہٰذا پھر دوبارہ حضور سے معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: معاف کو معاف ہی ہے مگر اس معافی سے معاملہ تو صاف نہ ہوا پہلے خط میں میرے کچھ سوالات ہیں ان کا جواب دیا جائے تو بات صاف ہو ان پر نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۳ لکھ دیا ہے۔

ان ہی صاحب کا تیسرا خط

حضور کے حکم کے مطابق سوالوں کے جواب عرض کرتا ہوں۔

① بے شک میری تحریر سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تربیۃ السالک کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر کر دیا کیونکہ مجھ کو یہ چاہئے تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا کہ ان کی رحمت و عین مہربانی و احسان ہے کہ مجھ سے اتنا بھی کام لیتے ہیں اور اتنے کام کرنے کی بھی توفیق مرحمت فرمائی ہے۔ نعوذ باللہ اگر وہ اتنی بھی توفیق مرحمت نہ فرمائیں تو (اللہ تعالیٰ پر) میرا کون سا زور یا دعویٰ ہے کہ جو کچھ کام ہوگا (نماز روزہ ذکر وغیرہ) اس سے سراسر ہمارا ہی فائدہ ہے جتنا ہو جائے خدائے تعالیٰ کا انعام ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ ہم کو اس پروردگار رب العالمین کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جتنا بھی شکریہ ادا ہو سکے کرنا چاہئے۔

② بے شک غلط سراسر غلط ہے کیونکہ قدرت تو ضرور پاتا ہوں لیکن خیال کر کے کرتا نہیں یہ دوسری بات ہے۔

③ بے شک ایسی صورت میں مدد نہیں ہو سکتی واقعی یہ کام میرے ہی کرنے کا ہے حضور کیسے کر سکتے ہیں الحمد للہ!

کہ اب (یہ باتیں) میری ناقص فہم میں آئیں اور اب میں جو خط پڑھتا ہوں تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور پچھتاتا ہوں اور اپنے اوپر سخت لعنت ملامت کرتا ہوں اور (خود کو برا بھلا) کہتا ہوں کہ کیسے میں نے ان باتوں کو لکھ دیا اس وقت مجھ کو کمبختی سوار تھی یا کیا حال تھا سوچتا ہوں تو یہ مثال فوراً ذہن میں آتی ہے کہ اگر کوئی مریض کسی طبیب کے پاس جائے اور طبیب مریض کی نبض وغیرہ دیکھ کر کے کوئی نسخہ تجویز کر کے مریض کو دے اور یہ بھی کہہ دے کہ تمہارا مرض مہلک ہے اس دوا کو پیو اور فلاں فلاں اشیاء سے پرہیز کرو۔ اس کے بعد مریض طبیب سے نہایت عاجزی کے ساتھ یہ عرض کرے کہ جناب یہ کڑوی دوا تو مجھ سے پی نہ جائے گی جناب ہی تکلیف فرما کر ان اشیاء سے پرہیز فرما کر دوا پی لیا کریں اور مجھے اچھا کر دیں۔ مریض کی باتیں سن کر کے طبیب ناخوش ہوگا اور اس کو مطب سے نکلوا دے گا۔ حضور کا فضل و کرم اس احقر پر بہت کچھ ہے جو تحریر سے باہر ہے۔ میرے خط سے حضور کو بہت تکلیف پہنچی میں تو اس قابل تھا کہ ڈنڈوں سے پٹ کر باہر کر دیا جاؤں اور جو جو سزائیں دی جائیں وہ سب کم ہوں گی۔ حضور کے اس جواب سے پہلے خط کی باتیں بفضلہ تعالیٰ اب سمجھ میں آگئیں جس کو اوپر میں نے لکھ دیا ہے۔ اب حضور سے معافی چاہتا ہوں اور اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ جب سے پہلا خط ملا ہے اس دن سے نماز اور ذکر اطمینان سے ادا ہوتا ہے اور ایک طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ "اللھم احسن عاقبتنا الامور کلھا" (اے اللہ! ہمارے ہر کام کے انجام کو اچھا فرمائیے)

تحقیق: غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم و عمل و حال صالح عطا فرما دے اور ثابت رکھے۔

قبض کی علامات

حال: احقر کو اس وقت قبض کی حالت ہے انبساط کی حالت نہیں ہے مجھے اس کی شکایت نہیں ہے کیونکہ حضور والا کی تصانیف میں درج ہے کہ یہ بھی اچھی حالت ہے بلکہ بسط سے بھی زیادہ بلند بھی ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے سالک میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے لیکن رنج اس بات کا ہے کہ اس حالت پر گنہگار کو کوئی حزن و انکسار نہیں ہے۔

تحقیق: رنج نہ ہونے کا رنج یہ بھی قبض ہی کی بدولت ہے اس سے بھی مقصود حاصل ہے۔

حال: کبھی فرحت اور بشاشت (خوشی) نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ ایک لطیف قبض ہے جو نعمت بڑی نعمت ہے حدیث میں آتا ہے کہ "کان رسول اللہ صلی اللہ وسلم دائم الفکرۃ متواصل الاحزان." **ترجمہ:** "رسول اللہ ﷺ ہمیشہ فکر مند اور مسلسل غمگین رہتے تھے۔"

* * *

حال: حضور کی باندی حضور والا کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ حضرت نے جو کچھ وظیفہ تلقین فرمایا ہے وہ صبح اور شام ورد کرتی ہے اور کبھی کبھی منزل مناجات مقبول کی منزل بھی پڑھتی ہے۔ جس وقت وظیفہ پڑھتی ہے وظیفہ کے دوران یہ خیال ہوتا ہے کہ سب کو چھوڑ دو اور دل پر گرمی کی بہت شدت اور تاریکی سی لگنے لگتی ہے بہت دیر تک یہ تاریک خیال اور گھبراہٹ رہتی ہے اور دل کوئی کام کرنے کو نہیں چاہتا ہے کہ، نماز یا قرآن شریف وغیرہ پڑھے یا کیا کرے۔ حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ اس کا علاج بتائیں۔

تحقیق: یہ کیفیت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ مزاج کی خرابی بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ کسی طبیب کو نبض وغیرہ دکھا کر قلب و دماغ کا علاج پوچھا جائے۔ اگر وہ مرض کی جانب سے بالکل اطمینان دلا دیں تو پھر مجھ کو اطلاع کی جائے۔

* * *

حال: ایک دن قبض کی حالت میں یہ بات دل میں آئی کہ تم ہزار ہا ارادے کرتے ہو جو پورے نہیں ہوتے الا ماشاء اللّٰہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے) تو اب جو تمہارا خدا کو یاد کرنے اور اہل اللہ کے دروازے پر پڑنے کا ارادہ پورا ہوتا ہے تو یہ بھی تو اس کی ہی مرضی ہے تو بلا کر محروم کرنا یہ انصاف کے خلاف ہے اور بے انصافی سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

تحقیق: اس کو بے انصافی نہ سمجھنا چاہئے محروم رکھنا بھی عین انصاف ہے۔ اول تو وہ مالک ہیں۔ (جو پھر ہم میں ہزاروں کوتاہیاں ہیں جن کی وجہ سے محروم رہنا تعجب نہیں اس کے بجائے سمجھیں کہ وہ بڑے رحیم ہیں کوتاہیوں کو بھی معاف کرتے ہیں ان سے امید ہے۔

حال: گھبراہٹ ختم ہوگئی اور اس عنایت پر رونا اور بڑا لطف آیا۔ ارادہ کی کمی اور اطمینان کو ترقی ہے آج تو کتاب (مواعظ) دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا دل یوں چاہتا ہے کہ صرف نماز ہی پڑھوں چنانچہ ایسا ہی کیا۔

تحقیق: اچھا کیا۔ اگر معمول کے خلاف کرنے کا کبھی کبھی غلبہ ہو اسی طرح عمل کریں اور اگر بکثرت ایسا ہو تو بتکلف (تکلیف کے ساتھ) معمول پورا کریں۔

حال: آواز سننے سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ارادہ کیا ہے کہ ایسے موقعوں پر جنگل نکل جایا کروں گا۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ ایک جگہ بے حس بن کر مشغول پڑا رہوں مگر ایسا کرنے سے نیند آتی ہے اور سستی بڑھتی ہے اگرچہ دل لگتا ہے تو ایسے موقع پر کیا کروں۔

تحقیق: اس پر عمل نہ کریں اس کا انجام بے کاری ہوگا پھر محویت میں قرب بھی نہیں ہوتا عمل سے قرب ہوتا ہے۔

ایک اہل حدیث صاحب کی طرف سے

حال: طبیعت بہت ہی مغموم رہتی ہے وجہ معلوم نہیں ہے۔

تحقیق: ”کان رسول اللہ ﷺ دائم الفکرۃ طویل الحزن او کما قال“ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ فکر مند اور مسلسل غمگین رہتے تھے اس لئے سنت کی موافقت کی وجہ سے مبارک حالت ہے۔

حال: اب کئی دنوں سے دل چاہتا ہے کہ کسی اندھیری کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا رہوں کسی سے بات چیت و تعلق نہ رکھوں۔

تحقیق: ”فی حدبث الوحی حبب الیہ ﷺ الخلاء“ حضور ﷺ کو تنہائی پسند ہوگئی تھی۔ یہ بھی اسی سنت سے موافقت کی وجہ سے بھی یہ ہے مبارک حالت ہے۔

حال: بلکہ بازار چلتے وقت کسی کو سلام علیکم کہنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: ”روی احمد عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بینا انا جالس مر علی عمرو سلم فلم اشعر بہ الی قول ابی بکر قد شغلک عن ذلک“ امام احمد نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے ”وہ فرماتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا۔ مجھے (ان کے سلام کرنے کا) احساس نہ ہوا (اس پر انہوں نے حضرت ابوبکر سے جا کر یہ بات کہی کہ عثمان نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر یہ دونوں میرے پاس آئے اور حضرت ابوبکر نے مجھ سے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا: ”مجھے حضرت عمر اور ان کے سلام کا احساس بھی نہیں ہوا۔“ اس پر ابوبکر نے فرمایا: عثمان! تمہیں کسی خاص بات نے (سلام کا جواب دینے سے) روک دیا۔“

یہاں حال قوی تھا کہ اس نے واجب سے روک دیا (کہ یہاں سلام کا جواب دینا واجب تھا جو نہیں دیا) اور ضعیف حال صفت سے روک سکتا ہے۔ (کہ سلام کرنا سنت ہے اس سے روک دیا) وہاں روکنے کا نتیجہ احساس کا نہ ہونا ہے اور یہاں ارادے کا نہ ہونا ہے۔ یہاں دونوں کا حال بنیاد اور نتیجہ کے اعتبار سے ایک ہی قسم ہیں۔ اس لئے یہ بھی صحابہ کی سنت سے موافقت کی وجہ سے مبارک حالت ہے۔

حال: حضور نے جو فرمایا ہوا ہے چلتے پھرتے وقت درود شریف یا قرآن شریف یا لا الہ الا اللّٰہ پڑھتے رہا کرو۔ اسی کو پڑھتا ہوں اسے چھوڑ کر نہ کسی کو سلام کہنے کو دل چاہتا ہے اور اگر کوئی سلام کہے تو نہ اس کو جواب

دینے کو دل پسند کرتا ہے۔

تحقیق: یہ بوجھ طبعی ہے جس کی وجہ میں نے اوپر عرض کر دی لیکن جب تک شعور ہو واجب کو ادا کرنا ضروری ہے اور طبعی بوجھ سے اجر بڑھتا ہے ماخذہ حدیث اسباغ الوضوء علی المکارہ۔ (اس کی اصل وضو کی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

منافع ومصالح قبض

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: آج چار دن ہوئے کہ مجھ پر مغرب کے بعد سے شدید قبض کی حالت طاری ہے۔ قلب بالکل خالی لگتا تھا اور ایسا لگتا کہ میں بالکل مردود ہو گیا ہوں حالانکہ میں اس وقت اپنے کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتا تھا نہ نماز میں پہلی سی حالت نہ ذکر کی رغبت بار بار خودکشی کو دل چاہتا تھا۔ مگر پھر یہ سوچتا تھا کہ یہ حالت تو غیر اختیاری ہے میرے بس سے باہر ہے مگر خودکشی اختیاری بات ہے اس پر ضرور عذاب ہوگا۔ یوں بھی دل کو سمجھایا کہ کمبخت اس حالت میں مرنا کون سا اچھا حال ہے اپنی حالت درست کر کے موت کی تمنا کرنی چاہئے۔

غرض عشاء کے وقت تک سخت بہت بری حالت رہی۔ عشاء کی نماز کے بعد (اس حالت میں) کچھ کمی محسوس ہوئی تو میں نے نوافل میں دیر تک حق تعالیٰ سے آہ وزاری کے ساتھ التجا کی کہ مجھ میں اس حالت کا تحمل نہیں میں ضعیف ہوں اس طرح میرا امتحان نہ لیجئے، میرے حال پر رحم فرمایا جائے اور اگر اسی میں رضا ہے تو میں راضی ہوں مگر میرا خاتمہ ایمان پر کیا جائے۔

الحمد للہ! صبح وہ حالت بالکل ختم ہو گئی اور حواس درست ہوئے اور اب پہلے سے زیادہ انوار بسط فائض ہیں مگر جیسی رات میری جان پر گزری ایسی مصیبت کبھی نہ دیکھی تھی مگر یہ عجب بات تھی کہ اس بے چینی اور خودکشی کی تمنا میں بھی لطف تھا والسلام۔

تحقیق: مبارک مبارک۔ یہ وہ حالت ہے کہ جس حالت کے بارے میں میری دل سے یہ تمنا ہوتی ہے کہ یہ بصیرت اور استقلال کے ساتھ میرے متعلقین پر طاری ہو کیونکہ اس کے فائدے اتنے ہیں کہ شمار میں نہیں آتے مثلاً عجب وکبر کی جڑ کٹ جانا۔ ہر وقت اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے غصہ کی جگہ میں ہونے کا استحضار وساوس و خطرات غیر اختیاریہ یعنی شیطانی تصرفات کی انتہا معلوم ہو کر جھجک کا نکل جانا جو کہ شرعاً عین مطلوب ہے۔ اگر مرتے وقت کسی کو ایسی حالت پیش آئے وہ طبعی طور پر گھبرا جائے اور خدا جانے گھبراہٹ میں کیا سمجھ بیٹھے زندگی اور علم کی حالت میں اس کے پیش آ جانے سے اس (حالت) کا محقق ہو جاتا ہے اگر مرتے وقت پیش آئے وہ

موثر نہیں ہوتی" وغیر ذلك من المنافع والمصالح" اس کے علاوہ اور بھی فوائد اور مصالح ہیں جن سب کا خلاصہ فنائے تام (مکمل فنا) ہے اور اس کے بعد جو بسط ہوتا ہے وہ بھی بے نظیر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! اس حالت کے فائدے حق تعالیٰ نے مجھ کو بھی دکھائے ہیں تب ہی سے اس کو مقصود کے حاصل ہونے کے لئے آخری منزل اور مکمل سبب سمجھ رہا ہوں اور اسی (وجہ) سے اپنے احباب کے لئے اس کا متمنی ہوتا ہوں۔ دوبارہ مبارک باد دیتا ہوں۔

◆

حَالؔ: خدمت بابرکت میں گزارش یہ ہے کہ دو ماہ جب سے قبض ہے اور یہ قبض روزانہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ سرور وانجذاب (یعنی خوشی اور جذب کی کیفیت کا حال) جو کچھ تھا وہ تو مفقود ہی ہے اس کے ساتھ جو حضور کی کچھ کیفیت تھی اب کچھ دنوں سے وہ بھی غائب ہوگئی ہے۔ کبھی کبھی ہلکی سی کیفیت ہو جاتی ہے باقی اوقات بالکل طبیعت خالی رہتی ہے۔ اس عرض سے مقصود صرف اطلاع ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کیونکہ نفع نقصان تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں میری سمجھ میں اپنی یہ حالت کچھ نہیں آتی ہے ہاں دوسروں کے لئے ذہن خوب چلتا ہے۔

تحقیقؔ: الجواب۔ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست　　بر صراط مستقیم ایدل کسے گمراہ نیست
بدر دو صاف ترا حکم نیست دم درکش　　کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست
باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش　　بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو　　آں صلاح تست آیس دل مشو
چونکہ قبض آید تو در وے بسط بیں　　تازہ باش وچیں میفگن بر جبیں

تَرجَمَہ

❶ طریقت میں جو کچھ سالک کو پیش آئے اس کے لئے بہتر ہے —— اے دل سیدھے راستے پر کوئی شخص گمراہ نہیں ہے۔

❷ گدلے اور صاف کی طلب وتجویز تیرے لیے نہیں ہے —— کیونکہ جو کچھ ساقی انڈیلے عین مہربانی ہے۔

❸ مالی کو اگر پھول کا ساتھ چاہیے تو اس کو بلبل کی طرح ہجر کے کانٹوں پر صبر کرنا چاہیے۔

❹ اے راستہ چلنے والے اگر تجھ کو کوئی ناگواری پیش آئے —— یہ تیری اصلاح کے لئے ہے دل سے ناامید نہ ہو۔

⑤ جب اس میں تجھ کو ناگواری پیش آئے ـــــ تو کشادگی دیکھ تازہ رہ پیشانی پر بل نہ لا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شریعت، اعمال طریقت کے معمولات میں کوتاہی نہ ہو ورنہ وہ قبض نہیں بطالت وتعطلل (باطل چیز اور بے کاری) ہے جو کہ باطن کو مضر ہے۔

حال: لیکن اب حالت یہ ہے کہ میں سخت پریشان ہوں اور خدا جانے مجھ سے کیا خطا اور گناہ ہو گیا جس کی وجہ سے دو تین دن سے طاعت اور عبادت الٰہی میں بے انتہا کاہلی اور سستی ہو رہی ہے حتیٰ کہ دو روز سے تو فجر کی جماعت چھوٹی ہوئی تھی۔ آج تو یہ غضب ہو گیا کہ بغیر جماعت وقت پر بھی نہ ہو سکی بلکہ قضا ہو گئی۔ اس وقت سے طبیعت بہت زیادہ مرجھائی ہوئی ہے اور بے لطف اور بے مزہ ہے اگرچہ ایسی بیان نہ کرنے والی حالت کا تحریر میں لانا نہایت شرمناک اور افسوس و ملامت کے قابل ہے مگر جب ایسی حالت کا علاج مقصود اور مدنظر ہے تو پھر اس کے بیان کرنے کے علاوہ اور چارہ کار ہی کیا ہے۔

تحقیق: اگر آپ کے لئے اس شکستگی (ٹوٹے پن) اور افسردگی (مرجھائی ہوئی حالت میں) ہی میں مصلحت ہو اور اس کے اسباب اس طرح جمع ہو گئے ہوں کہ گناہ بھی نہ ہو اور فائدہ بھی حاصل ہو جائے۔

* * *

حال: اکثر اوقات حالت یہ ہے کہ انشراح رہتا ہے (یعنی طبیعت کھلی رہتی ہے) اور کبھی کبھی تنگی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں قبض مستقبل کے لحاظ سے خود بسط ہے۔

* * *

حال: (بندہ) جس دن سے حضور کے مبارک قدموں (یعنی مبارک صحبت) سے واپس آیا ہے جس کو آج بارہ دن ہوئے ہیں۔ بہت بری حالت ہے۔ ذکر کے وقت زبان ایسی بھاری ہو جاتی ہے جیسے تالا لگا دیا گیا ہے۔ جسم ایسا بھاری ہو جاتا ہے کہ جس کے وزن کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ذہن ایسا ست اور بے حس ہو جاتا ہے جس کا اظہار نہیں کر سکتا ہوں۔ نیند کا غلبہ بغیر ضرورت ایسا ہوتا ہے کہ چند مرتبہ گر کر چوٹ بھی لگی۔ بہت پریشان ہوں۔ ان سب باتوں کے علاوہ سخت افسوس ناک بات یہ ہوئی کہ جو ایک قسم کی کشش یا نسبت باطنی تھی وہ بالکل گم ہو گئی ہے۔ دل تڑپتا ہے، آنسو جاری ہیں۔ آہ و بکا (رونے دھونے) کے سوا کوئی تسلی حاصل نہیں ہے۔ اللہ کے لئے (مجھ پر) رحم فرمائیے کوئی تدبیر تسلی دینے والی یا باطنی کشش سے اس ہلاکت کے گڑھے جس کا کنارہ بھی نہیں ہے نکال کر تسلی کے ساحل تک پہنچا دیجئے۔ ورنہ اس نابکار نانہجار بدکردار بدشعار کو جان تلف (یعنی خودکشی) کرنے

کے لئے فتویٰ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

تحقیق: مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے اور فائدہ میں یہ بسط سے بھی زیادہ ہے۔ اگرچہ بالکل قبض کے وقت وہ فائدے معلوم نہ ہوں۔ مگر بعد میں اکثر معلوم بھی ہو جاتے ہیں۔ اور اگر معلوم نہ بھی ہوں تب بھی حاصل تو ہوتے ہیں اور حاصل ہونا ہی مقصود ہے نہ کہ اس حاصل ہونے کا علم مقصود ہے۔ چنانچہ جو حالات اس وقت آپ پر طاری ہیں یہ بہت ہی انکسار وعبدیت کے آثار ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے ملنے کی قوی امید ہے۔ جیسا کہ اکابر کا الہام ہے۔ ''انا عند المنکسرۃ قلوبھم'' (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ٹوٹے دل والے لوگوں کے پاس ہوں) قال العارف الروحی ؎

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ   جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ترجمہ: ''دل ودماغ کو تیز کر لینے کا نام راستہ پانا نہیں ہے اس لیے کہ شاہ کا فضل تو متوجہ ہی شکستہ دل پر ہوتا ہے۔''

بالکل پریشان نہ ہوں جتنا ذکر ہو سکے کر لیجئے اگرچہ کچھ تکلیف سے ہی کرنا پڑے۔ اگرچہ اس میں دلچسپی بھی نہ ہو۔ جس (ذکر) میں زیادہ تکلیف ہو اس کو کم اور استغفار کی کچھ کثرت رکھیں۔ جب تک یہ حالت رہے ہفتہ میں ایک دو بار اطلاع دیتے رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ ختم ہو جائے گی۔ سب کو یہ حالت پیش آتی ہے۔ میں تو اس سے خوش ہوا کہ یہ راستہ طے ہونے کی علامت ہے یہ سب راستے ہی کی گھاٹیاں ہیں۔

◆

حال:

ما بریں در نہ پے حشمت وجاہ آمدہ ایم   از بدحادثہ انجا بہ پناہ آمدہ ایم

ترجمہ: ''ہم اس در پہ حشمت اور مرتبہ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم یہاں حوادث سے پناہ لینے آئے ہیں۔''

حضرت شیخنا ومرشدنا ومولانا محمد اشرف علی صاحب بارک اللہ فی حیاتکم وفی حسن نیاتکم احقر غلامان وکہتر خادمان ہیچکارہ...... السلام علیکم عرض کرتا ہے خوشنودی مزاج عالی درگاہ رب العزت سے مطلوب ہے۔ احقر اپنی اس حالت پر پریشان ہے پہلے پہلے جبکہ خدمت عالیہ سے رخصت ہوکر آیا تو حالات وواردات کا اس قسم کا دور دورہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اگر بڑھاپا بھی آیا اور کمزوری بھی ہوئی تو دل کی تازگی انشاء اللہ ویسی ہی رہے گی لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس حالت میں تبدیلی شروع ہوئی آہستہ آہستہ اب یہ حالت ہوئی ہے کہ ذکر کرنے کو

بھی جی نہیں چاہتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ طبیعت کا نشاط جاتا رہا جس کی مختلف وجوہات پیش آئیں چھ تو اکثر اوقات دماغی بے خبری سے پریشان رہنا اور طبیعت کا کمزور ہو جانا دماغ کا بے کار ہو جانا دوسرے معصیت اور غفلت سے طرح طرح کے ایسے لمبے خیالات جن کی حد نہ ہو کا ہونا اور بے کار امیدوں وغیرہ کی دل پر بھیڑ ہونا اب تو یہ حالت ہے کہ ؎

نے زجاں یک چشمہ جوشاں می شود　　نے بدن از سبز پوشاں می شود
نے صدائے بانگ مشتاق درد　　نے صفائے جرعہ ساقی درد

تَرجَمَہ

❶ نہ روح میں کوئی چشمہ جوش مار رہا ہے نہ بدن سبزے سے چھپ رہا ہے۔

❷ نہ کوئی مشتاق آواز ہے نہ ساقی کے گھونٹ میں صفائی ہے۔

بڑھاپے کے آنے میں آہستہ آہستہ ساری قوتیں کمزور ہو رہی ہیں کچھ پہلے سے فطرۃ میں بہت کمزور اور کمزور دل ہوں ادھر نفس کے مجاہدات میں قوت کی ضرورت۔ کما قال ؎

گر بمردن یار در دست آمدے　　پس رہ حق سخت آساں تر بدے
ہست اینجا ہر نفس مرگ دگر　　کز مرارش موت دار د صد خطر

تَرجَمَہ

❶ اگر مرنے سے یار مل جاتا تو عشق کی راہ بہت ہی آسان ہوتی۔

❷ یہاں تو ہر لمحہ اک نئی موت کا سامنا ہے جس کے بعد موت کو خطرے محسوس ہوتے ہیں۔

دل اتنا متاثر ہو گیا ہے کہ یکا یک خواہشات کے ہجوم سے شرمندہ ہو کر بالکل اسی طرح رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ خیال آتا ہے کہ جب ابھی سے یہ حال ہے آگے جا کر تو اور کمزوری بڑھے گی نہ معلوم اس وقت کیا حال ہوگا۔

"اللهم احفظنا من الفتن ما ظهر منها وما بطن اللهم انى ضعيف فقوفى رضاك ضعفى وخذ الى الخير بناسيتى واجعل الاسلام منهى رضائى."

اے کریم اے رحیم سرمدی　　در گزر از بدسگالاں ایں بدی
اے عظیم از ما گناہان عظیم　　تو توانی عفو کردن درحریم
ماز آزو حرص خود را سوختیم　　دیں دعارا ہم زتو آموختیم

حرمت آں کہ دعا آموختی   در چنیں ظلمت چراغ افروختی
دست گیر و رہ نما توفیق دہ   جرم بخش و عفو کن بکشا گرہ
دست گیر از دست ماما را بجز   پردہ را بردار پردہ ما مدر
باز نہ مارا ازیں نفس پلید   کاردش تا استخواں ما رسید
ایں چنیں بندگراں را اے ودود   کہ تواند جز کہ فضل تو کشود
ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست   ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست

ترجمہ

❶ اے ہمیشہ کرم اور رحم کرنے والے ـــــ نافرمانوں کی برائیاں درگزر فرما دے۔

❷ اے ہم بڑے بڑے گناہوں والوں سے بڑے ـــــ تو مجرموں کو معاف کرنے پر قادر ہے۔

❸ ہم نے خود کو حرص اور لالچ سے جلا ڈالا ہے ـــــ یہ دعا بھی ہم نے تجھ سے ہی سیکھی ہے۔

❹ تجھے ہم کو دعا سکھانے کا واسطہ ـــــ اور اس بات کا کہ تو نے ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیئے۔

❺ دستگیری اور رہنمائی فرما توفیق دے ـــــ درگزر اور معاف فرما اور گرہ کھول دے۔

❻ ہماری دستگیری فرما اور ـــــ ستاری فرما رسوا نہ فرما۔

❼ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ناپاک نفس کا چاقو دوبارہ ہماری ہڈیوں تک پہنچ جائے۔

❽ اے محبت کرنے والے اس بھاری بند کو بجز تیرے فضل کے کون کھول سکتا ہے۔

❾ یہ مانگنا بھی تو نے ہی سکھایا ہے ـــــ ورنہ کوڑا کرکٹ کی جگہ پر کس چیز کا باغ اگے گا۔

آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں اس لئے کہ ؎

گر نداری تو دم خوش در دعا   رو دعا می خواہ زا خوان صفا

ترجمہ: ’’اگر تیری دعا میں جان نہ ہو مخلص بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتے رہو۔‘‘

اپنی حالت تو خراب ہے اور اس پر ان اشعار کی حالت بچی آتی ہے ؎

سال بیگہ گشت وقت کشت نی   جز سیہ روئی فعل زشت نی
کرم در بیخ درخت تن فتاد   بایدش برکند بر آتش نہاد
بر سر راہ زادکم مرکوب ست   غم قوی و دل تنگ تن نارست
عمر ضائع سعی باطل راہ دور   نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور

موئی برسر ہمچو برف ازبیم برگ   جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
روز بیگہ لاشہ لنگ راہ راز   کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
بیخہائے خوئے بدمحکم شدہ   قوت بر کندن آں کم شدہ
خاربن در قوت و بر خواستن   خارکن در سستی و در کاستن

غفلت کا یہ خیال ہے کہ؎

بارہا از خوئے خود خستہ شدی   حس نداری سخت بے حس آمدی
آفتے بنود تبر از ناشناخت   تو بر یار و ندانی عشق یاخت
یار را اغیار پنداری ہمے   شادیٔ را نام بنہادی ہمے
اینچنیں لطفے کہ دارد یا رما   تو گریزانی از وائے بے وفا
اینچنیں نخلے کہ لطف یار ماست   چونکہ مادر زدیم نخلش دار ماست
اینچنیں مشکیں کہ زلف میر ماست   چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست
اینچنیں لطفے چو نیلے میرود   چونکہ فرعونیم برما خون شود
آہ آہ از ہجر یار برد بار   ما ازو بیزار او برما نثار
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن   مصلحی تواتیو سلطان سخن
قادری بیگاہ چہ بود یا بگاہ   از تو چیزے فوت کے شد ای آلہ
چوں گریزانی زنالہ خاکیاں   غم چہ ریزی بردل غمناکیاں
چوں گریزانم کہ بے تو زندہ نیست   بے خداوندیت بود بندہ نیست
از کہ بگریزم از خود اے محال   ای رفیقاں راہ بار ابست یار
آہوئے لنگیم او شیر شکار   جزکہ تسلیم و رضا کو چارۂ
در کف شیر نر خونخوارۂ   ماشکاریم اینچنیں دامے کر است
گوئی چوگانیم چوگانی کجاست   تاکہ پائم میرود رانم درو
در نماند پاچو بطانم درو

ترجمہ

❶ سال بے وقت ہوگیا اب دانہ ڈالنے کا وقت نہیں ـــــ کام کے خرابی اور چہرے کی کالک کے سوا کچھ

نہیں۔

۲ درخت کی جڑ میں کیڑا پڑ گیا —— اس کو آگ میں رکھ کر نکالنا پڑے گا۔

۳ راستے میں میرا توشہ ایک ست سواری ہے —— سب غم قوی ہے دل تنگ ہے اور جسم بیمار ہے۔

۴ زندگی ضائع ہوگئی، کوششیں بے کار ہوگئیں، راستہ دور ہے —— نفس کاہل ہو چکا، دل کالا پڑ گیا اور روح بے صبری ہوئی جا رہی۔

۵ موت کے خوف سے سر کے بال سفید ہوگئے —— تمام اعضاء میں پتے جیسی لرزش آ چکی ہے۔

۶ دن ضائع ہوگئے جسم لنگڑا ہوگیا راستہ بھول گیا —— کارخانہ ویران ہے اور کام ناموافق ہیں۔

۷ ہر عادات کی جڑیں مضبوط ہوگئیں ہیں اور ان جڑوں کو اکھاڑنے کی طاقت نہ رہی۔

۸ کانٹوں کا درخت مضبوط اور اونچا ہو چکا ہے جبکہ لکڑہارا ست اور کمزور پڑ چکا ہے۔

۹ تو کئی بار بری عادت کی وجہ سے بے حال ہوگیا —— تجھ میں حس ہی نہیں ہے تو بالکل بے حس ہوگیا ہے۔

۱۰ اجنبیت سے بدتر کوئی مصیبت نہیں —— یار کے پاس ہے لیکن عشق ظاہر کرنا نہیں آتا۔

۱۱ یار کو غیر سمجھتا ہے اور خوشی کو غم کا نام دیتا ہے۔

۱۲ ہمارا یار اتنا نرم ہے اور اے بے وفا تو اس سے بھی گریز کرتا ہے۔

۱۳ ایک ایسا باغ جو ہمارے یار کی مہربانی ہے جب ہم کوئی دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو اس کا باغ ہمارا گھر بن جاتا ہے۔

۱۴ ہمارے محبوب کی زلفیں محبوب کی مانند ہیں لیکن چونکہ ہم بے عقل ہیں اس لئے اسے قید اور زنجیر سمجھتے ہیں۔

۱۵ ایسی مہربانی جو دریائے نیل کی طرح بہہ رہی ہے لیکن جب ہم فرعون ہیں تو یہ ہمارے لئے خون کا دریا ہے۔

۱۶ ایسے حلیم محبوب کی جدائی پر افسوس ہے ہم اس سے بے زار اور وہ ہم پر قربان۔

۱۷ اگر ہم غلط کہیں تو تم اس کو درست کر دو مصلح تو ہی ہے تو کلام کا بادشاہ ہے۔

۱۸ ہر وقت ہر گھڑی تو قادر ہے اے معبود تجھ سے کوئی چیز کیسے چھپ سکتی ہے۔

۱۹ جب تو خاکیوں کے نالے کو نظر انداز کرے گا تو پھر غمناکیوں کے دل پر کیا غم کرتا ہے۔

۲۰ میں تجھ سے کیسے اعراض کروں کہ تیرے بغیر زندگی نہیں تیری خداوندی کے بغیر کوئی بندگی نہیں۔

㉑ اپنے سے بھاگنا ناممکن ہے۔

㉒ اے دوستوں یار نے راستہ بند کر دیا ہے میں لنگڑا ہرن ہوں وہ شکاری شیر۔

㉓ خونخوار شیر نر کے قابو میں تسلیم و رضا کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

㉔ ہم شکار ہیں ایسا جال کس کا ہے ہم گیند بلے ہیں کھلاڑی کہاں ہے۔

آنے کا ارادہ جلدی تھا لیکن تقدیر سے طبیعت کچھ ناساز ہوگئی اب صحت ہے اللہ تعالیٰ جلدی آنے کی توفیق دیوے۔

چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش   چونکشاید چابک برجستہ باش
اوقات خوش آں بود کہ بایار بسر شد   باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

ترجمہ

①

② وقت تو وہی اچھا ہے جو یار کے ساتھ گذرا ہو ——— باقی سب بے کار اور بے خبری ہے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ تبدیلیاں منتہی کے لئے طبعی ونفسانی ہیں نہ کہ روحانی وقلبی اس لئے ایسی تبدیلیاں نقصان دہ تو کیا مفید ہوتی ہیں۔ اس میں عبدیت کی حقیقت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ان سے عجب فنا وخالی ہاتھ ہونا آنکھ سے نظر آ جاتا ہے۔ یہ حقیقت میں قبض کی قسم ہے جس کی حکمتیں یہ ہیں۔ اختیاری کام کی پابندی ایسے ہی وقت دیکھنے کے قابل ہے (اور یہ) امتحان کا وقت ہے اگر اس امتحان میں پاس ہوگئے تو اعلیٰ درجہ کے نمبر کے مستحق ہوگے۔ خوب غور کر کے سمجھئے۔ کئی بار اس کو پڑھیے میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں۔

قبض کے فوائد

حال: کبھی برے اعمال کی وجہ سے انسان سے طاعات میں لذت ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں اور اس قبض میں جو سالکین کو پیش آتا ہے کیا فرق ہے؟

تحقیق: یہ بھی قبض کی ایک قسم ہے اور یہ بھی سالکین کو پیش آتی ہے اور ایک دوسری قسم جو کبھی خرابی، سستی اور ملال کی وجہ سے (سالک کو) طبعی طور پر پیش آتی ہے اور کبھی امتحان کے لئے بھی پیش آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے پیش آتی ہے کہ معلوم ہو کہ یہ حق کا طالب ہے یا لذت کا طالب ہے۔

* * *

حال: تربیت السالک واکمال الشیم کے مطالعے سے مجھے میری حالت قبض کی حالت لگتی ہے۔ ان رسالوں

میں کیونکہ قبض کا علاج بھی لکھا ہوا ہے اس لئے ہر طرح طبیعت کو بہلانے کے باوجود ان کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ مجبور ہو کر حضور کو علاج کے لئے حضور کو تکلیف دی۔ امید کہ حضور والا علاج فرما کر پریشانی دور فرمائیں گے اور موجودہ حالت کے بارے میں بتائیں گے کہ یہ بری ہے یا اچھی ہے۔

تحقیق: جو بات غیر اختیاری ہو سب پسندیدہ ہے اور ایسا قبض خود مفید حالت ہے۔ اس کا علاج ضروری نہیں۔ علاج کے عنوان سے بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ اس حال کو ختم کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبض کے وقت یہ عمل کیا جائے گویا وہ اعمال قبض کے آداب وحقوق ہیں پھر ان اعمال کے بعد خواہ وہ قبض رہے یا جائے، دونوں حالت میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا اور سب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے اس دستور العمل سے اگر پریشانی کی ذات (باقی) بھی رہے تو اس کا وصف نہ رہے گا مشاہدہ سے معلوم ہوگا۔

مطلوبیت مقامات ہے نہ حالات

حال: مجمع الفضائل منبع الفواضل مخزن برکات مظہر حسنات حکیم الامت مولانا و مرشدنا و ہادینا حضرت مخدومنا مولوی اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس تحریر کے لکھنے تک بندہ خیریت سے ہے اور حضرت عالی شان کی خیر و عافیت ہمیشہ مطلوب ومرغوب ہے۔ حضور عالی! ایک عرصہ دراز سے خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا ہے رکاوٹیں پیش آتی رہتی ہیں۔ گزارش یہ کہ خاکسار کی عمر ۵۲ سال کی ہے۔ ۳ سال طالب علمی میں گزرے اس کے بعد ایک بزرگ سے بیعت کی۔ افسوس کہ نہ پیر کی خدمت حاصل ہوئی نہ ذکر واذکار کا سلسلہ جاری رہا لیکن بزرگوں سے عقیدت تھی۔ اکثر توحید ونعت میں اشعار پڑھنا آب دیدہ ہونا شعار (طریقہ، عادت) تھا اگرچہ خواہش وہوس اور شہوات میں قید رہا۔ اچھے اچھے خواب نظر آتے تھے۔ چار پانچ مرتبہ سردار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آخر میں ایسا دیکھا کہ میدان میں پڑا ہوا معلوم ہوا کہ حضور تشریف لاتے ہیں۔ میں اٹھ بیٹھا حضور نے خاکسار کو اپنے گلے لگایا اس طرح کہ ریش مبارک کے بال میرے شانہ کو چھوتے تھے میں نے دو بار کہا صدقے آپ کے یا رسول اللہ۔ صدقے آپ کے یا رسول اللہ۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ایک بار دیکھا کہ میں بادل کا ٹکڑا ہو گیا ہوں جو دو سو گز کا چوکور ہوگا اور زمین سے ایک میل کی بلندی پر درمیانی چال پر رواں تھا۔ پیچھے چند بادل کی ٹکڑیاں آرہی تھیں جن پر میں تھوکتا تھا میر جسم بالکل نہیں تھا۔ میں صرف بادل ہی بادل ہو گیا تھا۔ یہ اور بہت سے خواب اسی قسم کے دیکھے۔ بلندیوں پہاڑوں بے حساب زینوں پر

چڑھا کرتا تھا۔ ایک بار دیکھا کہ بہت سے زینوں پر چڑھ گیا ہوں وہاں چند زرد لباس پہنے ہوئے لوگ ملے مجھ کو سونے اور روپیہ کے سکے دیئے۔ آخر میں ایک خوب صورت لڑکا آیا اور موتی کا مالا میرے گلے میں ڈالا۔ میں اس کو پہن کر فخر و ناز سے ٹہلنے لگا۔

افسوس کہ تین چار سال سے اس قسم کے خواب بند ہیں بلکہ اس کے الٹ نیچے اترنا، گرنا، پڑنا برعکس نشیب میں اترنا گرنا پڑنا عصا، جوتا، چھتری گم جانا نظر آتا ہے عصا، جوتا اور چھتری وغیرہ کا چند سال سے ہوا وہوس (خواہش) اور شہوات سے مغلوبی ہے۔ اس کی وجہ یہ لگتی ہے کہ کسی کامل (بزرگ پیر) کا سایہ نہیں طبیعت کو اطمینان اور یکسوئی نہیں شکر خدا کہ اب حضور کا دامن ہاتھ لگا ہے چونکہ مریض کو حضرت کے ساتھ (عقیدت) کامل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے واسطے مسیحائی کیجئے۔

ابتداء میں کیونکہ ایسے ایسے خواب دیکھے جن کی برکات سے "اینما تولوا وفی انفسکم" (جہاں تم منہ پھیرو وہاں اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تمہاری جانوں میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں) کا راز کھل گیا تھا اس لئے ہمیشہ ہستی مطلق کا جلوہ پیش نظر ہے اور ہر وقت یہ بیت ورد زبان ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار   جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس سرفرازی (عزت و مرتبہ) کے باوجود پھر یہ خرابی کیسی اس کا غم بہت کھا رہا ہوں۔ زندگی سے بیزار ہوں۔ عجیب بات یہ کہ مقام نور اور مجلس نبوی ﷺ کی آرزو رکھتا ہوں خدا نصیب کرے۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کسی مکان کے صحن میں کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور اندر ہیں۔ سامنے ایک عود دان رکھا ہوا ہے۔ مجھے کہا گیا کہ فاتحہ پڑھو۔ اس دن سے فاتحہ پڑھنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ ایک بار دیکھا کہ ایک کشادہ مکان ہے۔ لوگ کہتے ہیں: سید محی الدین کا مکان ہے۔ میں بالا خانہ پر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ہزار ہا لوگ کی ضیافت ہے۔ شیرینی کی دکانیں جابجا لگی ہیں۔ لوگوں نے کہا: تم بھی کھاؤ میں نے کہا: حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں بڑی دیر کے بعد بڑی شان وشوکت کے ساتھ حضور کی تشریف آوری ہوئی۔ میں فوراً اٹھا اور حضور کے گلے لگ گیا۔ اور زار زار رونے لگا۔ بار بار کہتا تھا کیا حضور مجھ کو نہیں جانتے تھے؟ حضرت بار بار فرماتے تھے: تمہیں کیا چیز کھانے کے لئے منع ہے۔ بس نیند سے آنکھ کھل گئی۔

حضور عالی! افسوس ہے کہ چند سال سے ایسی بشارتیں بند ہیں۔ خاکسار نے ایک عرصے تک وعظ کہنے میں زندگی گزاری ہے اور (شہر) کے اطراف (وعظ وغیرہ کے لئے) دورہ کرتا رہا ہوں گوئی میں ایک مدت بسر کی اکناف واطراف میں دورہ کرتا رہا اقسام کے تشویشات اور تفرقے رونما تھے ڈیڑھ ماہ پہلے ربیع الثانی کی پندرہویں

شب میں یہ ایک خواب دیکھا میرے ہاتھ میں ایک بانس یا ایک جھنڈا ہے جس کی نوک آسمان سے لگی ہوئی ہے۔ میں تاروں میں چھید (سوراخ) کرتا ہوں آخر میں پانچ تاروں میں سواخ کر ڈالا گھر میں فوراً تارہ سے رنگ برنگ کے انوار گرنے لگے۔

حضور عالی! بارہ سال سے مجھ کو ایک دینی مدرہ (مدرسہ فتح البرکات) کے نام سے بنانے کی آرزو ہے لیکن اس کی تجویز بنی نہیں۔ اسی ماہ کی ٢٧ تاریخ میں چند مقامی لوگوں نے بڑی تمنا سے ایک مسجد کی خدمت میرے ذمہ دی ہے۔ اسی کے متعلق مدرسہ بھی شروع کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ لوگ بالکل غریب ہیں لیکن میرے ہوا خواہ ہیں حضرت کی اجازت ہو تو مدرسہ شروع کرتا ہوں جس میں مقامی اور اطراف کے لوگ جوان بوڑھے تعلیم پائیں گے۔ کیمیائے سعادت مثنوی شریف۔ احیاء مکتوبات کا درس دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ درسیہ کتب کی تعلیم بھی ہوگی۔ آج کل کیونکہ ہر طرف لاعلمی کے وجہ سے الحاد و زندقہ کا زور ہے اور بے علم پیروں کی گرم بازاری ہے مسجدیں ویراں ہوتی جارہی ہیں روحانی تعلیم کی اشد ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ خاکسار کو مدرسہ شروع کرنے میں سہولت عطا فرمائے اور غیبی تائید ملے میری برسوں کی تمنا پوری ہو جائے۔

التماس

حضور عالی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ سے خاکسار کو کمال (یعنی انتہائی) عقیدت تھی۔ وہ تو مرحوم ہو چکے اب ان کے بدلے آپ کی ذات بابرکات ہے اب آپ کا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے۔ بندہ کو در فیض اثر سے محروم نہ فرمائیے اپنا غلام بنائیے۔ خاکسار کیونکہ بہت ضعیف ونحیف ہے اور ایک ناقص العقل وقلیل الفراست (کم سمجھ) ہے دماغ قوی طبیعت بارکش نہیں رکھتا ہے کوئی شغل مختصر بتلائیے غائبانہ روحانی تربیت فرمائیے۔

در پہ آیا ہوں ذری جاوے حکیم الامت   میں کھڑا ہوں مجھے بٹھلا دے حکیم الامت
ہوں مریض عصیاں میری مسیحائی کر   کوئی درماں مجھے دکھلا دے حکیم الامت
تشنہ مدت سے ہوں کر تشنگی کو دور مری   ایسا شربت کوئی پلوا دے حکیم الامت
سارا آموختہ اب بھول کے بیٹھا ہوں میں   یک سبق تازہ تو سکھلا دے حکیم الامت
دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی   مجھ کو منزل میں تو پہنچا دے حکیم الامت

حالات

افسوس کہ تربیت سے پہلے حضرت قبلہ پیر طریقت کا انتقال ہو چکا خاکسار شوق وہمت ساتھ لئے ہوئے

مقصود کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک مسافر بزرگ سے ارشاد سے اسم اعظم ذات کا ورد کرنے لگا پیشتر مراقبہ صوری میں ہیبت ہوتی تھی غرض حجاب کثرت اٹھنے سے بعد ہستی مطلق کا جلوہ ظاہر ہوا تھا پھر مراقبہ معنوی کی طرف رجوع ہوا حجاب غیریت نکلنے سے ذکر ذاکر بھول کر مذکور ہی مذکور کا جلوہ رہ جاتا ہے فوراً یہ بیت زبان پر آتی ہے۔ ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصور یار　　جب کبھی گردن جھکائی دیکھ لی

دل کا شوق اور آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن ہیبت طاری ہوتی ہے فوراً آنکھ کھل جاتی ہے یہ بیت زبان پر آتی ہے۔ ؎

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم نہ دادند　　تو بروں در چہ کردی کہ دروں خانہ آئی

ترجمہ: ''میں کعبہ کے طواف کے واسطے گیا اور انہوں نے مجھ کو راستہ نہیں دیا ـــــ تو نے باہر کیا کہ تو اندر آتا ہے یا آئے۔''

بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں (خدا خیر کرے) حضور عالی لطائف طے ہونا۔ مقام نور میں پہنچنا۔ مجلس نبوی ﷺ میں داخل ہونا۔ یہ تین مقصود میری زندگی کے ثمرات ہیں۔

اب امید ہے کہ حکیم الامت کی توجہات سے یہ مریض نیم جاں صحت یاب ہو کر اپنے دل اور آنکھ کو ٹھنڈا کرے گا اور جواہر مقصود سے اپنے دامن کو بھرے گا۔

دستگیری مری کر بہر خدا بہر نبی　　مجھ کو منزل میں تو پہنچا دے حکیم الامت

خاکسار کے اشعار

پیا آتے ہیں جب دل میں تو دل مسرور ہوتا ہے
جدا ہوتے ہیں جب دل سے تو دل رنجور ہوتا ہے
ہمیشہ آنے جانے سے رکھو آباد میخانہ
مرے ساقی کریموں کا یہی دستور ہوتا ہے
تمہاری مہر کے صدقے ہمیشہ مہرباں رہیو
تمہاری مہربانی سے مرا غم دور ہوتا ہے
مرے دل میں سما جاؤ مری آنکھوں میں رہ جاؤ
مرا دیدہ تمہاری دید میں مسرور ہوتا ہے

ہمیشہ چشم حق بیں کو انہوں کی دید حاصل ہے
اگرچہ غافلوں سے وہ صنم مستور رہتا ہے
رگ جاں سے مری نزدیک تر رہتے ہو تم پیارے
مگر یہ بندہ غافل تم سے کوسوں دور ہوتا ہے
پیا تھی جیو میں پنہاں نہ تھی مجھ کو خبر اس کی
کہ دلبر محمل دل میں سدا مستور ہوتا ہے
مٹا کر زنگ کثرت کو جو دیکھی پیو کی صورت
جہاں میں پیو کا وہ ناظر و منظور ہوتا ہے
تری تیغ ادا سے ذبح جو ہوتا ہے دنیا میں
حیات جاودانی سے سدا مسرور ہوتا ہے
پلا دو ساقیا یک جام وحدت مہربانی سے
بدل نصرت تمہارا شاکر و مشکور ہوتا ہے

دیگر

وہ نبیوں میں لقب رحمت کا پایا مقتدا ہوکر
خطاب الفقر فخری کا لیا وہ بادشاہ ہوکر
ہوا اول میں موجب خلق کا وہ مبتدا ہوکر
بنا آخر میں ختم المرسلیں وہ منتہا ہوکر
دو عالم کو بنایا شیفتہ وہ مہ لقا ہوکر
جہاں کے سارے محبوبوں میں نکلا دلربا ہوکر
بلائیں زلف کی لے کہتی ہیں صل علی حوریں
ملایک کہتے ہیں وا مرحبا تجھ پر فدا ہوکر
اداؤں سے تری جن و پری بے چین رہتی ہیں
کیا مدہوش حوروں کے تئیں نازک ادا ہوکر

فقط بی بی زلیخا حسن یوسف کی ہوئی شیدا
ترا عشاق ہوا ہے خالق عالم خدا ہوکر
انا من نور کہنا تجھ کو شایاں ہی بنی اللہ
تو جب کونین کو روشن کیا نور خدا ہوکر
تری زلفوں کا قیدی بن کے رہنا خوش ہے نصرت کو
کرے کیا لے کے شاہی تیری زلفوں سے جدا ہوکر

(کشف العلم، کشف الحق) دو رسالے لکھے گئے ہیں حضور کی خدمت میں بھیجے جائیں گے اور تصحیح کے بعد طبع کئے جائیں گے۔ حضور کی تصنیفات کی فہرست اور خاکسار کی رہنمائی کے لئے ایک رسالہ بالفعل مرحمت فرمائیں تو عین سرفرازی ہے۔ انشاء اللہ۔

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا مگر ضرورت مقامات کی ہے کیونکہ وہی مقاصد ہیں اور حالات کتنے ہی عالی ہوں اور اگرچہ محمود بھی ہوں مگر مقصود نہیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سارے حالات ہیں مقامات نہیں ہیں۔ حالات کا نہ ہونا مقصود اور نہ ہونا نقصان دہ ہے۔ اس بات کی شرح و تفصیل میرے رسائل دیکھنے سے ہوسکتی ہے خصوصاً ''قصد السبیل، مختلف مواعظ اور تربیت السالک'' دیکھنے سے۔ اس وقت اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے یہ متن ہے جس کی شرح کا پتہ اوپر ذکر کے رسائل سے ملے گا، مدرسہ کے لئے دعا دل و جان سے کرتا ہوں۔ (النور ص ۶۳)

اشرف علی از تھانہ بھون

یوم الاحد ۳۹ھ

نماز میں روشنی دیکھنا

سؤال: حضور کا ارشاد ہے کہ برے خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں ہے لانا نقصان دہ ہے۔ کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آرہے ہیں یا میں لایا ہوں مشکوک حالت ہو جاتی ہے کوئی معیار بتا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں واضح طور پر فرق سمجھ لیا کروں۔

جواب: معیار کی ضرورت نہیں جب (خیالات کے) آنے اور لانے میں شک ہے تو (ان دونوں میں) کم درجہ (جو آتا ہے وہ) یقینی ہے (اور قاعدہ ہے کہ) یقین شک سے ختم نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کو آنا ہی سمجھنا چاہئے۔

حال: پانچ چھ روز ہوئے ظہر کی سنن پڑھ رہا تھا تیسری رکعت میں مجھے بائیں آنکھ میں ایک دائرہ نما روشنی معلوم ہوئی اور نماز کے ختم آنکھ بند رکھنے میں اور کھولنے میں یکساں حالت رہی۔ سلام پھیرتے ہی وہ ختم ہوگئی۔ جب فرض شروع کیا تو اس میں شروع ہی سے دائیں آنکھ میں بہت تیز روشنی کا دائرہ پیدا ہوا اور نماز کے ختم تک رہا۔ سلام پھیرتے ہی یہ بھی ختم ہوگیا مجھے اپنے زشتی اعمال کو دیکھتے ہوئے یہ تو کبھی خیال بھی نہیں ہوا کہ میں بھی کسی حالت اور ثمرہ کا (نتیجے) کا مستحق ہوں اور اب جناب والا کے مواعظ دیکھنے کے بعد کبھی اس جانب توجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ میری عرض اس واقعہ کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ دماغی تصرف ہے۔

تحقیق: غالب یہ ہی ہے۔

حال: یا اور کوئی حالت ہے۔

تحقیق: ذکر کے انوار کا احتمال (گمان) ہو تو ہدایت فرمائی جائے۔

تحقیق: ہر حال میں اس کی طرف توجہ نہ کی جائے یعنی کمال مقصود نہ سمجھا جائے اور ہر حال میں شکر کیا جائے۔ اگر دماغی تصرف بھی ہو تب بھی کیونکہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور وہ یکسوئی معین (مددگار) اور مقصود ہے کما قال العارف الرومی ؎

از صفت و زنام چہ زائد خیال   واں خیال ہست دال وصال

(الانور ص۱۸۱)

ترجمہ: "تعریف اور نام سے زائد کیا خیال —— وہ تیرا خیال ہے جو کہ وصال کی علامت ہے۔"

مال اور اولاد وصحت کے فوات میں تفاوت اثر

سوال: دوسری تحقیق یہ ہے کہ متوسطین (درمیانے زمانے کے) اولیا کے حالات میں دیکھا سنا جاتا ہے کہ ان کو محبوب چیز جیسے اولاد اور صحت تندرستی کے ضائع ہو جانے سے غلبہ حال کی وجہ سے کچھ غم والم نہیں ہوا ہے بلکہ خوش ہوتے ہیں اور مسرت (خوشی) ظاہر کی ہے اس کے برخلاف انبیاء علیہم السلام اور کمل (کامل تین) اولیاء جن کے حالات انبیاء علیہم السلام کی طرح ہوگئے ہیں ان کو بہت ہی تمکین کی وجہ سے محبوب چیز کے جدا ہو جانے سے طبعاً ہر طرح کا غم والم محسوس ہوا ہے اور اس کے ساتھ دل سے خدا کے ساتھ اس کی مرضیات پر راضی اور خوش بھی رہے ہیں۔ بہرحال اولاد چونکہ ایک محبوب چیز ہے اور فطری طور پر ہر ایک کو اس سے محبت وتعلق ہوتا ہے اس لئے اس کے ضائع ہو جانے سے غم والم پیش آتا ہے اکمل اولیاء وانبیاء علیہم السلام کو بھی اس قسم کا

احساس طبعاً ہوتا ہے لیکن دل سے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہتے ہیں۔ عوام اس سے جدا ہیں کہ وہ ایسے موقع پر بے چین ہو جاتے ہیں اور دل سے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی نہیں رہتے ہیں۔ بہرصورت اکمل اولیاء اور انبیاء کو اس قسم کا احساس طبعی طور پر صرف اولاد ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا مال ومتاع کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی محبوب شے ہے۔ مال ومتاع کے ساتھ کیونکہ عوام کو زیادہ تعلق ہوتا ہے بخلاف خواص کے کہ ان کو اس سے بہت کم تعلق ہوتا ہے۔

اس لئے میرے ناقص مال ومتاع کے تلف ہو جانے سے غالباً طبعی طور پر رنج وغم والم نہ ہوتا ہوگا یا اولاد وصحت وتندرستی کی طرح مال ومتاع کے تلف ہو جانے سے بھی ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی بشری تقاضے کی وجہ سے غم والم ہوا ہے۔ تسلی فرمائی جائے۔

جواب: (مال ومتاع کے تلف ہونے سے ان حضرات کو بھی) طبعی طور پر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے مگر اولاد کے طبعی اثر کے برابر نہیں ہوتا ہے اس فرق کی وجہ بھی طبعی ہے وہ یہ کہ مال دوسری پسندیدہ ضروریات کے حصول کا آلہ ہے خود اس میں کوئی پسندیدگی نہیں ہے اور اولاد وصحت میں خود پسندیدگی ہے۔ اس فرق کی وجہ سے دونوں کے اثر میں بھی فرق ہے۔ (النور ص۱۰)

مقصودیت اعمال نہ احوال

ایک طالب صاحب کا خط آیا جو ذیل میں مع جواب کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ اس جواب سے پہلے ایک مضمون کلی لکھا گیا تھا اس کو پہلے نقل کیا جاتا ہے۔

مضمون کلی

مخدوم مکرمی دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ الطاف نامہ (خط) نے دو حیثیت سے مسرور (خوش) کیا۔ پہلے تو یاد آنے پر اور دوسرے مقصود حقیقی کی طلب سے۔ پہلے کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دوسرے کے لئے اس مقصود تک پہنچنے کی دعا کرتا ہوں۔ میں اس وقت تمام رسمی تعلقات اور تواضع چھوڑ کر صرف خلوص اور خیر خواہی سے اس طریق (سلوک کے راستے) کے بارے میں چند ضروری باتیں اصول جیسی ہیں عرض کرتا ہوں اگر ان کا اعتقاد اور ان پر عمل بطور تحقیق یا تقلید رکھا جائے تو ہمیشہ کی پریشانی اور غلط فہمی وکجروی (ٹیڑھے راستے) سے بچ جائے وباللہ التوفیق۔

پہلی بات: ہر مطلوب میں کچھ بنیادی باتیں ہوتی ہیں، کچھ مقاصد اور کچھ زائد اور تابع (ذیلی) باتیں ہوتی

ہیں۔ مطلوب سے پہلے بنیادی باتیں ہوتی ہیں جو کہ خود مقصود نہیں ہوتی ہیں (کیونکہ مقصود تو مطلوب ہوتا ہے) اور زائد اور ذیلی باتیں مطلوب کے بعد ہوتی ہیں جو مقصود نہیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح اس راستے میں بھی کچھ باتیں بنیادی ہیں اور وہ چند علوم اور مسائل ہیں جو بصیرت شانی المقصود (مقصود کو جاننے) پر موقوف ہیں۔ کچھ مقاصد ہیں اور ان ہی کو حاصل کرنا مقصود ہے ان پر کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے۔ کچھ زائد باتیں ہیں کہ ان کا ہونا کامیابی کا معیار ہے اور نہ ہونا ناکامی کا معیار ہے۔

دوسری بات: بنیادی باتوں میں سے اوپر کی پہلی بات (چند علوم رسائل) ہے جو غالبا ساری بنیادی باتوں میں سب سے بڑی اور ساری بنیادی باتیں اس میں موجود ہیں۔ دوسری بنیادی باتوں کے بارے میں سلوک کے درمیان وقتاً فوقتاً (موقع بموقع) تنبیہ واطلاع کی جاتی رہتی ہے۔

مقاصد (چند) خاص اعمال ہیں جو اختیاری افعال ہیں۔ جن میں ایک حصہ اعمال صالحہ کا ہے۔ جس کا تعلق (اعضاء) جوارح سے ہے جن کو سب جانتے ہیں۔ (وہ) نماز، روزہ، حج و زکوۃ اور دوسری وجب و مستحب طاعات ہیں۔ دوسرا اعمال صالحہ کا حصہ جس کا تعلق دل اور نفس سے ہے۔ جیسے اخلاص. تواضع اللہ تعالیٰ کی محبت، شکر، صبر، رضا (اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا) تفویض (اللہ تعالیٰ کے سپرد تمام کام اور خود کو بھی حوالے کر دینا) توکل خوف اور امید وغیرہ ہے ان (اعمال) کی ضدوں (جیسے ریا، تکبر، اللہ تعالیٰ کی محبت کا نہ ہونا، ناشکری، بے صبری، وغیرہ) کو ختم کرنا ہے۔ ان اختیاری عمال کو مقامات کہتے ہیں۔ ان ہی کو نصوص (قرآن و حدیث) میں حاصل کرنے کا حکم ہے اور ان کی ضدوں کو ختم کرنے کا کف اور ردع (رکھنے) کے معنی میں ہے۔ ان اعمال کا مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل ہونا ہے جو سلوک کی روح اعظم (بڑی روح) ہے۔

زوائد خاص احوال ہیں جیسے ذوق وشوق (کا ہونا) قبض وبسط (کی کیفیت کا پیش آنا) محو وسکر، غیبت وجد و استغراق کا اور ایسی ہی چیزوں کا ہونا ہے۔ یہ باتیں غیر اختیاری ہیں۔ مذکورہ اعمال کے نتیجہ میں ہوتی ہیں اور کبھی نہیں بھی ہوتی ہیں۔ ان باتوں کو نہ حاصل کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی ان کی ضدوں کو ختم کرنے کا حکم ہے۔ اگر (مذکورہ اعمال کے نتیجہ میں یہ) ہو جائیں تو پسندیدہ ہیں اگر نہ ہوں تو سلوک کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے المقامات مکاسب و الاحوال مواہب۔ (کہ مقامات حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال عطائیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سلوک کے راستے میں تین باتوں سے بحث ہوتی ہے ① علوم جن سے مقصود میں بصیرت حاصل ہوتی ہے ② اعمال جو مقصود ہیں اور ان ہی کا اہتمام ضروری ہے ③ احوال جو کہ مقصود نہیں ہیں لیکن

پسندیدہ ہیں (ان کے ہونے) کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔

تیسری بات: یہ قواعد کلیہ میں باقی جزئیات کو ان ہی کے مطابق سمجھ لیا جائے۔ اس میں ابتداء میں شیخ کی ضرورت ہے، کہ اس کا درجہ طبیب کی طرح ہے اور طالب کا درجہ مریض کی طرح ہے۔ طبیب سے اپنا حال کہا جاتا ہے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اس کا استعمال کر کے اس کو اطلاع کی جاتی ہے وہ پھر جو رائے دیتا ہے اس پر عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح صحت کے حاصل ہونے تک سلسلہ جاری رہتا ہے اسی طرح سلوک میں بھی یہی دو باتیں ہیں (کہ) مقصود کے حاصل ہونے تک یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت کے پکا ہونے تک اطلاع اور اتباع ہے۔

خط طالب مع جواب

حَال: میرے مخدوم مکرم ومحترم زاد مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کے بمبئی قیام کے زمانے میں میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے شاہ ...... صاحب مرحوم مدراسی سے بیعت کی تھی بیعت کے بعد ذکر و وظیفہ کے بغیر میرے جذبات اتنے ابھرے تھے اور نماز میں مجھے اتنا لطف آتا تھا کہ عرض نہیں کر سکتا۔

تحقِیق: یہ کیفیات احوال میں سے ہے جو کہ غیر مقصود ہے نیز احوال کو دوام نہیں ہوتا (یعنی احوال ہمیشہ نہیں رہتے ہیں)۔ مقصود نہ سمجھنے کا انجام مایوسی و پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں۔

حَال: شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور تمام جذبات وشوق میں انحطاط ہونے لگا۔ اب کسی بات میں لطف نہیں آتا نماز بے لطف رسمی طور پر ادا کر لیتا ہوں۔

تحقِیق: اگر یہ بے لطفی کی کیفیت عمل پر استقامت کے ساتھ ہے تو یہ قبض کہلاتا ہے جو احوال رفعیہ میں سے ہے اور بے حد مفید ہے اور اگر اعمال کے چھوڑنے کے ساتھ ہے تو حجاب (پردہ) ہے جس کے تدارک اور لازمی کی صورت اعمال کی طرف لوٹنے سے ہو گئی ہے۔

حَال: یہ شامت اعمال اور میرے گناہوں کے نتیجے ہیں۔

تحقِیق: نہیں! بلکہ فن میں بصیرت (سمجھ بوجھ) نہ ہونا اس کا سبب ہے۔ جس کا علاج بہت سہل ہے یعنی مبادی (بنیادی باتوں) کا استحضار اور اعمال پر دوام واستمرار (یعنی اعمال کو ہمیشہ کرنا ہے)۔

حَال: یہاں جس بزرگ کا نام سنتا ہوں ڈھونڈ کر ملتا ہوں۔

تحقِیق: طلب کی علامات ہیں مگر جب تک کسی محقق کی خالص تقلید اور اطلاع کا سلسلہ جاری نہ ہوگا مقصود سے قرب نہ ہوگا یا قرب ہو بھی گیا مگر بصیرت نہ ہونے سے تسلی نہ ہوگی۔

حال: وہ مجھ کو بڑے بڑے اذکار بتا دیتے ہیں۔

تحقیق: یہ سب محقق نہ ہونے کی علامات ہیں۔

حال: میرا دل مردہ۔ ذرا بھی عبادت کا شوق نہیں ذکر یا وظیفہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔

تحقیق: محققین سب حالات کا لحاظ کر کے حال کے مناسب (ذکر و وظیفہ) بتاتے ہیں اور جو محققین نہ ہوں ان کے بارے میں کہتے ہیں۔

خستگاں را چو طلب باشد وقوت نہ بود　　گر تو بیداد کنی شرط مروت نہ بود

ترجمہ: ”مفلسوں کو جب طلب ہو اور روزی نہ ہو ——— اگر تو ظلم (ناانصافی) کرے گا تو انسانیت نہ ہوگی۔“

حال: مولوی ...... صاحب فرنگی محلی یہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے سنا تھا کہ وہ بھی اسی راہ کے سالک (چلنے والے) ہیں ان سے ملا التجا کی۔ انہوں نے کئی وظیفے ارشاد فرمائے۔ میں مشکل سے ان وظائف کو ایک ہفتہ ہی کر سکا۔

تحقیق: میں اپنے معمول کے خلاف (یعنی یہ میرا معمول نہیں ہے کہ کسی کے بارے میں کچھ بتاؤں مگر) صرف جناب کی سچائی اور طلب کو دیکھ کر سچی بات ظاہر کرتا ہوں کہ آپ نے ان کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ بتانے والے کی بڑی غلطی تھی وہ تو اس طریق کی کسی ابتدائی منزل پر بھی نہیں ہیں۔

حال: ذکر وظیفہ سے پہلے میرے کمبخت دل کو تیار کرنا چاہئے کہ پہلے کی طرح ذوق و شوق پیدا ہو۔

تحقیق: خود اسی (بات ذوق وشوق پیدا کرنے) کے اہتمام ہی کی ضرورت نہیں اعمال اختیاریہ سلوک کے قدم ہیں ان سے چلنا چاہئے۔

حال: میرے مخدوم! میں صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ خلق اللہ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق) میں مجھ سے زیادہ بدترین اور ارذل (بہت زیادہ ذلیل) کوئی نہ ہوگا سر سے پاؤں تک گناہ و معصیت میں آلودہ ہوں۔

تحقیق: ایسا سمجھنا یہ بھی ایک مقام ہے۔ الحمد للہ یہاں تک تو قدم پہنچا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ترقی ہو جائے گی۔ اعمال میں اشتغال شروع کرنا چاہئے۔

حال: یہ صرف شامت اعمال ہے جس کی سزا میں بھگت رہا ہوں۔

تحقیق: احوال کا نہ ہونا تو شامت اعمال ہے نہیں ہاں اگر اعمال میں رکاوٹ ہے تو وہ بے شک قابل نظر ہے جس کی تلافی اختیاری ہے یعنی ہمت سے دوبارہ اعمال کو کرنا۔

حَالؒ: مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناامید بھی نہیں ہوں کبھی کبھی گھبرا کر پاگل بن جاتا ہوں دل دھڑکنے لگتا ہے۔

تحقِیق: فن میں عدم بصیرت سمجھ بوجھ ہونے کی وجہ سے خلاف حقیقت خیالات بہت آتے ہیں وہی اس کا سبب بھی ہیں۔ بنیادی باتوں کے استحضار سے یہ پریشانی ختم ہو جائے گی۔ اس سے جو سوداویت وغیرہ ہوگئی ہو اس کا طبی علاج بھی ساتھ ساتھ ضروری ہے۔

حَالؒ: حکیموں کی تجویز ہے کہ سوداویت بڑھ گئی ہے۔

تحقِیق: ایسا ہو جاتا ہے جس کا تدارک ابھی عرض کیا ہے۔

حَالؒ: کئی دنوں سے ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ کی خدمت میں اپنا حال سچا سچا عرض کروں سو عرض کر دیا۔

تحقِیق: بہت ہی اچھا ہوا۔

ع نہ تواں بنہفتن درد از طبیبان

ترجمہ: ”درد کا چھپانا ممکن نہیں ہے طبیبوں سے۔“

حَالؒ: اللہ ایسی توجہ فرمائیے کہ مجھ بدبخت گناہ گار کی حالت سنبھل جائے ورنہ میرا تو کہیں ٹھکانہ نہیں۔

تحقِیق: میں نے واللہ دل سوزی وخیر خواہی کا کافی حق ادا کر دیا ہے آگے عمل کرنے سے نفع نظر آ جائے گا۔

حَالؒ: شدید سزا کا مستحق عبداللہ احمد۔

تحقِیق: (سزا نہیں) بلکہ جزائے مزید۔ (النور ص ۱۲۶)

حَالؒ: نماز میں میں یہ چاہتا ہوں کہ رقت ہی رقت رہے اس کی کیا صورت ہے۔

تحقِیق: غیر اختیاری باتوں کا کبھی ارادہ نہ کریں۔ (اس کا) انجام پریشانی ہے۔ جو ہو جائے خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اصلی کام میں لگیں۔

حَالؒ: عشا کے بعد اسم ذات شریف یعنی (اللہ اللہ) جو میں پڑھتا ہوں اس میں پہلے لگتی تو رقت نہیں تھی مگر اب وہ بات نہیں ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقِیق: یہ مرض نہیں لازمی بات ہے۔ سب کو یہی ہوتا ہے۔ باقی سب محمود ہے اصلی کام میں لگے رہئے۔ ان باتوں کی فکر نہ کیجئے۔ (النور ص ۲۳۶)

حَالؒ: مگر رقت (رونے اور نرمی کی کیفیت) پھر بھی نہیں ہوئی۔ حضور اصلاح فرما دیں۔

تحقِیق: رقت مقصود نہیں۔ اس فکر میں نہ پڑیئے۔ اوپر بھی غیر اختیاری باتوں کا قاعدہ لکھ چکا ہوں۔ (النور ص ۲۳۷)

حَالؒ: دو سال کا عرصہ ہوا جب حضور میں حاضر ہوا تھا۔ عرض کیا تھا کہ اللہ اللہ کے بجائے انا للہ کہنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ حضور کی توجہ سے یہ حالت اس وقت مٹ گئی اور اپنے کام میں مشغول رہا۔ اب ایک نئی حالت پیدا ہوئی وہ یہ کہ قلب میں اللہ تعالیٰ کے تصور سے کبھی سورج اور کبھی چاند کی طرح لگتا تھا اور سارا جسم تاروں کی طرح لگتا تھا۔ پھر یہ سب مٹ کر تمام جسم میں ایک روشنی سی پھیل گئی۔

تحقِیق: ان آثار کی یہی کیفیت ہے۔ ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

(النور: ص ۲۴۵)

تَرجَمَہ: ''اگر دن گزر گئے تو کہہ چلو ڈر نہیں ہے ـــــــ تو وہی ہے اے وہ ذات کہ تیری طرح کوئی پاک نہیں ہے۔''

حَالؒ: (حضور کے) ارشاد عالی کے مطابق تربیت السالک کے چوتھے اور پانچویں حصہ کا مطالعہ کیا گیا۔ دل کو بہت اطمینان حاصل ہوا۔ ان سب رسالوں کے مطالعہ سے میری ناقص سمجھ میں یہ باتیں آئیں اور دل کو بھی اس پر اطمینان ہوا۔ اگر میری سمجھ غلط ہو تو فرمائیں۔

وہ باتیں یہ ہیں ضروری اور اختیاری چیزوں پر پورا پورا عمل کرنا۔

تحقِیق: خصوصی طور پر جن چیزوں میں شریعت کی تاکید ہے ان کا سخت اہتمام رکھنا۔

حَالؒ: غیر ضروری بات میں اختیاری چیزوں کے پیچھے ہرگز نہ پڑنا جلدی نہ کرنا خواہشات کو روکنا۔ الحمد للہ اب وسوسہ وغیرہ کم ہیں۔

تحقِیق: ماشاء اللہ آپ بالکل صحیح سمجھے۔ (النور: ص ۳۱۹)

◆

حَالؒ: احقر کو جناب والا سے بہت شرمندگی ہے کہ حاضر خدمت ہونا تو درکنار خط بھیجنے سے بھی قاصر (مجبور و معذور) ہے صرف معمولات ادا کر لینا تو ایسا ہے کہ جیسے ایک ہی نسخہ پیتے چلے گئے، جس کا نتیجہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جناب ولا کے فیض سے محروم ہوں۔ قلب بالکل غافل و لاہی (بھولنے والا) ہو گیا ہے اور بالکل کورا (خالی) لگتا ہے اس میں کوئی محرق (ابھارنے والا) نہیں رہا۔ قبض و بسط کسی چیز کی حس نہیں رہی۔ معمولات بھی بے ترتیب ہوتے ہیں اگرچہ ناغہ نہیں ہوتے ہیں۔ افسوس اور ملال تو ان سب باتوں پر ضرور رہتا ہے اور حاضر ہونے کی دھن ضرور ہے۔ باقی قلب کی حالت بہت خراب ہے۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں کہ جناب والا حاضر

ہونے تک دور ہی سے مدد فرمائیں۔

گھر والوں کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے کہ معمولات برابر جاری ہیں مگر ناغہ ہو جاتے ہیں اور ان میں جی نہیں لگتا توجہ فرمائیے۔

تحقیق: حاصل آپ کے سارے خط کا حاصل یہ ہے کہ اعمال ہیں مگر احوال نہیں۔ تو اس میں سوال یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور بات کی تحقیق ضروری ہے وہ یہ کہ کیا احوال لازمی ہیں یا غیر لازمی ہیں۔ اگر لازمی ہیں تو ان کی دلیل کیا ہے اور اگر لازمی نہیں ہیں تو رنج کیوں ہے؟ (ایسی حالت میں تربیت السالک کی جلدوں کا مطالعہ ضروری ہے) گھر والوں کے لئے بھی یہی جواب ہے۔ (النور، ص ۳۵۲)

حال: ایک بات میرے اندر یہ ہے کہ جس طالب علم سے ذرا تعلق زیادہ ہو جاتا ہے اس کے بارے میں دل یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس ہی پڑھتا رہے۔ مدرسہ میں مدرسین اساتذہ بھی ہیں اور غیر اساتذہ بھی۔ اگر اساتذہ کے پاس جا کر پڑھتا ہے تو خیر کچھ قلق نہیں ہوتا۔ ہاں اگر غیر اساتذہ کے پاس سبق شروع کرتا ہے تو قلق ذرا زیادہ ہوتا ہے۔ نفس سے خطاب کرتا ہوں تو کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ یہ نفس کی ہی شرارت ہے البتہ اگر وہ مسلم غیر دیندار ہوتا ہے تو نفس کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ قلق و افسوس اس وجہ سے ہے کہ ہیں اس طالب علم پر صحبت بری کا اثر نہ پڑ جائے۔ چنانچہ ایک مدرس مدرسہ میں بدعت کے کاموں کی طرف میلان رکھتے ہیں بلکہ اس میں شرکت بھی کرتے ہیں۔ ہمیشہ دل سے چاہتا رہتا ہے کہ ان کا تعلق مدرسہ سے ختم ہو جائے تو اچھا ہے۔ طالب علم ان کے پاس پڑھ کر ان جیسا ہو جاتا ہے (اہل مدرسہ کو اس طرف بالکل توجہ نہیں)۔

آج اپنے ایک طالب علم کو ان کے پاس خوشنویسی سیکھتے ہوئے دیکھا (یہ صاحب عربی خط خوب جانتے ہیں) بس دیکھتے ہی قلب پر بہت بڑا اثر ہوا۔ تین چار گھنٹہ مسلسل رہا۔ سمجھاتا تھا کہ آخر کیوں اتنا رنج کرتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو تیرا کیا نقصان ہے؟ تجھ سے جہاں تک ہو سکے اصلاح کرتے رہنا اس کے بعد کہیں دل کا اثر کم ہوا۔ دل اب بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ (طالب علم) ان سے سیکھنا چھوڑ دے۔ ایک تو یہ بات ہوتی ہے، دوسری یہ کہ اگر کسی مدرس کے پاس سے چھوڑ کر میرے پاس پڑھنے آ جائے تو کچھ خوشی لگتی ہے نفس کو مزہ آتا ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت تو غیر اختیاری ہے اور اثر بھی غیر اختیاری ہے مگر اس کی چاہت پر عمل کرنا اختیاری ہے تو اختیاری سے بچئے اور غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیئے اگر رنج ہو تو برداشت کیجیے۔ (النور، ص ۳۸۸)

* * *

حال: بتاریخ ۵ر شعبان کو عشاء و مغرب کے درمیان غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ خادم کے بائیں ہاتھ کی

طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر حلوے کی طرح ایک چیز خادم کو عطا کی اسی وقت خادم کے دائیں ہاتھ یعنی دائیں طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز یعنی حلوا خادم سے لے لیا یعنی خادم نے ان کو دے دیا۔ اسی وقت خادم کو معلوم ہوا کہ بائیں جانب کا دست مبارک حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور دائیں جانب کا مبارک ہمارے حضور سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حلوا دیتے وقت خادم کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی جناب اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھو گیا تو خادم کی زبان سے الحمد للہ نکلا اور خادم نے خود اپنے ہاتھوں کا بوسہ لے کر آنکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا پھر آنکھ کھل گئی۔ اس وقت خادم کے دل میں بے حد فرحت و سرور پیدا ہوا بلکہ اس فرحت کا اثر خادم کے دل میں اب تک باقی ہے تحقیق کے لئے عرض کیا ہے۔

تحقیق: بائیں طرف دل ہے۔ وہ حلوا عشق کے بعض حالات ہیں جن کا سبب موسیٰ علیہ السلام کی نسبت (و تعلق) ہے چنانچہ دیکھنے کی تمنا اسی سے پیدا ہوئی تھی۔ دایاں ہاتھ قوی اعمال کا آلہ ہے۔ اس سے حلوے کے لے لینے میں اشارہ ہے کہ احوال کو غیر مقصود سمجھ کر اعمال میں مشغول ہونا چاہئے۔ اعمال کے اہتمام کا سبب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت (وتعلق) ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اعمال احوال سے افضل ہیں اور قرب کا زیادہ سبب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ممکن ہے کہ آپ کسی شک وشبہ کا جواب ہو۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ احوال کو اعمال میں فنا کر دینا چاہئے۔

غیر صاحب حال کا جنت سے بے پروا ہونا مذموم ہے

حال: ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کا خیال رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی طلب میں جنت کا خیال بھی مغلوب ہے۔

تحقیق: جو شخص صاحب حال نہ ہو اس کا یہ حال حقیقت معلوم ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ علم کی کمی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوزخ کی سزا دیں اور اس سے ناراض نہ ہوں تو کیا جو شخص صاحب حال نہ ہو وہ اس پر راضی ہوگا۔ اس لئے یہ دھوکہ ہے۔ اور (اگر) صاحب حال ہو تو اس کا یہ حال معاف ہے۔

آثار فنا

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ مخدومی ومکرمی وسیدی وشیخی مدت فیوضکم العالی۔ اما بعد! سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ حضرت والا کے سفر کے دوران بندہ نے ہمیشہ کے معمولات کے علاوہ ظہر کے بعد بھی بارہ ہزار کا معمول رکھا تھا۔ اور حالات یہ ہے کہ ذکر کے دوران کبھی دائیں بائیں یا سامنے انوار چاند کی روشنی کی طرح لگتے ہیں۔ کبھی سر پر چاند کی طرح اور کبھی سفیدی اور کبھی ستارے نظر آتے ہیں۔ مگر دیر تک نہیں رہتے ہیں۔ جب

خیال اس طرف جاتا ہے تو غالب ہو جاتے ہیں۔ جب اپنے نفس پر نفسانی خیالات کا غلبہ پاتا ہوں یا دنیاوی خیالات آتے ہیں تو ذکر کے دوران اگر یکسوئی نہ ہو یا خیالات آتے ہوں تو حضرت والا کا تصور کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے سب ختم ہو جاتے ہیں۔ جب مراقب ہو کر بیٹھتا ہوں تو اپنے قلب میں ایک نور معلوم ہوتا ہے خدا کے فضل سے اس وقت اپنے مرض کا بھی پتا چلتا ہے اور (رسالے) تکشف کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوا۔ بہت سے اہم مسائل معلوم ہوئے اسی طرح اپنے علاج بھی ملے وغیرہ ذلک۔ یہ حالت ایک قسم پر نہیں رہتی ہے کبھی رغبت کبھی رہبت (ڈر) وغیرہ طاری ہوتا ہے۔ کبھی مشاہدہ وقرب خداوندی کے خیال کا غلبہ کبھی حضوری کا اثر پاتا ہوں۔ مراقبہ سے قلب میں ایک (قسم کی) کشش پاتا ہوں۔ اپنی اصلاح کی اور ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ خداوند کریم کو کس طرح راضی کروں اور کیسے ان کی ناراضگی سے بچوں اور کس طرح سے ان سے ملوں۔ اسی کشش سے قلب ہمیشہ بے چین اور مضطرب (بے قرار) ہے اور آہ کی آواز نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی طلب ہے۔ اس جدائی کے صدمہ سے جی چاہتا ہے کہ اپنے سینہ کو پھاڑ دوں اور اپنے کو ہستی سے مٹا دوں اس کا بیان مجھ سے ہو نہیں سکتا ہے۔ ہمیشہ جی چاہتا ہے کہ اپنے کو فنا کر کے مشاہدہ باری عزاسمہ کرتا رہوں مگر اپنے نفس سے ہوتا ہی نہیں کیا کروں؟

کبھی قلب پر ایک جوش پیدا ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ عبادت میں لگا رہوں غفلت سے کوئی وقت نہ گزرے غفلت کے بعد ہمیشہ اپنے قلب کو صدمہ سے بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اگر کبھی معمولات قضا ہو جائیں تو اس کا بیان ہی نہیں ایک کشش ہوتی ہے۔ وہ چین نہیں لینے دیتی ہے۔ جب تک کہ قضا کو ادا نہ کیا جائے اس وقت تک میل جول سے دل سے دل تنفر۔ مراقبہ کیوں مغرب کے بعد ہوتا ہے لہٰذا اس وقت سے صبح تک کسی سے بات چیت کرنے میں بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ اس وقت صدمہ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ (اگر کبھی گناہ ہو جائے تو) گناہ پر نہایت شرمندہ (ہوتا ہوں اور) توبہ کرتا ہوں ہر دن اہتمام سے روزانہ عشاء کے بعد دو رکعت رکعت نفل پڑھ کر توبہ کرتا ہوں چونکہ ہمیشہ فکر اصلاح ہے لہٰذا کوئی شغل اگرچہ وہ ہلکا سا ہی کیوں نہ ہو ایک بڑی رکاوٹ لگتا ہے حضور والا! (میں) جب اپنے حالات کو دیکھتا ہوں اور افعال و اقوال وغیرہ ذلک کی طرف خیال کرتا ہوں تو اپنے کو کچھ نہیں پاتا ہوں۔ کیا بتاؤں اپنے برے حال کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ حضور والا کیا تحریر کروں مجھے حسرت ہی حسرت رہی۔

ع بپایاں آمد ایں دفتر حکایت ہمچناں باقی
ترجمہ: ”کاپی بھر گئی لیکن قصہ باقی ہے۔“

تحقیق: فرحت فرحا کثیر افزادم اللہ ہذہ العلوم وہذہ الاعمال وہذہ الاحوال۔ میں بہت ہی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان علوم، اعمال اور احوال کو زیادہ فرمائیں۔

یہ جلد اول القاسم کے پرچوں میں مدت سے مسلسل چھپی ہوئی اس کی جلد ٦ کے نمبر ۲ بابت رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ میں اس جملہ پر ختم ہوئی ہے اس لئے یہ منقص اجر نہ ہوگی مگر اس جلد کے ختم ہونے کے قبل ہی کارکناں مطبع احمدی لکھنو نے اس کو جداگانہ طبع کرانے کا اہتمام کرنا چاہا چونکہ اس وقت تک یہ مکمل شائع نہ ہوئی تھی اس لئے صرف القاسم کی جلد ۳ نمبر ۹ بابت ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کے مضمون تک جو کہ اس جملہ پر ختم ہوا ہے -سلسلہ تعلیم کا جاری رہ سکتا ہے چھاپکر رسالہ الابتلاء لاہل الاصطفاء شائع کر سکے البتہ اس مطبوعہ احمدی میں خدا جانے کس عارض اتفاقی سے درمیان کی تھوڑی سی عبارت بے ترتیب ہوگئی جو اس کے بالکل صفحہ اخیر پر درج ہے کہ وہ القاسم میں مقدم ہے و یہ بے ترتیبی چھ مضر نہیں لیکن محض رفع اشتباہ کے لئے اس پر بھی متنبہ کر دیا بہرحال اس نمبر ۹ جلد ۳ کے بعد کا مضمون بوجہ مذکورہ مستقلا شائع ہونے سے رہ گیا، اس لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ اس بقیہ کو بھی بعنوان تتمہ جلد اول جداگانہ شائع کر دیا جائے یہ بقیہ القاسم میں جلد ۴ نمبر ۱۰ بابت جمادی الاول ۱۳۳۲ھ سے جلد ٦ نمبر ۲ بابت رمضان ۱۳۳۳ھ تک میں پھیلا ہوا ہے، نیز معلوم نہیں کس وجہ سے نامعلوم سے خود القاسم میں یہی تھوڑا سا مضمون اس جلد اول کے مسودہ میں سے شائع ہونے سے رہ گیا، مناسب معلوم ہوا کہ اس تتمہ کے ساتھ اس کو بھی بعنوان ضمیمہ جلد اول ملحق کر دیا جائے پس اول تتمہ کا مضمون پھر ضمیمہ کا مضمون بترتیب پیش کیا جاتا ہے۔

فقط

محمد اشرف علی سابع جمادی الاخریٰ ۳۴ھ

(النور: ص ۱۵۰)

حال: خیال ہوتا ہے کہ میرا حال جو کچھ ہے وہ صرف حضرت کی محبت و برکت و دعا کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ حالات و واردات محمودہ قلب پر نازل فرماتے ہیں۔ ضعف اور مرض کے ساتھ ہو جانے سے کیفیات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے جس کو غلطی اور نادانی سے اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے خواجہ را حاصل بجز پندار نیست

ترجمہ: ”خواجہ جانتا ہے کہ حاصل رکھتا ہے —— خواجہ کو جاننے کے سوا حاصل نہیں ہے۔“

تحقیق: یہی خیال مقصود کی شرط اور علامت ہے اللھم زد فزد۔ اللہ زیادہ فرمائیں اور ترقی عطا فرمائیں۔

حال: البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نعمت کا شکر ہے کہ ان کا احسان حد سے زیادہ (میرے) حال کی طرف متوجہ ہے کہ میری سخت گستاخیوں اور بدعملیوں کے باوجود وہ میری پردہ پوشی فرماتے ہیں اور مجھ جیسے بے کار تابکار کو اپنی خاص نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ والحمد للّٰہ علی احسانہ ؎

اے خدا قربان احسانت شوم　　ایں چہ احسان است قربانت شوم

ترجمہ: ”اے میرے اللہ میں تیرے احسان پر قربان ہو جاؤں —— یہ کیا احسان ہے کہ میں تجھ پر قربان ہو جاؤں۔“

ورنہ اپنا نقصان پہنچانا حد سے گزر گیا ہے ان کی نعمت حد سے زیادہ گزر گئی۔ آخر کار مجھ کو بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو (معافی) ومغفرت غالب آئے گی۔ ورنہ میں اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ نہیں پاتا ہوں اور توبہ بھی کوئی پختہ (پکی) نہیں ؎

گرا و توبہ بخشد بماند درست　　کہ پیماں ما بے ثبات است وست

ترجمہ: ”اگر وہ ذات توبہ قبول فرمالے تو درست ہے —— کیوں ہمارا عہد پیماں پائیدار اور درست ہے۔“

تحقیق: اس کی وجہ فنا (کی حالت) کی قسم ہے۔ اس کی تکمیل توکل تفویض اور حال کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ سے التجا اور جو چیزیں آئندہ نقصان دہ ہوں ان کو چھوڑنے سے کرنی چاہئے۔

حال: ایسا لگتا ہے کہ شرعی مسائل مجھے بہت کم یاد رہ گئے ہیں حالانکہ دن رات اکثر یہی مشغلہ ہے۔ مسئلہ پیش آجانے کے وقت کتاب سامنے ہوتی ہے تو اس وقت تو کچھ معلوم ہو جاتا ہے پھر دل کی توجہ اس طرف نہیں رہتی ہے اور اس استحضار کا اثر بھی مٹ جاتا ہے قلبی حالات میں بھی خبط میری حالت کخبط العشواء (بغیر سمجھ بوجھ کے کام کرنے والے کی طرح) ہے، میں کسی کام کا نہیں رہا نہ دل دانا نہ چشم بنیاد یہ حالت ہے کہ ؎

ہمہ در بند پنداریم ماندہ　　بصورتہا گرفتاریم ماندہ
ہماں بہتر کہ ما مشت ہوسناک　　کنیم آئینہ از زنگ ہوس پاک
زبود خود فراموشی گزینیم　　پس زانوئے خاموشی نشینیم
ہماں بہتر کہ ما در عشق پیچیم　　کہ بے ایں گفتگو ہیچیم ہیچیم

ترجمہ

① ہم ہر وقت آرام کی فکر میں رہے ہیں —— شکل وصورت میں گرفتار رہے ہیں۔

② یہی بہتر ہے کیونکہ ہم لالچ کی مٹی ہیں —— ہم نے آئینہ کو حرص کے زنگ پاک کیا۔

③ اپنی ہستی کو بھول چکے ہیں —— خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

④ یہی بہتر ہے کیونکہ ہم عشق میں لپٹے ہوئے ہیں —— کیونکہ اس گفتگو کے بغیر ہم کچھ نہیں کچھ نہیں۔

تحقیق: اس کا سبب فنا کے ساتھ قلب و دماغ کے ضعف کا مل جانا ہے اور سب محمود ہے بے فکر رہیں۔

(النور: ص ۱۸۰)

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق رمضان میں قرآن کا پڑھنا زیادہ رہا اور بہت ہی دلچسپی رہی۔ اب اکثر اوقات دل چاہتا ہے کہ ایسی خاموشی سے کسی کونے میں زندگی بسر کی جائے کہ موت و زندگی کی بھی خبر نہ ہو۔ زندگی کے کاموں کو سمیٹ رہا ہوں اس پر عمل بھی کر رہا ہوں حکام سے ملاقات ترک کر دی کیونکہ ہوس تو اسی سے بڑھتی ہے۔ ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا تھا حضرت کی خدمت سے واپسی کے بعد جو میں نے نماز و خطبہ پڑھایا تو لوگوں پر بڑا اثر ہونے لگا (لوگوں کا مجھ سے) اعتقاد شروع ہو گیا مجھ کو عجب کا خطرہ ہوا خوف ہوا کہ پڑھتے پڑھتے کچھ کا کچھ نہ ہو جائے۔ میں نے بالکل بے مروتی سے امامت سے انکار کر دیا۔ اب جامع مسجد میں اگرچہ فاصلہ پر ہے نماز مقتدی کی صورت میں پڑھتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ کہ آثار فنا شروع ہو گئے حق تعالیٰ ان کو مکمل اور راسخ (مضبوط) فرمائے۔ میرا دل اپنے احباب کے لئے جس چیز کا چاہتا تھا وہ یہی فنا ہے۔ امامت چھوڑنے میں جلدی فرمائی آئندہ ایسی باتوں میں مشورہ مناسب ہے مگر الخیر فی ما وقع (کہ خیر جو ہوا اسی میں ہے) اس کے بہانے سے جامع مسجد کی نماز نصیب ہو گئی جس میں ثواب کا تضاعف کئی گنا زیادہ ہے۔

حال: ڈر اور خوف اور جو وہم پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر توجہ کئے بغیر کام میں لگا ہوا ہوں سب سے زیادہ خطرہ یہ رہتا ہے کہ تو بدترین خلائق (مخلوق میں سب سے برا) ہے اور تیرا کوئی نیک کام کسی قابل نہیں ہے۔

تحقیق: یہ خطرہ تو بحر معرفت (اللہ تعالیٰ کی پہچان کے سمندر) کا قطرہ ہے خدا تعالیٰ اس کو دریا کر دے۔

(النور: ص ۵۶۹)

دل کے رونے کا مقصود ہونا

حال: حضرت! جب میں وعظ وغیرہ کہتا ہوں تو سننے والوں میں سے بعض رو دیتے ہیں مگر مجھے کبھی رونا نہیں آتا ہے اور نہ کبھی ذکر وغیرہ میں خدا کے خوف سے رونا آتا ہے۔ اس کا سبب سنگدلی (دل کی سختی) بے رحمی یا کچھ

اور یہ اپنے سنگدل (سخت دل بے رحم) ہونے کا خیال بہت آتا ہے۔ حدیث "انما یرحم اللّٰہ من عبادہ الرحماء" (کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتے ہیں) خیال کر کے دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ خادم کے تشفی فرمائیں۔ اگر کوئی رنج والا روئے تو اس کی مدد وغیرہ کر دوں گا مگر مجھے رونا نہیں آتا ہے۔

الجواب: رونا دل کا مقصود ہے آنکھ کا نہیں سو وہ حاصل ہے اس کی دلیل رونا نہ آنے پر افسوس ہوتا ہے۔

(النور: ص۱۵۲)

اپنے ہی سلسلے کے سمجھدار آدمی کو اپنے باطنی حالات بتانے کا جائز ہونا

سُؤال: حضرت کے تعلیم اور نفع ذکر بالکل کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں یا مثل مولوی عبدالغنی صاحب وغیرہ سے کہہ سکتا ہوں۔

الجواب: وہ اپنے ہیں اور فہم (سمجھدار) ہیں ان سے کہہ سکتے ہیں۔

حالات مبارکہ

حَال: ذکر میں بعض اور حالات بھی ہوتے ہیں مثلاً ایک مرتبہ ایسا لگا کہ دل وسیع کشادہ ہوگیا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ حضور کے دست حق پرست (حق والے ہاتھ) میں بندہ گنہگار کا ہاتھ بطریق بیعت دیر تک لگتا رہا۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ حضور کا دایاں ہاتھ بندہ کے قلب پر رکھا ہوا ہے۔ کبھی انوار دل سے یا دل کے برابر میں جو بھی چیز ہے اس سے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی اندر سے نماز واذکار میں سستی نہیں رہی بغیر تھکن کے ادا ہوتے ہیں بلکہ انس پاتا ہوں۔ ذکر بے اوقات کے علاوہ دوسرے بعض اوقات دل سے اللہ اللہ ایک حرکت کے ساتھ سمجھ میں آتا وہ حرکت شاید پھیپھڑے یا دل کی ہے۔ اسی طرح نماز کے اوقات میں خواہ کسی دوسرے کام میں کیسی ہی مصروفیت ہو یہ حرکت نماز کی یاددہانی کرایا کرتی ہے۔ اگر کسی گناہ کی طرف ارادہ ہوتا ہے تو اس وقت بھی نفی اثبات یا اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔ کبھی اور طریق سے بھی تنبیہات (خبرداری نصیحتیں) ہوتی ہیں۔

ایک مرتبہ تہجد کی نماز کے وقت آنکھ لگ گئی اٹھنے میں دیر ہو رہی تھی تو سوتے میں یہ آیت بار بار زبان پر تھی "یوم یجمعکم لیوم الجمع" الایۃ۔ ایک مرتبہ اسی طرح یہ آیۃ زبان پر تھی "وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر" ایک مرتبہ خواب میں لگا کہ حضور اقدس نے روپیہ اور زیور سے بھری ہوئی ایک تھیلی امانت رکھنے کے لئے عاجز کو دی ہے۔ عاجز حضور کے سامنے اس کو گن رہا ہے آنکھ کھل گئی۔ یہ سب کچھ حضور کی توجہات وتصرفات ہیں۔ بندہ محض گنہگار ہے اور اس وقت کچھ یاد نہیں آتا ہے کیا عرض ہو۔

تحقیق: یہ سب حالات مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی واستقامت نصیب فرمادے۔

حال: اس کے باوجود ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے خالی اور کورا رہ جاتا ہوں اس کو اپنی غفلت اور گناہوں کا باعث سمجھتا ہوں۔

تحقیق: ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے جب ایسا گمان ہو تو استغفار کی کثرت کرنی چاہئے اور کبھی اس میں دوسرے اسباب اور حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ بھی ایک بلند حالت اور نعمت ہوتی ہے جس پر صبر اور شکر ضروری ہے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے استغفار، شکر اور صبر سب کو کرلیا جائے۔

حال: البتہ ایک تجربہ ضرور یہ ہوا ہے کہ بندہ عاجز کے حال پر حضور کی توجہات دوسرے دنوں کے مقابلے میں شب جمعہ اور جمعہ کے دن زیادہ ہوتی ہیں۔

تحقیق: میرا اس میں خاص دخل نہیں صرف حق تعالیٰ کی جانب سے انا عند ظن عبدی بی (کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کا معاملہ ہوتا ہے۔

حال: دینی فوائد کے علاوہ دنیوی فوائد سے بھی بندہ محروم نہیں ہے۔

تحقیق: الحمد للہ فراغ دنیوی بھی نعمت ہے۔ (النور: ص ۱۵۷)

انوار کا توجہ کرنے کے قابل نہ ہونا

حال: میں اب تک نہیں سمجھا کہ لطائف میں جو فیض ہوتا ہے وہ کیا چیز ہوتی ہے؟ کتابوں کے دیکھنے سے ملتا ہے کہ انوارات رنگ برنگ کے اگر نمایاں ہوں تو اعتبار کے قابل نہیں ہیں ان کی نفی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ (بھی) محسوس ہوتا جائے اس کی بھی نفی ضروری ہے۔ انوارات کے علاوہ جو (کچھ) محسوس ہوتا ہے اس کی مثال ذرا مشکل ہے لیکن اسم ذات کی کثرت سے لطائف میں سوزش (جلن) ہوتی ہے اور کوئی ہوا کی طرح بھر کر پھیل پھیل جاتی ہے۔ شروع میں اس میں (بھاری پن) بوجھ محسوس ہوتا ہے اور جتنا غور وفکر کیا جاتا ہے اس میں باریکی سی پائی جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا چیز ہے اور اس سے کیا کام ہوگا۔

حقیقت میں یہ انوار وآثار توجہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان میں اکثر طبعی اسباب کا دخل ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی ملکوت (عالم ارواح) ناسوت (دنیا، اجسام کا عالم) کی طرح توجہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ناسوت اگر تاریک پردہ ہے تو ملکوت نورانی پردہ ہے۔ پردہ کوئی بھی ہو رکاوٹ تو ہے ہی۔ اس لئے اس رکاوٹ کو

دور کرنا واجب ہے۔ لیکن کیفیات میں (یہ بات ہے کہ) اگر یہ ہوں (کیونکہ ان ہونا ضروری نہیں ہے اگر یہ ہوں تو) ان کا ہونا مفید ضرور ہے کیونکہ ان سے مشاغل (ذکر و شغل کرنے والے کو) ایک قسم کی یکسوئی (حاصل) ہوتی ہے۔ اگر اس (کیفیت) کو ذکر میں استعمال کرے تو مفید ہے یعنی مذکور (جس کا ذکر کیا جا رہا ہو یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ خالص کرے ورنہ اگر اس میں مشغول ہوگیا تو یہ دوسری خطرہ والی چیز سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز ہے کہ مقصود سے غیر مقصود میں مشغول ہوگیا (کہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ کیفیات میں مشغول ہوگیا)۔

سوزش کے بعد جو چیز پھیلتی ہے وہ حرارت (گرمی) ہے۔ حرکت سے اس میں لطافت (باریکی) آجاتی ہے۔ اس میں بھی وہی ساری بات ہے جو اوپر (کیفیت کے بارے میں) ذکر کی ہے کہ یہ بھی یکسوئی پیدا کرنے والی ہے مگر مقصود نہیں ہے (النور ص ۶۰)

حال: اللہ تعالیٰ کا جمال یہ نہیں دیکھتے ہیں اور نہ ہی تصوف والوں کو اس کا دعویٰ ہے۔ محسوس ہونے والی اور عجیب و غریب چیزیں یا جو کچھ سرور حاصل ہوتا ہے تصوف والوں کے نزدیک اس کی فنا ضروری ہے۔

تحقیق: اس کی تحقیق نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

حال: تمام لطائف و دیگر مقامات مجددیہ میں جس کو فیض کہا جاتا ہے وہ حس میں ایک ہی صورت سے آتا ہے اور مراقب کو ایک ہی حالت تک پہنچاتا ہے۔

تحقیق: نہ اس کا مطلب سمجھ میں آیا ہے اور نہ اس سے جو مقصود ہے وہ سمجھ میں آیا واضح لکھنا چاہئے۔

حال: مجھ کو معلوم تھا کہ خفی (لطیفے) کا رنگ سیاہ ہے مجھ کو اس قسم کا رنگ اکثر اوقات دوسری جگہوں پر محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: خفی (لطیفے کے رنگ) سیاہ ہونا تو نقل کیا گیا ہے نہ کہ ہر سیاہ (چیز کا) خفی (ہونا نقل کیا گیا ہے) دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ کسی لطیفہ میں یہ سیاہی خفی (لطیفے) کا عکس ہو اہل کشف انوار لطائف کے ایک دوسرے پر عکس پڑنے کے قائل ہیں۔ تیسری بات یہ کہ بعض سیاہی ملی ہوئی ہوتی ہے اور یہ حقیقت خفی کا سیاہ ہونا منقول ہے نہ کہ ہر سیاہ کا خفی ہونا دوسرے ممکن ہے کہ دوسرے لطیفہ میں یہ سیاہی خفی کا عکس ہو کیونکہ اہل کشف تعاکس انوار لطائف کے قائل ہیں تیسرے بعض سیاہی خلطی ہوتی ہے اور یہ درحقیقت سند منع ہے متعلق احتمال اول کے۔

(النور ص ۱۶۱)

خلوت کی ضرورت

حال: میرے خالی باطن میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ دیکھئے کب تک یہ صرف دکھاوا میری قسمت میں ہے۔

تحقیق: یہ باطن کا خالی ہونا نہیں ہے یہ کمائی ہے مبارک ہو۔

سؤال: بعض ملنے والے بے کار زیادہ دیر تک کان کھاتے اور ہرج کرتے ہیں۔ ان سے سہولت اور نرمی کے ساتھ اٹھ جانے کی درخواست کر دی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

جواب: ان کو نہ اٹھایئے خود کوئی تنہائی کی جگہ اپنے لئے مقرر کر کے ان سے اجازت لے کر اٹھ جایئے۔

ذکر کے انوار

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ رات کو ذکر کی حالت میں خواب کی طرح اچانک ایک چاند روشن سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو گیا۔

تحقیق: قرائن (اندازے) سے یہ ذکر کے انوار لگتے ہیں مبارک ہو۔

پریشانی کا علاج

سؤال: میری طبیعت کچھ عرصہ سے بہت پریشان ہے اور کچھ کام نہیں ہوتا بعد صبح کی نماز بھی جماعت سے نہیں ہوتی ہے۔ حضور للہ دعاء فرمائیں خدمت میں حاضری کو بھی جی چاہتا ہے۔

الجواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تازہ غسل کر کے کپڑے بدل کر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار کرنا اور ایک ہزار بار یاباسط پڑھنا اس کے لئے مفید ہے اور آنے کا اختیار ہے۔

* * *

حال: حضور والا اس ناچیز کی مدد فرمائیں۔ مجھ سا نالائق شاید دنیا میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ عموماً دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں کوئی دین کے کام کا اور کوئی دنیا کے کام کا۔ مگر یہ بدنصیب کسی کام کا بھی نہیں ہے۔ جب اپنی یہ حالت سوچتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ اس زندگی سے مرنا اچھا ہے مگر اپنی بداعمالیوں پر یہ خیال ہوتا ہے کہ میں ناحق پیدا کیا گیا۔ یوں تو ظاہری و باطنی کوئی پرزہ سیدھا نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ دل کی کمزوری ہے۔

ادنی حالت اس ناپاک کی یہ ہے کہ شعبان کے آخر میں آنحضرت نے عنایت شفقت سے رحم فرما کر اس نالائق کو درِ اقدس حاضری کی اجازت عطا فرمائی تھی مگر اب تک نہ حاضر ہو سکا حالانکہ ظاہری اور حقیقی طور پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے اگر ہے تو صرف دل اور ارادہ کی کمزوری یا نفسانی شرارت کہ اب تک ہمت نہیں ہوتی۔ اس دل کی کمزوری کے لئے دو تین ماہ سے گورکھپور جو صرف تین گھنٹہ کا راستہ ہے جانے کا قصد و سامان کرتا ہوں اور کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سب سامان سفر درست کیا اور بالکل چلنے کے وقت ہمت پست ہو گئی اور نہیں گیا۔

چنانچہ کل بھی یہی واقعہ ہوا کہ سب اسباب بندھا ہوا تھا اور نہیں گیا۔ دل میں سبب تلاش کرتا ہوں تو سیکڑوں شرعی اور فرضی حیلے مل جاتے ہیں لیکن اصلیت یہ ہے کہ مجھے کسی سے ملنے یا بات کرنے میں بڑی الجھن ہوتی ہے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ کسی بات کا جواب دھڑکن و گھبراہٹ کی وجہ سے ٹھیک نہیں نکلتا۔ ملنا ملانا تو دور کی بات ہے صرف اس خیال سے تکلیف ہوتی ہے کچھ عجیب حالت ہے اکیلے نہایت شوق سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ جہاں کوئی شخص آیا اور سننے لگا بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب بھول گیا اور پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے نماز میں بھی جو سورت سیکڑوں بار کی پڑھی ہوئی ہے اگر پڑھتا ہوں اور کسی نے ذرا سا بول دیا بس بھول گیا۔ اب دوہرا کر پڑھوں تب پڑھ لوں ورنہ سب بھول جاتا ہوں۔

دینی و دنیاوی اپنا صاف نقصان دیکھتا ہوں مگر قلب و زبان میں قوت نہیں کہ اس کو دور کروں۔ تھوڑی سی زمینداری ہے اس میں پٹی دار لوگ اور ملازم لوگ طرح طرح کے ظلم کرتے ہیں۔ مگر میرے قلب و زبان میں اتنی قوت نہیں کہ حق ناحق بات کو طے کر سکوں۔ اسی طرح دینی معاملات میں بھی اکثر اوقات اس دل کی کمزوری کی وجہ سے بے غیرتی کی حد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور زبان نہیں کھلتی ہے۔ خاندان کے لوگ اکثر مروجہ، بدعات اور بری باتوں میں مبتلا ہیں مگر میں نفرت کے باوجود کچھ ان باتوں کی برائی بیان کر کے منع نہیں کر سکتا۔ غرضیکہ کچھ عجیب حالت ہے۔ دل کی کمزوری کا بہت علاج کیا مگر یہ حالت ختم نہیں ہوتی۔

اب حضور سے یہ عرض ہے کہ حضرت مجھ ناچیز پر رحم فرما کر دعا فرمائیں کہ اللہ پاک مجھ سے یہ مرض دور کر دیں اور زبان کی گرہ کھول دیں تاکہ یہ خاکسار در اقدس پر حاضر ہو جائے اور اپنی مراد کو پہنچے۔ ساتھ ہی حاضری کی اجازت بھی عطا فرمائی جائے بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے اس بدبخت کو کھینچ لیا جائے تاکہ بغیر آئے نہ رہا جائے۔

حضور یہ خط کئی بار اٹھ اٹھ کر ٹہل ٹہل کر لکھا ہے۔ اگر کوئی بات (حضور کی) طبیعت کے خلاف لکھی گئی ہو تو شفقت کے واسطے معاف فرمائیں کیونکہ اول تو یہ ناچیز کم علم ہے دوسرے دماغ و قلب کی کمزوری کی وجہ سے بہت لاچار ہے۔ مہینوں سے اس عریضہ کے لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا اور چند بار صفحہ یا دس پانچ سطر لکھا اور دماغ بے کار ہو گیا آج کچھ نصیب جاگا ہے کہ یہ عریضہ لکھا گیا۔ مضمون کی بے ربطی (بے جوڑ ہونا) کی معافی چاہتا ہوں۔

تحقیق: پورا خط پڑھا۔ سارے خط کا حاصل وہی ہے جس کو خود آپ نے بھی لکھا ہے اور اس کو سب سے برا مرض سمجھا ہے یعنی دل کا کمزور ہونا۔ اس کے بارے میں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ کوئی باطنی و اخلاقی مرض نہیں ہے۔ ایک طبی مرض ہے جو دین کو خود نقصان پہنچانے والا نہیں۔ لیکن بعض جگہ اس کی چاہت پر عمل کرنا نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے وہ ضرور اپنے اختیار سے ہوتا ہے۔ جس سے بچنا بھی اختیاری ہے اور ایسا نقصان تو اپنے

اختیار سے آنکھ اور کان سے بھی کرسکتا ہے (یعنی اگر آنکھ کان کو بھی اپنے اختیار سے غلط استعمال کر لے تو ان سے بھی نقصان ہوسکتا ہے) تو کیا کوئی شخص آنکھ کان کو نقصان پہنچانے والا کہہ سکتا ہے۔ بہر حال خود ضعف قلب کوئی مرض نہیں بلکہ مرض طبی ہونے کے سبب خود اجر کا سبب ہے اور بعض آثار کے اعتبار سے باطن کے لئے مفید ہے جب کہ اس سے پستی اور شکستگی (کمی اور ٹوٹا پن) پیدا ہوتا ہے جو سلوک کے راستے میں بہت بڑے مقصد میں سے ہیں۔ ؎

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود   ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ   جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ترجمہ

❶ جہاں پر پستی ہے پانی اس جگہ جاتا ہے —— جو جہاں ہو وہی اس کا جواب ہے۔
❷ یہاں دل دماغ تیز کرنے کی ضرورت نہیں ہے —— بادشاہ کا فضل صرف ٹوٹے ہوئے کو دیکھتا ہے۔

(کامیابی اور ناکامی کے لئے) پرکھنے کا بڑا معیار شریعت کی چاہت اور عدم چاہت ہے۔ اس پر عمل اختیاری ہے اور اس میں ضعفاء کی باضابطہ اعانت بھی ہے۔ پھر پریشانی کی کیا وجہ خوب غور کیجئے۔

خوراک زیادہ کھانے کی اجازت

حَالْ: کھانا بہت زیادہ کھاتا ہوں پھر بھی سیر نہیں ہوتا کوئی ترکیب ارشاد فرمائیے کہ تھوڑے پر قناعت ہو جائے۔

تَحْقِیق: خوراک کم کرنے کی فکر میں نہ پڑیں۔ ضعف ہو جائے گا۔ جب خدا تعالیٰ نے کھانے کو دیا ہے اور اجازت بھی دی ہے پھر تنگی کیوں کرتے ہو۔ پیٹ بھر کر کھانا گناہ تھوڑا ہی ہے۔

عاجزی انکساری اور شیخ کی عظمت کے غلبہ کے آثار

حَالْ: ؎

داغ دل عجاب لالہ زارے کردہ ام پیدا   زگل زخم جگر رنگیں بہارے کردہ ام پیدا
ماغریباں راتماشائے چمن درکار نیست   داغہائے سینۂ ماکمتر از گلزار نیست
من زجاں جاں شکایت میکنم   من نیم شاکی روایت میکنم
دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام   وزنفاق ست من خندہ یدم ام

شور جگر چکیدن پیغام وصل شنی ست بانگ شکست دلہا آواز مرحبائیست
درمیان جاں عجیب لبیہا ست وین نیاز و سوز دردت پیکہا ست
ہست لبیکے کہ نتوانی شنید لیک تا سر پائے بتوانی چشید
بار محبوباں باید کشید زہر چوں شہد و شکر باید چشید

ترجمہ

❶ میں نے دل کے داغ سے عجب عجیب باغ پیدا کیے —— پھول سے اپنے اندر زخم جگر پیدا کیا اور اسے رنگیں بہاریں پیدا کیں۔

❷ ہم غریبوں کو چمن کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے —— ہمارے سینے کے داغ باغ سے کم نہیں ہیں۔

❸ میں محبوب سے شکایت نہیں کرتا ہوں —— میں شکایت کرنے والا نہیں ہوں ایک بات کہتا ہوں۔

❹ دل میں کہتا ہے کہ میں محبوب سے رنجیدہ ہوں —— میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے ہنستا ہوں۔

❺ جگر سے آہ وفغان نکلنا امید وصل کا سبب ہے —— ٹوٹے ہوئے دلوں کی آواز ہی مرحبا کا سبب ہے۔

❻ میں بہت ہی لبیک کی صدائیں ہیں —— یہ نیاز مندی اور تیرے درد کی جلن میرے قاصد ہے۔

❼ لیکن لبیک ہے کہ تو اس کو سن نہیں سکتا ہے —— لیکن (جذبہ عشق کو) سر سے پاؤں تک محسوس کر سکتا ہے۔

❽ محبوب کی تکلیف کو برداشت کرنا چاہیے —— زہر کو شہد وشکر کی طرح ہی لینا چاہیے۔

میری کچھ عجیب حالت ہوگئی ہے اس سے پہلے بھی میں کوئی ذکر وشغل کا پابند نہ تھا لیکن حضرت کے سامنے بے تکلف اپنے حالات عرض کر دیا کرتا تھا اور بہت دیر دیر تک گفتگو کرنے میں بھی مجھے کچھ ڈر نہ تھا۔ نہ کسی مضمون کے پوچھنے میں حجاب تھا لیکن اب یہ حال ہے کہ آپ کے سامنے خاص اپنی حالت کے بارے میں گفتگو کرنے میں بہت ہی بوجھ لگتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ مجھ پر شفقت کرتے ہیں اور ہر طرح سے دلجوئی فرماتے ہیں۔

تحقیق: اس کی وجہ شیخ کی عظمت اور اپنی انکساری کا غلبہ ہے۔

اصطلاحی تشبیہ اور وجودی توحید میں فرق

حال: پہلے خط میں ایک مضمون تھا اس کی نسبت مزید استفادہ کی غرض سے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے میری اس

تحریر کے بارے میں ”کبھی رات کو نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی روشنی اور شعاع جو مسجد کی دیوار پر پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش مارتا ہے اور آیت مثل نورہ کمشکوۃ (کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایک طاق کی ہے جس میں ایک چراغ ہے) یاد آجاتی ہے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) میں ظاہر (ہونے والی چیز) کا غلبہ ہے جس کو اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ آیا اسی تشبیہ کا غلبہ اور مظہر میں ظاہر کا غلبہ توحید وجودی ہے کہ جس کی وجہ سے غلبہ انکشاف میں اقوال مشہور انا الحق وسبحانی وغیرہ نکلے۔

تحقیق: اس کیفیت مذکورہ کا تعلق حواس سے ہوا ہے اور کیفیت توحید وجودی کا تعلق زیادہ قلب اور وجدان سے ہے۔

درد کا محبوب ہونا

آج کل دل کی حالت یہ ہے کہ وہ درد پھر دوبارہ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ دوسری بیماری بھی مل جاتی ہے جیسے وحشت، خوف اور گھبراہٹ۔ کبھی دل کی کپکپاہٹ بھی ہونے لگتی ہے۔ یہ سارے ہیں تو جسمانی بیماریاں لیکن کبھی باطنی حالات بھی ان بیماریوں کے ساتھ مل جاتے ہیں جیسے کسی گناہ پر تنبہ ہوا یا خوف کی کیفیت طاری ہوئی یا بے چینی ہوئی جو آجکل کبھی ہو جاتی ہے بس فوراً خوف ہونے لگا۔ کبھی توجہ الی اللہ سے بھی یہ بیماریاں پیش آجاتی ہیں۔

غرض اس ورد کی عجیب کیفیت ہے یوں تو ایک مرض ہے مگر بعض باتوں کے لئے ایک یاد دلانے والی چیز کا کام دیتا ہے اس درد کا ذکر میرے ہر خط میں ہے، اور ان خطوط کے اکثر مضامین کا مفہوم اس سے جڑا ہوا ہے بقول استاذ ذوق علیہ الرحمہ۔

ع ہوں وہ حرف درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

تحقیق: ایسا درد محمود ہے جس سے درد مطلوب میں اعانت ہو۔

دل کی صفائی کا محسوس ہونا

حال: کبھی دل کی حالت محسوس ہوتی ہے کہ جیسے صاف کیا ہوا بالکل نازک شیشہ ہو اس وقت بے اختیار یہ شعر زبان پر آجاتا ہے کہ ؎

آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما   بس نازک است شیشہ دل در کنار ما

ترجمہ: ”اے محبوب پھول کی پتیاں بھی آہستہ گرا ہمارے مزار پر —— کیونکہ ہمارے پہلو میں

دل کا آئینہ نازک ہے۔"

تحقیق: کمزوری اور صفائی سے ملی ہوئی حالت ہے۔

علاج نہ کرانے کے مقابلے میں علاج کرانے کی فضیلت

حال: حضرت جی! اس بات میں طبیعت بہت ہی فکر مند ہے کہ میری طبیعت میں کبھی یہ بات نہیں ہوئی کہ اپنے نفس کے لئے کھانے یا پینے کا کوئی خاص آرام اختیار کیا جائے۔ جب تک گھر پر رہا جو کچھ گھر والوں اور بال بچوں نے کھایا پہنا وہی آپ بھی کھایا اور پہنا اسی طرح سفر میں بھی یہی حالت رہی۔ جو (چیز) ضروری ہو اس کا اہتمام کیا گیا اور اس کے علاوہ کا نہیں کیا۔ اب اس وقت طبیعت میں کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اب اگر کسی وقت (کوئی) چیز کھانے میں نیت کرتا ہوں تو دو خیال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا جانے گھر والے کس طرح پر ہوں گے (یعنی کیا کھا رہے ہوں گے) اور ان کو تو شاید یہ صورت حاصل نہیں ہوگی۔ دوسرے یہ کہ دل میں ندامت ہوتی ہے کہ اللہ کی نعمتیں تو پہلے سے کھا رہا ہے اس میں تو نے کیا کر دیا اور آئندہ چل کر تو کیا کرے گا اور نعمتوں کے زیادہ ہونے کی صورت میں تو کیا کچھ کر کے دکھائے گا۔ طبیعت میں ایک دہشت وخوف معلوم ہوتا ہے۔ اس میں جیسا کچھ ارشاد عالی ہو۔

تحقیق: یہ ایک پسندیدہ حالت کا غلبہ ہے اور مبارک حالت ہے اس میں یہ عمل کرنا چاہئے کہ جس چیز سے صرف لذت ہی مقصود ہو وہاں اس حال کی چاہت پر عمل کیجئے (کہ نہ کھائیے) اور جہاں تداوی یا تقویت (علاج وقوت) کی ضرورت ہو وہاں نسبت حال کے مقابلے میں شریعت کے مستحب حکم علاج کرائے پر عمل افضل ہے اور تقویت (قوت حاصل کرنا) علاج کرانے میں داخل ہے۔

بدحالی کا علاج

حال: میرے قبلہ وکعبہ دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میری جو حالت ہے وہ ابتداء سے جناب کو معلوم ہے کہ سر سے پیر تک گناہوں میں غرق ہوں۔ دل اتنا تباہ و برباد ہوگیا ہے کہ خدمت میں رہتے ہوئے اتنی مدت ہوگئی مگر خدا کی قسم آج پہلا دن ہے۔ مثل ہے کہ بارہ برس دلی میں رہے اور بھاڑ ہی جھونکا۔ مجھے بھی خدمت اقدس میں رہتے ہوئے بارہ برس گزر گئے ہوں مگر جیسا تھا ویسا ہی ہوں بس اپنی حالت پر یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

ان کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

خدا کی قسم! دل اتنا گندا ہے کہ جس کی کچھ انتہا نہیں۔ دن بھر ایک عجیب ادھیڑ بن میں گزر جاتا ہے۔ ہر وقت برے اور بے کار خیالات آتے رہتے ہیں اور قلب کو پریشان رکھتے ہیں۔ چونکہ بارہا سن چکا ہوں کہ وساوس کی طرف ان کو ختم کرنے کے لئے بھی توجہ کرنا نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے اس لئے التفات نہیں کرتا۔ مگر خدا کی قسم! دل کو کیا کروں کہ ان سے دکھتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی تو وہ حالت ہوتی ہے کہ پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اور کسی کا خیال ہی نہیں اور کبھی ایسا ڈوبتا ہوں کہ شاید قعر (گہرائی) میں جا گرتا ہوں۔ میں اپنی حالت پوری بیان نہیں کرسکتا کچھ اس شش و پنج (سوچ و بچار فکر) میں رہتا ہوں کہ کبھی جو حالت ہے اس میں یقین ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ تجھے ضرور معاف کردیں گے اور کبھی ناامیدی کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ وساوس اتنے آتے ہیں کہ کمبخت ...... تو اور تیرے اعمال اس قابل کہ بخشے جاویں اے اللہ تو ہی مددگار ہے میرے ...... میں تباہ ہوگیا برباد ہوگیا۔

کئی مرتبہ جناب سے معلوم کر کے اللہ کا نام لینا شروع کیا مگر کیا کروں افسوس صد افسوس کیا کہوں چھوٹ گیا پورا نہ کرسکا۔ پھر سنا کہ اگر (کوئی) کرنے کے بعد چھوڑ دے تو یہ بہت (نقصان پہنچانے والا) ہے اس سے (بہتر ہے کہ) کرے ہی نہیں یہ سمجھ کر پھر معلوم کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ کیا منہ لے کر سامنے جاؤں۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے شیطان نے اس بہانہ سے حملہ کیا ہے۔ یہ سوچ کر دل پر ایک ایک چوٹ لگی رویا شکایت کی، افسوس کیا حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ!

اجب الصالحین ولست منهم لعل اللّٰه یرزقنی صلاحا

ترجمہ: ”میں صالحین سے محبت کرتا ہوں مگر میں خود صالحین میں سے نہیں ہوں —— شاید (اسی محبت صالحین کی محبت کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ مجھے فلاح و کامیابی عطا فرمادیں۔“

میں کسی قابل نہیں مگر آپ کو سب قدرت (حاصل) ہے۔ مولانا! اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمایئے۔ میں نے بے شک بارہا معلوم کر کے اس کو ترک کردیا افسوس شیطان نے حملہ کیا جو کام شروع کیا اس کو ترک کیا۔ قسمت کی طرف منسوب نہیں کرسکتا کہ شکایت ہے پس چپ ہوں اب کبھی کبھی روتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں۔ نہ تو علمی لیاقت (قابلیت وصلاحیت) حاصل کی اور نہ جو حاصل کیا اس پر عمل کیا میرے بڑے ...... کس کے پاس جاؤں۔ سب کو دیکھتا ہوں کہ کام میں لگے ہیں اور دولت لوٹ رہے ہیں اور یہ بدنصیب، یوں (ہی) محروم ہے۔ حضرت کی توجہ تو پوری ہے اس لئے کہ اگر پوری توجہ نہ ہو تو بس نہ معلوم کیا ہوجائے۔ خدا کی قسم! ایمان کی خیر نہیں۔ یہ حالت تو توجہ ہونے پر ہے بڑے ...... میں کیا کروں؟

(حضرت کی) خدمت میں رہ کر سنتے سنتے بہت باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ان ہی میں سے یہ بھی جانتا ہوں کہ خود کچھ کہے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مگر بدبختی دیکھو کہ سب کچھ جان کر کچھ نہیں ہوتا۔ کم نصیبی نہیں تو اور کیا ہے۔ اتنے بڑے دربار میں (ہوں) اور محروم۔ افسوس صد افسوس للہ میری مدد کیجئے۔ یہ کہتے ہوئے بھی شرماتا ہوں اس لئے کہ خود کچھ کہے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے غرضیکہ اصلی اور مختصر حالت یہ ہے کہ چکی کے دو پاٹوں میں آ گیا ہوں دونوں طرح کے خیالات آتے ہیں۔ اگر ایک طرف ناامیدی ہے تو دوسری طرف امید ہے۔ اگر ایک طرف گناہ ہیں تو فوراً دوسری طرف رحمت پر نظر ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت والا کی دعا اور حق تعالیٰ کی توفیق سے اتنا ضرور ہے کہ جب گناہ کا خیال آتا ہے تو اس کے دو ہی منٹ بعد استغفار کی توفیق ہو جاتی ہے۔ الٰہی تیرا شکر ہے لاکھ لاکھ شکر ہے۔

کبھی تو اپنی ان باتوں کو دیکھتا ہوں اور ان پر نظر ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ میری اصلاح ہوگئی مگر فوراً ہی دوسری طرف اپنے گناہ اور اپنے خیالات اور اپنی حالت سامنے آ جاتی ہے۔ وہ اصلاح ہو جانے کی ساری خوشی خاک میں مل جاتی ہے۔ میری پہلے عادت تھی کہ میں فضول باتیں کہ جن کا نہ سر ہوتا تھا نہ پیر سوچا کرتا تھا۔ اور گھنٹوں اس میں محو رہا کرتا تھا اب بھی وہ خیالات برابر آتے ہیں مگر فوراً ہی خیال آ جاتا ہے کہ فضول ہیں استغفار پڑھ کر حق تعالیٰ کا نام مبارک لینے لگتا ہوں غرضیکہ ایک عجب حالت ہے "**لا الی هو لاء ولا الی هولاء**" (نہ ادھر ہوتا ہوں نہ اُدھر) اگر کچھ امید ہے تو اس سے کہ کچھ امید نہیں (میری) جو حالت ہے کسی دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں کہ کہے گا کہ اللہ اکبر ظاہر میں تو یہ پارسائی اور باطن میں یہ خباثت مگر آپ سے کیا چھپاؤں جب امام سمع الله لمن حمده کہتا ہے میں کیا عرض کروں مجھے کیا لطف آتا ہے ایسا لگتا ہے کہ ارے حق تعالیٰ کی درگاہ تک یہ حمد و ثنا پہنچی دل سے نکلتا ہے "اللهم ربنا لك الحمد" اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے سن لیا۔

اس خط کو لکھ رہا ہوں اور مختلف خیالات آ رہے ہیں۔ مگر سوچتا ہوں اچھی یا بری حالت جو بھی ہے کہہ تو دوں اگر ان سے بھی چھپاؤں تو محرومی کے علاوہ اور کیا ہے۔ کئی مرتبہ عصر کے بعد پرچہ دینے کا ارادہ ہوا تو اس میں اس لئے رکا کہ زبانی اس تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا لہٰذا یہ خط لکھا۔ بس میں پھر اتنا کہوں گا کہ عجب حالت ہے کہ گناہ اتنے ہیں کہ دنیا میں شاید کسی اور کے نہ ہوں گے بلکہ یقیناً نہ ہوں گے اور پھر بے فکر اے اللہ کیا کروں حیران ہوں جانے کیا کیا بک گیا۔ اب یوں پوچھتا ہوں کہ خود تو کچھ ہوتا نہیں گناہوں کی پوٹیں ہیں اب کروں تو کیا۔ اللہ تعالیٰ سے تقریباً ہر وقت معافی مانگتا ہوں مگر نئے گناہ اتنے ہو جاتے ہیں کہ ان ساری باتوں

کے بے کار ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ جب کبھی برے خیالات کا غلبہ ہوتا ہے یا بری نگاہ ہو جاتی ہے تو بس وہ دن میرا غارت (برباد) ہو جاتا ہے۔ سارے کاموں میں بے برکتی اس طرح معلوم ہوتی ہے جس طرح کہ مجھے محسوسات نظر آتے ہیں۔ گناہ کی بے برکتی اور قلب کا تکدر (میلا پن) تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے آنکھوں کے سامنے کوئی شے کھول کر رکھ دی اور اس کی سیاہی معلوم ہوگئی۔ قلب بالکل سیاہ و برباد ہو گیا ہے۔ نکما ہوں مگر اس در کا ہوں مدت ہوگئی ہے۔ کتے کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ کہاں جاؤں کس سے کہوں اب تو اسی در پر پڑا رہوں گا اور یہیں جان دینا ہے۔

عمر بھر اب نہ نکلتا ہو تیرے کوچہ سے
دم اسی در پہ نکل جائے تمنا ہے یہی

بڑے...... میرے لئے ایک دعا کرو اس کی مجھے بہت ہی تمنا ہے۔ وہ یہ کہ بس تم اپنے ہاتھ سے میرے اوپر خاک ڈال دو اور ایمان کے ساتھ اس جہاں سے جانا نصیب ہو جائے۔ یہ آخری تمنا ہے خدا کے لئے خاص اوقات میں میرے لئے تو یہی دعا کرو کہ بس تم مجھے قبر میں اتار دو۔ مجھے پھر ایمان کی سلامتی نظر نہیں آتی۔ میں بہت کچھ بک چکا۔

اب میرا معمول یہ ہے کہ میں نے عشا کے بعد چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لینا مقرر کر لیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ہو جاتی ہیں۔ چونکہ ایک جگہ بیٹھ کر تو ذکر کیا مگر چھوٹ گیا اس لئے صرف پانچ سو کی تعداد اس وقت مقرر کر لی ہے اس کو بھی بعد عشا ہی پورا کر لیتا ہوں اس میں کسی کی قید نہیں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے غرضیکہ جو حالت بھی ہو اس کو پورا کر لینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہو بھی جاتا ہے۔ اس میں سراسر نفس کی آرام طلبی ہے مگر صرف اس لئے کہ اس طرح برابر جاری ہے اس پر عامل ہوں۔

اگر میری اس تدبیر میں کوئی کمی ہو تو مطلع فرمایا جائے۔ اس لئے کہ یہ بندہ گندہ درگندہ کی ایجاد ہے۔ توبہ توبہ کیا کہہ دیا بس اس شش و پنج میں رات دن کٹتا ہے آپ حالت کو جانتے ہو ذرا سے کو پالا ہے خود جو تھا کہہ دیا اور خط صرف اس لئے لکھا ہے تاکہ پوری کیفیت عرض کر سکوں۔ ورنہ زبانی (کہنے میں) رہ جاتا ہے۔ اس میں بھی اصل حالت بیان نہ ہو سکی مگر آگے شیخ کی فراست (سمجھ بوجھ) پر چھوڑتا ہوں کہ وہ ہر ایک کی حالت اور استعداد کو جانتے ہیں۔ میری استعداد بہت خراب اور مضمحل اور کمزور ہو گئی ہے۔ مجھے یہ بات اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے کہ میرے سامنے ایک دیوار ہے اور اس کو صاف بالکل بلا شبہ دیکھ رہا ہوں۔ اس کا جواب چاہے تحریر میں اور خواہ کان پکڑ کر بلا کر زبانی جس طرح چاہیں دے دیجئے۔ غرضیکہ اس کو آپ پر چھوڑتا ہوں جو چاہیں کریں۔ زیادہ کیا عرض کروں تمہارا نافرمان بیٹا۔

تحقیق: برخوردار ے

ع معشوق من ست آنکہ بہ نزدیک تو زشت ست

ترجمہ: ''مجھے وہ پسند ہے جو تمہارے نزدیک برا ہے۔''

تم کو اس مجموعی حالت پر حسرت ہے اور مجھے مسرت (خوشی) ہے۔ یہ تمام حالات تو دو باتوں کی دلیل ہیں جو کہ اعلیٰ مقاصد میں سے ہیں۔ ایک اپنی بدحالی کا احساس دوسرا خوش حالی کی فکر۔ چار باتوں کو اپنا معمول کرلو پھر محرومی کا نہ ہونا میرا ذمہ۔ ایک ذکر کا جو معمول مقرر کرو اگرچہ تھوڑا ہو اس کو پورا کرلیا کرو خواہ دل سے یا بے دلی سے (یعنی خوشی سے یا بغیر خوشی کے)۔ دوسرے گناہوں سے نفس کو ہمت کے ساتھ روکو اور کمی پر فوراً استغفار کرو۔ تیسرے ماضی و مستقبل کو مت سوچو نہ نفع کا ارادہ کرو۔ چوتھے حالات سے وقتاً فوقتاً (کبھی کبھی) طلاع دو اگرچہ وہ حالات اطلاع کے قابل بھی نہ ہوں۔ اس سب کے ساتھ میری رائے میں تمہارے اعضاء رئیسہ (دل دماغ جگر وغیرہ) میں گرمی کا اثر ہے طبی علاج ضرور کرو۔ اس کا بھی ان حالات میں دخل ہے اور اس دستور العمل کے بعد بے فکر رہو۔ ے

من غم تو میخورم تو غم مخور   بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ: ''میں تیرے لیے فکرمند ہوں تم غم نہ کرو —— میں تم پر سو باپوں سے زیادہ مہربان ہوں۔''

تمہارا خیر خواہ

اشرف علی

گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ محبت کی وجہ سے ندامت ہونا

حال: مجھے کسی گناہ کے بعد کیا عرض کروں اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے ندامت کم ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے زیادہ ندامت ہوتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بلند حالت ہے۔

شدید عذر کی وجہ سے قرضوں کے ادا کرنے میں تاخیر ہونا باطن کے لئے نقصان پہنچانے والا نہیں ہے

حال: اسی طرح قرضے وغیرہ حقوق العباد ذمہ میں ہوں ان کی ادائیگی میں سستی کرنا کیسا ہے؟ مگر ارادہ ان کے ادا کرنے کا پکا ہے۔ صرف اتنی سستی ہوتی ہے کہ اگر خود کو بھی ضرورت ہو اور قرض خواہ کو بھی ہو تو اپنی ضرورت کو

ذکر الٰہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
شمس و قمر میں تو ہی تو بر و بحر میں تو ہی تو
قلب و نظر میں تو ہی تو ہر سو ہے فیض امر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
ذرّوں میں اور کرنوں میں قطروں میں اور جھرنوں میں
قوس و قزح کے رنگوں میں آتا ہے جلوہ نظر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
کوئی ہے اونچا تو کوئی نیچا کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
سارے جہاں کا ہے یہ تغیر سب کچھ زیر و زبر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
اب تو جی کو یہ ہی لگے تجھ بن نہیں گذر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
سارے زمانے کی وسعت تیرے سمانے کو ہے تنگ
اک مومن کا دل ہی ہے ہوتا ہے یاں پہ بسر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
اٹھوں بیٹھوں جو بھی کروں یاد میں اے رب تجھ کو کروں
ذکر کسی کا میں نہ کروں لب سے اپنے مگر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
دل کو کیا ہے خالی سب سے تیری طلب ہے آگے سب سے
قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
خوابوں میں ہے خیالوں میں   تو ہی ہے میری باتوں میں
انگ انگ میں ہے سانسوں میں   ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ سے جو نسبت ہے میری   دونوں جہاں کی ہے عزت میری
ساری عمر کی ہے پونجی میری   یہ ہی بنا ہے فخر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
مجھ کو گناہوں سے اپنے ڈر ہے   ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
غفاری پر تیری نظر ہے   ستاری ہے سپر سرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
عرض ہے ارشاد ہی یہ یارب   اس کو اپنا بنا لے اے رب
دل کے ارماں پورے ہوں سب   ہو جو کرم اس پر تیرا

◆

وظیفہ میں روشنی نظر آنا

سوال: اکثر اوقات یہ بھی ہوا کہ تہجد کے ورد شریف پڑھتے وقت میرے شمال کی جانب یا سامنے ایسے ستارے اور روشنیاں نظر آئیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ پھر جب میں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ شاید کسی طرف سے روشنی میرے مکان میں آگئی مگر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ ایسا لگا کہ میرے سامنے کوئی مشعل لایا جب گھبرا کر آنکھ کھول دی تو کچھ نظر نہ آیا۔

جواب: ان باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے کبھی خیال ہی ہوتا ہے اور کبھی ذکر کے انوار بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بھی مقصود نہیں ہوتے گو محمود ہیں تو شکر کیا جائے مگر کمال نہ سمجھا جائے۔

سوال: تہجد کے وقت بارہ تسبیح کے بعد درود شریف پڑھ رہا تھا کہ تمام مسجد میں آدھے گھنٹے تک سفید نور بھر گیا۔ جس کو میں نے دیکھا یہ کیا چیز ہے۔

جواب: اہل طریق (تصوف والوں) کی تحقیق کے مطابق یہ ارواح کا نور ہے۔

وحشت کا علاج

حال: آج طبیعت پھر متقاضی ہوئی اور بہت پریشان ہوئی اور خط لکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ حضور کی برکت ایسی شامل حال ہے کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: طبیعت میں اتنی تبدیلی ہو جاتی ہے کہ جس کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ میری حالت اصلاح کی طرف چلی جاتی ہے جس پر مجھے خود تعجب آتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: دنیا کی محبت روزانہ دل سے اٹھتی چلی جاتی ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ ایک دم دنیا کو ترک کر دوں اور ایک دم کہیں جنگل بیاباں میں چلا جاؤں مگر چونکہ اہل وعیال لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے حضور دل کے اطمینان کے لئے کچھ تجویز فرمادیں تاکہ یہ وحشت دور ہو۔

تحقیق: قرآن مجید کی تلاوت بڑھا دیجئے اور اکثر چلتے پھرتے درود شریف کا شغل رکھئے اور یہ عزم کر لیجئے کہ مشورہ کے بغیر اپنے حال میں جان بوجھ کر کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔

انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے) کے آثار

حال: ابتداء میں جیسا کوئی معمولی گناہ مثلاً جھوٹ وغیرہ پر کچھ خیال نہ آتا تھا۔ مگر اب نہایت سخت اور بہت برا لگتا ہے۔

تحقیق: انابت کی علامات سے ہے۔

حال: جو حضرات مجھ سے محبت کرنے والے ہیں اُن سے بھی صاف کہہ دیا ہے کہ مہربانی فرما کر میرے سامنے کچھ نہ کہا کیجئے۔

تحقیق: جزاکم اللہ تعالیٰ۔

خوشخبری کی آیات پر رونا آنا

حال: فجر کی نماز کے بعد کلام مجید پڑھتا ہوں جیسا کہ ابتداء سے معمول ہے۔ مگر اب رونا آتا ہے۔ خواہ آیت خوشخبری کی ہو یا خوف کی ہو یہ کیا بات ہے؟ حضور ایسا نہ ہو کہ خوشخبری کی آیت میں جو مجھے رونا آتا ہے میرے واسطے کوئی نقصان کی بات ہو۔ حضور مطلع فرمائیں۔

تحقیق: رحمت ہے نقصان نہیں بلکہ بشارت کی آیتوں پر رونا آنا فطرت کی سلامتی (اچھا ہونے) کے زیادہ قریب ہے۔ کہ اس سے جوش زیادہ ہوتا ہے اور جوش سے رونا (بھی زیادہ ہوتا ہے)۔

وارد کا اتباع کرنا

حال: ضرب خفی لگاتا ہوں مگر سینہ سے کبھی باریک کبھی موٹی آواز خود بخود نکل جاتی ہے۔

تحقیق: جو کیفیت خود بخود ہو جائے اس کے بدلنے کا ارادہ نہ کیجئے بلکہ اس کا اتباع کیجئے۔

حال: پھر اسی میں مزا آتا ہے اور اسی کشش کے ساتھ رونا بھی آتا ہے مگر اس رونے کے ساتھ قلب کی حالت بدل کر مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔ وہم کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے۔ حضور! اگر کچھ خرابی ہو تو مطلع فرمائیے یا جو اصلاح ہو اس سے مطلع فرمائیے۔

تحقیق: کچھ خرابی نہیں۔ بالکل محمود ہے۔

* * *

حال: بارہ تسبیح کے ذکر میں ایک ذکر ختم ہو جانے کے بعد کچھ بے اختیاری سے زبان پر سبحان اللہ وبحمدہ، اور کبھی ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم'' اور کبھی دونوں کلمے جاری ہو جاتے ہیں اور کچھ دیر تک جاری رہتے ہیں۔ جن سے کبھی کبھی تو زبردستی توجہ ہٹا کر پھر بارہ تسبیح کا دوسرا ذکر شروع کرتا ہوں۔ زبردستی سے مراد یہ ہے کہ طبیعت اس کو روکنے کو نہیں چاہتی۔ کلمات مذکورہ کے دوران ذکر میں قلب میں کشادگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ اس گنہگار پر کتنی رحمت فرمائی گئی ہے کہ ذکر کی توفیق ہوئی اگر بے اختیاری میں یعنی جبکہ چاہت کی زیادتی کے ساتھ ہو یا ویسے ہی کچھ دیر ان کو پڑھ لیا کروں تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: حرج کیا معنی بلکہ اس کے ترک میں حرج ہے۔ جب ایسی کیفیت ہو تو اس کیفیت کے غلبہ تک اگلی تسبیح کو روک دیا کیجئے۔

* * *

حال: اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ حضور رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک یا کوئی روایت سن کر دل میں بہت محبت کا جوش پیدا ہوتا ہے اور دیر تک روتا رہتا ہوں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور سامنے جلوہ افروز (بیٹھے ہوئے) ہیں۔ یہ حالت مجمع میں بھی ہوتی ہے اور تنہائی میں ہوتی ہے۔ بے اختیار کھڑا ہونا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ دل میں دو خیال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجمع کے لوگ کہیں گے کہ یہ مکار ہے اور عقائد کے لئے بھی نقصان پہنچانے والا ہے۔ دوسرے یہ کہ اندرونی کیفیت تو یہ ہوتی ہے مگر ظاہر میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی حیرت میں رہتا ہوں اور کھڑے ہونے کی باری نہیں آتی۔ پھر ذکر کی حالت میں ایک قسم کی دوری لگتی ہے اور اس دوری سے پھر پریشانی ہوتی ہے۔ اب میں کس بات پر عمل کروں۔ کھڑا ہو جایا کروں یا نہ ہوا کروں؟

تحقیق: مبارک حالت ہے۔ اگر برداشت نہ ہو سکے تو کھڑے ہو جائیں مگر کسی کو بتانا نہیں چاہئے کہ میں کیوں کھڑا ہوا پھر عقائد کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے بہت اصرار سے پوچھا کہہ دیا کی جی گھبراتا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

* * *

حال: اسم ذات کا ذکر کرنے کے دوران ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ کی ضرب دل پر ایسی لگ رہی ہے جیسے کوئی کسی چیز سے چوٹ لگاتا ہے اور حلق اور سینہ کے درمیان اس وقت ایسا لگتا ہے کوئی وزنی شے چوکور تختے کی طرح رکھی ہوئی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔ اس وجہ سے برداشت کرتا ہوں ایسے وقت برداشت کیا جائے یا نہیں؟

تحقیق: نہیں۔

سُوال: گزارش یہ ہے کہ رات ذکر میں بہت کشمکش پیدا ہوئی وحدت (اللہ تعالیٰ اکیلے ہونے) کے غلبہ کے ساتھ حضور ﷺ کا خیال آیا۔ اندر سے یہ چاہت ہو رہی تھی کہ ایک وجود کے علاوہ کسی کا وجود نہیں اور طبعی طور پر حضور ﷺ کا خیال ایسا غالب تھا کہ حضور کا فنا نظر نہیں آتا تھا۔ پھر یہ اندیشہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کے وجود کے سامنے حضور کا وجود تو کچھ بھی نہیں پھر اس کا فنا کیوں نظر نہیں آتا۔ جب حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ حضور کے وجود کا فانی نہ ہونا خیال میں آتا ہے تو کہیں یہ شرک نہ ہو جائے۔

جواب: یہ شرک نہیں ہے۔ اس لئے کہ ساری ممکن چیزیں (جو وجود میں آسکتی ہوں، ہوسکتی ہوں ان) کی عمومی طور پر اور حضور ﷺ کی خصوصی طور پر دو حیثیتیں ہیں۔ ایک (ان کی) ذات کی حیثیت ہے دوسرے ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت کی حیثیت ہے۔ (اپنی) ذات کی حیثیت میں تو یہ سب کچھ بھی نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت میں موجود ہیں (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجود دیا تو وہ موجود ہیں ورنہ اپنی ذات میں ان کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے) قاعدہ (واصول) ہے کہ ایک چیز پر کسی حیثیت سے حکم لگانا (اصل میں) اس حیثیت پر حکم لگانا ہے۔ اس لئے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت والی) اس خاص حیثیت سے حضور ﷺ کے وجود کا حکم لگانا حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر (وجود) کا حکم لگانا ہے۔ (یعنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وجود عطا فرمایا ہے اس لئے آپ کے وجود کا حکم لگایا گویا اللہ تعالیٰ کے وجود پر حکم لگانا ہے اس لئے) یہ بالکل توحید ہے۔

سالک ان احوال میں غیر مختار ہوتا ہے۔ کبھی اس کی نظر ذات ممکن (ہونے والی چیز) پر ہو جاتی ہے اور کبھی دھوکے کی حیثیت یعنی (چیز کے) وجود پر نظر جاتی ہے۔ جس طرف بھی نظر جائے تکلف کے ساتھ دوسری طرف نظر نہیں کرنی چاہئے۔ اس وقت وہی نظر اس کی تربیت کا طریقہ ہے۔ بس یہ غلطی تھی کہ تکلیف کے ساتھ حضور ﷺ کے فنا پر نظر کی گئی تھی اور وجود کی حیثیت پر نظر کرنے کو فنا کے خلاف سمجھا جاتا تھا (حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا حکم تھا) جب وجود پر نظر گئی تھی تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے وجود پر ہی نظر سمجھنا چاہئے۔ جس طرح میں نے ذکر کیا اور اس (وجود حق) کا لطف حاصل ہونے دینا تھا۔

حال: گزارش احوال یہ ہے کہ حضرت والا سے ایک عریضہ (خط) میں احقر نے ایک کشمکش کی حالت کا اظہار کیا تھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ ایک بار ذکر کے وقت جناب حضور ﷺ کا خیال آیا اور آپ کا فنا نظر نہ آنے سے فکر تھا جس کا جواب حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حیثیتیں مختلف ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کر کے ہر چیز موجود نہیں ہے پس رسول اللہ ﷺ پر اس (اللہ تعالیٰ کی نسبت والی) خاص حیثیت سے وجود کا حکم لگانا

حقیقت میں حق تعالیٰ پر وجود کا حکم کرنا تھا۔ الخ اس جواب سے جتنا نفع ہوا بیان سے باہر ہے اب جس چیز کا ذریا خیال بھی ذکر یا صلوٰۃ (درود) وغیرہ میں آتا ہے اس سے وجود حق ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ع جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی

تَرجَمَہ: جزاک اللہ کہ آپ نے میری آنکھ کھول دی۔

تحقیق: مبارک۔

حال: کبھی جہری ذکر میں قلب کے اوپر ایک عجیب تجلی محسوس ہوتی ہے جس سے بے تاب ہو جاتا ہوں۔ قلب کو اس کی طرف بہت زیادہ محویت اور کشش ہوتی ہے کبھی ایسا لگتا ہے کہ دل بے تاب ہو کر پھٹ جائے گا۔ (میں یہ) جانتا ہوں کہ انوار اور اطوار (طریقے) سب (اللہ تعالیٰ کے) غیر ہیں (اللہ تعالیٰ کی) ذات واحد ان سب (چیزوں) سے پاک ہے مگر اس وقت اللہ تعالیٰ کے اکیلے ہونے کے غلبہ کی وجہ سے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے علاوہ فانی لگتی ہے اور اس تجلی کی طرف کشش اور بے تابی بے اختیار ہوتی ہے۔ میں نے ابھی تک اس کی نفی اور دفع کی کوشش نہیں کی اس کی طرف توجہ نقصان پہنچانے والی تو نہیں۔

تحقیق: جان بوجھ کر توجہ نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر خود بخود توجہ ہوتی ہو تو اس کی نفی بھی نہ کی جائے اگر اس نفی نہ ہونے کو اصطلاح میں توجہ کہا جائے تو یہ توجہ نقصان پہنچانے والی نہیں ہے۔

حال: اگر اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی نسبت کے ساتھ والی حیثیت میں کیا جائے کہ اس حیثیت میں یہ بھی (اللہ تعالیٰ کا) غیر تو نہیں ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔

تحقیق: یہ نہ کیا جائے کہ اس حیثیت کا استحضار کیا جائے کہ یہ تکلف پریشانی کا سبب ہوگا۔ اس اضافت کے اعتبار کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے فنا نہ ہونے کا جو شبہ پیدا ہوتا تھا اس کو حل کر دیا گیا باقی بے ساختہ و بلا قصد جو تصور ہونے لگے اس سے آگے نہ بڑھا جائے۔

حضور قلب (دل کی یکسوئی) کی ضرورت

حال: مگر میں امید کرتا ہوں کہ اندر اور باہر دونوں سانس لیتے ہوئے اللہ اللہ کہتا ہوں اور جب اللہ اللہ کہتا ہوں نفس اسم ذات شریف سے خالی نہیں رہتا۔

تحقیق: اس تکلف کی ضرورت نہیں صرف زبان سے معمولی طور سے کیا کیجئے۔ قلب کو جہاں تک ہو سکے حاضر رکھئے۔

حالات باطنہ وعلوم ظاہرہ کا خلط نہ ہونا

سؤال: "لا یواخذ کم اللّٰہ باللغو" اللہ تعالیٰ تمہاری لغو باتوں کی پکڑ نہیں فرمائیں گے پارہ اذا سمعوا اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کیا ہے۔

جواب: اس بات کو ان مضامین کے ساتھ مخلوط نہیں کرنا چاہئے تھا۔ حالات باطنی اور علوم ظاہرہ جدا جدا خط میں آنا چاہئے۔

آثار شوق ومحبت

حال: نماز میں اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں اور کبھی کلام پاک کی تلاوت میں بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ روؤں مگر جہاں خیال کیا تو یہ بات ختم ہوگئی معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: محبت وشوق کا اثر ہے خدا تعالیٰ مبارک فرمائے اور ختم ہو جانا بھی رحمت ہے۔ ورنہ تحمل نہ رہے جو پہلے تو بدن کو نقصان پہنچانے والا ہے دوسرے باطن کو بھی نقصان پہنچانے والا ہے (اور وہ نقصان یہ ہے) کہ عمل چھوٹ جائے اور ترقی عمل سے ہی ہوتی ہے۔

حال: مجھے بڑا شوق ہے کہ کسی طرح (بھی) ہو اللہ پاک کی محبت میں بے چین رہوں۔

تحقیق: مگر اس کے ساتھ یہ بھی دعا کرو کہ اس بے چینی میں چین رہے۔

(اس جواب میں شریعت وطریقت دونوں کے اصول کی رعایت کی گئی ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ جواب دیا جاتا کہ بے چینی مطلوب نہیں ہے تو ان صاحب کا یہ حال چلا جاتا کیونکہ طریقت میں (سالک کو جو حال پیش آتا ہے وہ) عزیز مہمان ہوتا ہے اگر اس کی قدر نہیں کی جائے تو وہ روٹھ جاتا ہے تو اس (بے چینی مطلوب نہ ہونے والے) جواب میں طریقت کے اصول کی مخالفت ہو جاتی۔ اگر یہ جواب دیا جاتا کہ یہ بے چینی پسندیدہ ہے تو یہ شریعت کے خلاف ہوتا کہ شریعت میں اطمینان اور چین مطلوب ہے (قرآن کریم میں ہے کہ) ﴿الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب﴾ (کہ دلوں کو چین اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے حاصل ہوتا ہے)۔

بس اس جواب میں شریعت وطریقت دونوں کی رعایت ہے۔ اس پر بے اختیار یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

احوال میں دوام (ہمیشگی) نہ ہونا

حال: مراقبہ میں ایک خاص رقت (رونے کی کیفیت) طاری ہوتی ہے مگر حضور! معلوم نہیں یہ کیا بات ہے کہ

کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ رقت قلبی نہیں ہوتی۔

تحقیق: غیر اختیاری احوال دائم نہیں ہوتے۔ اگر دائم ہوں تو ان میں لذت نہ رہے۔ اور اس کے اکثر فوائد کی بنیاد اسی لذت پر ہے۔ (النور: ص ۲۳۹)

توحید وجودی کے غلبہ کے آثار

حال: جتنے خطرات پیدا ہوتے تھے سب ذاکر معلوم ہوتے تھے حتیٰ کہ شیطان پر لاحول نہیں پڑھ سکتا تھا اب یہ حالت نہیں رہی۔

تحقیق: یہ توحید وجودی کے بعض آثار کا غلبہ تھا جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے۔ اس حالت کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حال: ایسا لگتا تھا کہ ہر شے دیکھ رہی ہے نظر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ نہ کسی کو دیکھ سکتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے سوتا تھا۔ لیٹ نہیں سکتا تھا۔ اب یہ حالت نہ رہی جسم میں بہت قوت لگتی تھی۔ اور ایسا لگتا تھا کہ پھٹ جائے گا۔ یہ خیال ہوتا تھا کہ کھانے پینے کی ضرورت نہیں۔ غرور اتنا بڑھ گیا تھا کہ اگر میں نہ چاہوں تو ملک الموت روح کیسے قبض کر سکتے ہیں۔

تحقیق: یہ سب وہی تھا جس کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حضور دائمی کا مقصود ہونا

حال: بندہ اصلی مقصود تو حضور دائمی (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا دھیان رہنے کو) سمجھتا ہے۔ وہ بحمد للہ حاصل تو ہے۔ لیکن کبھی یہ تعلق بہت سست و مضمحل (کمزور) بلکہ ختم لگتا ہے تو جان پر بن جاتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مردوں میں ہو گیا ہوں۔ جب دوبارہ وہ حالت واپس لوٹ آتی ہے تو کچھ تسلی ہوتی ہے۔ بس اس کا علاج چاہتا ہوں کہ یہ قوت اور شدت کے ساتھ ہو جائے خدا کی قسم! ہمیشہ نہ ختم ہونے والی تو بخدائی لا یزال ہفت اقلیم کی سلطنت کو بھی (اس کے آگے) گرد سمجھوں گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ ایک دن جان کھو کر رہوں گا۔

تحقیق: یہ تو حضور (کی کیفیت) کا غلبہ ہے جو ہمیشہ نہیں رہتا ہے ہاں صرف حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہے اور کافی ہے۔ ؎

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو   یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ''دور کی مجلس میں ایک دو پیالہ پی اور جا —— ہمیشہ کے ملنے امید مت رکھ۔''

(مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ ان کیفیات سے۔ بنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ یہ جب ہو جائیں ٹھیک ہیں لیکن ہمیشہ ان کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔)

تلوین (غیر مستقل مزاجی، حالات کا بدلتے رہنا) تمکین (سکون اطمینان حالت کا ایک حال پر رہنا) کی ابتدا ہے

حَالؒ: دوسری عرض یہ ہے کہ دیوان حافظ یا کوئی اور درد بھری نظم دیکھتا ہوں یا سنتا ہوں تو اس حزن (غم) میں کمی ہوتی ہے اور جوش وحرارت بڑھتی ہے۔ جس طرح کہ کوئی انگیٹھی میں آگ پھونکتا ہے مگر کچھ دیر بعد پھر وہی پہلے والی غم کی حالت واپس لوٹ آتی ہے۔ امید کہ اس پرانے بیمار کا علاج پورا فرمایا جائے۔

ع برکریماں کار ہا دشوار نیست

تَرجَمَہ: "کریموں پر کام مشکل نہیں ہیں۔"

تَحقِیق: یہ احوال اسی طرح آگے پیچھے وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک روز تمکین حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تلوین ہی تمکین کی ابتدا ہے اس سے نہ گھبرائیے یہی مقصود کا قاصد ہے۔

غیر شرعی بات پر غصہ اور رحم آنا

حَالؒ: اب ایسا لگتا ہے کہ غیر شرعی بات پر غصہ اور رحم دونوں برابر ہوتے ہیں۔

تَحقِیق: مبارک ہو بلند حال ہے۔

اپنے نفس پر غصہ آنا

حَالؒ: کبھی سبق پڑھانے یا اسباق کا مطالعہ کرنے یا کسی اور وجہ سے تصور مسمّٰی (اللہ تعالیٰ کے تصور) سے غفلت ہوتی ہے تو اس نعمت کے ختم ہونے کے خوف سے اپنے نفس پر بہت ہی سخت غصہ اور طبیعت میں افسوس ہوتا ہے پھر اس کے بعد چند مرتبہ استغفار اور توبہ اور زاری کی جاتی ہے جب جا کر سکون اور اطمینان اور طبیعت کو آرام ہوتا ہے۔

تَحقِیق: استغفار ایسی حالت میں مسنون ہے۔ افسوس بھی نقصان پہنچانے والا نہیں ہے مگر غصہ نقصان پہنچانے والا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جائے۔

حَالؒ: اگر کسی وقت احقر سے کوئی فضول بات یا کام بے خبری سے ہو جاتا ہے تو یہی مذکورہ حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس میں غصہ نقصان پہنچانے والا نہیں ہے۔

جدید وارد کا نہ ہونا

حال: اب چند روز سے کچھ وارد نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ مقصود نہیں لہٰذا سکون اور اطمینان ہے۔ ارشاد عالی سے مسرور فرمایئے (خوش کیجئے)۔

تحقیق: یہی میں کہتا ہوں (کہ وارد مقصود نہیں ہے)۔

حال: اب تک حالت بدستور ہے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

تحقیق: تبدیلی نہ ہونا بھی حالت محمودہ مطلوبہ ہے۔

اشعار کے اثر کے اتباع کرنے سے بچنا

حال: (حضرت! میری حالت ایسی ہے کہ) جاگنے کی حالت میں اگر کوئی شخص اچھا شعر پڑھتا ہے تو دل پر اثر ہوتا ہے۔ کبھی دل میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے مگر بہت ضبط (برداشت) کرنے کے بعد رونے سے محفوظ رہتا ہوں۔ حضور! عجیب حالت ہے میرے دل کی اصلاح کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور کے مسلک کے خلاف امر میں گرفتار ہونے سے مجھ کو بلا میں مبتلا ہونا معلوم ہوتا ہے خاکسار کی اصلاح حضور کے ہاتھ میں ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت تو بری نہیں ہے لیکن اس کی چاہت کا اتباع نہ کیا جائے اور کیوں کہ اس کی چاہت پر عمل نہ کرنے کے لئے شدید مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ اس (چاہت پر عمل نہ کرنے) کا مجاہدہ ہونا اس کے اثر (نتیجہ) پر موقوف ہے اور اس کا اثر بھی مفید ہے جس طرح (اس کی چاہت کا) اتباع کرنے کی صورت میں (اس اتباع کا) اثر برا اور نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے۔

دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا فرق

حال: ظہر، عصر، فجر میں اتنا دل نہیں لگتا جتنا مغرب اور عشاء میں لگتا ہے خصوص عشا کی نماز تو نہایت اچھی ہوتی ہے۔

تحقیق: شب کو طبعاً یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور شواغل کم ہوتے ہیں اور یہ حالت قرآن کے زیادہ موافق ہے۔ قال اللّٰہ تعالٰی. ﴿اشد وطاء واقوم قیلا﴾

دل کے انقباض کا علاج

حسب حالے نوشتیم شدا یائے چند　　قاصدے کو کہ فرستم تبو پیغامے چند
ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید　　ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
اے ضیاء الحق حسام الدین ما　　بہر ماحق ساخت نورد ضیا
تو ضیائے خویش از ما وامگیر　　نور افشانی کن اے بدر منیر
اے ولم در ہجر پدرت چوں بلال　　دار باں مارا ازیں رنج و ملال
در خور بزم شہاں گرنیستم　　من برون در بخدمت ایستم

ترجمہ

① ہم نے چند دنوں سے تمہیں اپنا حال نہیں لکھا —— کیوں کہ چند پیغام جس قاصد کو دے کر تمہارے پاس بھیجا تھا وہ نہیں آیا۔

② ہم اسی لیے تجھ تک اپنی بات نہ پہنچا سکے —— مگر تیری مہربانیاں پھر بھی زیادہ ہیں۔

③ اے ضیاء الحق اور ہمارے حسام الدین —— ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو نور اور ضیاء بنایا ہے۔

④ تو اپنی روشنی ہم سے دور نہ کر —— اے روشن چاند تو نور پھیلاتا رہ۔

⑤ اے محبوب میرا دل تیری جدائی میں تیرے دروازے پر سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے —— تو مجھے اسی حال میں رکھ کہ میں اسی میں خوش ہوں۔

⑥ اگر میں بادشاہوں کی محفل کے لائق نہیں ہوں تو مجھے دروازے کے باہر ہی کھڑا رہنے دے۔

از جانب احقر انام بدنام کنندۂ نکونامے چند احقر　　بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد خدمت عالی میں عرض یہ ہے کہ تقریباً تین ماہ سے بندہ سے (حضرت کی) خدمت عالی میں کوئی خط نہیں لکھا گیا مختلف پریشانیاں راستے کی رکاوٹ بنی رہیں زیادہ تر یہ وجہ بھی ہوئی کہ (میں جہاں رہتا ہوں) یہ جگہ ڈاک خانہ سے دور ہے جس کی وجہ سے اکثر دیر ہو جاتی ہے لیکن دل کو اسی طرف کشش رہتی ہے۔ ؎

دورم بصورت از در دولت سرائے دوست　　لیکن بجان و دل زمقیمان حضرتم
دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف　　اے خضر پے خجستہ مددہ بہمتم

خیالک راحتی فی کل حین   وذکرک مونسی فی کل حال
منال اے دل کہ در زنجیر زلفش   ہمہ جمعیت است آشفتہ حالی
سویدائے دل من تا قیامت   مبادا زسوز و سودائے تو خالی

ترجمہ

❶ میں صورتاً محبوب سے دور ہوں ـــــ لیکن دل اور جان سے قریب ہوں۔

❷ میں کمزور وضعیف ہوں اور میرے راستے میں دریا اور پہاڑ ہیں ـــــ اے حضر میری ہمت بڑھائیے۔

❸ تیرا خیال ہر وقت میرے لیے راحت ہے ـــــ تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس ہے۔

❹ اے دل مت رو اس کی زلف کی زنجیر ہی ـــــ میں میری پریشانی کا علاج ہے۔

❺ میرے دل میں تیری محبت ہمیشہ رہے ـــــ کبھی اس سوز سے میرا دل خالی نہ ہو۔

دل اکثر پریشان رہتا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی ملاقات نصیب فرمادیں۔

تحقیق: آمین بخیر۔

حال: کبھی وہم وسواس سے طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ یہ وہم ہر عبادت میں ہونے لگتا ہے طہارت میں نماز میں روزہ میں سب چیزوں میں وہم ہو جاتا ہے جس سے طبیعت منقبض (تنگ) ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اگر اس وہم کا اتباع نہ کیا جائے تو یہ انقباض بھی مفید ہے۔

حال: (حضرت!) آپ سے جدا ہو کر سب سے زیادہ تنگی جو محسوس ہوئی وہ یہ ہوئی کہ قلب کو مجاہدہ اور حرام سے بچنے سے سخت تنگی ہونے لگی یہاں تک کہ کبھی تو زندگی تلخ ہونے لگی اور اس تنگی میں قلب کے اندر موت کی آرزو پیدا ہونے لگی ہے۔ کبھی دل کی تنگی کی وجہ سے بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ جیسے کوئی سخت درد کے اندر کراہا کرتا ہے اور ہائے وائے کیا کرتا ہے۔ اس کے بعد کچھ افاقہ ہوا اور قلب کے اندر شکستگی (ٹوٹنے کی حالت) پیدا ہوئی اور عجب وتکبر کم ہوتا معلوم ہوا غلبہ حال میں یہ مصرعہ مطابق حال زبان پر جاری ہوا۔

ع خوب شد اسباب خود بینی شکست

ترجمہ: ''بہت اچھا ہوا خود کو دیکھنے کے اسباب ٹوٹ گئے۔''

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ''کچے کو پکا ہونے کے لئے بڑا وقت لگتا ہے۔''

حالات کے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا مراحل کے طے ہونے کی علامتوں میں سے ہے

اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائیں۔

در طریق عشقبازی امن و آسائش خطاست ریش باد آں دل کہ با درد تو جوید مرہمے
چوں در زراد خانہ باز شد غمزہائے چشم تیر انداز شد
بردلم زد تیر و سودائیش کرد عاشق شکر و شکر خائیش کرد
عشق میگوید بگوشم پست پست صید بودن خوش تراز صیادی است
تو نہ صیادی نہ جویائے منی بندۂ افگندۂ رائے منی
ہر زماں گوید بگوشم بخت تو گر ترا غمگین کنم غمگین مشو
من ترا غمگین و گریاں زاں کنم تاکت از چشم بداں پنہاں کنم
تلخ گردانم از غمہا خوئے تو تاکہ گردد چشم بد ازروئے تو

ترجمہ

① عشق کے راستے امن و آرام چاہنا غلطی ہے ـــــ پریشان ہو وہ جو تیرے درد کا علاج چاہے۔
② جب راستے میں محبوب کے گھر دروازہ کھلا ہو ـــــ تو محبوب کی آنکھوں سے تیر مل گئے۔
③ میرے دل پر تیر چلا کر محبوب نے مجھے دیوانہ کر دیا ـــــ عاشق نے اس پر شکر ادا کیا اور اس کی شکر گذاری کی۔
④ عشق میرے کان میں آہستہ آہستہ کہتا ہے ـــــ کہ شکار ہونا زیادہ اچھا ہے شکاری بننے سے۔
⑤ تو نہ شکاری ہے کہ میرا متلاشی ہے ـــــ میں تو تیرے راستے کا گرا پڑا بندہ ہوں۔
⑥ تیرا خوش نصیب ہر وقت تیرے کان میں کہتا رہتا ہے ـــــ اگر میں تجھے غمگین کر دوں تو تو غمگین نہ ہو۔
⑦ میں تجھ کو اس لیے غمگین کرتا اور اس لیے رلاتا ہوں ـــــ کہ تجھے بروں کی آنکھوں سے چھپا لوں۔
⑧ میں تجھے غم دے کر تجھے مکدر اس لیے کر دیتا ہوں ـــــ تا کہ بری نگاہ تجھ سے دور رہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تنگی کے ساتھ ان واردات کا القاء مصداق ہے قول عارف شیرازی کا ؂

درد از یار است و درماں نیز ہم دل فدائے اوشد و جاں نیز ہم

ترجمہ: ”درد و دواء دونوں دوست کی طرف سے ملے ہیں ـــــ دل و جاں دونوں ہی اس پر فدا ہیں۔“

حال: اس عاجز کے پاس کچھ اعمال کا سرمایہ نہیں اور یہ احوال جو کچھ بھی ہیں آپ کی صحبت کے طفیل دولت

مستعار (ادھار مانگی ہوئی دولت) کی طرح میرے گھر مہمان ہیں بجز امید کہ اس سے ہر شکستہ خورسند ہے اور کس چیز پر نظر رکھیں مبتلائے معصیت کے پاس سرمایۂ اعمال کہاں نفس و شیطان جیسے سخت دشمنوں سے جہاد بھی مجھ جیسے کم ہمت کی ہمت کہاں البتہ خدا تعالیٰ کی عنایت سے سب کچھ امید ہے ؎

ور نمی تانی بکعبہ لطف پیر　　عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گیر
در پناہ لطف حق باید گریخت　　کہ ہزاراں لطف بر ارواح ریخت
اے محب عفو از ما عفو کن　　اے طبیب رنج ناسور کہن
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی　　گرچہ جوئے خون بود نیلش کنی
بہر مانے بہرآں فضل نخست　　کہ تو کردی گمرہاں را باز جست
حق آں رحمت کہ بر تکوین ما　　رحمتے کن اے امیر لونہا
تا فضیحتہائے دیگر را نہال　　کردہ باشی اے کریم مستعاں
ابتلائم میکنی آہ الغیاث　　اے ذکور از ابتلایت چوں اناث
ایں دل شوریدہ را تدبیر بخش　　ایں کما نہائے دو تورا تیر بخش

ترجمہ

① اگر تو مرشد کی مہربانی سے کعبہ نہیں پہنچ سکتا ہے تو ــــــ تو عاجزی پیش کر اور تدبیر اختیار کر۔

② اللہ کی مہربانی کی پناہ کی طرف دوڑنا چاہیے ــــــ جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں فرمائی ہیں۔

③ اے درگزر کو پسند فرمانے والے ہم سے درگزر فرما ــــــ اے پرانے زخم کی تکلیف کے طبیب۔

④ تو کیمیا رکھتا ہے (یعنی قیمتی دل) مگر تو اس کو تبدیل کرے ــــــ اگر خون کی نہر بھی ہو تو اس کو نیل بنادے گا۔

⑤ ہماری کوشش سے کچھ نہیں ہوگا پہلے اس کا فضل چاہیے ــــــ کیونکہ تو نے بہت سے گمراہوں کو راہ دکھادی ہے۔

⑥ اے مستقل مزاجی عطا کرنے والے اللہ ہماری ــــــ غیر مستقل مزاجی پر ایک رحمت کی نگاہ ڈال۔

⑦ اے کریم و مدد کرنے والے تو نے دوسروں کی ــــــ برائیوں کو جانتے ہوئے چھپایا ہے۔

⑧ تو نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے آہ افسوس ــــــ اے اپنی آزمائش سے مرد کو عورت بنانے والے۔

⑨ اس پریشان دل کے لیے کوئی تدبیر کر ــــــ اس کمان کو تیر عطا کر مجبوری پر صبر کر...... دیتا کو تلاش کر۔

تحقیق: پچھلے احوال و واردات کے بعد واردات غیبی یہ اس عجب کا علاج ہے جس کا آپ کو گمان ہے مبارک ہو۔

حال: اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی صحبت کے طفیل کچھ دیوانگی کا ذوق نصیب فرمایافللہ الحمد علی ذالك وتذكرت قول المعارف حيث قال۔ ؎

ہرچہ غیر شورش و دیوانگی است   اندریں رہ روئے در بیگانگی است
باکہ خفتی وزچہ پہلو خاستی   کہ چنیں پرجوش چوں دریاستی
سخت مست و بیخود و آشفتۂ   دوش اے جاں برچہ پہلو خفتۂ
جرعۂ یک ریخت ساقی الست   بر سر ایں شورہ خاک زیردست
جوش کرد آں خاک دما زاں جوشیشم   جرعۂ دیگر کہ بس بے کوشیشم
گر روا بدنالہ کردم از عدم   در بنود ایں گفتنی اینک تن زدم

ترجمہ

① جو کچھ اس کا غیر ہے پریشانی اور دیوانگی ہے —— اس راستے میں چلنا اجنبیت بھی ہے۔
② کس کے پاس تو سویا اور کس پہلو سے تو اٹھا —— اس طرح جوش میں ہے جیسے تو دریا ہے۔
③ بہت مست اور مدہوش اور پریشان حال ہے تو —— اے جان گذشتہ رات تو کس پہلو پر سویا۔
④ ساقی الست نے ایک گھونٹ کو پلایا —— اس کمزور عاجز شور یلی زمین کے اوپر۔
⑤ مٹی کے جوش مارا جس کے نتیجے میں ہم پیدا ہوئے اب دوسرے جوش کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔
⑥ اگر عدم میں رونا جائز ہوتا تو میں یہ ذرا سا بول (قالو بلی) نہ کہتا اور خود کو ہلاک نہ کرتا۔

تحقیق: یہ سب شکر ہے جس پر مزید کا وعدہ ہے۔ اللہم زد وبارک۔ (اللہ اضافہ اور برکت عطا فرمائیں۔)

موت کی محبت کا ولایت کی علامت ہونا

حال: (حضرت!) زندگی سے طبیعت گھبراتی ہے. جی چاہتا ہے کہ خدا کی راہ میں کوئی مجھ کو اس طرح ذبح کرے جیسے بکرا اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے یا جیسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حکم ہوا تھا اسی طرح میرے لئے بھی حکم ہوتا اور میں ذبح کر دیا جاتا۔ بہرحال (طبیعت چاہتی ہے کہ) کسی طرح عالم ارواح میں پہنچ جاؤں مگر خدا کے نام کے ساتھ پہنچوں تا کہ اس کے نام سے وہاں تعلق رہے۔ اگر اس کا قرب نہیں تو کچھ نہیں۔ بال بچوں کا ساتھ ہے

ان کے تعلق کو ترک کرنا شرعی اجازت کے خلاف ہے ان کا تعلق بیڑی (کی طرح) ہے جو ادھر ادھر ہلنے نہیں دیتی۔

تحقیق: بہت ہی پسندیدہ حالت ہے موت کی محبت ولایت کی علامات میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک فرمائے۔

دل کی فراغت کا اہتمام

حال: حضرت کے دل کو فارغ رکھنے کے اہتمام یعنی دل کسی چیز اور کسی شخص سے لگا ہوا نہ رہے کو دیکھ کر اور حسن العزیز میں حضرت کا عمل دیکھ کر اور عوارف میں حضرت کی زبان مبارک سے بعض بزرگوں کی حکایات سن کر میرے قلب میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت اعلیٰ کی برکت سے دل کو فارغ رکھنے کی طرف میلان پیدا ہوا اور حتی الامکان اس کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے نفع محسوس ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ یہ اہتمام نقصان پہنچانے والا تو نہ ہوگا۔

تحقیق: نقصان پہنچانے والا کیا معنی (یہ تو) بہت ہی مفید ہے۔

* * *

حال: دل کی فراغت کے بارے میں سوچتا تھا کہ کیا کروں کہ دل کی فراغت حاصل ہو۔ دل میں یہ بات اچانک آئی کہ جو بات اور جو کام ضروری نہ ہو نہ اس کو دیکھو نہ سنو اور نہ اس کا تصور دل میں کرو یہ چیزیں خواہ ماضی کے بارے ہوں یا مستقبل کے بارے میں ہوں۔

تحقیق: بارك الله تعالىٰ فى فهمكم ذلك كذلك۔ (اللہ تعالیٰ آپ کی اس سمجھ میں برکت عطا فرمائیں بات اسی طرح ہے)۔

بیداری اور خواب میں طبعی فرق

حال: جاگتے میں حضرت سے بات نہیں کر سکتا۔ خواب میں جب کبھی (حضرت سے) گفتگو کا اتفاق ہوتا ہے تو بہت ہی بے تکلفی سے گفتگو ہوتی ہے حالانکہ قاعدہ کے مطابق خواب میں بھی تکلف ہونا چاہئے اس کا کیا سبب ہے؟

تحقیق: اگر طبیعت کا غلبہ ہوتا تو وہی بات ہونا چاہئے تھا جو لکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقت کا غلبہ ہے اور حقیقت میں پوری مناسبت حاصل ہے اس لئے خواب اس کا ظہور ہوتا ہے۔

اپنے نفس سے بدگمانی رکھنا

بحمد اللہ آپ کا جواب آنے کے بعد وہ شدت نہیں رہی اور غلبہ کی حالت میں بھی بہت کچھ خیر گزری کیونکہ۔

ع ورنہ ہست اندر قضا از بدتر

ترجمہ: ”ورنہ فیصلہ میں سب سے بری چیز تقدیر ہے۔“

جتنی خیریت رہی اس پر اللہ تعالیٰ کا ہزار لاکھ شکر ہے ؎

ع بلا بودے اگر اینہم بنودے

ترجمہ: ”مصیبت ہوتی اگر یہ بھی نہ ہوتا۔“

اس کے علاوہ اس آزمائش میں اور بھی مختلف قسم کے فوائد ہوئے۔ عجب کا ختم ہونا، عجز، محتاجگی، عبدیت اور برداشت وعرفان اور بعض گناہوں کے ہونے کی کیفیت، تربیت کے معاملے میں برداشت وصبر اور طالب پر شفقت وغیرہ وغیرہ۔ اب اگرچہ سکون ہے لیکن دل میں ایک ڈر بیٹھا ہوا ہے کہ کہیں پھر کوئی فتنہ پیش نہ آجائے۔

تحقیق: جو شخص اپنے نفس پر سوءِ ظن اور اپنی اصلاح وحفاظت کا مراقبہ (نگہبانی) اللہ تعالیٰ پر توکل کے ساتھ رکھتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔

حال: اس غلبہ کی حالت میں بھی اور اب بھی اپنے حال کے مناسب نوحۂ مرغ (مرغ کا نوحہ) جو مثنوی کے دفتر ہشتم (آٹھویں دفتر) میں مرغ وصیاد (شکاری) کے مناظرہ کے تحت میں لکھا ہے بڑا پسند آتا ہے یہی مناجات اور دعا ہے آپ بھی دعاء فرمادیں۔ ؎

از تنا قصہائے دل پشتم شکست   بر سرم جانا بیامی مال دست
زیردست تو سرم را راحتے ست   دست تو در شکر بخشی آیتے ست
سایۂ خویش از سر من برمدار   بیقرارم بیقرارم بیقرار
خوابہا بے زار شد از چشم من   در غمت اے رشک سرو و یاسمن
گر نیم لائق چہ باشد گردمے   ناسزائے رابہ پرسی در غمے
مرعدم را خود چہ استحقاق بود   کہ برو لطف چنیں درہا کشود
توبہ بے توفیقیت اے نور بلند   نیست جز بر ریش توبہ ریشخند

ترجمہ

① دل کی کوتائیوں نے میری کمر توڑ دی —— اے محبوب آ اور میرے سر پرستی کر۔

② تیری سرپرستی میں مجھے آرام ہوتا ہے —— تیری سرپرستی کا میں شکر گذار ہوں۔

③ اپنی سرپرستی کا سایہ میرے سر سے نہ اٹھا —— کیوں کہ میں بہت ہی بے قرار ہوں۔

④ محبوب جو سرو یاسمن کے لیے قابل رشک ہے —— تیرے ہجر میں میری آنکھوں سے خواب بھی بے زار ہو گئے۔

⑤ اگرچہ میں لائق نہیں ہوں مگر کوئی لمحہ —— کسی غم میں نالائق کو پوچھ لے۔

⑥ عدم کو خود کیا حق حاصل ہے —— اس پر اس طرح مہربانیوں کے دروازے کھولے جائیں۔

⑦ اے نور بلند بغیر توفیق کے توبہ —— نہیں ہے سوائے توبہ کے ساتھ مزاح کرنے کے۔

اس خط کا جواب آنے کے بعد آنے کا ارادہ ہے جو بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرما دیں۔

تحقیق: آمین بالخیر۔

حال: کبھی کبھی جب اپنے اندر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام برے اخلاق میرے اندر موجود ہیں پھر جی میں یہ آتا ہے کہ یہ سب تو ان اخلاق کے مادے ہیں جس کو ختم کرنا میرے اختیار میں نہیں اس پر عمل تو نہیں ہوتا ہے۔ اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ دوسری بات جو جی میں آئی ہے یہ کہیں شیطان یا نفس کی طرف سے تو نہیں۔

تحقیق: جب تک ان مواد سے مقابلہ آسان نہ ہو جائے نفس پر یہ بدگمانی یہی سلامتی کی بات ہے۔

اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونے کا علاج

حال: ایک باعلم وعمل اجازت یافتہ کی طرف سے۔

بندہ بھی اپنے حال زار کو پیش کر کے اصلاح کا طالب ہے۔ اس سال اپنے جاننے والوں کی بہت سی موتیں ہوئیں۔ ان کو خیال کر کے دل پر اتنا خوف ہوتا ہے کہ ناامیدی کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ بہت دفعہ غور کیا کہ کچھ اپنی اصلاح کی تدبیر کروں لیکن جب اس کو تفصیلی نظر سے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ کس کس حالت کی اصلاح کروں۔ دین کے پانچ ارکان، عقائد، عبادات، معاملات معاشرت اور اخلاق میں سے جس کو دیکھتا ہوں تو صرف عقائد کے بارے میں تو کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح ہیں باقی میں صفر ہی صفر نظر آتا ہے لیکن صرف عقائد کی درستی کیا کام آسکتی ہے جب کہ ان سے جو مقصود ہے یعنی اعمال وہ درست نہ ہوں۔

جس وقت یہ خیال آتا ہے تو راتوں کو میری نیند اڑ جاتی ہے کہ آخر اس کا کیا انجام ہونا ہے عمر ختم ہونے آگئی اور کسی ایک شعبہ کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صحیح ہے نہ دنیاوی حالت درست اور قابل اطمینان ہے نہ دینی

ہی اطمینان کے قابل ہے۔ اصل مقصود دوسری صورت دینی حالت ہے اس میں جو شعبہ مشکل اور زیادہ اہتمام کے قابل ہے یعنی تکمیل اخلاق (اخلاق کو مکمل کرنا) اس کا تو نام ہی لینا فضول ہے۔ اخلاق کا تو علم ہی پورا نہیں تا بعمل برآں چہ رسد (عمل تک پہنچ کیسے ہو) کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ معلوم نہیں دل میں ایمان بھی ہے یا نہیں اور معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ کا ارادہ میرے ساتھ کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ کچھ برا ارادہ ہوا تو کیا ہوگا کبھی تو یہاں تک بات پہنچتی ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ارادہ برا نہ ہوتا تو اعمال حسنہ اور اصلاح کی توفیق کیوں نہ ہوتی کم سے کم دین کا کوئی ایک شعبہ تو درست ہوتا۔ اس وقت صرف اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں "اللهم لا تفعل بنا ما نحن له اهل وافعل بناما انت له اهل" (کہ اللہ ہمارے ساتھ وہ معاملہ نہ کیجئے جس کے ہم مستحق ہیں بلکہ ہمارے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کی شان کے لائق ہے)۔

میں نے واجد علی شاہ کی قید خانہ کی سرگزشت علی گڑھ میں پڑھی۔ اس کو پڑھ کر بہت رونا آیا کہ ایسے دنیا دار کی حالت بھی جو عیاشی میں مشہور ہوا ہے مجھ سے اچھی ہے۔ اس کے کلام سے ہر جگہ عاجزی اور مسکنت ٹپکتی ہے تکبر بالکل نہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کہنے کو سب کچھ ہے لیکن باطنی امراض کی پوٹ ہیں سب سے پہلے نماز کو دیکھتا ہوں کہ بہت کوشش کی مگر حضور قلب اور یکسوئی نہیں ہوئی۔ ذرا سا خیال بٹنے سے پھر خبر ہی نہیں رہتی کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں مزے کی بات یہ ہے کہ یہ معلوم ہے کہ یہ وساوس ہیں اور اگر دوسرا کوئی مجھ سے اس کی شکایت کرے تو علاج بھی بتا سکتا ہوں کہ اس کی طرف توجہ نہیں کرنا ہی علاج ہے مگر خود اس پر قادر نہیں ہوتا کبھی ایسا ہوتا بھی ہے کہ دھیان صرف حق تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے اور ایک خالص سکون محسوس ہوتا ہے لیکن دو چار سیکنڈ سے زیادہ اس کو قرار نہیں ہوتا خاص کر جب اس قسم کے وساوس آتے ہیں کہ تیرا فلاں کام شریعت کے خلاف ہے گو وہ ایک مستحب ہی ہو لیکن یہ خیال ہوتا ہے کہ اس مستحب کو ترک کی وجہ دین کی طرف توجہ کی کمی کے علاوہ اور کیا ہے۔ اور یہ بڑا پورا مرض ہے مثلاً نماز پڑھنے میں پیجامہ کا پائنچہ ہی لٹک جائے تو خیال ہوتا ہے کہ اتنا اونچا کیوں نہ رکھا جو نصف ساق تک رہتا بس اسی خیال میں بہت سا حصہ نماز کا غارت ہو گیا وعلی ہذا۔

میں ان سب باتوں کو حضرت کے جوتیوں کے طفیل سے جانتا ہوں مگر کر نہیں سکتا ہوں۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے دین کے شعبوں میں بھی اسی قسم کی خرابیاں ہیں۔ معاملات میں حتی الامکان بہت احتیاط رکھتا ہوں مگر کچھ نہ کچھ بے احتیاطی ہو ہی جاتی ہوگی۔ معاشرت میں حتی الامکان غیبت وغیرہ سے احتیاط رکھتا ہوں۔ مطب میں کسی کو مجلس سجانے نہیں دیتا مگر حالت اطمینان کے قابل نہیں اخلاق تو میں عرض کر ہی چکا ہوں کہ ان کی حقیقتوں کا بھی علم نہیں تکمیل کیسی۔ تسلی کا ذریعہ ہے تو یہی کہ حضرت والا کی ذات سے وابستگی کا نام لگا ہوا ہے اور

ایک اطمینان سا ہے کہ جس بات کو چاہیں گے معلوم کر لیں گے۔

تقریباً ایک مہینہ کا عرصہ ہوا کہ شاہ جہانپور کٹھوڑ جانا ہوا تھا وہاں پھر یکسوئی پیدا ہوئی جیسی پہلے ایک دفعہ ہوئی تھی اور کچھ دیر تک رہی۔ خدا جانے اس مقام کی کیا خصوصیت ہے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کیفیات غیر اختیاریہ ہیں ان کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے مگر یہ خیال جان مارتا ہے کہ کوئی مستحب بھی کیوں چھوٹتا ہے۔ وضع قطع لباس وغیرہ کسی (چیز) میں بھی ذرا بھی فرق ہے تو قلب میں اس مستحب سے انکار نہیں تو کیا ہے۔ حضرت والا کو حق تعالیٰ نے ہمارے اطمینان کا ذریعہ بنایا ہے للہ کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیں، جو اطمینان بخش ہو۔ اکثر یہ تمنا ہوتی ہے کہ جلد جلد تھانہ بھون حاضر ہوا کروں لیکن اپنی صحت وقوت جواب دے چلی اور گھر میں بیماری ہمیشہ کی اور اب والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ وغیرہ سب میرے یہاں ہی ہیں۔ ان کی خدمت اور ان کے لئے کسب معاش فرصت نہیں دیتی۔ اس طول طویل (لمبی چوڑی) تحریر کے ملاحظہ (پڑھنے) میں حضرت کا بہت سا وقت ضائع ہوگا مگر میں اور کہاں جاؤں از آنکہ پناہے دگر نیستم۔ حضرت دعا بھی فرما دیں کہ اس حقیر کے اصلاح کی بھی اور اطمینان ظاہری و باطنی کی کوئی راستہ نکل آئے والسلام بالادب التمام۔

تحقیق: پورا کام انبیا کے علاوہ کوئی نہیں اور وہ کاملین بھی خود کو کامل نہیں سمجھتے۔ سب کو اپنے نقص نظر آتے ہیں خواہ وہ نقص حقیقی ہوں یا اضافی ہوں اور نقص نظر آنے سے غمگین بھی ہیں اور غمگین بھی ایسے کہ اگر ہم جیسوں پر وہ غم آ جائے تو کسی طرح صحیح سلامت نہیں رہ سکتے کمال کی تو توقع ہی چھوڑنا واجب ہے۔ ہاں کمال کی کوشش توقع بلکہ عزم واجب ہے اور اس کا یہی رنگ ہوگا جو آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس کی مثال وہ مریض ہے جس کی تندرستی سے تو مایوسی ہے مگر صحت کی فکر اور اس کی تدبیر کا ترک جائز نہیں سمجھا جاتا اور نجات بلکہ قرب بھی کمال پر موقوف نہیں ہے (بلکہ) تکمیل کی فکر پر وعدہ ہے ”واللّٰہ لا یخلف المیعاد“ (اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں) بس اسی طرح سے عمر ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور بڑی نعمت ہے۔ ”وھذا ھو معنی ما قال الرومی“ (یہی معنی ہیں مولانا رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے اس ارشاد کے) ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش   تادم آخر دمے فارغ مباش
تادم آخر دمے آخر بود   کہ عنایت باتو صاحب سر بود

ترجمہ

① اس راستے میں مسلسل محنت میں لگے رہنا ہے ——— آخری سانس تک کوئی سانس فارغ مت ہو۔

② آخری سانس تک کوئی آخری سانس ایسا ہو کہ اوپر والا مجھ پر مہربان ہو جائے۔

سب سے اخیر میں خواہ اس کو اظہار حال کہئے یا آپ کی ہمدردی یا شبہ کو دور کرنا جو چاہے نام رکھئے یہ کہتا ہوں کہ میں بھی اسی کشمکش میں ہوں مگر اس کو مبارک سمجھتا ہوں جس کا اثر یہ ہے کہ یہ سمجھ نہیں سکتا کہ خوف کو غالب کہوں یا رجا کو مگر مجبور ہو کر اس دعا کی پناہ لیتا ہوں جس سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے۔ "**اللھم کن لی واجعلنی لک والسلام**" (اے اللہ! آپ میرے ہو جائیے اور مجھے اپنا بنا لیجئے)۔ فقط

نماز میں دل کے جوش کو برداشت کرنا

حال: **ماوا و ملجانا حضرت مولانا صاحب! دامت برکاتہم وفیوضکم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خادم کی** حالتیں یہ ہیں کہ کبھی جب حضرت کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں یا تنہا پڑھتا ہوں تو قلب میں جیسے ہنڈیا میں جوش ہوتا ہے ویسا ہی جوش اٹھتا ہے اور چیخنے کو جی چاہتا ہے مگر یہ بات رکاوٹ بن جاتی ہے۔

شیخ کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

تحقیق: ہاں نماز میں برداشت کرنا ہی پسندیدہ ہے۔

دل کی نرمی کے آثار

حال: بندہ کی دل کی سختی اتنی ہے کہ بندہ کے لیے گذشتہ گناہوں کو یاد کر کے رونے کی بہت کوشش کرتا ہے مگر آنکھ سے آنسو کا قطرہ بھی نہیں نکلتا ہے۔

تحقیق: آنکھ سے نہ رونا دل کی سختی نہیں ہے ورنہ بتکلف رونے کو اس کی جگہ نہ سمجھا جاتا۔

حال: کبھی حضرت کے وعظ وغیرہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی تکالیف اور نبی کریم ﷺ کی امت پر شفقت اور دین کے لیے صحابہ کی اسلام کے پھیلانے کے لیے جدوجہد دیکھ کر بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل آتے ہیں۔

تحقیق: الحمد للہ! آنکھ کا رونا موجود ہے۔

حال: ابھی تک دل کی یکسوئی حاصل نہیں ہے اگر کبھی ہو تو بتکلف ہوتی ہے کبھی بلا تکلف بھی ہوتی ہے مگر کم ہے۔

تحقیق: جب بتکلف حاصل ہے تو نقصان کیا ہے جس کا حکم ہے وہ تو موجود ہے پھر کیا کرنا ہے۔

* * *

حال: دل ایسا سخت ہے کہ ایسی حالت میں بھی رونا نہیں آتا۔

تحقیق: جب رونا نہ آنے پر افسوس ہوا تو دل سخت کہاں ہوا معلوم ہوا کہ تربیۃ السالک کو غور سے نہیں دیکھا۔

حَال: دو ہفتہ سے خصوصاً یہ حالت ہے کہ بعض اوقات کی نماز میں رقت (رونے کی یا نرمی کی حالت) طاری ہو جاتی ہے کہ صاف الفاظ نہیں نکلتے اور گھنٹوں نماز ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور نماز کے ختم کے بعد بھی دیر تک رقت طاری رہتی ہے۔ کسی وقت نماز میں یہ حالت بالکل نہیں ہوتی اور معمول کی طرح نماز ہو جاتی ہے پورے الفاظ ادا نہ ہونے کی صورت میں مجبوری کی وجہ سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید نماز میں کچھ خرابی پیدا ہو جاتی ہو تسلی بخش جواب کا امیدوار ہوں۔

تحقیق: الحمد شریف اور چھوٹی تین آیتوں کی مقدار قرأت واجب ہے اگر اس کے حروف صاف نہ ہوں تو دوبارہ صاف پڑھا جائے اور اس کے بعد صاف نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

وحشت کے غلبہ کے آثار

حَال: میرے لئے خاص طور پر توجہ فرمائیں جس سے دماغ سے انتشار نکل جائے (مجھے) کسی کام میں ایسی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی جس سے دوسری طرف خیال نہ جائے خاص کر ذکر کے وقت آج کل اور زیادہ پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ ذکر پورا ہو جاتا ہے مگر نہایت بے توجہی سے ہوتا ہے۔ مجھ کو سخت تعجب ہوتا ہے کہ لوگ مراقبہ کے وقت کیسے یکسوئی حاصل کر لیتے ہیں۔ پہلے کے مقابلے میں اب ذکر و شغل میں لطف بہت کم آتا ہے۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے کیا بات پیدا ہوئی ہے جس سے دماغ میں لطافت (پاکیزگی) کی جگہ کثافت (نجاست) کہاں سے آ گئی ہے کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔

ہمتم بدرقہ راہ کن اے طائر قدسی — کہ دراز ست رہ مقصد و من نوسفرم

ترجمہ: "اے مقدس شیخ میرے مقصد کی رہنمائی کر ——— کیونکہ مقصد کا راستہ لمبا ہے اور میں نیا مسافر ہوں۔"

کبھی طبیعت بہت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ کسی طرح جلدی سے دنیا مٹ جائے جس سے نجات ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانا نصیب ہو۔ کبھی کبھی جی یہ چاہتا ہے کہ کسی حرکت پر اعتراض کرنے والا نہ ہو پس تھوڑی دیر کے بعد پھر خیال بدل جاتا ہے مگر کام میں یکجہتی پھر بھی نہیں ہوتی عجیب ناقابل بیان حالت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں بالکل جنوں کی سی حالت ہے حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق: جو حالت لکھی ہے یہ وحشت کے غلبہ کے آثار ہیں اصل میں یہ دنیا سے وحشت ہے دین سے وحشت نہیں ہے ورنہ دنیا کے مٹنے اور خدا کی طرف جانے کی چاہت نہ ہوتی۔ پس یہ یقینی طور پر دین سے وحشت نہیں

ہے مگر اس کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ یہ دین میں بھی وحشت ہونے لگتی ہے چونکہ اس دین کا ثبوت بھی دنیا میں ہی ہے تو یہ وحشت بھی دین کے ساتھ عارضی طور پر مل جاتی ہے حال و محل کا تعلق نہیں ہے جیسا کسی کو کوئی غم ہوا اور وہ غم نماز میں بھی رہے تو نماز اُس غم کا ظرف (برتن) تو ہے مگر خود وہ غم نماز تو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا میں سفر آخرت کی دعا

حَالؔ: (حضرت!) طبیعت بہت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں۔ طبیعت میں بے چینی رہتی ہے کہیں سکون وچین نہیں ہے۔ اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے زندگی کے ایام بہت کم رہ گئے ہیں ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں لگتا ہے۔ عقلی طور پر ہی نہیں بلکہ طبعی طور پر قید خانہ میں محبوس لگتا ہوں۔ مگر اس بات کا خیال دل کو ہلا دیتا ہے کہ میرے ذمہ لوگوں کے کچھ قرض ہیں مرنے کے بعد کہاں سے دوں گا۔ اس واسطے جی چاہتا ہے کہ چار پانچ ماہ اور رہ جاتا تو قرض سے فارغ ہوکر اپنے وطن اصلی پہنچ جاتا (یا اللہ ایسا ہی ہو)۔

اندنوں کئی روز اس بات کی بہت ہی تمنا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا، مگر دعا کرنے کی ہمت نہ ہوئی، ہاتھ اٹھاتا تو بے ادبی کا خیال رکاوٹ ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھتا۔

ع اے برتر از قیاس و خیال و گماں و وہم الخ

تَرجَمۂ: ’’اے وہ ذات جو قیاس، خیال گمان اور وہم سے بلند و بالا ہے۔‘‘

مگر پھر (اللہ تعالیٰ کے) دیدار کی چاہت باقی رہتی ہے اور بھی کیا کروں، لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر جی چاہتا ہے، انکار کردوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش (ڈر و خوف، شک وشبہ والی) حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہ ہو جائے یہ بات بھی ہے کہ لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرمایئے۔

تَحقِیق: ماشاء اللہ سب حالات محمود (پسندیدہ) ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی چاہت پر یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ! اللہ تعالیٰ کا دیدار جلدی نصیب ہو اس (دعا) کا حاصل آخرت کے سفر کی جلدی تمنا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں درست ہے اور نکاح کے بارہ میں یہ عمل رکھئے۔

ع چونکہ برمیخت بہ بند و بستہ باش

تَرجَمۂ: ’’جب بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔‘‘

پہلے کاتب کا دوسرا خط

حال: احقر کے خط کے جواب میں (آپ کا) نوازش نامہ (خط) آکر اطمینان کا سبب ہوا جو حالت پہلے خط میں عرض کی تھی اس میں پہلے کے مقابلے میں اب کمی ہے یعنی بے چینی کی جگہ سکون اور طبیعت جیسے گھبراتی اور پریشان تھی اس (حالت) میں کمی ہے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے شوق میں بھی اب کمزوری ہے۔ جناب نے پہلے خط کے حالات کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ ''ماشاء اللہ حالات اچھے ہیں مبارک'' اور یہ بھی کہ اس سے پہلے جوابی کارڈ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ ''مبارک حالت ہے مبارک ہو شکر کرو۔'' اب ان حالات میں بھی کمزوری کا ہونا کیا باعث ملال ہے اور اس پر حالت کے کم ہونے سے زیادہ افسوس کروں؟

تحقیق: یہ (حالت) اُس سے بھی زیادہ اونچی اور سنت کے موافق ہے۔

تلونیات

احقر بہت عرصہ سے یہ دیکھتا ہے کہ جب دس بارہ روز معمولات خوب پابندی سے ہوئے تو بے حد بے چینی، گھبراہٹ اور عالم کے اجزا کی بے ثباتی کا یقین اور جذب وکشش بڑھ جاتی ہے۔ جب ان میں کمی ہو جاتی ہے تو حالت میں فرق آ جاتا ہے۔ جہاں تک غور کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمی بھی منجانب اللہ بلا اختیار ہوتی ہے اگرچہ ظاہرا اپنے کسی عذر سے ہو۔ اس لئے ابتداء سے اب تک کسی وظیفہ کے ناغہ ہو جانے سے سخت پریشانی محسوس نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی اطمینان ہی رہتا ہے ہاں اگر تین چار وقت متواتر معمولات ادا نہ ہوں تو پھر طبعی پریشانی محسوس ہوتی ہے اور پھر جب معمولات کئے تو بہت زیادہ جی لگتا ہے اور رونا بھی خوب آتا ہے۔ ان معاملات میں کیا خیال رکھنا چاہئے۔

تحقیق: یہ سب تلونیات (تبدیلیاں) ہیں جو توجہ کے قابل نہیں ہیں۔

حال: اکثر پیش آنے والی باتوں میں خود کو موم کی طرح پاتا ہوں کہ جس طرف چاہا گھما دیا اس لئے رنج کی باتوں میں نہ زیادہ رنج ہوتا ہے اور نہ خوشی میں زیادہ خوشی۔ ''ویکون لی فی بعض الاحیان ادلال وتدلل علی ربی واجدنی فی غیرہ علی یعد خفیف فاضطرب ثم یزول''۔

تحقیق: یہ بھی تلوین میں سے ہے۔

بیوی سے صحبت نقصان دہ نہ ہونا

حال: (میرے) حضرت! آج کل ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں وہ یہ کہ اپنی بی بی سے زیادہ محبت ہو گئی

ہے جس کی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے اور اس محبت کو مائل الی اللہ کر دیا جائے۔ معمولات کو گرتے پڑتے کسی طرح ادا کئے جاتا ہوں اور کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کی وجہ وہی محبت ہے مگر وہ بات نہیں جو حضرت کی خدمت مبارک میں تھی۔ اللہ تعالیٰ پھر بہت جلد حضور کی قدم بوسی حاصل کرائے۔ آمین احقر کے لئے دعاء خیر فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زہد وتقویٰ عطا فرمائے اور مقصود حقیقی حاصل کرائے اور للہ بہت ہی توجہ کا امیدوار ہوں ورنہ بالکل ہلاک ہو جاؤں گا۔

تحقیق: بی بی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو بری اور نقصان دینے والی نہیں، ہاں وہ محبت دین واعمال دین کے اعمال سے رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے اس لیے یہ بات اختیاری ہے اور اس کا تعلق ہمت سے ہے۔ (میرے پاس) موجود رہنے اور نہ رہنے کا جو فرق ہے وہ طبعی ہے کیا حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آپ کو معلوم نہیں باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں بہت کم ناغہ ہوتا ہے مثلاً مہینہ میں ایک یا دو بار ہوتا ہے۔ اس سے تو بہت خوش ہوں کہ مجھ جیسے ناکارہ کو حق تعالیٰ توفیق دے رہے ہیں مگر ایک اور بات اکثر خیال میں آتی ہے اُسی کی وجہ سے فکر مند ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہو گیا مگر ان کا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر بھی تعلق نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے تعلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی جدائی کا افسوس کیا معنی رکھتا ہے اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی؟ چاہئے تو یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور دلی تعلق حق تعالیٰ جل شانہ سے ہی ہوتا یہاں اس کا الٹ ہے۔

نماز میں اتنا حضور نہیں ہوتا جتنا قبرستان میں جی لگتا ہے۔ مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا۔ ابھی عید کا واقعہ ہے صبح تلاوت کے بعد مکان سے چلا گیا راستے میں قبرستان ہے وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ پونے سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک بیٹھا رہا۔ پہلے تو کچھ پڑھ کر بخشا اس کے بعد خاموش بیٹھتا ہوں، بیٹھ گیا چھوٹی سی قبر کے پاس ایک دیوار ہے اس پر بیٹھ جایا کرتا ہوں اسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں خیالات میں اتنا ڈوب گیا کہ کسی آنے جانے والے کا بھی پتہ نہیں رہا اور اس کا علم یوں ہوا کہ شام کو حافظ ...... صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا تو قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے کئی آوازیں دیں مگر تو نے کچھ جواب نہیں دیا آخر میں تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کو سن کر اور بھی فکر ہے کہ نماز میں تو آہستہ کی آواز بھی کان میں پڑ جاتی ہے اور قبرستان میں کئی آوازیں دی جائیں اور وہ کان میں بھی نہ پڑیں۔

لہٰذا عرض ہے کہ خدا کے واسطے خادم پر توجہ خاص فرمائیں احقر تو بالکل گیا گزرا ہوا۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا اللہ خبر لیجئے فقط۔

تحقیق: حلال محبت میں ایسی مشغولی اگر غیر اختیاری ہو جس سے دینی ضروری اعمال میں رکاوٹ نہ آئے تو یہ ذرا بھی دین میں نقصان دہ نہیں ہے اور نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے۔ راز اس میں یہ ہے کہ یہ محبت طبعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہوسکتی ہیں۔ اگر حق تعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس (طبعی محبت کی) حالت سے فکر وغم ہی نہ ہوتا بالکل اطمینان رکھیں۔ اگر اس حالت پر موت بھی آگئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں البتہ دوسرے فوائد کی وجہ سے اگر نکاح کرلیا جائے تو زیادہ مفید ہے۔

امور طبعیہ کا قابل التفات ہونا

حال: ایک بات پوچھتے ہوئے شرم تو آتی ہے مگر دل میں شک وشبہ پیدا ہوگیا ہے مجبوری کی وجہ سے بے حیائی اختیار کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ چند روز سے میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ جب کبھی صحبت کا موقع آتا ہے تو فراغت کے بعد طبیعت کچھ ایسی (بوجھل) ہوگی ہے جیسے کسی گناہ کے کرنے پر ہوتی ہے۔ ایک جائز بلکہ مسنون فعل کے وقوع پر خلاف عقل اور عادت کیوں دل میں ایسا گمان ہوتا ہے اور یہ حالت غسل کے پہلے ہی پہلے ہوتی ہے پھر بشاشت (خوشی تر وتازگی) تو آجاتی ہے مگر جب تک کوئی عبادت اور استغفار نہیں ہو لیتی رہ رہ کر وہم ہوتا ہے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اگر یہ خیال فاسد اور نقصان دہ ہے تو اس کے دور ہونے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔

تحقیق: ایک حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف محبت سے توجہ کرنے سے طبعی طور پر تنگی ہوتی ہے اور طبعی باتیں بری نہیں ہیں یہ خود بخود ختم ہوجائے گا۔

حال: احقر ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دو ہفتہ سے اس قصبہ میں طاعون کی بیماری ہے اگرچہ تھوڑی ہے زوروں سے نہیں ہے لیکن پھر بھی خدا جانے کیوں میں اپنے کو پریشان پاتا ہوں۔ اپنے کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن کوئی اطمینان کی صورت نظر نہیں آتی۔ واللہ اعلم موت سے اتنا خوف کیوں کھا رہا ہوں اس سے صاف اپنے ضعف ایمان کی علامت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک طبعی بات ہے۔ میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے جن کے کمالات پر اتفاق ہے سنا ہے ایک بار فرماتے تھے ''مجھ کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے'' اور وہ جو حدیث میں

آیا ہے "من احب لقاء اللّٰہ" (کہ جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے) وہ بالکل موت کے قریب کی حالت ہے جو سب مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے جو موت کا شوق منقول ہے وہ بھی ایک حالت ہے جو غیر اختیاری ہے جیسے کہ خوف غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری باتوں کے نہ حاصل کرنے کا حکم ہے اور نہ ہی ان کو ختم کرنے کا حکم ہے بالکل تسلی رکھیں۔

حال: جب اس کو خیال کرتا ہوں تو اور بے قراری دوبالا (دوگنا بڑھ) جاتی ہے اور اس وقت سارے عالم میں تاریکی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: وہ تاریکی معصیت کی نہیں طبعی تنگی کی ہے۔

حال: رات کو جب سوتا ہوں تو صبح کی امید نہیں لگتی ہے کہ خدا جانے صبح کیسے گزرے گی۔

تحقیق: یہ تو پسندیدہ بلکہ مقصود حالت ہے۔

حال: لہٰذا حضور سے مودبانہ گزارش ہے کہ حضور میرے ایمان کے استقلال کے لئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعاء سے انکار نہیں مگر یہ استقلال کے خلاف نہیں۔

حال: کوئی تدبیر تحریر فرمادیں جس سے کہ اطمینان قلب عطا فرمائیں۔

تحقیق: کسی تدبیر کی ضرورت نہیں۔

حال: اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو یہ تحریر فرمادیں کہ میری یہ حالت کیا ہے۔

تحقیق: حالت اچھی خاصی ہے۔

حال: مجھ کو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: کچھ بھی نہیں۔

عقلی خوشی کا مطلوب ہونا نہ کہ طبعی خوشی کا مطلوب ہونا

حضور نے دو وظائف ورد کرنے کے لئے فرمائے تھے وہ بفضلہٖ تعالیٰ ورد کرتا ہوں۔ اکثر نماز ادا کرنے کے بعد دل میں کسی قسم کی خوشی ہوتی ہے مگر ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری طبیعت بے حد خراب تھی اور بالکل میرا یہ خیال تھا کہ اب میں چند منٹوں کا مہمان ہوں۔ ایک قسم کا جوش میرے دل میں پیدا ہوا کہ توبہ وغیرہ کرنا چاہئے اگرچہ میں نے توبہ وغیرہ کی مگر کسی قسم کی خوشی میرے دل میں نہ ہوئی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا میرا دل سیاہ ہے یا اور کوئی بات ہے۔ امید ہے کہ حضور اس واقعہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کیا بات ہے۔

تحقیق: عقلی خوشی ہونا کافی ہے اور وہی مطلوب ہے طبعی خوشی بہت سارے اسباب کے ساتھ جڑی ہوتی ہے جن میں سے ایک بدن کی صحت بدنی مزاج اور مزاج کا اعتدال بھی ہے۔ اس (بدن کی صحت اور مزاج کے اعتدال) کے نہ ہونے سے یہ خوشی نہیں ہوئی جو توجہ کے قابل نہیں ہے۔

دعاء میں جی نہ لگنے کا علاج

حال: مہینوں سے میری یہ حالت ہے کہ دعاء میں بہت عجلت (جلدی) کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ذرا دیر تک دعا مانگوں اور خوب جی کھول کر اپنی داستان اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کروں لیکن خدا جانے کیا بات ہے کہ ذرا دیر تک ہاتھ پھیلانے کو جی نہیں چاہتا اور نہ ہاتھ اٹھتا ہے۔ سخت مجبور ہوں لہٰذا حضور سے التجا کرتا ہوں کہ یہ میری کیسی حالت ہے اور میں اب ایسے وقت میں کیا کروں۔

تحقیق: باوجود دل نہ لگنے کے دیر تک دعا کریں اس سے دل لگنے لگے گا۔

یادِ الٰہی

حال: یادِ مولا سے کسی دم فرصت نہیں ہر وقت اُن کا ہی دھیان رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: اپنی تمام چیزوں کے بارے میں یہ بات کھلی معلوم ہو رہی ہیں کہ ان کی ملک ہیں تیری کوئی چیز نہیں وہ جو تصرف کریں تجھے کوئی حق نہیں۔ اگر دل میں کسی وقت خیال آتا ہے کہ اس نعمت سے بہت سے لوگ محروم ہیں فوراً یہ خیال آ جاتا ہے کہ تو کون تو اس کی ملک اور سب اس کی ملک ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

تحقیق: اس کے ساتھ یہ خیال لانا بھی ضروری ہے کہ جو اس وقت محروم نظر آتے ہیں ممکن ہے کہ اخیر میں مرحوم ہو جائیں اور ان کو یقینی محروم سمجھنا ہی نہ چاہئے۔

حال: بندہ اپنے مالک کے اس فضل کا ہر وقت شاکر ہے اگر یہ کوئی قابل قدر ہے تو صرف حضرت کی جوتیوں کا طفیل اور حضرت ہی کے طفیل سے آئندہ ترقی کی امید ہے ورنہ یہ نالائق کس لائق ہے۔ اب جی چاہتا ہے کہ کوئی سانس یادِ مولا سے خالی نہ ہو اور یہ خودی اٹھ جائے اور سب ان کے حوالہ ہو جائے۔

تحقیق: آمین ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حسی کیفیت کا محسوس نہ ہونا

حال: ان اذکار سے کوئی حسی کیفیت محسوس نہیں ہوتی ہاں خیال کرنے سے اتنا محسوس ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اکثر

تمام نماز غفلت کے ساتھ پڑھ لیتا تھا اور ان ایام میں اکثر حصہ یا تو قرآن شریف کے الفاظ ومعنی کا خیال رہا یا یہ خیال رہا کہ خدائے عزوجل کے سامنے کھڑا ہوں۔ بظاہر اعضا میں بھی نماز کے وقت تذلل (اپنی ذلت) کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کے سامنے حسی کیفیت کیا چیز ہے۔

اختلاج قلب کا علاج

حال: ایک ہفتہ سے تقریباً کبھی کبھی جب (خدا اور رسول کی) اچھی باتیں سن لیتا ہوں تو اختلاج ہونے لگتا ہے اور بار بار یہ جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے چیخیں مار مار کر روؤں۔

تحقیق: (ذکر میں) ضرب و جہر چھوڑ دیجئے اور طبیب سے تعدیل مزاج (مزاج کے اعتدال کا علاج) کرائیے۔

موت کا شوق

حال: ایک مدت سے یہ حال ہے کہ جب کبھی جوش ہوتا ہے کہ مرنے کو جی چاہنے لگتا ہے دربار الٰہی میں حاضری کا شوق ہو جاتا ہے اور موت سے ڈر نہیں لگتا ہے۔ پھر سوچتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ اعمال کا یہ حال ہے اور کس بنیاد پر یہ جرأت مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ خواہ مخواہ دل یہی کہتا ہے تم بخش دیئے جاؤ گے بلا اعمال بھروسہ ہو رہا ہے یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ مقبولیت کی بہت ہی قریبی دلیل ہے۔

گوشہ نشینی

حال: کام بحمد اللہ جاری ہے ترقی کم بیش (کم زیادہ) کر رہا ہوں۔ کوتاہی میری ہی طرف سے ہوتی ہے ورنہ وہاں (اللہ تعالیٰ کے ہاں) سے عطاء میں کیا کمی ہے۔ اکثر یہی جی میں آتا ہے کہ سب کام چھوڑ چھاڑ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ صد کتاب وصد ورق در نار کن۔ **ترجمہ:** ”سو کتابیں اور سو ورق آگ میں ڈالو۔“

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ پسندیدہ حالات سے مسرت ہوئی۔ چھوڑنے کا پسندیدہ ہونا بعض اعتبار سے گوشہ نشینی کو پسند کرنے اور بعض اوقات میں گوشہ نشینی اختیار کرنے سے بھی افضل ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرنے میں کبھی خطرہ بھی ہوتا جب کہ دل کے کمزور ہونے کی وجہ سے پریشانی کا گمان بھی ہو۔ اس کے خلاف گوشہ نشینی کو پسند کرنے میں کہ یہ خالص بغیر خطرہ کے ہے۔ اور ”نیۃ المؤمن خیر من عملہ“ **ترجمہ:** ”مؤمن کی نیت اس کے

عمل سے بہتر ہے۔" کی وجہ سے اجر اور اثر میں (یہ چھوڑنے کی پسند) گوشہ نشینی کے قریب ہے۔ اس لئے فی الحال اس پر اکتفا کیا جائے۔ جب وقت آئے گا خود غیب سے اس کے اسباب مہیا ہو جائیں گے دونوں حالتوں میں یہ مضمون نقد حال ہونا چاہئے۔

چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش　　چوں کشاید چابک و برجستہ باش

ترجمہ: "جب بندھن میں بندھ جاؤ تو بندھن میں بندھے رہو۔ جب بندھن سے کھل جاؤ جو چاہو وہ کرو۔"

گوشہ نشینی کے چھوڑنے کو پسند کرنا بعض اعتبار سے اور بعض اوقات میں خصوصاً گوشہ نشینی سے بھی افضل ہوتا ہے۔

سستی کا علاج

حال: کچھ عرصہ سے اس قدر خیالات پریشان رہتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ ارادہ کرتا ہوں اور ذکر شروع بھی کر دیتا ہوں پھر چھوٹ جاتا ہے جس پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ یوں تو سر سے پیر تک گنہگار ہوں پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس گناہ کا وبال ہے بعینہ یہ حالت ہے۔

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد　　پر طبیعت ادھر نہیں آتی

والدہ ...... کے انتقال کو سال بھر سے زیادہ زمانہ گزر گیا لیکن اب بھی کثرت سے بے اختیار خیال آجاتا ہے۔ کبھی تو (ان کی یاد) دل کو بے چین کر دیتی ہے ممکن ہے کہ یہ حزن اس کا سبب ہو۔ عرض حال کے بعد امیدوار ہوں کہ جو بندہ کے لئے مناسب تدبیر ہو ارشاد فرمائیں گے کہ اس پر عمل کروں گا اور دعا بھی فرمائیں کہ خدا توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: سستی کے اسباب مختلف تھے۔ بڑا سبب اپنے ہم خیال (ساتھی) کا نہ ہونا ہے۔ ظاہری (دنیاوی) سفر بھی تنہا مشکل سے کٹتا ہے کوئی رفیق ڈھونڈیئے۔

دل کی کمزوری کا علاج

حال: تہجد کے وقت نفلوں کے ادا کرنے اور ذکر کرنے میں ایک قسم کا خوف لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی شخص سامنے آکر کھڑا ہونا چاہتا ہے یا کسی ہیبت ناک صورت سے خوف دلانا چاہتا ہے۔ اس وقت تک اگرچہ ایسا نہیں ہوا مگر ایک قسم کا خوف دل پر غالب رہتا ہے جس کی وجہ سے یکسوئی نہیں ہوتی ہے بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: کسی کو پاس رکھئے خلوت اگرچہ نہ ہو اس کا سبب دل کا کمزور ہونا ہے۔

قلب کا جاری ہونا

حال: (حضرت! میں اپنے) قلب کے جاری ہونے کو جناب کے جوتے اٹھانے کے طفیل نہ مقصود سمجھتا ہوں اور نہ ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن ہمیشہ یہ خیال آتا رہتا ہے کہ قلب جاری ہو جائے۔

تحقیق: (صرف) اس خیال (کے آتے رہنے) سے تو کبھی جاری ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے علاوہ (جاری) کرنے سے تو یہ جاری ہونے کا شبہ بھی ہے لیکن یہ بات تحقیق کے قابل ہے کہ آپ جاری ہونے کے کیا معنے سمجھتے ہیں۔

سؤال: اگر کوئی شخص نماز میں جان بوجھ کر زبانی یا دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ قلب جاری ہونے کی کیا تعریف ہے اور کیا صاحب قلب (جس کا دل جاری ہوتا ہے اس) کو اس کا علم ہوتا ہے؟

جواب: نماز میں نہ زبانی ذکر کریں اور نہ دل سے ذکر کریں خود نماز کی طرف توجہ کرنا نماز میں مطلوب ہے۔ قلب جاری ہونا کوئی اہل فن کی اصطلاح نہیں۔ ذکر میں مطلوب یادداشت (یاد رکھنے کی وہ ماہرانہ صلاحیت کے کبھی بھول نہ ہوں) ہے اس کا نام خواہ کچھ بھی رکھ لیا جائے۔

محبت و عظمت کے آثار

حال: حضرت جی! اکثر یہ حالت رہتی ہے کہ تین چار دن تک تو حق تعالیٰ کی محبت و عظمت قلب میں رہتی ہے۔ جس سے قلب میں ایک نور سا معلوم ہوتا ہے اور مزہ رہتا ہے اور ساری عبادات نماز ذکر قرآن شریف سب میں یہی حالت رہتی ہے۔ پھر تین چار روز کے لئے کچھ بھی نہیں رہتا نہ وہ محبت رہتی ہے نہ وہ عظمت نہ وہ مزہ بالکل صفائی ہو جاتی ہے۔ حضرت جی! میری یہ حالت کیا ہے؟ پھر وہی پہلے جیسی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: محبت و عظمت تو دونوں حالت میں محفوظ ہے۔ صرف ان کا رنگ مختلف ہے کبھی قبض کبھی بسط اس لئے کسی رنگ کی خصوصیت مقصود نہیں۔ اسی طرح مزہ و لذت بھی مقصود نہیں۔

تجلی تنزیہ کے آثار

حال: ایک دن ذکر کے وقت خواب جیسی حالت میں یہ نظر آیا کہ (میں) اللہ تعالیٰ کے قریب میں ہوں لیکن ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے بہت ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر پردہ دار (جو پردہ کے پیچھے ہے اس) پر نہ نظر پڑی۔ اسی حالت میں قدرے افسوس بھی محسوس ہونے لگا کہ دیدار نصیب نہیں ہوا اسی دوران میں وہ حالت ختم ہو گئی۔ حقیقی بیداری کی حالت میں بھی اس افسوس کا اثر محسوس ہوا۔ بلکہ اب تک ہے کہ آنکھیں منتظر ہی ہیں۔

ع دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

حضرت یہ کیا بات تھی کیا تجلی الٰہی تھی یا کچھ تخیلات کے کرشمے ہیں۔

تحقیق: (یہ) غالباً تنزیہ کی ساتھ تجلی تھی۔ جو نظر آنے سے زیادہ مکمل ہے کہ اس زندگی میں نظر آنا تشبیہ کی خصوصیات میں سے ہے اور تنزیہہ (اللہ تعالیٰ کو شکل وصورت سے پاک سمجھنا) تشبہہ کے مقابلے میں قرب کا زیادہ ذریعہ ہے اگرچہ ہماری سمجھی ہوئی تنزیہہ سے بھی اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہیں۔

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ وز گراں جانی و چالاکی ہمہ

ترجمہ: ”ذات الٰہی پاکی ناپاکی پریشانی اور تیزی سے بے نیاز ہے۔“

آثار ہیبت

حال: ایک تسلی طلب یہ بات ہے کہ جب میں پہلے بیعت کا خیال کرتی تھی تو دل میں ایک جوش سا اٹھتا تھا جس سے مجھے خوف ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو عین (بیعت کے) وقت پر بے قراری سے رونے اور چلانے لگوں۔ لیکن جب حق تعالیٰ نے حصول برکت کا (یعنی بیعت کا) وقت عنایت فرمایا تو عجیب قبض کی حالت تھی حتیٰ کہ جو کلمات (بیعت کے لئے) مجھ سے کہلوائے گئے بڑی مشکل سے ادا کر سکی۔ اس سے بڑا رنج ہوا کہ نہ معلوم یہ کیا بات تھی۔ بیعت سے فارغ ہونے کے تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد بے حد مسرت وفرحت معلوم ہوئی۔ روزانہ کے معمول کی تلاوت کلام اللہ کرنے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا جانے کہاں کی دولت مل گئی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی اتنی حضوری وشوق سے میں نے تلاوت کی ہو۔ رات کو پھر وہی قبض کی حالت یاد آئی تو نہایت رنج ہوا کہ توبہ کے وقت نہ معلوم اس قدر دل وزبان کیوں رکی جاتی تھی۔

اسی کے ضمن میں ایک پرانا واقعہ یاد آیا جس نے صدمہ دوبالا (دوگنا) کر دیا۔ وہ یہ ہے کہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہونے کے بعد جب محرم الحرام میں بیت اللہ میں عام (سب لوگوں کا) داخلہ ہوا تو اس ناچیز بندی کو بھی یہ دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت بھی بالکل یہی حالت رہی۔ آنکھوں سے (آنسوؤں کی) بارش برس رہی تھی مگر دل جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ لیا تھا حالانکہ اندر جانے سے پہلے خیال تھا کہ خدا جانے اس وقت کیا کیفیت ہوگی۔ حطیم کے اندر اور حجر اسود کے پاس بھی کئی بار اسی کے قریب حالت ہوئی تھی۔ مذکورہ بالا شب میں یہ سب باتیں یاد کر کے اتنا رنج ہوا بیان کرنا مشکل ہے اور رنج کا سبب یہ ہے کہ ان سب واقعات کو میں اپنے بے حد گناہگار ہونے کی علامت سمجھتی ہوں۔ جس وقت بھی خیال آتا ہے صدمہ ہوتا ہے۔ ”اَللّٰھُمَّ اغفر

وارحمنی'' امید کہ جناب والا اس کی تحقیق سے سرفراز فرما کر تسلی بخشیں گے۔

تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو ایک بلند حالت ہے۔ یہ کیفیت وہیئت میں قبض کی طرح ہوتی ہے اس کا سبب انتہائی درجہ کی عظمت ہے اور طبیعت پر عقل کے غلبہ کی علامت ہے۔ اور اس میں کچھ حیرت بھی مل گئی ہے۔ اگر اس وقت جوش خروش ہوتا تو وہ عقل پر طبیعت کے غلبہ کی علامت ہوتی جو اس پہلی حالت کے برابر نہیں (یعنی پہلی والی حالت زیادہ مفید ہے)۔ مبارک ہو۔

حال: ضروری بات یہ لگتی ہے کہ ان دنوں دعا کے وقت رقت بہت طاری ہوتی ہے اور دل میں خوف وہیبت ہوتی ہے کہ یہ مانگوں اور شاید (یہ جو مانگ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی) مرضی کے خلاف ہو۔ لہٰذا اس کی رضا ہی طلب ہوتی ہے اور کسی خاص بات کی طلب کی ہمت نہیں ہوتی۔ ہر وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ عزاسمہ سے شرمندگی معلوم ہوتی ہے۔ یہی دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اپنی مرضی کے موافق مجھ سے کام لے۔ ہدایات اور دعا کا طالب ہوں۔ فقط

تحقیق: یہ حالت ہیبت کی ہے جو بلند حالات میں سے ہے۔ جب تک اس کی خود بخود تعدیل (برابری) نہ ہو اس حال کا اسی طرح اتباع کرتے رہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

مبتدی کو کسی کے کام کا واسطہ (ذریعہ) بننا

سوال: گزارش یہ ہے کہ دیوبند کے ایک محصل (چندہ وصول کرنے والے) صاحب گزشتہ سال فارغ ہوکر سلٹ جا کے ایک مدرسہ میں مدرس ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک سوال بھیجا تھا جس کا جواب جناب مولانا صاحب نے تحریر فرما دیا۔ باقی سائل (سوال پوچھنے والے) نے بہت عجز انکسار کے ساتھ یہ تحریر فرمایا کہ اگر حضور مولانا مدظلہم بھی مہربانی فرما کر اپنے دستخط فرمائیں تو بڑی عنایت ہوگی۔ الغرض اگر حضور سائل کی درخواست کے مطابق دستخط فرمائیں گے تو احقر ظہر کے بعد یہ فتویٰ خدمت میں پیش کرے گا ورنہ (بغیر دستخط ہی) بھیج دے گا۔

جواب: ان کے پاس (بغیر دستخط ہی) بھیج دیجئے۔ پھر اگر ان کا دل چاہے وہ میرے پاس بھیج دیں گے پھر میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ سلوک کے راستے مبتدی کو ایسی باتوں میں واسطہ نہیں بننا چاہئے۔

کیفیات کا غیر مقصود ہونا

حال: حضور نے گزشتہ ہفتہ کے عریضہ پر ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک غیر اختیاری کیفیت ہے اس کی تصرف کے

علاوہ کوئی تدبیر نہیں ہے اور میں تصرف سے خالی ہوں اور خدا کرے ہمیشہ خالی رہوں اگر پھر بھی شوق ہو تو میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں الخ۔ میرے حضرت! مجھے یہ صرف غیر اختیاری وسوسہ آتا تھا وہ عرض کر دیا گیا۔

تحقیق: مگر عرض کرنا شکایت کے لہجہ میں تھا اگر یہ صرف وسوسہ تھا تو قابل التفات نہیں ہے۔

حال: اب میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہوں کہ اے میرے اللہ! مجھے بھی اس کے وسوسہ اور شوق سے خالی فرمائیے۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ جناب کی جوتی کا صدقہ مجھے تو اس خانقاہ مقبولہ سے ہزار ہا فائدے ہوئے ہیں جو کہ ضروری اور مقصودی ہیں۔ میں تو کوئی بیس تیس پشت سے پیرزادہ اور سیدوں کے خاندان سے ہوں صدہا (کئی سو) لوگ ہمارے یہاں جوتے سیدھے کرتے رہے اور ہم ان کو معاش کا ذریعہ بنا کر ان سے لیتے رہے۔

آج وہ حالت ہے کہ ان کی جوتی سیدھی کرنے کا خود مجھے شوق ہے۔ ان سے لینا چھوڑ دیا گیا اگر کوئی تعظیم وتکریم کرتا ہے تو شرم آتی ہے۔ یہ بھی حضور کے طفیل سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے اگر بیوی بچے نہ ہوتے تو تعلقات کا رکھنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ لوگ وہابی وغیرہ کہتے ہیں۔ سخت شکایتیں کرتے ہیں۔ پرواہ نہیں رہتی۔ رسم رسومات چھوڑ دیئے گئے۔ بحمداللہ بعض بعض مضامین قلب میں آتے ہیں۔ پھر وہی مضمون حضور کے مواعظ یا ملفوظ میں پائے جاتے ہیں۔ اس سے بندہ کی اپنے ہادینا مرشدنا سے نسبت ثابت ہوتی ہے جو بڑے فیض کی شرط ہے۔ ؎

تمہارے قدموں میں دم نکل جائے   یہی تمنا ہے غمزدوں کی

تحقیق: ماشاءاللہ ایسا تعلق مفتاح سعادات ہے۔

حال: جمعہ کے دن جو حضور والا نے تنبیہ فرمائی تو واللہ بغیر زیادتی کے عرض کرتا ہوں کہ یہی زبان پر جاری رہا کہ عفاک اللہ نکو گفتی عفاک اللہ نکو گفتی۔ **ترجمہ:** ”اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے تو نے ٹھیک کہا ہے اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے تو نے ٹھیک کہا ہے۔“ اور دل نے یہ چاہا کہ کچھ وقت یہ ہدایت کی رحمت میرے سر پرستی رہے کیونکہ واللہ! جس بات پر حضور نے تنبیہ فرمائی کہ واقعی میں اس سے غافل تھا۔ خصوصاً اس شفقت بھرے فرمان نے تو دل کو ہلا دیا کہ فرمایا (مجھے آپ پر بہت افسوس ہے کہ جس بات کے لئے مجھ سے تعلق رکھا وہ نہیں پوچھتے ہو۔ الخ) میرے حضرت! بہت شرمندگی ہوئی کہ مجھے تو ایسا شفیق رہبر ملا کہ جو از خود اس نالائق کو نفع کی بات پر تنبیہ فرما رہا ہے۔ اور میں بے وقوف غافل بیٹھا ہوں۔ مرشدنا تاسف (افسوس) فرما رہے ہیں مثلاً۔

ع گنہ بندہ کردست او شرمسار

ترجمہ: ”بندہ گناہ کرے اور رب شرمندہ ہو۔“

تحقیق: اللہ تعالیٰ فہم میں زیادہ برکت عطا فرمائیں۔

حَالْ: پہلے عریضہ (کذا) حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ چھ ہزار اسم ذات سے بارہ ہزار تک عمل کر کے اطلاع دینا۔ میرے حضرت! اب دل کی خوشی کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں۔ چھ ہزار فجر کی نماز کے بعد اور چھ ہزار چاشت کے وقت اور تہجد کے بعد بارہ تسبیح اصل معمول ہے۔ اس دفعہ ذکر سے دل کچھ لگنے لگا ہے اور دل چسپی کی امید ہوئی ہے۔

تَحْقِیْق: اس کا سبب وہی غیر مقصود سے کم ہو جانا ہے مبارک ہو۔

حَالْ: جناب نے جو ارشاد فرمایا تھا ''کہ کسی اہل تصوف سے رجوع کر لیجئے۔'' اس دن سے سخت غمگینی اور پریشانی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے کہ شاید میرا خاتمہ اچھا نہ ہوگا ہر وقت رو کر دعا ''مانگ رہا ہوں اے اللہ میرے میرا خاتمہ بخیر فرما اور اپنی مرضیات پر مضبوط فرما اور غیر مرضیات سے محفوظ فرما۔''

تَحْقِیْق: یہ خاص اسی صورت میں خطاب تھا جب کہ کیفیات و مواجید (احوال) کی طلب باقی رہے ورنہ کچھ بھی نہیں اطمینان فرمایئے۔ اب تو کوئی غم کی بات ہی نہیں رہی۔

سُؤَالْ: میرے حضرت! خاص اصلاح ہی کے لئے خدمت میں آ کر گرا ہوں معالجہ فرمایئے۔

جَوَابْ: جو کچھ وقتاً فوقتاً کہا گیا وہ علاج ہی تھا جو بحمد اللہ مفید (ثابت) ہوا۔

◆

سُؤَالْ: اگر کوئی شخص کیفیات اور واردات کو مقصود نہ سمجھے (اور اس کو) بالکل یقین ہے کہ یہ مقصود نہیں اور سمجھتا ہے کہ ان کے حصول سے مقصود کو پہنچنا آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ سب شوق دلانے والے ہوتے ہیں اور اس سے مزہ آتا ہے۔ بس اس خیال سے اگر ان (کیفیات و واردات) کی خواہش کرے اور اس کے لئے دعا کرے اور اس کو چاہے تو کیسا ہے کیا سالک کے لئے اتنی گنجائش ہے؟

جَوَابْ: دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قبول نہ ہونے کی صورت میں ذرا بھی افسوس نہ ہو اور اس کی تدبیر نہ کرے۔

◆

حَالْ: حضور والا! نماز میں جو دلچسپی اور خضوع و خشوع پیدا ہو گیا تھا وہ حضرت کو اطلاع دینے کے بعد فوراً جاتا رہا۔ عجیب حالت ہے جس حالت کا اظہار کرتا ہوں وہی حالت اکثر ہو جاتی ہے۔ امید کہ حضور تسلی فرمائیں گے۔

تَحْقِیْق: وہ کیفیات معتبر ہی نہیں جو مصلح (اصلاح کرنے والے) کو اطلاع دینے سے جاتی رہیں۔ اطلاع دینا ضروری ہے خواہ ایک کیفیت بھی نہ رہے۔ غیر اختیاری کیفیات مطلوب ہی نہیں۔ ہاں جو امور اختیاری ہیں ان

میں کوتاہی نہیں ہونا چاہئے جیسے نماز میں قلب کو خود حاضر کرنا گو حاضر نہ رہے۔

کیفیات فنا

حَالؒ: جمعہ سے آج تک بعض فاسد اعتراض جو خود بے اختیار پیدا ہوتے تھے وہ بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہوگئے اب تو اپنے کو مردہ بدست زندہ ہو یعنی مردے کی طرح بے اختیار جو زندہ باختیار کے ہاتھ میں ہو) سمجھتا ہوں۔

تحقیق: یہی فنا کی حالت فیض کے لئے شرط ہے۔

حالات محمودہ

حَالؒ: گزارش یہ ہے کہ تین چار روز سے طبیعت ذکر کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے، شوق کی کثرت ہے اور طبیعت بالکل نہیں گھبراتی ہے اور ہر وقت ذکر ہی کی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ذکر کے وقت جوش ہوتا ہے، آواز بلند ہو جاتی ہے رقت بھی طاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کو ظاہر کر کے اور اپنے گناہوں پر رونا آتا ہے۔ تنہائی بہت اچھی لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ایسی جگہ ذکر کروں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ خیر یہاں تو آزادی ہے مگر مکان پر جانے سے طبیعت بہت گھبراتی ہے کہ وہاں کیسے کروں گا۔ اس میں کچھ تو مخالف نکلیں گے وہ تو مخالفت پر کمر باندھے ہوئے ہوں گے۔ اس کا تو مضائقہ نہیں مگر جو لوگ موافق اور معتقد ہوں گے وہ سمجھیں گے۔ جس سے ریا کا ڈر ہوتا ہے اس سے بہت متردد رہتا ہوں۔

حلال رزق کی صورت کی بھی زیادہ فکر رہتی ہے۔ باقی دوسری باتوں سے بحمد اللہ اطمینان ہوگیا اور ہو جائے گا۔ نماز کا بھی اب زیادہ شوق ہوگیا ہے۔ خصوصاً تہجد کی نماز میں رکوع سجدے میں طبیعت زیادہ لگتی ہے۔ جلدی سر اٹھانے کو دل نہیں چاہتا۔ دعا بھی عاجزی سے ہونے لگی ہے۔ اپنے نفس کو سب سے ذلیل پاتا ہوں اگرچہ کسی شریعت کے خلاف بات پر طبعی غصہ آتا ہے مگر آئندہ حال کے اعتبار سے خود کو برا سمجھتا ہوں کہ شاید یہ شخص مجموعی حالت کے اعتبار سے ہم سے اچھا ہو۔ حقوق العباد کا زیادہ خیال ہوگیا ہے اگر اتفاقاً کسی سے گفتگو ہوگئی تو جب تک اس سے معافی چاہ نہیں لیتا تب تک سخت پریشانی رہتی ہے اگرچہ زیادتی دوسری جانب ہی کی ہو جب بھی اس سے معافی کی درخواست فوراً کرتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ اس صورت میں تو زیادہ اجر ہے۔ مہر کے قرضے کی بھی سب سے زیادہ فکر رہتی ہے خیال رہتا ہے کہ نہ معلوم موت کا وقت کب آ جائے اور یہ قرض باقی رہ جائے تو حساب کے دن یعنی قیامت کے دن سخت رسوائی ہوگی۔

غرضیکہ جو کچھ شرعی احکام ہیں خواہ ظاہر یا باطن خود معلوم ہیں یا کتابیں دیکھنے سے یا حضور کی تقریر وتحریر سے معلوم ہو سکتے ہیں ان کو جہاں تک کر سکوں پورا کروں۔ خصوصاً اخلاق کی درستی کا زیادہ خیال رہتا ہے حضور کو دیکھ کر بہت اطمینان وسکون پیدا ہو جاتا ہے اور بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حضور کے چہرۂ مبارک کی زیارت سے جلالت وعظمت خداوندی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بہت مرغوب ہو جاتا ہوں۔ جناب کے ڈانٹ ڈپٹ وملامت کو کرامت اور کمال سمجھ کر کے اپنے لئے ہدایت کی راہ قرار دیتا ہوں۔

تحقیق: ماشاءاللہ سب حالات عین (بالکل) طریق ہیں۔

پسندیدہ حالات

حال: احقر آج کل دس ہزار مرتبہ استغفار اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے (لیکن) کبھی کسی عارض (بیماری یا کوئی عذر کی وجہ) کی کمی زیادتی بھی ہو جاتی ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہر طاعت کے بعد ایسی غیرت ہوتی ہے کہ جیسے معصیت کے بعد ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میری ہر طاعت میں کمی اور بہت سی کوتاہیاں مجھ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہر وقت اپنے اوپر انعامات خداوندی کی بارش دیکھتا ہوں اور جب معصیت ہو جاتی ہے تب تو سوائے رو کر معافی کرانے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ چند دن سے ایسی حالت ہے کہ تمام دنیا سے دل ٹھنڈا ہو گیا ہے اور قلب تمام عالم سے بالکل بے تعلق لگتا ہے یہاں تک کہ بیوی بچوں اور عزیز رشتہ داروں سے جو محبت باقی ہے اس کا درجہ صرف اتنا ہے کہ جیسے کوئی مسافر سرائے میں ٹھہرتا ہے اور وہاں کے لوگوں سے معمولی میل جول ہو جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ تعلق نہیں لگتا ہے بیوی سے بچوں سے ہنستا بولتا ہوں ان کے حقوق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا کرتا ہوں لیکن حقیقت کے اعتبار سے قلب بالکل بے تعلق سا لگتا ہے۔

ایک حالت یہ ہے کہ کوئی گھڑی اور کوئی لمحہ مجھ کو ایسا نہیں لگتا جس میں فضل خداوندی میرے شامل حال نہ ہو، ہر وقت اپنے حقیقی آقا کا کرم واحسان دیکھتا ہوں جس کی وجہ سے میں ہر حالت میں نہایت مسرور اور بے انتہا خوش رہتا ہوں۔ چند دن سے تنگی غالب ہے لوگ مجھ پر رحم کر کے خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں لیکن حضرت مولانا! ہے اس ذات مقدس کی قسم کہ میں اس تنگی کو ہفت اقلیم (ساری دنیا) کی سلطنت پر ترجیح دیتا ہوں اس وجہ سے کہ اس تنگی کی وجہ سے مجھے اتنا باطنی فائدہ ہوا ہے کہ ہزاروں ریاضتوں اور مجاہدوں سے بھی نصیب نہ ہوتا۔ حضرت! حقیقت یہ ہے کہ مشاہدہ سے ایسا لگتا ہے کہ اصل میں حقیقی مربی (تربیت کرنے والے) حق تعالیٰ ہیں بندہ کے

لئے جو راستہ زیادہ مفید بلکہ بہت زیادہ مفید ہوتا ہے اس راستہ سے اپنے بندہ کی تربیت فرماتے ہیں۔ چنانچہ مجھے کوئی حالت ایسی پیش نہیں آتی جس میں تربیت کی شان نہ معلوم ہوتی ہو، الحمد للہ الحمد للہ! میں ہر گھڑی بے انتہا خوش وخرم رہتا ہوں کوئی معاملہ دنیا کا کوئی تکلیف دینے والا معاملہ مجھے تکلیف نہیں دیتا ہے الحمد للہ پریشانی تو نشان کو بھی نہیں ہوتی لیکن تکلیف طبعی ہوجاتی ہے لیکن اس حال کا ایسا غلبہ ہے کہ اکثر اوقات تکلیف اور مصیبت میں بھی احساس بہت کم ہوتا ہے۔ کبھی تو الٹا اور مزا آنے لگتا ہے۔ قلب میں ایک آگ لگی ہے جو ہر وقت خصوصاً ذکر کے وقت بھڑکتی رہتی ہے۔ رقت اکثر طاری رہتی ہے اپنے نفس سے دن بدن بدگمانی بڑھتی جاتی ہے۔ حضرت! میرا نفس مجھ کو سخت نمک حرام اور نافرمان نظر آتا ہے۔ اس کے شر سے بچنے کے لیے خدا تعالیٰ سے ہر وقت امداد چاہتا رہتا ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ہر روز پانسو مرتبہ لاحول پڑھا کروں۔ مجھے اس کا مضمون بہت اچھا لگتا ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے تعلق گوارا نہیں ہوتا۔

عرصہ سے بیکار ہوں اور خدا کے فضل سے ملازمت کے لئے لوگ مجھ کو بلاتے ہیں لیکن حضرت! مجھ کو نوکری کرنا شرک کی طرح برا لگتا ہے۔ یہ چاہتا ہوں کہ ایسا پابندی اور تابعداری کا تعلق تو خدا تعالیٰ سے کرنا زیبا ہے۔ ملازمت نہ کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آج کل اکثر خصوصاً تاجر پیشہ شخص بے احتیاط ہیں ان کے نزدیک حرام وحلال سے کچھ بحث کرنا فضول ہے ان کا مقصد روپیہ ہے شریعت سے بحث نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم دنیا دار ہیں ہم سے شریعت پر عمل کرنا کیسے ممکن ہے۔ دل کھول کے بے ایمانیوں اور دغا بازیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ آج کل ملازمت کے لئے دہلی بلاتے ہیں وہ پچاس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ لیکن انہی صفات سے موصوف ہیں۔ اب میں ان کے یہاں ملازمت کر کے شریعت کے خلاف باتوں سے کیسے بچ سکتا ہوں۔ میرے عزیز واقارب بہت زور شور سے کوشش کرتے ہیں اور مجھ کو مجبور کرتے ہیں کہ نوکری کرلو۔ اگر دغا بازی بے ایمانی کریں گے تو وہ کریں گے تم تو صرف لکھ دینے والے ہو۔ میں کہتا ہوں بھائی مجرم کی اعانت کرنے والا بھی مجرم مانا جاتا ہے۔ میں اپنے عزیزوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو گھبراؤ مت ایسا معاملہ انشاء اللہ عنقریب آئے گا کہ اس تنگی کا بدل ہوجائے گا، یعنی انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ایسا کوئی سامان فرمادیں گے کہ تمام تکالیف کا نعم البدل (بہترین بدلہ) ہوجائے گا۔

میں الحمد للہ اپنے آقا پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں کہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ہر وقت میری دستگیری فرمارہے ہیں۔ میں نے اپنے تمام تفکرات اور کام ان کے ہی سپرد کردیئے ہیں۔ حضرت! اگر میں بھوکا ہوں یا فاقہ ہو یا کپڑا نہ ہو غرض کچھ بھی تکلیف ہو لیکن اس کی کچھ فکر اور پروا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ذکر میں کسی مشغولی کی وجہ سے غفلت ہوتی

ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جتنا وقت اس حالت میں گزرا بڑا نقصان ہوا۔ اس کا کوئی بدل نہیں غرض ذکر ہی میرا مایہ تسلی ہے جو الحمد للہ ہر وقت کرتا رہتا ہوں۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے شمار سے بے شمار (گن کر اور بغیر گنے) جتنا ہو جاتا ہے۔ یہ سب حضور کی ہی عنایت کی بدولت ہے جو مجھ جیسے ذلیل اور ارزل (بہت ہی ذلیل) شخص پر ہے کیونکہ ؎

بے عنایات حق و خاصان حق   گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: ’’اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔‘‘

ورنہ میں کہاں اور یہ انعامات اور احسانات الٰہی کہاں ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل   نسیم صبح تیری مہربانی

حضرت! میں حضور کی عنایت اور توجہ اور مہربانی کا بہت زیادہ حاجت مند ہوں اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ غریب اور خطا کرنے والے شخص پر اور زیادہ توجہ فرمائی جائے اور دعا فرمائی جائے میرا حقیقی آقا مجھ سے راضی ہو جائے اور نیک عملوں کی زیادہ توفیق نصیب ہو۔ فقط

تحقیق: بے حد دل خوش ہوتا ہے حق تعالیٰ مضاعف (کئی گنا) برکت و ترقی فرمائے اور ناکارہ کو بھی نیک دوستوں کی برکت سے اچھا ٹھکانہ عطا فرمائے۔ دوستوں سے بھی اس دعا کی امید ہے۔

حال: جب سے میرے سارے گھر والے حضور سے کھندوہ میں بیعت ہوئے ہیں شریعت کی پابندی خوب ہو رہی ہے ہر چھوٹا بڑا نماز روزہ کا پابند ہے۔ دوسرے نمبر کا بھائی جو بڑا سخت دل تھا اب ایسا نمازی ہوگیا ہے کہ اللہ اللہ۔ والدہ صاحبہ کا زخم کی وجہ سے آپریشن ہوا یعنی پیر کی ہڈی نکالی گئی اگرچہ بڑی سخت تکلیف تھی مگر ایک نماز بھی نہیں چھوٹی۔ سبحان اللہ یہ اس مقلب قلوب (دلوں کے پھیرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ) کی شان ہے ورنہ بیعت ہونے سے پہلے میرے گھر کی گندی حالت تھی۔ میں تبدیل ہوکر آیا تھا بہت ہی کڑھتا (دل دکھتا) تھا اور سب کی ہدایت کی دعا مانگتا تھا۔ یہ حضور والا کی کھلی کرامت ہے کہ بیعت کا شرف بخش کر سب کو سیدھا کر دیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

ہدایت تو اللہ صاحب ہی کی طرف سے ہے مگر حضور کی دعا نے بھی بڑا کام کیا اس سے پہلے ہر ایک کے ساتھ میں دماغ کھپاتا تھا اب سب ایسے ہوگئے ہیں کہ ممنوع امور میں آپ کی کتاب دکھانے کی دیر ہے ’’اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا‘‘ (یعنی ہم نے مان لیا اور سچا جان لیا) کہتے ہیں گھر میں عورتیں بھی بدعات سے دور ہوگئی ہیں۔ صرف چھوٹا بھائی ذرا کبھی میری غیر حاضری میں نمازیں ترک کر دیتا ہے۔ بارہا سمجھا چکا ہوں تھوڑی سزا بھی دیتا

ہوں اگرچہ (وہ) انگریزی طلبہ کی طرح سرکش اور لاپروا نہیں ہے مگر پھر بھی صحبت یا انگریزی کے اثر سے تغافل کرتا ہے میں ڈراتا ہوں کہ اگر شریعت کے کاموں میں غفلت کی تو انگریزی تعلیم سے چھڑا لوں گا، کبھی کبھی تو جی میں آ جاتا ہے کہ خوب دل کھول کر پیٹوں۔ حضور والا اس کے راہ ہدایت پر آنے اور اماں کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے مگر سختی مناسب نہیں۔

حال: میرے ماں باپ سے زیادہ شفیق مولا! یہ احقر اب اپنی حالت کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی دعا کی برکت معمولات بغیر ناغے کے ادا ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چھ ہزار بار اسم ذات آدھا پارہ قرآن شریف اور اسم ذات سے پہلے بارہ تسبیح پھر ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ اشراق کی نماز کے بعد یٰسین شریف ایک بار پڑھتا ہوں شام کو مغرب کی نماز کے بعد تین ہزار اسم ذات اور سورہ واقعہ ایک بار پڑھتا ہوں پھر قضائے عمری دو سال سے پڑھ رہا ہوں۔ کئی سال ہوئے رمضان شریف میں ایک نامعقول حرکت ہوگئی تھی مگر کم ہمتی سے کفارہ کے روزے ابھی تک نہیں ادا کئے تھے آج کل آج کل ہو رہی تھی۔ ایک دن تنہائی میں میری بی بی نے کہا کہ مجھ کو تمہارے کفارہ کے روزوں کی تم سے زیادہ فکر ہے۔ اس بات کو سن کر میرے دل پر سخت چوٹ لگی اور فوراً روزے رکھنے شروع کر دیئے۔

اب حضور والا طبیعت میں شریعت کی پابندی کی دھن پیدا ہوگئی ہے جب کوئی کام کرتا ہوں تو دل پر شریعت کے حکم کا غلبہ خود بخود طاری ہو جاتا ہے۔ شرع کے خلاف کام خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو پہاڑ لگتا ہے۔ ننگ و عار بالائے طاق رکھ کر کوئی کتنا ہی برا کیوں نہ کہے بدعات و رسوم کے پاس (بھی) نہیں جاتا ہوں۔ ہر وقت اللہ اور آخرت کی یاد دل میں رہتی ہے جی ڈرتا ہے کہ خدا جانے ان گنتی کے (یعنی تھوڑے) دنوں کی زندگی کے بعد کیا پیش آئے، خاتمہ کیسا ہوگا اور آخرت میں کیا گزرے گی۔ حقوق العباد اور معاملات کی صفائی کا بھی بڑا خیال رہتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ دوست دشمن سب کے پاؤں چوم چوم کر حقوق ضائع کرنے کی معافی مانگ لوں۔ اب دنیا میں کوئی اپنا دشمن معلوم نہیں ہوتا۔ اس ارحم الراحمین نے دل سے بغض حسد اور کینہ نکال لیا ہے۔

اب اپنے (آپ کو) سنوارنے کی پڑگئی ہے جب آدمیوں کے پاس ضرورۃً جانا ہوتا ہے تو ان کی دنیوی باتوں کی مشغولی پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ بڑے غافل ہیں۔ ساری باتوں کو سن کر بڑی نفرت ہوتی ہے۔ کان تو باتیں سنتے ہیں...... اور دل ہر وقت فکر آخرت میں مشغول رہتا ہے۔ مولانا صاحب! شاید ہی کوئی وقت (مثلاً تعلیم و درس) کا ایسا جاتا ہوں جس میں مجھ کو آخرت کا دھیان نہ رہتا ہو۔ کبھی اللہ کی محبت میں ست ہو جاتا

ہوں اور اس کی رحمت واسعہ کو یاد کرکر کے جھومتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ سب سے اچھے عالم میں جلدی چل کر اپنا اصلی ٹھکانہ دیکھ لوں اور انعامات الٰہی کی خوب سیر کروں۔ کبھی کبھی قیامت کے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور دل کو اس بات کی بڑی مسرت رہتی ہے کہ یہ آنکھیں اللہ جل جلالہ کو رحمۃ للعالمین حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت شیخ محمد قاسم نانوتوی قدس رہ اور حضرت قطب الاقطاب مولانا گنگوہی نور اللہ مرقدہ کو دیکھیں گی بڑا لطف رہے گا۔ دنیا کی زندگی ہیچ (حقیر) ہے اللہ صاحب آخرت کی نعمتیں نصیب فرمائیں۔

غرض ایسے ایسے خیالات سے دل کبھی کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ حالت رہتی ہے کہ عذاب قبر وحشر اور کوتاہی اعمال سے سخت فکر اور خشیت طاری ہو جاتی ہے۔ جب کسی صالح شخص کی وفات ہوتی ہے تو دل مسرور ہوتا ہے اور جب گنہگار تارک صوم وصلوۃ مرتا ہے تو دل پر بڑی ہیبت سوار ہو جاتی ہے اور نزع کی آفتوں کو یاد کر کے بے حد فکر ہوتی ہے۔ قبر کی تاریکی اور عالم تنہائی اور اپنی بے چارگی و بے مائیگی (کچھ نہ ہونے کی حالت) کو خیال کر کے یہ شعر پڑھا کرتا ہوں۔

تمہارے حکم سے باہر کہیں عشاق ہوتے ہیں
ہنساتے ہو تو ہنستے ہیں رُلاتے ہو تو روتے ہیں

حضور والا! بندہ اپنی ایک خاص حالت کا اظہار کرتا ہے وہ یہ کہ کبھی بلکہ کچھ عرصہ سے اکثر اوقات میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میری بخشش اللہ صاحب ضرور کریں گے بشرطیکہ اب گمراہی کے کوچہ میں نہ جاؤں شریعت کا پابند رہوں اگر چہ کوتاہیاں بھی بے حد وشمار ہوتی ہیں مگر اللہ میاں رحیم پیاری ماں سے زیادہ شفیق وکریم ہیں توبہ کرنے والے اور اپنی طاقت کے مطابق اچھے کام کرنے والوں کو بخشتے ہیں۔ صراط مستقیم پر چلنے والوں کی غیر اختیاری کوتاہیوں پر گرفت نہیں کرتے اور اے فلاں تو نے علامۂ تھانوی فاضت انوار فیوضہم کا دامن پکڑا ہے خبردار ان کے قدم بقدم چلنے سے کوتاہی نہ کرنا۔ شرع کے خلاف بات پر راضی نہ ہو جانا۔ اگر اس اہتمام ونیت کے بعد بھی کوتاہی ہو جائے تو ناامید نہ ہو جانا۔ اللہ پاک کی درگاہ میں رو پیٹ کر معافی کا طالب ہو جانا اللہ میاں ضرور ضرور بخشیں گے اور جنت ضرور ضرور دیں گے انشاء اللہ دائمی چین نصیب ہوگا۔ اعمال پر بھروسہ کرنا نادانی ہے۔ نماز ہے تو لنگڑی لولی اور روزہ نکما غرض جملہ اعمال ٹوٹے پھوٹے اور اس قابل نہیں کہ ان پر ثواب تو در کنار عذاب پر ہی نہ ہو تو غنیمت ہے۔ غرض جو کچھ ملے گا اللہ صاحب کی رحمت واسعہ سے ہی ملے گا اور ملے گا ضرور ملے گا وغیرہ وغیرہ اب حضور فرمائیں میرے یہ خیالات کیسے ہیں۔

تحقیق: بالکل مطلوب حالت ہے۔

حال: کبھی کبھی ایک حالت اور غالب آتی ہے وہ یہ کہ کبھی میرے دل پر اچانک ایسا رنج و ملال چھا جاتا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں۔ بہت تلاش کرتا ہوں کہ یہ رنج و غم کس بات کا ہے معلوم ہو جائے مگر خاک پتہ نہیں لگتا۔ مسلسل غمگینی چھائی رہتی ہے۔ بندہ اس وقت یہ سوچتا ہے کہ میرا کوئی مالی نقصان تو نہیں ہو گیا کسی اور قسم کا نقصان تو نہیں ہو گیا جس کا یہ رنج ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نقصان نہیں ہوا یہ اندوہ آپ ہی آپ ہو گیا ہے بھلا یہ کیا حالت ہوگی؟

تحقیق: (یہ حالت) پہلی حالت سے بھی اونچی ہے۔

حال: طبیعت کی نزاکت ایسی بڑھ گئی ہے کہ اپنے سے کسی کو ذرا بھی تکلیف (ہاتھ یا زبان سے) پہنچتی ہے تو گھنٹوں ملال رہتا ہے کہ کسی کو کیوں رنج پہنچا۔ جب چار آدمی بیٹھے ہوں تو سوائے دینی چرچے کے دوسری چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ خوب مذہبی باتیں کرتا رہوں۔ کبھی کبھی تو ایسے جوش خروش سے محویت کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں کہ قابو میں نہیں رہتا ہوں۔ اس حالت میں کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ کہیں یہ لمبی لمبی باتیں اپنے علمیت کے اظہار کے لیے نہ نکل رہی ہوں جس سے ریا کاری کی آفات میں مبتلا ہو جاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی چپ ہو جاتا ہوں آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگتا ہوں۔

حضور والا مجھ کو حضور اقدس کی کتب اور مواعظ و ملفوظات حسن العزیز، تعلیم الدین، قصد السبیل وغیرہ وغیرہ سے اتنے بڑے منافع حاصل ہوئے ہیں کہ جن کو لکھ کر بیان کرنا مشکل ہے۔ حضور اقدس کے کمالات حضور والا کی بزرگی اونچی ولایت پر جب نظر جاتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ گھر گھر بازار بازار گلی، گلی، دوڑ دوڑ کر چیختا پھروں اے غافلو! دوڑو دوڑو تھانہ بھون میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی خاص رحمت سے ہمیشہ کی کامیابی کا سودا خریدو اور اس کے فیوض و برکات سے جلد اپنی حالت درست کرو ورنہ بہت ہی پچھتاؤ گے۔ غفلت کے گڑھوں میں بے خبری کی نیند لینے والو! خدا کے لئے اٹھو اور ایک خاص ہدایت کے بادل کے صحت بخش چھینٹوں سے اپنے مریض دلوں کا علاج کرو۔

مولانا صاحب! سچ تو یہ ہے کہ آپ کے کمالات کی پہچان اور پھر ولایت کی تہہ —— پانے کا دعوی ہی غلط غلط غلط صریح غلط ہے اور یہ جو تھوڑی بہت پہنچان ہوئی ہے وہ بھی حضور والا ہی کے علوم و کمالات کی مدد سے ورنہ کہاں ہم...... اور کہاں حضور والا کے کمالات۔ حضور کے صدقہ سے اللہ میاں کی محبت اللہ صاحب کے سول اللہ ﷺ کی محبت نصیب ہوئی اے شرور و آفات سے محفوظ رہے وہ جس کے فیوض و برکات کی نہریں ہر جگہ زور

وشور سے جاری ہیں۔

کبھی جب رنج و ملال کے وقت ذکر میں بیٹھ جاتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اب میں اللہ صاحب کی خاص حفاظت میں آگیا ہوں۔ اس وقت ذکر الٰہی ایک مضبوط قلعہ لگتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ہر رنج و مصیبت کو کھونے کے لئے اس امن و امان راحت بخش...... قلعہ میں آکر چھپ جانا چاہئے۔ اس قلعہ میں آکر رہنے کے بعد گویا دنیا سے الگ ہو جاتا ہوں عجب لطف سے ذکر ختم ہوتا ہے بعد ذکر پھر دل پر فرحت چھا جاتی ہے۔

چند دنوں سے نماز میں بھول بہت ہو جاتی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد وسوسہ ہوتا ہے کہ تکبیر کہے بغیر ہاتھ باندھے ہیں، سجدہ کرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک ہی سجدہ ہوا ہے۔ کبھی کبھی رکعات کی تعداد یاد نہیں رہتی خیال نہیں رہتا ہے کہ پہلا قاعدہ ہوا ہے یا نہیں ہے، سورت ملائی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کی وجہ سے بار بار نماز دہرانے میں بہت پریشانی ہوتی ہے اللہ بھول سے بچائے۔ اس کا علاج کیا کروں؟ حضور والا بندہ کے لئے دعائے خیر فرمائیں اسی طرح نظر عنایت رکھیں۔

تحقیق: تدبیر وہی ہے کہ جو حالت غیہ اختیاری ہے اس پر غم نہ کیا جائے اور جو پیش آجائے اس کے متعلق جو شرعی حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ جن صاحب کا خط رہنے پرچہ کے ساتھ بھیجا ہے ان کے بارے میں آپ کو اپنی معلومات لکھنا چاہئے تھی ورنہ ان کا خط نہیں بھیجتے۔

یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ

حال: عرض ہے کہ چلتے پھرتے وظیفہ پورا کرنے میں جتنی دل کی یکسوئی ہوتی ہے اتنی ایک جگہ بیٹھے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت! یہ راز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اگر اس کے لئے کوئی علاج ہو تو مرحمت فرمائیے کہ بیٹھے میں بھی اتنی دل کی یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق: کوئی کیفیت خاص مقصود نہیں۔ اعمال کا تعین اور ان کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔ خواہ کچھ ہی کیفیت ہو یا نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر بھی کچھ معمول زیادہ مقدار میں رکھا جائے یکسوئی حاصل ہونے کا بھی یہی طریقہ ہے یہ نہیں کہ پہلے یکسوئی ہو پھر آپ بیٹھیں۔

ڈھول کی آواز سے بے خودی کی کیفیت طاری ہونا

حال: عرض کرنے کے قابل ایک بات اور یہ ہے کہ ایک صاحب ذاکر شاغل جو مجھ سے کچھ دینی تعلق رکھتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب سے مجھ سے دینی تعلق پیدا ہوا ہے پہلے وہ کبھی

ایسی مجلسوں میں نہیں جاتے تھے۔ محرم کے دن تھے ان کا نوکر تماشا دیکھنے چلا گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کو دیکھنے کے لئے میں چلا گیا۔ وہاں (ان کو) ڈھول کی آواز پر اللہ اللہ کی صدا محسوس ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ اس سے تو آواز اللہ اللہ نکلتی ہے اور ہم انسان ہوکر غافل ہیں۔ اس پر کیفیت غالب اور بے خودی ہوکر تقریبا دو گھنٹہ اچھلتا کودتا رہا۔ اس حالت سے مجھ کو بہت دیر بعد افاقہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حرکت مجھ سے معذوری میں ہوئی۔ معلوم ہونے پر میں نے ان کو سمجھایا کہ ایسی جگہ جہاں ناجائز مجلس ہو طالب کو نہیں جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ایسی جگہ کبھی نہیں جانا چاہئے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ حالت محمود تھی۔ مگر اس کا ہونا اپنی (اصل) جگہ میں نہیں ہوا۔ لیکن طالب کو ہونا نفس کے ابھارنے اور حیوانی قوت کے غلبہ سے ہوتا ہے۔

تحقیق: اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

حال: یا ایسے موقع پر شیطان کو بھی اس میں کچھ دخل ہوتا ہے۔

تحقیق: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تاکہ آئندہ آسانی سے دھوکہ میں ڈال سکے۔

حال: یا واردات قلبیہ (دل میں آنے والے حالات کی وجہ) سے روحانی کیفیات کو (اس میں) صرف دخل ہوتا ہے۔

تحقیق: نہیں۔

دل کی کمزوری کے آثار

حال: رات کے ایک بجے جناب حضرت محمد ﷺ کی وفات شریف کا بیان پڑھتے ہوئے فدوی کو بے ہوشی ہوئی اور میں زمین پر لوٹ رہا تھا اور زبان سے محمد ﷺ کا لفظ نکلتا تھا۔ جب سے میں وعظ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں تو فدوی کی ایسی حالت ہوتی ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔ جمعہ کے دن خطبہ پڑھا جاتا ہے کبھی ایسی حالت ہوتی ہے۔ جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو کبھی یہ ہوتا ہے کہ جو حرف پڑھا جاتا ہے بلند آواز ہوتی ہے۔ نماز میں بھی کبھی پاؤں زمین سے اونچے ہوتے اور آنکھ بند ہوتی ہے اور اندر سے آواز ہم ہم نکلتی ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کے نام کا ذکر ہوتا ہے تو فدوی کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کبھی امام نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اس وقت بھی آنکھ بند ہوکر زمین پر لوٹتا ہوں اور ہاتھ اوپر اٹھتے ہیں اور زبان سے ہائے ہائے نکلتا ہے اور کبھی وظائف میں بھی آواز بلند ہوتی ہے۔

میری ساری حالت بری ہے اس لئے عرض کیا کوئی بزرگ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کا فیض ہوا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ شیطان آپ کو غفلت و فریب دے رہا ہے۔ فدوی کو ان دونوں باتوں کی سمجھ نہیں ہے۔ میں بے وقوف

بدتمیز بے حوصلہ کم عقل گنہگار بندہ ہوں۔

تحقیق: اس اختلاف کا فیصلہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ حالت پیش آتی ہے اگر وہ متقی اور دیندار ہے تو وارد رحمانی کا اثر ہے۔ اور اگر متقی اور دیندار نہیں ہے تو شیطانی اثر ہے اور دل کی کمزوری کی ملاوٹ دونوں حالتوں میں ہے۔

جذب الی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچنا)

حال: گذشتہ ہفتہ میں کئی دن جناب حق تعالیٰ شانہ کی طرف بہت ہی کشش خیال و سرور رہا جیسے عشق کی کیفیت کی حالت ہوتی ہے اور ہر وقت ذکر کرنے کو دل چاہتا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ بہت ہی انس اور ذکر میں لذت ولطف تھا مگر اب کچھ دن سے وہ حالت بہت ہی کم ہوگئی حضور دعا اور اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: ایسی حالت اگر کبھی کبھی ہو جائے تو بڑی نعمت ہے اس حالت کا غلبہ اگرچہ نہیں رہا مگر اثر باقی رہتا ہے اس لئے اس کو حالت کا ختم ہونا سمجھا جائے۔ فقط

عشقیہ کیفیت

حضور والا کی برکت سے آخر رات میں نفل اور چھ تسبیح تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور چھ تسبیح اسم ذات دو ضربی اور فرصت کے وقت اسم ذات مبارک ایک ضرب والے کا بھی ورد رہتا ہے۔ حضور والا! اب حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی کیفیت عشقیہ کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کبھی کچھ نہیں کبھی بہت سخت کشش ہوتی ہے مگر برداشت کرتا ہوں کہ اگر چلاؤں ہائے ہائے کروں تو طلبہ کیا کہیں گے۔

ایک عریضہ کے جواب میں حضور والا نے یہ شعر تحریر فرمایا تھا کہ۔

ع کوئے نومیدی مرد کہ امید ہاست

ترجمہ: ’’ناامیدی مت کرو امیدیں بہت ہیں۔‘‘

تو تمام دن اس کو خیال کر کے نہایت مسرور ہوتا رہا مگر برداشت کیا گیا۔ جی چاہتا تھا کہ کودوں اچھلوں۔ میں اس قسم کے حالات فوراً تحریر نہیں کرتا ہوں۔ اس میں کوئی حرج ونقصان تو نہیں ہے کیونکہ (یہ حالات) ہمیشہ تو رہتے نہیں ہیں کبھی کشش کبھی کچھ کبھی کچھ دعا کا محتاج ہوں۔ فقط

تحقیق: (آپ نے) جو حالت لکھی ہے بس میں اپنے دوستوں میں اس کا انتظار کیا کرتا ہوں بہت خوشی ہوئی میرے مکرم! برداشت نہ کیا کیجئے۔ ؂

نسازد عشق را کنج سلامت خوشاء سوائی کوئے ملامت

ترجمہ: "عشق میں سلامتی ممکن نہیں ہے ــــ عشق میں رسوائی اور ملامت ہی خوش نصیبی ہے۔"

اور ریا قصد سے ہوتی ہے یوں لپٹتی نہیں رہتی ہے۔

غیر اختیاری کیفیات نہ ہونے کا علاج

حال: جو جوش اور کیفیت پہلے تھی اب اس میں کمی ہے۔ حالانکہ کسی معمول میں کوئی کمی بفضلہٖ تعالیٰ اپنے خیال میں نہیں ہوئی۔ اگر چہ مقصود نہیں ہے مگر بعض وقت معین (مددگار) ہوکر سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے خیال اس کے طلب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس کا طریقہ دعا ہے نہ کہ سعی و اکتساب (کوشش و کمائی) ہے۔

نماز میں حضور قلبی نہ ہونے کا علاج

حال: نماز میں حضور قلبی کچھ (تھا جو) ختم ہوگیا ہے خدا جانے کیا بات ہے اصلاح کی ضرورت ہے۔

تحقیق: تدبیر کا استعمال اختیار میں ہے اگر نتیجہ نہ ہو کچھ نقصان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مکمل استحضار کی تمنا

حال: شروع میں حدیث النفس کا بہت غلبہ رہا جس سے بہت الجھن رہتی تھی بلکہ ناامیدی ہوگئی تھی مگر الحمد للہ اب کچھ کمی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ احقر کو ہمیشہ تمنا رہتی ہے کہ حق تعالیٰ کا مکمل استحضار ہر وقت حاصل رہے۔ جس حد تک ترقی مطلوب ہو اس حد تک پہنچ جائے کہ اس کے نہ ہونے یا کمی سے قلب وحشت میں رہتا ہے۔ اپنے گمان کے مطابق اگر ذرا بھی حاصل ہوا تو بس تسلی اور راحت قلب نصیب ہو جاتی ہے کیا اس کیفیت کا منتظر یا (اس کے حاصل ہونے کی) کوشش میں لگے رہنا غیر مقصود کیفیات کی کوشش میں لگے رہنے میں سے تو نہیں ہے؟ میں تو اس کو ہمیشہ کیفیت مقصود سمجھتا رہا ہوں اور اس کو اصل کامیابی سمجھتا ہوں جب کہ یہ طاعات کا نتیجہ ہوں اگر چہ (میں) یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ کیفیت اختیاری نہیں صرف (خالص) اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اگر چہ ذکر کی کثرت اور اطاعت جو اس کے اسباب ہیں وہ اختیاری ہیں۔ اس حیثیت سے یہ کیفیت بھی تو کہیں کیفیات غیر اختیار یہ غیر مقصود میں داخل نہیں ہو جاتی۔

تحقیق: خود کیفیت تو مقصود ہے اور (یہ) اختیاری بھی ہے مگر اس میں مبالغہ غیر مقصود ہے اور (یہ) غیر اختیاری ہے اس لئے پہلی بات کے لیے تو سرسری توجہ کافی ہے کیجئے اور دوسری بات کے لئے کوشش نہ کیجئے۔ امید ہے کہ

اس تقریر سے سوال کی ساری باتیں حل ہوئی ہوں گی۔

حال: غرض احقر کی دلی آرزو ہے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ قلب کو ایک قرب خاص حاصل رہے اور اس کی یاد کسی وقت کسی حال میں دور بلکہ مضمحل (کمزور) تک نہ ہو اور ایمان کی حلاوت (مٹھاس) دل کو نصیب ہو جائے اور نفس کی ساری بری صفات سے نجات حاصل ہو۔

تحقیق: ہاں آرزو کے درجہ میں یہ مطلوب ہے اور اس کا طریقہ دعا ہے دعا کیا کیجئے۔

حال: اللہ تعالیٰ حضور کی دعا و توجہ کی برکت سے اس چلہ میں تمام اچھی تمنائیں پوری فرما دیں۔

بے عنایات حق و خاصان حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوگا۔''

الحمدللہ اب امید ہو چلی ہے کہ انشاء اللہ کثرت کلام سے نفرت حاصل ہو جائے۔ دعا فرمائیں۔

تحقیق: ہاں دل و جان سے (دعا کرتا ہوں)۔

دل کی کدورت (میلے پن) کا علاج

حضرت! جتنا وقت چمڑہ کی خرید و فروخت اور انتظامات میں گزرتا ہے اور اس میں جو مشغولی ہوتی ہے اگرچہ (یہ مشغولی) الحمدللہ بالکل شریعت کی حدود میں ہوتی ہے اور چونکہ یہ ذریعہ ذکر کا مددگار بھی ہے اس لئے الحمدللہ یہ دنیا بھی نہیں لیکن پھر بھی اس حالت سے فارغ ہونے کے بعد دل میں اور قلب میں کدورت اور رنج محسوس ہوتا ہے جس کا تدارک (علاج) استغفار سے کرتا ہوں۔

تحقیق: (یہ حالت) بالکل سنت کے موافق ہے کہ ضروریات کے سبب بھی کدورت کو قبول کرے اور اس کے تدارک کے لئے استغفار بھی کرے۔ سنت ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے ''انه ليغان على قلبي واني لاستغفر اللّٰه'' الحدیث

ترجمہ: ''کہ میرے دل پر غفلت ہو جاتی تھی۔''

جس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ آپ ﷺ امت کے کاموں میں جیسے جنگ و جدل کے معاملات، ان کی ہمدردی دلجوئی، تعلیم و تزکیہ میں مشغول رہتے تھے اور اتنی دیر جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہوتی تھی جو حقیقت میں غفلت نہیں ہوتی تھی مگر آپ ﷺ اس کو غفلت شمار فرماتے تھے اور اس پر استغفار فرماتے تھے۔

(شرح مسلم ۱:۲۱۲)

سلوک کی انتہاء کے احوال

ایک اجازت یافتہ صاحب کا خط

الحمد للہ! اس وقت (حالت یہ ہے کہ) سلوک کے راستے میں کچھ شبہات محسوس نہیں ہوتے ہیں۔ آنحضرت قبلہ کے طفیل اس راستے کی انتہا جو کچھ اپنی ناقص فہم (سمجھ) میں آئی ہے وہ اصلاح کی غرض سے بے تکلف عرض کرتا ہوں امید کہ تکلیف فرما کر اصلاح فرمائی جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ نفس کا مشاہدہ (یعنی مشاہدہ جیسے یقین) کا حاصل ہو جانا۔ باطن کی آنکھ میں اپنے اور دوسروں کے وجود کا فنا اور نہ ہونے کے برابر ہو جانا، دل کا بالکل یکسو ہو کر ذکر اور مذکور کی طرف متوجہ اور مائل ہو جانا، تمام تعلقات اور سارے خیالات و حالات کا باطن سے فنا و غائب ہو جانا، ہمیشہ بیدار اور فکر مند رہنا، اپنی اور دوسروں کی ذات بلکہ دو جہاں اور سارے غیر سے دل کا آزاد اور فارغ ہو جانا، رضا و تسلیم (اللہ تعالیٰ سے خوش رہنا اور سر جھکائے رہنے) کا عادی بن جانا اور تمام حالات اور سارے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت (چاہت) و مرضی پر دل اور زبان سے راضی اور خوش (رہنا ہے)۔ بس اپنی ناقص فہم کا خلاصہ عرض کر چکا۔

جواب خط

مَاشَآءَ اللّٰہ لیھنك العلم (آپ کو علم مبارک ہو) خوب سمجھ گئے اللھم ادم واقم (اللہ ہمیشگی عطا فرمائیں اور قائم رکھیں)۔

تلاوت کے وقت غلبۂ حال میں لفظ اللہ بلند آواز سے کہنا

حَال: میں نے یہ لکھ دیا تھا کہ کبھی کبھی جب میں مناجات یا قرآن وغیرہ سن لیتا ہوں تو ایک وجدی کیفیت غالب ہو کر بلا تکلف لفظ اللہ بلند آواز سے نکل جاتا ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا ”اس میں کیا حرج ہے کیا شبہ پڑ گیا؟“ شبہ کچھ نہیں لیکن مجھے سنت کے خلاف لگا۔

تحقِیق: جو بغیر غلبۂ حال کے ہو وہ سنت کے خلاف ہے۔

تنگی معاش کے فکر کا علاج

حَال: خادم کو نماز میں بہت پریشانی ہوتی ہے اور طبیعت نہیں لگتی ہے۔ معاش کی تنگی کی وجہ سے بھی ہر وقت اچاٹ (بیزار) رہتا ہے۔ خادم کو عشا کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ کی فرصت ہے آرزو ہے دل کی یکسوئی کے لئے

کوئی دعا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میری کتاب ''اکسیر فی ثبات التقدیر'' کا غور سے مطالعہ کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔

مسلمانوں سے ہمدردی

حال: مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا رنج کسی وقت دل سے دور نہیں ہوتا ہے۔ کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر سکون نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سکون کا مطلب تو یہ ہے کہ (مسلمانوں کی تباہی و بربادی) کا رنج نہ ہو۔ اس لئے ایسا رنج تو مطلوب ہے اور سکون بیدردی ہے۔

ذوق وخشوع کا مختلف الوان (مختلف رنگوں والا) ہونا

حال: جب سے غلام یہاں حاضر ہوا ہے تو نماز میں وہ حضور وخشوع نہیں جو پہلے تھا اور ذکر و شغل کا بھی یہی حال ہے مگر ہاں ذکر میں ذوق ہے اگرچہ پہلے جیسا نہیں ہے خشوع و ذوق کے نہ ہونے کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔

تحقیق: ذوق وخشوع تو ہے مگر خود اس کے الوان (رنگ) مختلف ہیں۔ کسی ایک خاص قسم کے نہ ہونے سے خشوع و ذوق کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

حضور دائمی ہونا

حال: آج کل ایک ایسی حالت ہے کہ جس کو میں لکھ نہیں سکتا ہوں مگر اتنا ضرور لکھ سکتا ہوں کہ کسی وقت غیبت نہیں ہوتی ہے۔ ہر وقت حضور رہتا ہے۔ اسی وجہ سے بدن میں قوت ہوشیاری پوری طرح نہیں رہتی بلکہ ضعف ہو جاتا ہے۔

تحقیق: غفلت عن الحق (اللہ تعالیٰ سے غفلت) کو غیبت کہنا اہل تصوف کی اصطلاح کے خلاف ہے اور اصطلاح کے خلاف میں کلام کرنا دھوکہ ہوتا ہے۔ موہم تلبیس ہے۔ یہ کہنا چاہئے کہ غفلت نہیں ہوتی ہے۔ بہرحال ایک نعمت عظمیٰ (بڑی نعمت) ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسی وجہ سے بدن میں ضعف ہو جاتا ہے وغیرہ (کہنا کیسے صحیح ہے کیونکہ) حضور دائم کو ضعف میں دخل کس طرح ہے۔

آثار عبادت

حال: پہلے تو عبادت ہوتی ہے گنی چنی (تھوڑی سی) مگر اس کی بھی مثال بالکل پھل جھڑی کی سی ہوتی ہے

چھوٹنے کے بعد کچھ بھی نہیں۔

تحقیق: بالکل غلط مثال ہے کیونکہ اعمال کے ختم ہونے سے انکا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ جمع رہتا ہے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نوکر جو کام کرتا ہے کام ختم ہو جاتا ہے مگر تنخواہ چڑھ جاتی ہے مگر دن یا مہینہ ختم ہونے پر ملے گی۔ جس اثر کو آپ مجتمع دیکھنا چاہتے ہیں وہ مقصود نہیں جیسے کسی مزدور کو ہر وقت سلفہ (تھوڑا سا تمبا کو) نہ ملے تو وہ کہے کہ سب محنت ضائع جارہی ہے۔

مایوسی کا علاج

حال: دو روز کی نماز مغرب وعشاء بھی غفلت کی وجہ سے قضا ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں نہایت رویا اور عرض کیا: اے خدایا! یہ کس معصیت (گناہ) کی سزا ہے۔ دوسری رات کو سویا تو یہ معلوم ہوا کہ غیب سے اس کا جواب ملتا ہے کہ "تیرے باطن کے تزکیہ (پاک کرنے) اور ترقی مراتب کے لئے ایسا کیا گیا۔" آنکھ کھل گئی خدا کی رحمت پر نظر گئی اور نہایت خوش ہوا۔

تحقیق: یہ جو کچھ وارد ہوا انکشاف ہے بعض مصالح (مصلحتوں) وحکم (حکمتوں) واسرار (چھپے ہوئے رازوں) اور غلطیوں کا انکشاف ہے جو بلا اختیار ہو جائیں جس سے سالک کی ناامیدی کا علاج مقصود ہے کہ اس ناامیدی سے اعمال میں تعطل اور احوال میں ناشکری ہونے کا گمان ہوتا ہے اس لئے اس انکشاف کی اس نعمت پر شکر کرنا چاہئے اور اس کا مطلب سستی کی اجازت نہ سمجھنا چاہئے۔

حال: اپنے ناقص افعال و اعمال کی طرف ہمیشہ خیال رہتا ہے اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کب تک پوری اصلاح ہوگی۔ کبھی تو مایوسی (ہو جاتی ہے اور) کبھی امید (ہوتی ہے) یہ دو حالتیں ہر وقت موجود رہتی ہیں مگر مایوسی غالب رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر وقت ایک پریشانی لگی رہتی ہے اور سارے اعضاء ست ہو جاتے ہیں اس ناچیز کی طرف حضور کی خاص توجہ فرمانے کا امیدوار ہوں۔

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ: "مٹی جن کی نظر سے سونا ہو جائے —— کاش کہ ان کی نظر ہم پہ ہو جائے۔"

تحقیق: میں تو متوجہ ہی ہوں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ (آپ سے) اصلاح کی حقیقت سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے ورنہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر تو مایوسی ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آپ اس کی حقیقت لکھئے تا کہ اس میں جو غلطی ہو اس کو بتاؤں۔

طبعی اور عقلی چیزوں میں فرق

حَال: منکرات (ممنوع اور بری باتوں) سے جو عقلی اور شرعی طور سے بچا جاتا ہے یعنی عقل اور شریعت کی وجہ سے بچا جاتا ہے طبیعت کی چاہت کی وجہ نہیں (بچا جاتا ہے) جیسے کھانے پینے کے کہ طبیعت ہی چاہتی ہے لہٰذا حضور والا سے سوال ہے کہ کبھی منکرات طبعاً بھی برے ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جَوَاب: (کبھی طبعاً بھی برے) ہو جاتے ہیں۔

سُوَال: اگر طبعاً برے ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں یہ طبعاً برا ہو جانا ہے یا نہیں؟

جَوَاب: کمال ہے مگر مامور بالتحصیل (اس کے حاصل کرنے کا حکم) نہیں (دیا گیا ہے)

سُوَال: پہلی صورت اس کے حاصل کرنے کا طریقہ کیا جائے؟

جَوَاب: جب اس کے حاصل کرنے کا حکم ہی نہیں ہے تو اس کے حاصل کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہیں صرف خدا تعالیٰ کا فضل ہے اس کے لئے دعا کرنا محمود (پسندیدہ) ہے۔

اتباع سنت

حَال: جب میں نماز کے بعد دنیا کے لئے دعا مانگتا ہوں تو خداوند تعالیٰ کی عظمت و جبروت ((ایسی طاری ہوتی ہے کہ) شدید ضرورت کے باوجود دنیوی حاجت کے لیے دعا نہیں مانگی جاتی ہے باوجودیکہ چاہتا ہوں کہ جوتے کا تسمہ بھی اسی سے طلب کرنا چاہئے۔

تحقیق: اتباع کے قابل وہ کیفیت ہے جس کے غلبہ کے وقت اس کی ضد یاد نہ ہو اور جب اس کی ضد بھی مستحضر ہو اور وہ اقرب الی السنۃ (سنت کے زیادہ قریب) ہو تو وہ وجدانیات (محسوس و معلوم ہونے والی چیزوں) کے اتباع سے سنن کے اتباع کو ترجیح و تقدیم ہے۔

آثار شیطانی

حَال: باجہ کی آواز سے جو مکان کے دروازے کے سامنے سے اکثر بارات وغیرہ جاتی رہتی ہیں (اس سے آتی ہے) خود بخود رونے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق: یہ شیطانی اثر ہے طبیعت کو اس طرف سے ہٹالینا چاہئے۔

دینی کتابوں کے اثر کا مطلوب ہونا

حال: عرض یہ ہے کہ حضور والا کی تحریر کے مطابق ان کتب کا مطالعہ شروع کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے سمجھ میں تو سب کچھ آ جاتا ہے کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جو غور کرنے کے بعد بھی سمجھ میں نہ آئے لیکن حافظہ کی کمی ہے کہ مضمون پورا پورا یاد نہیں رہتا ہے۔ حضرت والا سے دعائے خیر کا طالب ہوں کہ خداوند تعالیٰ قوت حافظہ میں ترقی عطا فرمائیں۔

تحقیق: یاد نہ رہنا نقصان دینے والا نہیں بار بار دیکھنے سے جو اثر مقصود ہے وہ طبیعت میں پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ مضمون یاد نہ رہے۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے مواعظ کا مطالعہ بہت کرتا ہوں لیکن مضمون بہت کم یاد رہتا ہے۔

تحقیق: (مضمون کا یاد نہ رہنا) نقصان دہ نہیں کیونکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے جس طرح یہ تو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کس وقت کیا کھایا تھا مگر ان غذاؤں کا جو اثر ہے یعنی قوت وہ باقی رہ جاتی ہے۔

استقامت کے آثار

حال: سلام کے ہدیہ کے عرض ہے کہ بعد دوسرے اوراد کے علاوہ دلائل (الخیرات) کا ورد پورا ہوتا رہتا ہے۔ طبیعت میں استقامت نہیں ہے۔ حضرت اس کے لئے دعاء اور خاص ہدایت مناسب فرمائیں۔ حزب البحر و دعائے مغنی وحزب الاعظم تینوں کی یا تینوں میں سے کسی کی اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔ طبیعت نفی اثبات کے مقابلے میں مسنون دعاؤں میں زیادہ لگتی ہے۔ باقی بندہ کے حق میں بہتر وہی ہے جو حضرت ارشاد فرما دیں گے۔ خادم نے اس تاریک شہر میں کبھی کبھی امر بالمعروف (نیکیوں کا حکم) کرنا شروع کر دیا ہے دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ اخلاص اور قبولیت مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: اوراد و اذکار کا پورا ہوتے رہنا یہ خود استقامت کی علامت ہے چونکہ استقامت کے اور بھی مراتب ہیں جو ابھی حاصل نہیں (ہیں) ان مراتب کے نہ ہونے پر استقامت نہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ ؎

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش   کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست

ترجمہ: ”گدلی یا صاف شراب کی تجویز کا ہم کو حق نہیں ہے جو کچھ مل جائے باطنی تربیت کے لیے وہی بہتر ہے اور ساقی کی مہربانی ہے۔“

(یعنی استقامت کے کئی درجہ ہیں جو بھی ہمیں مل گیا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جو درجہ نہیں ملا اس کی فکر میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ جو مل گیا وہ اس کی عین مہربانی ہے ہمارا تو یہ بھی حق نہیں ہے اس لیے اس ملنے نہ ملنے کی فکر نہیں کرنی چاہیے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہنا چاہیے۔)

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے
ترجمہ: ''مصیبت ہوتی اگر یہ بھی نہ ہوتا۔''

میری رائے میں تربیۃ السالک کا غور اور تکرار کے ساتھ مطالعہ ضروری ہے حزب اعظم کو ان دونوں پر ترجیح ہے۔ موجودہ حالت میں مسنون دعاؤں اور تلاوت قرآن میں وقت صرف کرنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ (ذکر) نفی و اثبات کا وقت بھی اسی میں صرف کر دیا جائے۔

مایوسی کا برا ہونا

حال: مجھے اس حالت سے یہ بھی ڈر ہے کہ نعوذ باللہ میرا خاتمہ اسی ڈر اور ناامیدی پر نہ ہو۔

تحقیق: عقلی ناامیدی بری ہے یعنی یہ اعتقاد ہو جائے کہ مجھ پر ہرگز رحمت نہ ہوگی اور موجودہ حالت ایسی نہیں۔

خالق سے مخلوق کا ڈر طبعی طور پر زیادہ ہونے کی وجہ

حال: صرف یہ خیال ہے کہ نظر روکنے کے وقت یا کسی اور گناہ سے روکنے کے وقت حضور کا حق تعالیٰ کے ڈر کی طرح ہوتا ہے بلکہ حضور والا کا ڈر قلب میں زیادہ ہوتا ہے کہ اگر حضور کو معلوم ہوا تو بہت ناخوش ہوں گے اگر پتہ نہ دیا تو پھر بھی مصیبت سے پھر اصلاح کیسے ہوگی۔ پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شرک نہ ہو۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ اس میں احقر کی جو غلطی ہے اس کی اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: مخلوق کا ڈر خالق سے طبعی طور پر زیادہ ہونا برا نہیں کہ غیر اختیاری ہے اور عقلی اور اعتقادی طور پر زیادہ ہے، اور آیت ﴿لانتم اشد رهبة فی صدورهم ورهم من الله﴾ کا یہی مطلب ہے طبعی طور پر زیادہ ہونے کی تین وجہیں ہیں ایک یہ کہ مخلوق محسوس ہے اور حق تعالیٰ محسوس نہیں اور طبعی طور پر حاضر کا اثر غائب سے زیادہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مخلوق سے معاف کرنے کی امید کم ہے اور خالق سے زیادہ تیسرے یہ کہ مخلوق کی نظر میں ذلت پسند نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل ہونا پسند ہے۔

حقوق العباد کا فکر ہونا

سوال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اگر کسی کو دل سے حقیر سمجھا یا کسی پر حسد کیا یا اور کوئی برے اخلاق جس کا

تعلق دوسرے سے ہو اس کا ارتکاب دل سے لیا لیکن ہاتھ اور زبان سے کوئی غلط نہیں کیا تو یہ بھی حقوق العباد میں داخل ہے اور اس کو بھی معاف کرانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا اس لئے یہ حقوق العباد نہیں ہوئے صرف اللہ تعالیٰ سے توبہ آئندہ کی اصلاح کافی ہے۔

حال: اب کیفیت عرض کرتا ہوں کہ کبھی بہت خوف محسوس ہوتا ہے خصوصاً مراقبہ کے وقت اور طبیعت بہت گھبراتی ہے اور ایسا جی چاہتا ہے کہ ابھی چلا جاؤں اور حقوق العباد سے چھٹکارا (حاصل) کرکے آؤں لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کس کس مشکل سے یہاں آنا نصیب ہوا اور یہیں کی وجہ سے یہ چاہت پیدا ہوئی ہے اور جا کر معلوم نہیں کب چھٹکارا ملے یہاں تین ماہ اور رہ جاتا تو کچھ پختگی آ جاتی۔ (یہاں سے) جانے کو جی نہیں چاہتا یہاں سے جانا گو جنت سے علیحدہ ہونا ہے۔

تحقیق: عزم چونکہ حقوق کے ادا کرنے اور پورا کرنے کا ہے اس لئے یہاں رہنے کی وجہ سے اس میں جو وقفہ ہوگا نقصان دہ نہیں اور جن حقوق کی صفائی بذریعہ خط یا وکیل کی ہو سکے اس میں وقفہ کی بھی ضرورت نہیں۔

* * *

حال: ملخصاً۔ ایک دوست کے بچے میری نگرانی میں پڑھتے ہیں وہ ان کے لئے خرچ بھی دیتے ہیں۔ میں نے انتہائی احتیاط پر عمل شروع کیا کہ حساب میں ایک پیسہ کی غلطی نہ ہو مگر خرچ کے مشترک ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکا اور جدا انتظام بھی ممکن نہ ہوا پھر ایک مناسب رقم کھانے کی مقرر کر لی وہ رقم اتنی ہے کہ یقیناً ان کا کچھ بچتا ہی ہوگا اگرچہ میں ان بچوں کی راحت و رغبت کا ہر طرح خیال رکھتا ہوں مگر میری دلی چاہت کے مطابق اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور رخصت پر عمل کیا جس پر وہ دوست دل سے راضی بھی ہیں۔

تحقیق: عزیمت اور رخصت (کسی چیز کا اعلیٰ اور ادنیٰ) دو درجے وہاں ہوتے ہیں جہاں صاحب حق یہ دو درجے خود مقرر کرے۔ اور جب ان دوست کی طرف سے یہ تقسیم نہیں ہے تو جس کو آپ رخصت سمجھے ہیں وہ عزیمت ہی ہے۔

تمکین کے آثار

حال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم السلام علیکم۔ کمترین ہاتھ باندھے عرض کرتا ہے کہ (بندہ) حضور والا کے فرمان کے مطابق ظاہری اور باطنی اعمال کا پہلے سے اب زیادہ اہتمام رکھتا ہے اور چند امور کی پابندی تو

بہت دنوں سے کر لی ہے۔ (وہ یہ ہیں کہ) کم بات کرنا، لوگوں سے کم میل جول کرنا، تنہائی اختیار کرنا۔ اس لئے کہ میرے ذمہ کوئی دنیاوی کام نہیں جو ان کی ضرورت پڑے اگر کبھی آزمائش پیش آجاتی ہے تو اس کا نقصان محسوس ہوتا ہے۔ حضور اس عریضہ کے جواب آنے کے بعد یہ سب وخیالات کم ہوگئے حاضری کے بعد دو مرتبہ سخت وحشت ہوئی مگر پھر حضور کی عنایت سے طبیعت سنبھل گئی۔

اب موجودہ کیفیت یہ ہے کہ ذکر اللہ کے وقت کبھی تو ایسی حضوری ہو جاتی ہے کہ گویا دیکھ رہا ہوں اور نہایت ادب اور خشوع وخضوع سے (اللہ تعالیٰ کے) سامنے ذکر کر رہا ہوں اور اپنی ناکامی عرض کر رہا ہوں اور کبھی مشاہدہ (اللہ تعالیٰ کو دیکھنے) کی سی حالت نہیں رہتی ہے مگر دل کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال گھیرے رہتا ہے اور اللہ ’’حاضری اللہ ناظری اللہ معی‘‘ کا تصور کرنے سے پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ چونکہ عمر کا اکثر حصہ گزر گیا اور اب جو باقی ہے وہ ضعف وناتوانی کا ہے اور اس پر مزید امراض بھی ہیں۔ محنت بھی جیسی (ہونی) چاہئے نہیں کر سکتا (ہوں)۔ اپنی حالت پر سخت افسوس رہتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا نہ لوگوں سے ملنے کو جی چاہتا ہے نہ کھانے پینے میں مزہ آتا ہے۔ طبیعت ہر وقت مغموم رہتی ہے۔ اس غلام کو پورا اطمینان ہے کہ حضور میرے حال پر بہت شفقت اور عنایت سے توجہ فرمائیں مگر میرے میں ہی استعداد نہیں ہے ورنہ اب تک کی اصلاح ہوگئی ہوتی۔

رمضان شریف میں خشکی بڑھ گئی بواسیر کے مرض میں زیادتی ہوگئی۔ یہ خیال ہوا کہ رمضان شریف کے بعد علاج اور مرتب غذا وغیرہ کے استعمال سے صحت حاصل ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک مرض میں ترقی ہے کوئی صحت نہیں۔ دعا کے لئے عرض کرتا ہوں گھی اور دودھ وغیرہ کا استعمال رکھتا ہوں اور دوا بھی استعمال کرتا ہوں۔ کل سے حکیم ہاشم صاحب سے علاج کرانے کا ارادہ ہے کئی روز ہوئے ذکر کی حالت میں قلب پر اس صورت کا نقش محسوس ہوا اور اس کے آس پاس سفید نقوش تھے خواہ حروف ہوں یا اور کچھ مگر کمترین نے بالکل التفات نہیں کیا۔ چند منٹ میں زائل ہوگیا۔

صورت نقش (اس میں نقوش)

حضور نے تعلیم الدین میں تحریر فرمایا ہے کہ صاحب تلوین (مختلف الحال آدمی آدمی غیر مستقل حال والا) ابھی راستہ میں ہے۔ حضور پھر مجھے بھی پہچانئے کب تک راستہ میں پڑا رہوں۔ دس بارہ سال ہوگئے جب کمترین نے اپنے حالات عرض کئے تھے تو جواب ارشاد ہوا تھا کہ یہ سب تلوین ہے پھر تمکین ہوگی مگر (تمکین ہونے کا) وقت معین نہیں۔ اب تو آستانہ پر پڑا ہوں کبھی تو اصلاح ہو جائے گی ناامید از رحمت شیطاں بود (تَرجَمۃ:) ’’اللہ

تعالیٰ کی رحمت سے شیطان ناامید ہوتا ہے۔'' جب یہ مصرع یاد آتا ہے تو اپنی ناامیدی سے توبہ کرتا ہوں اور پھر امید باندھتا ہوں اور اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام لینے کی اور اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائی ہے یہی کیا کم فضل واحسان ہے۔ ۲۴ ہزار اسم ذات کا ورد رکھتا ہوں جب سے حاضر ہوا ہوں کبھی زائد بھی ہوجاتا ہے۔

تحقیق: الحمدللہ تمکین کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اس مکتوب کے مضامین سے بہت مسرت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن مقصود سے قریب ہوتا جائے گا۔ ؎

کوئے نومیدی مرو کامیدہاست   سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

ترجمہ: ''ناامیدی کی گلیوں میں کیوں رہتے ہو امیدیں بہت ہیں ——— تاریکی میں نہ رہو آفتاب بہت ہیں۔''

باقی اہل طریق کے یہاں یہ بات طے ہے کہ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں اس کی یہ تفصیل ہے کہ مقصود کے حصول کا قلب میں تقاضا نہ رکھے کہ یہ بھی حجاب پردہ ہے کیونکہ اس تقاضے سے پریشانی ہوتی ہے اور پریشانی یکسوئی اور تفویض (خود کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردینے) کو منتشر کردیتی ہے اور جمعیت وتفویض ہی وصول کی شرط ہے اس (بات کو) خوب راسخ کرلیا جائے کہ (یہ بات) سلوک کی روح ہے۔ یہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کی عطاکردہ خصوصیات میں سے جس کو وقت کے مشائخ میں سے بہت کم نے سمجھا ہے۔

آثار عروج ونزول

حال: کمترین کے پوتا پیدا ہوا ہے اکثر بیمار رہتا ہے اس کی دادی نے تعویذ کے لئے مجھ سے کہا جناب مولانا صاحب سے ایک تعویذ لے کر چلا راستہ میں خیال آیا کہ مسمّٰی کو چھوڑ کر اسماء کی توجہ کرنا اللہ تعالیٰ سے عرض کرو جو کچھ عرض کرنا ہے یہی الفاظ ہیں جو اس وقت تصور میں آئے تعویذ لاکر دے دیا اور کہہ دیا کہ ابھی رکھ دو۔ یہ واقعات اس لئے عرض کئے کہ ایسے مواقع میں کیا مناسب ہے اور کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ عروج کے آثار (میں) سے ہے اور نزول اس سے بھی اکمل ہے وہ یہ کہ ہمارا اتنا رتبہ نہیں جو مسمّٰی (نام والے یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف بغیر اسماء (نام) کے توجہ کرنے کے قابل ہوں اسی راز سے ''واذکر اسم ربك'' **ترجمہ:** ''کہ اپنے رب کے نام سے ذکر کرو۔'' فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح کی خدمت کی وجہ سے سلوک میں ترقی ہونا

سوال: کل بروز منگل روانگی کا ارادہ ہے۔

جواب: خدا تعالیٰ کے سپرد۔

سوال: اس کے بعد اگر خدمت بابرکت میں خط بھیجوں تو کون سا خط شامل ہونا چاہئے۔ یہ

جواب: ہاں۔

سوال: یا اس سے پہلے والا۔

جواب: میرا یہ دل چاہتا ہے کہ آپ خدا کے بندوں کی کچھ دینی خدمت کریں کہ یہ خدمت بھی (اللہ تعالیٰ تک) پہنچنے اور قریب ہونے میں مددگار ہے وہ خدمت یہ ہے کہ

اگر کوئی سچا طالب ہو اس کو اللہ کا نام بتا دیا کریں اور اگر وہ شوق رکھتا ہو تو اس کو داخل سلسلہ بھی کر لیا کریں۔ اس کی برکت سے سلوک میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی ہوگی جیسے کسی طالب علم کو کتاب شروع کرا دینے سے اپنی استعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔ باقی خدا تعالیٰ مالک و معین (مددگار) ہے۔

خشیت اور دل کی کمزوری کے آثار

حال: ایک مشکل اور پیش آئی وہ یہ کہ مقبرہ میں زیارت کے لئے جب کبھی جاتا ہوں تو جب مقبرہ اور مردوں کا خیال کرتا ہوں تو اپنا کیا حال ہوگا اس خیال کے بعد ایسی حالت ہوتی ہے کہ بہت شدت کے ساتھ اندر سے چیخ آتی ہے اور بے ہوش ہونے کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اس وقت بہت برداشت کر کے ساتھ چیخ کو روکتا ہوں اور جی میں یہ خیال آتا ہے کہ لاؤ یہاں سے کسی جنگل کی طرف چلا جاؤں لوگوں کے پاس جا کر کیا کروں گا۔ اس وقت حضرت والا کو یاد کرنے سے ڈر لگتا ہے کہ یہ خیال اگر حضرت والا کو کسی طرح سے معلوم ہو جائے گا تو مجھ کو خانقاہ سے نکال دیں گے۔ اس کے بعد افسوس کے ساتھ چلا آتا ہوں کہ خدا جانے کب اس جنگل میں گھر کرنا پڑے گا یا یہ وحشت دل کی کمزوری کی وجہ سبب سے ہے؟ اگر دل کی کمزوری ہے تو اس کا علاج بتلا کر سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے اور کبھی اس کی وجہ خشیت مطلوبہ ہوتی ہے چند روز میں اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ احتیاطاً دل کو قوت دینے والی چیز کا استعمال کر لیا جائے۔

نماز کی قبولیت کے آثار

حال: جب بندہ رجب کے مہینہ میں تھانہ بھون میں آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کے لئے چھ روز ٹھہرا تھا بندہ نے وہاں آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کے فیض کی بڑی برکت دیکھی ہے جو آج تک دوسرے شخص میں نہیں دیکھی ہے۔ یہ زبان بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر بھی اس لئے تحریر کرتا ہوں کہ آپ بندہ کو اس

معاملہ سے خبردار کر دیں کہ یہ کیا معاملہ تھا جو بندہ نے دیکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب آپ فجر و مغرب و عشا میں جماعت کی نماز میں تلاوت قرآن میں کوئی سورت تلاوت کرتے تھے تو بندہ آپ کے پیچھے اگلی صف میں ہوتا تھا۔ قرآن کے جو کلمات آپ کی زبان سے نکلتے تھے وہ نور کے ٹکڑے بن کر سب مقتدیوں کے اوپر پھیل کر اوپر کو چلے جاتے تھے۔ بندہ نے بہت حافظوں کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں مگر ایسا معاملہ کسی حافظ کے پیچھے نہیں دیکھا۔

تحقیق: شاید حق تعالیٰ نماز و قرآن کو قبول فرما لیتے ہوں اگرچہ میں اس قابل نہیں۔

حال: بندہ کے دل پر ہمیشہ نماز میں جو وسواس گزرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو ایک سفید پتلا سامنے کھڑا نظر آتا رہتا ہے۔ اگر بندہ اس کی طرف خیال کرتا ہے تو نماز میں بے ہوشی ہو جاتی ہے اور اگر خیال نہ کیا تو وہ سامنے سے جاتا نہیں ہے جب تک نماز پڑھتا رہتا ہوں وہ اسی طرح نظر آتا رہتا ہے۔ اگر آنکھیں بند کرلوں تو نماز میں بے ہوشی ہو جاتی ہے اب یہ فرمائیں کہ اس سفید پتلا کے سامنے نظر آنے سے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں ہے۔

تحقیق: نہ آنکھیں بند کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو پھر نماز میں کچھ حرج نہیں۔ نہ اس کی تحقیق میں پڑو کہ وہ پتلا کیا ہے کئی احتمال ہیں۔

انس و ہیبت کے آثار

حال: پہلے بندہ پر یہ حالت تھی کہ امید رجاء کی وجہ سے طبیعت پر سکون تھا اب دو تین ماہ سے یہ حالت ہے کہ خوف زیادہ ہے اور اکثر وقت طبیعت کانپتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: پہلی حالت انس کی تھی یہ ہیبت کی ہے دونوں حالتیں بلند (حالات میں) سے ہیں بلکہ دوسری حالت زیادہ مفید ہے۔

حال: حضور والا سے پہلے ڈر زیادہ رہتا تھا اگرچہ الحمد للہ اعتقاد تو تھا لیکن ڈرتا بہت تھا اور حضور کی عظمت غصہ والی لگتی تھی اور اب ڈر نہیں لگتا ہے اور ڈر نہیں ہوتا اور حضور کی عظمت شفقت والی لگتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ جا کر حضرت سے لپٹ جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے برداشت ہے کہ عقلی طور پر ایسا نہیں کروں گا۔ پس عرض ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے خوف کم اور رجا کی امید قوی تھی اور اب اس کا الٹ ہے اور حضور والا سے پہلے خوف زیادہ اور اب اس کا الٹ ہے۔ یہ کیا حالت ہے اور یہ تغیر تبدل کیوں ہوا؟ اس میں تردد ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: دونوں کا سبب اللہ تعالیٰ کی پہچان میں ترقی اور زیادتی ہے مگر حق تعالیٰ کے کمالات غیر محدود و غیر متناہی ہیں لہٰذا انس و ہیبت کی حالت آگے پیچھے پیش آتی رہے گی کبھی کبھی ایک ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا

ہے اس کے بعد ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے ہیبت ہوتی ہے پھر ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے مگر پہلی انس والی تجلی سے مختلف ہوتی ہے اگر چہ فرق ہلکا سا ہو پھر ہیبت کی تجلی ہوتی ہے اور اسی طرح پہلی تجلی ہیبت والی تجلی سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ مخلوق کے کمالات محدود و متناہی میں معرفت (کے) ہوتے ہوتے ان کا احاطہ ہو جاتا ہے (یعنی وہ شمار میں آ جاتے ہیں) اور احاطہ کی خصوصیت عادی ہو جانا ہے اور عادی ہو جانے کی خصوصیت ہیبت کا کم ہو جاتا ہے۔

مقدمہ علاج کا فرض نہ ہونا

حَالؒ: ایک ذاکر نے مختلف قسم کے حالات لکھ کر علاج چاہا اس کا یہ جواب دیا گیا۔

تحقیق: علاج تو اس وقت ہو جب یہ حالات امراض ہوں یہ حالات تو خود بہت سے امراض نفسانیہ کی دوائیں ہیں جو بعد میں سمجھ میں آئے گا۔

دل کے سکون کا باقی نہ رہنا

حَالؒ: یہاں خانقاہ میں رہ کر تو وہ سکون قلب حاصل ہوتا ہے کہ شاید کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہ ہو نہ گھر کا خیال آتا ہے نہ خط لکھنے کو جی چاہتا ہے، نہ خانقاہ سے باہر جانے کو جی چاہتا ہے، نہ یہاں کسی سے زیادہ ملنے کو طبیعت چاہتی ہے اور قلب میں ایک کیفیت اور توجہ الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) پیدا ہو جاتی ہے تہجد کبھی قضا نہیں ہوتی مگر گھر جا کر یہ کیفیت آہستہ آہستہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے اس کے باقی رہنے کی کیا صورت کی جائے۔

تحقیق: (اس کا باقی رہنا) عادۃً ممکن نہیں کسی کو ہوا بھی نہیں جو ہے غنیمت ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ”دور کی مجلس میں ایک دو پیالے پیو اور جاؤ —— ہمیشہ ملنے کی امید نہ رکھو۔“ (یہ کیفیات ہمیشہ نہیں رہتی ہیں اس لیے ان کے ہمیشہ رہنے کی تمنا نہیں کرنا چاہیے۔)

فرائض ونوافل میں خشوع کے فرق کی وجہ

حَالؒ: فرائض میں خشوع خضوع کم ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بحمد اللہ اکثر خشوع ہوتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت سلمہ اس کے متعلق چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرما دیں۔

تحقیق: (آپ نے) فرائض میں خشوع کے کم ہونے اور تہجد میں (خشوع کے) زیادہ ہونے کے اسباب

دریافت فرمائے ہیں۔ ایسی باتوں کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں اور وہ بھی مختلف جو لکھنے میں نہیں آ سکتے مثلاً فرض کے اوقات میں مشاغل کی زیادتی اور رات کے آخر میں ان کا یا ان واقعات میں لوگوں کی اطلاع کا ہونا اور اخیر شب میں اطلاع کا نہ ہونا یا فرائض میں سب لوگوں کا شریک ہونا جو لذت کو کم کرنے والا ہے اور تہجد میں تہجد پڑھنے والے کا اکیلا جدا ہونا جو لذت کو زیادہ کرنے والا ہے اسی طرح اور دوسری باتیں ہیں یہ باتیں غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کے اسباب کی تلاش یا ان سے متاثر ہونا (سلوک کے) راستے کے خلاف ہے۔ اختیاری خشوع اگرچہ تھوڑا ہو غیر اختیاری خشوع اگرچہ زیادہ ہو پہلا (یعنی اختیاری خشوع) کیونکہ اس کا حکم ہے (اس لئے یہ) دوسرے (یعنی غیر اختیاری خشوع) سے کئی درجے افضل ہے۔ آپ کی خاطر سے یہ لکھ دیا ہے ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔

اختیاری امور کا علاج کے قابل ہونا نہ کہ غیر اختیاری امور علاج کے قابل ہوتا ہے

حال: احقر کا ایک عیب یہ ہے کہ کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے اور اس کی علامات چند طریقے سے ظاہر ہوتی ہیں۔

❶ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آئے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کا خطرہ (خیال) گزرتا ہے۔

❷ اگر اس شخص کو اس گناہ سے منع کرتا ہوں تو تیز زبان سے منع کرتا ہوں۔

❸ کبھی ان کو دیکھنے سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔

❹ ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ عام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

❺ ان کے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہیں کرتا ہوں۔

❻ ایک علامت اپنے کو اچھا سمجھنے کی یہ پاتا ہوں کہ اگر کوئی میری تعریف کرے اور وہ کہے کہ تم مجھ سے اچھے ہو تو اس وقت اس کی بات کے رد کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ نہیں صاحب آپ کو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپ کے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہیں پاتا بلکہ کبھی ایسا لگتا ہے کہ فقط زبان ہی سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت والا احقر کے ان امراض کا علاج ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: ان علامات کے متعلق الگ الگ لکھو کہ ان میں کیا کیا اختیاری ہیں اور کیا کیا غیر اختیاری اور یہ لکھو کہ اختیاری کا ترک بھی اختیاری ہوتا ہے یا نہیں اور یہ لکھو کہ کیا غیر اختیاری کا علاج ضروری ہے؟

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

حال: ① پہلی علامت کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب نظر آئے اور بندہ اس کا مرتکب نہیں تو دل میں اپنے کو اچھا سمجھنے کا خطرہ گزرنا یہ غیر اختیاری ہے۔

② دوسری علامت اگر ایسے شخص کو گناہ سے منع کرتا ہے تو تیز زبان سے منع کرتا ہے یہ اختیاری ہے۔

③ تیسری علامت کبھی ایسے شخص کو دیکھنے سے نفرت سی معلوم ہوتی ہے یہ غیر اختیاری ہے۔

④ چوتھی علامت عام آدمی جو نماز وغیرہ شریعت کے احکام کے پابند نہیں اور عام طور پر گناہ میں مبتلا ہیں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ غیر اختیاری ہے (یعنی ان کو دیکھ کر دل میں جو حقارت آجاتی ہے)۔

⑤ ان کے ساتھ اپنے سے بڑا اور اچھا جیسا نرمی اور تعظیم کا برتاؤ نہ کرنا یہ اختیاری ہے۔

⑥ چھٹی علامت دوسرے کی بات رد کرنے کے لئے یہ کہنا کہ نہیں صاحب آپ کو کیا پتہ میرے اندر بڑے بڑے عیب ہیں آپ مجھ سے بہت اچھے ہیں میں بہت خراب ہوں آپ کے پیر کی خاک کے برابر ہوں لیکن دل کی حالت اس قول کے مطابق نہ پانا یہ غیر اختیاری ہے۔

جو بات اختیاری ہوتی ہے اس کا ترک بھی اختیاری ہے اور جو بات غیر اختیاری ہے اس کا علاج ضروری نہیں ہے اس لئے کہ غیر اختیاری امور میں مواخذہ نہیں ہوگا۔

اب بندہ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ جتنے عیوب اختیاری ہوں گے ان کا دفع کرنا بھی اختیاری ہوگا لہٰذا ان کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے ان کا مقابلہ کیا جائے اور امور غیر اختیاریہ کے پیچھے ہی نہیں پڑنا چاہئے۔ احقر کے جوابات میں اور اس سمجھ میں اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو ہدایت فرمائی جائے۔

تحقیق: ٹھیک ہے اتنے اضافہ کی اور ضرورت ہے کہ امور غیر اختیاریہ کی چاہت پر عمل کرنا کبھی برا ہوتا ہے اور اختیاری ہوتا ہے اس کو اختیار سے چھوڑنا بھی واجب ہے۔

* * *

ذکر الٰہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
شمس و قمر میں توہی تو   برو بحر میں توہی تو
قلب و نظر میں توہی تو   ہر سو ہے فیض امر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
ذرّوں میں اور کرنوں میں   قطروں میں اور جھرنوں میں
قوس و قزح کے رنگوں میں   آتا ہے جلوہ نظر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
کوئی ہے اونچا تو کوئی نیچا   کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
سارے جہاں کا ہے یہ تغیر   سب کچھ زیر و زبر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے   اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
اب تو جی کو یہ ہی لگے   تجھ بن نہیں گذر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
سارے زمانے کی وسعت   تیرے سمانے کو ہے تنگ
اک مومن کا دل ہی ہے   ہوتا ہے یاں پہ بسر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
اٹھوں بیٹھوں جو بھی کروں   یاد میں اے رب تجھ کو کروں
ذکر کسی کا میں نہ کروں   لب سے اپنے مگر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پہ تیرا
دل کو کیا ہے خالی سب سے   تیری طلب ہے آگے سب سے
قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے   سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
خوابوں میں ہے خیالوں میں   تو ہی ہے میری باتوں میں
انگ انگ میں ہے سانسوں میں   ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ سے جو نسبت ہے میری   دونوں جہاں کی ہے عزت میری
ساری عمر کی ہے پونجی میری   یہ ہی بنا ہے فخر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
مجھ کو گناہوں سے اپنے ڈر ہے   ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
غفاری پر تیری نظر ہے   ستاری ہے سپر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
عرض ہے ارشاد ہی یہ یارب   اس کو اپنا بنا لے اے رب
دل کے ارماں پورے ہوں سب   ہو جو کرم اس پر تیرا

◆